فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

حلقۂ فخر ازہر کے علمائے اہلِ سنّت کے فتاوی کا مستند مجموعہ

عطایا النبی الاطہر فی فتاوی فخر الازہر

المعروف

فتاوی فخرِ ازہر

جلد دوم

المرتب

مولانا محمد امجد رضا امجدی

مقام پٹھن پورہ، سرسنڈ، سیتامڑھی بہار

حسبِ فرمائش

حافظ وقاری محمد ایوب رضا خاں یار علوی بلسئی پورہ سراوستی یوپی

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

(فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

عطایا النبی الاطہر فی فتاوی فخر الازہر

المعروف

فتاوی فخر ازہر

جلد دوم

مرتب

امجد رضا پٹھن پور وہ سیتا مڑھی بہار

ناشر
اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کانام	:	فتاوی فخر ازہر
مرتب	:	مولانا امجد رضا صاحب قبلہ پٹھن پوروہ سیتا مڑھی بہار
نظر ثانی	:	مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب قبلہ
		مفتی شرف الدین صاحب قبلہ
		مفتی محبوب عالم صاحب قبلہ
کلمات دعائیہ	:	خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی قاضی گووا
تقریظ جلیل	:	نائب فقیہ ملت مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی صاحب قبلہ اوجھا گنج ضلع بستی (یوپی)
تقریظ جمیل	:	مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب قبلہ ہاسپیٹ کرناٹک الھند
کمپیوزنگ	:	فقیر تاج محمد قادری واحدی اترولوی 9984820639
پروف ریڈنگ	:	جملہ اراکین فخر ازہر گروپ
حسب فرمائش	:	قاری محمد ایوب خاں یارعلوی صاحب قبلہ مہلی پور شراوستی
سنہ اشاعت	:	سنہ ۱۴۴۲ ہجری بمطابق سنہ ۲۰۲۱ عیسوی
صفحات	:	پانچ سو اٹھاون (۵۵۸)

(دعائیہ کلمات)

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ماہر علم وفن حضرت العلام حضرت علامہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی قاضی گووا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

امابعد الحمدللہ رب العالمین ، فدوی کو **فتاویٰ فخرِ ازہر** کی جلدِ اول کے اجراء کی سعادت اب سے تقریباً ایک ماہ پیشتر نصیب ہوئی تھی ، اب جلدِ دوم کی تیاری قریبِ تکمیل ہے اور اس پر فقیر کو اپنے تاثرات قلمبند کرنے کا موقع میسر ہوا ہے ، دراصل یہ مجموعۂ فتاویٰ حلقۂ فخرِ ازہر میں حل کئے گئے سوالات کے جوابات کا مجموعہ ہے جس میں قرآن وسنت اور معتبر و مستند کتبِ فقہ سے مدلل جوابات عنایت کئے گئے ہیں ، اور صحتِ ترتیب نیز مطابقتِ جواب از سوال کا حتی الامکان لحاظ رکھا گیا ہے پھر بھی بتقاضائے بشری فروگذاشت کا امکان ضرور ہے لہذا "الانسان مرکب من الخطاء و النسیان" کے تحت افادہ واستفادہ فرمانے والے صفح و درگذر نیز اطلاع علی الخطاء کا ذمہ ضرور نبھائیں !

ابھی بعدِ کمپوزنگ فقیر کی نظر سے مجموعہ نہیں گذرا ہے البتہ دورانِ سوال و جواب تصحیح وتصدیق کے مراحل میں اکثر و بیشتر حصے نظر نواز ہوتے رہے ہیں اور اصلاح وتصویب کے بعد تصدیقات وتائیدات سے مزین بھی ہوتے رہے ہیں ، فقیر کی دعا ہے کہ پروردگار تمام مجیبین و مصدقین و مرتبین نیز منتظمین کو بہتر سے بہتر خدمات کی انجام دہی پر اپنی شایانِ شان اجر وصلہ عطا فرمائے اور مدیرِ بزم مکرمی حضرت حافظ وقاری ایوب رضا صاحب مدظلہ العالی کو دونوں جہانوں میں سرخروئی اور نعمتیں عطا فرمائے اور مساعیِ جمیلہ کی صورت میں ان کے جمع فرمودہ مجموعۂ فتاویٰ سے عوام وخواص کو مستفید فرمائے۔ آمین آمین آمین یا رب العالمین بجاہ نبیك سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

فقط العبد الافقر الی اللہ تعالیٰ

ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی

2 رجب المرجب 1442 مطابق 16 فروری 2021 بروز منگل ،

(تاثرات گرامی)

حضرت علامہ مفتی محمد محبوب رضا مصباحی صاحب قبلہ
رضا دارالافتاء بھیونڈی مہاراشٹر

باسمہ تعالی

فخر ازہر گروپ کے مفتیان کرام کے فتاوے جو تواریخ، فرائض اور حظر واباحت پر مشتمل ہیں قاری مکرم ایوب صاحب کے ذریعے مطالعہ کیا الحمدللہ فقیر قادری نے تمام فتاوے پر سرسری نظر ڈالی بعض کو بالاستعاب پڑھا فتاوے کو مستند ومبرہن پایا البتہ بعض مقامات پر صرف اردو حوالے پر اکتفا کیا گیا ہے اگر عربی عبارات سے مزین کرتے تو نور علی نور ۔ پھر بھی مقصد تک پہنچنے میں مفتیان کرام نے محنت کی ہے اللہ کریم سب کو دارین کی سعادتوں سے بہرور فرمائے۔

فقط

محمد محبوب رضا مصباحی
رضا دارالافتاء بھیونڈی مہاراشٹر

(تائید جمیل)

سراج العلماء شرف ملت علامہ مفتی شرف الدین رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ بنگال

بحمدہ تعالیٰ جملہ جوابات کی نظر ثانی مکمل کر چکا ہوں مجیبین حضرات قابل صد رشک ہیں جنہوں نے ہر زاویئے سے بہتر سے بہتر جوابات دیئے بعض جگہ املاء کی خامیاں ہیں اس پر نظر کر لیجئے گا بقیہ سب ٹھیک ہے۔

فقط

محمد شرف الدین رضوی

دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ بنگال

(تقریظ جلیل)

نائب فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی مہتمم اعلیٰ وصدر شعبۂ افتاء مرکز تربیت افتاء دارالعلوم امجدیہ اہل سنت ارشد العلوم اوجھاگنج ضلع بستی (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ والصلوۃ والسّلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

شرع کی اصطلاح میں افتاء کا معنی ہے کسی کو مسئلہ کا حکم بتانا یا شرعی فیصلہ سے آگاہ کرنا حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں کہ " الافتاء فانہ افادۃ الحکم الشرعی "یعنی فتویٰ دینے کا مطلب حکم شرعی سے آگاہ کرنا اھ (ج ۵ صفحہ ۳۶۰)

اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں " انما الافتاء ان تعتمد علی شئ وتبین لسائلك ان ھذا حکم الشرع فیما سئلت " یعنی فتویٰ دینے کے معنی پورے اعتماد کے ساتھ سائل کو اس کے سوال کا شرعی حکم بتانا ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۳۸۲)

فتویٰ کا مفہوم گو کہ عام ہے اور ہر حکم شرعی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے مگر فقہ کی اصطلاح میں یہ لفظ اس مفہوم عام کے مقابل بہت ہی خاص ہے وجہ یہ ہے کہ فقہائے اسلام فتویٰ کا اطلاق ایسے نو پید مسائل پر کرتے ہیں جن کے تعلق سے علماء مذہب یعنی امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، علیہم الرحمۃ والرضوان سے کوئی روایت منقول نہیں ہے جن کے احکام اصحاب امام اعظم کے بعد کے مجتہدین نے اپنے اجتہاد سے بیان فرمائے تو حقیقت میں یہی حضرات مفتی مجتہد کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہیں اور ان کے بیان کردہ مسائل فتاویٰ ہیں جیسا کہ حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں " الفتاوی والواقعات وھی مسائل استنبطھا المجتھدون المتاخرون بما سئلوا عن ذالك ولم یجدو فیھا روایۃ عن اھل المذھب والمتقدمین وھم اصحاب ابی یوسف ومحمد واصحاب اصحابھما وھلم جراوھم کثیرون " اھ (شرح عقود رسم المفتی ص ۴۹)

حاصل یہ کہ ہمارے زمانے کے فقہاء کرام کے فتاویٰ درحقیقت فتویٰ نہیں ہوتے بلکہ حقیقی مفتی کے اقوال کی نقل ہوتی ہے تاکہ مستفتی اس کی روشنی میں حکم شریعت اخذ کرسکے تو حقیقت میں مفتی مجتہد ہوتا ہے لہذا جو شخص مجتہد نہ ہو صرف کسی کے قول یاد رکھتا ہو وہ حقیقت میں مفتی نہیں ایسے شخص سے جب کوئی سوال ہو تو اس پر لازم ہے کہ کسی مجتہد کے قول کو بطور حکایت بیان کردے حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: " المفتی ھو المجتھد فاما غیر المجتھد ممن

یحفظ اقوال المجتھد فلیس بمفت والواجب علیه اذا سئل ان یذکر قول المجتھد کالامام علی وجه الحکایة فعرف ان ما یکون فی زماننا من فتویٰ الموجودین لیس بفتوی بل ھو نقل کلام المفتی لیاخذ به المستفتی " اھ(ردالمحتار ج ا ص ۴۷)

لیکن یہ نقل بھی کوئی آسان کام نہیں کہ جو چاہے احکام کو نقل کر دے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فتویٰ نویسی یہ بہت ہی اہم اور ذمہ داری کا کام ہے اس کی کچھ حدیں ہیں جس کے دائرہ میں رہ کر فتویٰ نویسی کام کرنا ہوتا ہے، کچھ اصول وضوابط ہیں جس کے مطابق ہی اس کام کو انجام دینا ہے، آداب وشرائط بھی ہیں جس کی رعایت ایک فتویٰ نویسی کے لیے ضروری ہوتی ہے، ساتھ ہی اسے زمانہ کے حالات اور۔ اُسکے معاملات کا ایک حد تک، واقف کار ہونا بھی ضروری ہے مگر اب اُن کی رعایت کہاں ہر کس و ناکیس جو تھوڑی سوجھ بوجھ رکھتا ہے وہ بھی اس میدان میں کود پڑا ہے، اُس کو اس سے کیا غرض کہ کب کس کا قول معتمد وراجح ہوگا،، بس کچھ اردو فتاوے پڑھے اور ادھر اُدھر چند فتویٰ سے اخذ کیا اور" کتبہ" لکھ کر جاری کر دیا جس کا اندازہ واٹس ایپ، فیس بک کی دنیا سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ واٹس ایپ کی دنیا میں تو ایسے لوگ بھی دیکھے جو زمانہ طالب علمی میں صحیح سے اُردو بھی نہیں پڑھ سکتے تھے وہ مفتی بنے بیٹھے ہیں، اللہ کی پناہ یہ فقہ وفتاویٰ کی دنیا میں کس چیز کا اضافہ کریں گے یہ کسی سے مخفی نہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے کہ ہر عالم جس نے درس نظامی کی تکمیل کر لی ہے وہ فتویٰ نہیں دے سکتا کیونکہ کسی ماہر تجربہ کار مفتی کی بارگاہ میں رہ کر استفادہ کے بغیر محض خود سے کتب فقہ کا مطالعہ کر کے فتویٰ دینا جائز نہیں، اس لیے کہ بہت ممکن ہے کہ ایسا شخص صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہ کر سکے، ان کتابوں میں مذکور قول ضعیف پر اعتماد کر بیٹھے قول غیر راجح کو اختیار کر کے اس کے مطابق فتویٰ جاری کر دے۔، یہ سب ہو سکتا ہے بلکہ ان کا ہونا اغلب ہے۔ ہاں جس نے ماہرین فقہ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہو پھر وہ فتویٰ نویسی کا کام انجام دے تو اس سے ان امور میں خطا کے امکانات کم سے کم ہوں گے اور وہ اس اہم اور مشکل ترین ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہا فرماتے ہیں فتویٰ نویسی کے لئے صرف پڑھنا کافی نہیں مشق و تدریب ضروری ہے، اور فقیہ فقید المثال سیدی وآقا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں" آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازے میں بھی داخل نہیں ہوتا، نہ کہ واعظ جسے سوائے طلاقت لسان، کوئی لیاقت جہاں درکار نہیں۔ (فتویٰ رضویہ، کتاب الصوم، باب روایت الہلال، ج ۱۰ ص / ۴۴۲ / پوربندر، گجرات)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ ایک دوسرے مقام پر کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں علم الفتوی پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطلب نہ کیا ہو (فتویٰ رضویہ قدیم ج:۹، ص:۲۳۱، نصف اول)

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" وقد رأیت فی فتاوی العلامة ابن حجر سئل فی

شخص يقرأ أو يطالع في الكتب الفقهية بنفسه لم يكن له شيخ و يفتي ويعتمد على مطالعته في الكتب فهل يجوز له ذلك أملا؟ فأجاب بقوله: لا يجوز له الإفتاء بوجه من الوجوه؛ لأنه عامي جاهل لا يدري ما يقول، بل الذي يأخذ العلم عن المشايخ المعتربين لا يجوز له من كتاب ولا كتابين بل قال النووي رحمه الله تعالى: ولا من عشرة وعشرين قد يعتمدون كلهم على مقامه ضعيفة في المذهب فلا يجوز تقليدهم فيها؛ بخلاف الماهر الذي أخذ العلم عن أهله وصارت له فيه ملكة نفسانية فإنه لميز الصحيح من غيره و يعلم المسائل وما يتعلق بها على الوجه المعتدبه.فهذا هو الذي يفتي الناس" اھ
(شرح عقود رسم المفتی ص ۶۹ مطبع: دار الکتاب، دیوبند)

مجموعہ **فتویٰ فخر ازہر** جو مختلف ابواب فقہ اور بہت سے مسائل پر مشتمل ہے جس کو جناب حضرت مولانا امجد سیتامڑھی بہار نے مرتب کیا ہے چارسو چھتیس صفحات پر مشتمل ہے جو آپکے ہاتھوں میں موجود ہے۔ میں نے اس کتاب پر ایک سرسری نظر ڈالی تو مجھے کتاب میں بہت سارے علمائے کرام کے لکھے ہوئے فتاوے نظر آئے۔ محب مکرم مخلص اکرم حضرت مولانا مفتی اسرار احمد نوری بریلوی جنہوں نے ہندو پاک کے منفرد مفتی ساز ادارہ مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج سے فقہ و افتاء کی تربیت حاصل کی ہے، اس مجموعہ فتویٰ میں کچھ فتاوے ان کے بھی شامل اشاعت ہیں جو اس راہ پر چل پڑے ہیں اور اب اچھا لکھنے لگے ہیں ہر حکم میں صریح اقوال اور فتویٰ کی روشنی میں اپنے جوابات مرتب کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور اپنی اس کوشش میں کافی حد تک کامیاب بھی ہیں۔ ان کے علاوہ جن حضرات کے فتویٰ اس مجموعہ میں کچھ فتاوی ان کے بھی شامل اشاعت ہیں جو اس راہ پر چل پڑے ہیں اور اب اچھا لکھنے لگے ہیں ہر حکم میں صریح اقوال اور فتاوی کی روشنی میں اپنے جوابات کو مرتب کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور اپنی اس کوشش میں کافی حد تک کامیاب بھی ہیں ان کے علاوہ جن حضرات کے فتاوی اس مجموعہ میں شامل ہیں ان کے فتوی پڑھ تو نہ سکا مگر امید قوی ہے کہ ان حضرات نے بھی پوری محنت اور ذمہ داری کے ساتھ فتوی نویسی کے اصول وضوابط کی روشنی میں اپنے جوابات مرتب کئے ہوں گے حضرت مولانا اسرار احمد نوری کا اصرار تھا کہ آپ کچھ تحریر کر دیں ہجوم کار اور گونا گوں مصروفیات کے باعث بہت تفصیل تو نہ لکھ سکا بس یہ چند جملے قلم بند کر دئے ہیں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پروردگار عالم جل مجدہ الکریم اسے قبول عام وتام فرمائے اسے ذریعہ مغفرت ونجات بنائے اور انہیں دارین کی سعادتوں برکتوں سے مالا مال فرمائے اور دین متین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم

محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

خادم الافتاء مرکز تربیت افتاء دارالعلوم امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج بستی

۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۲۰۲۰ء

(تقریظ جمیل)

حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخر ازہر دارالافتاء والقضاء
وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الھند

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدا کثیرا طیبا لواحد القھار تعظیما تکریما توصیفا لاحمد المختار

امابعد! اس وقت میرے ہاتھ میں کتاب مستطاب مسمّی بہا **فتاوی فخر ازہر** (گروپ) ہے محب گرامی حافظ قاری محمد ایوب رضا خان صاحب یارعلوی زیدت معالیہ کا اصرار تھا کہ کتاب النکاح سے فتاوے کو سرمۂ نظر بناؤں حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مسائل فقہیہ کی زیارت کی ہر ایک مجیب کے جواب کو لاجواب پایا طرز استدلال اسلوب بیان سہل نگاری تفہیمی نہج اور ادبی شائستگی کے حسن و جمال کا آفتاب عالم تاب خط استوی پر مسکراتا دکھائی دیا: فتوی نویسی کا شغل امر مشکل اور ایک کٹھن کام ہے سوال کو سمجھنا اس کے مطابق جواب دینے کی تیاری کرنا حوالہ جات کا التزام کرنا دلائل و براہین کا اہتمام کرنا اور اس کیلئے کتب فقہیہ کے بحر بیکراں میں ڈوب کر جزئیات کی موتیاں نکالنا پھر اس کے زلف برہم کو سنوار کر صفحۂ قرطاس پر رقم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اس سے متعلق امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں "لولا (الخوف) الفرق من اللہ تعالی ان یضیع العلم ما افتیت (شرح المھذب المجموع) اگر اللہ تعالی کا خوف علم کے ضائع ہونے پر نہ ہوتا تو میں فتوی نہ دیتا: امام کے فرمان عالیشان سے اس بات کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ فتوی نویسی انتہائی مشکل اور نہایت اہم کام ہے فتوی نویسی کے شغل میں فہم وفراست۔ افہام وتفہیم۔ دانائی ودانشمندی بصارت وبصیرت علم وادراک نکتہ سنجی۔ باریک بینی۔ سوال فہمی۔ اصابت رائے۔ استقامت قدمی۔ حالات زمانہ سے آشنائی۔ مسائل دینیہ کا درک۔ کلیات وجزئیات کا استحضار اور تقوی وطہارت جیسے کمال وخوبی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کا فضل وکرم شامل حال ہونا بھی ازحد ضروری ہے۔ جس کو فخر ازہر چینل گروپ والوں نے ایک دیدہ ور جماعت کو اس کام میں لگا کر اللہ تعالی کی توفیق سے ایک عمدہ احسن اور اجمل کام لیا ہے اور علمی دنیا میں علمی وفقہی بہار لانے کے باعث بنے ہیں اور اس طرح سلف صالحین کی روش پر گامزن ہو کر ان کی یادوں کی نکہت بکھیر کر مشام اسلامی کو معطر کر دیا ہے۔

اللہ عزوجل گروپ کی پوری ٹیم اور محبیان مسائل فقہیہ کو مع صحت وسلامتی دارین سعادت ابدیہ سے عبارت فرمادے اور ان کی کوشش و کاوش کو سند قبولیت عطافرما کر مزید اشاعت دینیہ کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث،کبیر وخادم فخرازہر دارالافتاء والقضاء

وسرپرست اعلی جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الھند

(ہدیۂ تشکر و اعتذار)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ جس کے فضل و کرم سے " **فتاویٰ فخر از ہر جلد اول** " بڑی آب وتاب کے ساتھ مطلع اشاعت پر طلوع ہوا اور احباب نے پذیرائی بھی فرمائی - اب" جلد دوم" بھی کمپیوٹر ٹائپنگ کے مرحلے سے گزر کر اب آپ کے پیش نظر ہے ۔ فرمان نبوی " من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ " کے تحت میں اپنے ان جملہ محبین، سائلین، معاونین کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر و امتنان کے پھولوں کو خلوص ومحبت کے گلدستے میں سجا کر پیش کرتا ہوں جن کی نوازشات پیہم کی بدولت یہ سعادت حاصل ہوئی ۔ اور" فخر از ہر گروپ" پھل پھول رہا ہے اور دن بدن ترقی کی راہ پہ رواں دواں ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مولی تعالیٰ ہمارے کرم فرماؤں کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور صحت و سلامتی کے ساتھ علمی و مالی فراوانی اور عمر میں خیر و برکت عطا فرمائے ۔ آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نوٹ: ۔ٹائپنگ کی تصحیح و پروف ریڈنگ میں کافی احتیاط اور دیکھ ریکھ سے کام لیا گیا ہے تاہم " الانسان مرکب من الخطاء والنسیان " کے تحت کوئی غلطی و خامی رہ گئی ہے تو براہ کرم مطلع فرمائیں تا کہ اصلاح کی جا سکے ۔ بے حد ممنون ہوں گا۔

راقم الحروف

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

مورخہ ۲ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز منگل

8051028089 8369465176

9470258177 7800878771

(اسمائے مصدقین)

(۱) خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ گوا

(۲) شہزادۂ حضور فقیہ ملت حضرت مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی صاحب قبلہ مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج ضلع بستی

(۳) حضرت مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی صاحب قبلہ خادم الحدیث والافتاء بجامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کراچی

(۴) حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخر ازہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الھند

(۵) سراج العلماء شرف ملت حضرت مفتی شرف الدین رضوی صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ بنگال

(۶) حضرت مفتی محمد شہروز عالم رضوی اکرمی خادم التدریس والافتاء دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ کلکتہ بنگال

(۷) حضرت مفتی شان محمد المصباحی القادری صاحب قبلہ جراری فرخ آباد یوپی

(۸) حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ ھرپور وابا چپٹی سیتامڑھی بہار

(۹) حضرت مفتی اسرار احمد نوری بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ اہل سنت فیض العلوم کالاڈھونگی ضلع نینی تال اترا کھنڈ

(۱۰) حضرت مفتی الفاظ قریشی نجمی صاحب فخر جامعہ امام احمد رضا رتنا گیری کرناٹک

(۱۱) حضرت مفتی مشیر اسد صاحب قبلہ صاحب قبلہ پورنیہ بہار مقیم حال ممبئ

(۱۲) حضرت مفتی محمد جابر القادری رضوی صاحب قبلہ پارسبنی، بوکارو، جھارکھنڈ مقیم حال، خطیب وامام رحمتِ عالم مسجد، ملت نگر، کپالی، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۱۳) حضرت مفتی محمد امین قادری رضوی صاحب قبلہ خادم بارگاہ حضور صدر الافاضل دارالعلوم جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادابادیوپی

(۱۴) حضرت مفتی اظہار مصباحی صاحب قبلہ سکونت ہرنتوڑ پوسٹ بائسی بازار ضلع پورنیہ بہار مقیم حال الجامعتہ الرضویہ بیل بازار کلیان ضلع تھانے مہاراشٹر

(۱۵) حضرت مفتی محمد احمد نعیمی صاحب قبلہ چترویدی نئی دہلی

(۱۶) حضرت مفتی محمد امجد علی نعیمی صاحب قبلہ رائے گنج اتر دیناج پور مغربی بنگال، خطیب وامام مسجد نیم والی مراد آباد اتر پردیش الھند

(اسمائے مجیبین)

(۱) حضرت مفتی محمد جعفر علی صدیقی رضوی صاحب قبلہ کرلوسکرواڑی سانگلی مہاراشٹر

(۲) حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ ھرپورواباچپٹی سیتامڑھی بہار

(۳) حضرت مفتی اسرار احمد نوری بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ اہل سنت فیض العلوم کالاڈھونگی ضلع نینی تال اترا کھنڈ

(۴) حضرت مفتی محمد امتیاز حسین قادری صاحب قبلہ لکھنؤ یوپی

(۵) حضرت مفتی مشیر اسد صاحب قبلہ صاحب قبلہ پورنیہ بہار مقیم حال ممبئ

(۶) حضرت مولانا امجد رضا امجدی پٹھن پورہ سیتامڑھی بہار

(۷) حضرت مولانا محمد جابر القادری رضوی صاحب قبلہ پارسبنی ، بوکارو، جھارکھنڈ مقیم حال جمشید پور، جھارکھنڈ

(۸) حضرت مولانا محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ غوثیہ حبیبیہ بریل دربھنگہ بہار

(۹) حضرت مولانا محمد امین قادری رضوی صاحب قبلہ مرادآباد یوپی

(۱۰) حضرت مولانا فداء المصطفی صمدی انفاسی صاحب قبلہ رتوارہ چندن، پوسٹ پاروتھانہ سریاں ضلع مظفرپور بہار

(۱۱) حضرت مولانا ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی صاحب قبلہ مانخورد ممبئ

(۱۲) حضرت مولانا ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی صاحب قبلہ ساکن دیوری ارجی ضلع سدھارتھ نگر یوپی خطیب وامام نگینہ مسجد مہاراشٹر

(۱۳) حضرت مولانا محمد مشاہد رضا حشمتی صاحب قبلہ خادم التدریس جامعہ ریاض الجنۃ رام پور کیمری

(۱۳) حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مہواڈھار نزد پیہر بازار پوسٹ مہدیہ ضلع بلرام پور

(۱۴) حضرت مولانا محمد راشد مکی صاحب قبلہ گرام ملک پور کٹیہار بہار

(۱۵) حضرت مولانا محمد اسماعیل رضا امجدی صاحب قبلہ گونڈوی یوپی

(۱۶) حضرت مولانا محمد اختر رضا قادری رضوی صاحب قبلہ نیپال گنجوی ناظم اعلی مدرسہ فیض العلوم خطیب وامام نیپالی سنی جامع مسجد سرکھیت (نیپال)

(۱۷) حضرت مولانا محمد عمر علی قادری صاحب قبلہ اسلام پور خادم التدریس مدرسہ بحرالعلوم قادریہ باتھ اصلی سیتامڑھی بہار

(۱۸) حضرت مولانا محمد سلطان رضا شمسی صاحب قبلہ کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو نیپال

(۱۹) حضرت مولانا عبید اللہ رضوی بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ دارارقم محمدیہ میر گنج ضلع بریلی شریف یوپی

(۲۰) حضرت مولانا محمد ساجد رضا صاحب قبلہ مدناپور ضلع شاہجہانپور خادم التدریس مدرسہ دارارقم محمدیہ میر گنج بریلی شریف

(۲۱) حضرت مولانا گل رضا قادری صاحب قبلہ چتری ضلع سرہانیپال

(۲۲) حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحاباڑی ٹیڑھا گاچھ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار

(۲۳) حضرت مولانا محمد عامل رضا خان المعروف ضیاء انجم قادری صاحب قبلہ لکھیم پور یوپی

(۲۴) حضرت مولانا محمد نصیر الدین برکاتی صاحب قبلہ بلہادھنوشانیپال مقیم حال سعودی عرب

(۲۵) حضرت قاری محمد انور رضا صاحب قبلہ پیاگ پور بہرائچ شریف یوپی

(۲۶) حضرت قاری غیاث الدین قادری صاحب قبلہ دارالعلوم شہید اعظم دولہا پور گونڈہ یوپی

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(ٹیلی فون پر نکاح کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں ابھی سعودی میں ہوں اور میرے ایک ساتھی ہیں جو میرے پاس ہی رہتے ہیں اور ابھی وہ گھر نہیں جا سکتے ہیں مگر انکو شادی کرنی ضروری ہے گھر والے اور لڑکی والے تیار اس بات پہ ہیں کہ موبائل پہ ویڈیو کال کے ذریعے نکاح ہو جائے کیا ایسا کرنا روا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جواب اطمینان بخش جلد از جلد عنایت ہوگی المستفتی:۔محمد ارمان انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح جائز نہیں ہے دونوں میں عدم جواز ایک ہی ہے اس لئے کہ نکاح کیلئے گواہ شرط ہے اور کسی کے سامنے گواہ ہوگا تو دوسرے کے حق میں غائب ہوگا اور پردہ کے پیچھے سے سنی ہوئی آواز پر گواہی درست نہیں ہے اب نکاح کا ایک طریقہ ہے لڑکا سعودی میں ہے وہ اپنے نکاح کا کسی جاننے والے شخص کو ہندوستان میں وکیل بنادے اور کہہ دے کے اتنے مہر کے ساتھ میرا نکاح فلاں بنت فلان کے ساتھ کردو تو وہ وکیل گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کا فریضہ انجام دے تو یہ نکاح نافذ ودرست ہو جائے گا اب ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعے وکیل بنایا گیا ہے جو جائز ودرست ہے جس طرح فقہاء نے بذریعہ قاصد یا خط وکیل بنانے کی اجازت دی ہے ایسے ہی وکیل بالنکاح کے لیے گواہوں کی بھی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ عالم گیری ج ۱/ ص ۲۹٤ / پر مذکور ہے یصح التوکیل بالنجاح وان لم یحضر الشھود کذا فی التاتارخانیہ اس طریقے سے اگر آپ نکاح کرتے ہیں تو نکاح شرعی اعتبار سے جائز ونافذ ہوگا۔

(فتاویٰ علیمیہ جلد دوم ص ۵۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(کافرہ زانیہ حاملہ سے نکاح ہوسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ مسلم ہے اور ہندہ جو کہ ہندو ہے ان دونوں نے آپس میں لومیرج کیا اور ہندہ کے پیٹ میں سات مہینہ کا حمل ہے اب زید ہندہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور ہندہ مسلمان ہونا چاہتی ہے تو کیا یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ برائے کرم قرآن وحدیث واقول فقہاء کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ محمد وسیم اختر قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہندہ اپنے تمام باطل عقائد سے توبہ و بیزاری کا اظہار کرے اور اسلام قبول کرے، بعدہ زید اس سے نکاح کر سکتا ہے، کما قال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ﴾، اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۱)

رہا بچہ، تو سوال کے پیش نظر اگر وقت نکاح سے چھ (۶) مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور چھ مہینے یا زیادہ پر ہوا تو ثابت النسب ہے حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔

(بحوالہ؛ الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل في ثبوت النسب، ج ۵، ص ۲۳۴، وغیرہ/ حوالہ؛ بہار شریعت جلد ہشتم ثبوت نسب کا بیان)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کسی عورت سے زنا کیا پھر اُس سے نکاح کیا اور چھ مہینے یا زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور کم میں ہوا تو نہیں، اگرچہ شوہر کہے کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے۔ (بحوالہ؛ الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب، ج ۱، ص ۵۴۰۔ حوالہ؛ المرجع السابق) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی

۱۹ جمادی الاولی ۱۴۴۲ھ بروز پیر

(نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور نہ کرے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی انسان نکاح کرنے کی استطاعت بھی رکھتا ہو اور کوئی شرعی روکاوٹ بھی نہیں ہے پھر بھی وہ تاخیر کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب بتادیں

المستفتی:۔علی رضا پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نکاح کے متعدد احکام ہیں اگر شہوت اتنا غلبہ ہے کہ اگر نکاح نہ کرے تو زنا کر بیٹھے گا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑیگا یا غیر محرم کی طرف نگاہ اٹھنے کو نہیں روک سکتا تو اس صورت میں واجب ہے اگر یقین ہے کہ نکاح نہ کرے تو زنا کر بیٹھے گا تو فرض ہے اور اگر اعتدال کی صورت ہے تو سنت مؤکدہ ہے مع الاصرار ترک کی صورت میں گنہگار ہوگا یہ تمام احکام اسی صورت میں ہیں جبکہ نان ونفقہ یا جو بھی حقوق زوجہ ہیں ادا کرسکتا ہے۔اور اگر خوف ہے کہ نان ونفقہ وغیرہ ادا نہیں کر پائے گا تو نکاح مکروہ تحریمی ہے" اور اگر یقین ہے تو حرام ہے جیسا کہ درمختار میں ہے *النکاح یکون واجبا عند التوقان فان تیقن الزنا الا به فرض نهاية وهذا ان ملك المهر و النفقة و يكون سنة المؤكدة حال الاعتدال و مكروها لخوف الجور فان تيقنه حرم ملتقطا*

ردالمحتار میں ہے *بحیث یخاف الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج - و کذا فیما یظهر لو کان لا یمکنه منع نفسه عن النظر المحرم او عن الاستمناء بالکف فیجب التزوج وان لم یخف الوقوع فی الزنا*(درمختار مع شامی جلد چہارم دارالکتب العلمیہ بیروت صفحہ ٦٣ تا ٦٦)

اور بدائع الصنائع جلد دوم صفحہ ۳۱۱ میں ہے *' لا خلاف النکاح فرض حالة التوقان حتی من طاقت نفسه الی النساء بحیث لا یمکنه الصبر عنهن وهو قادر علی المهر والنفقه ولم یتزوج یأثم*

ایسا ہی فقہی پہیلیاں صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور میں ہے۔ پس جس پر نکاح فرض یا واجب ہے اور استطاعت رکھنے کے باوجود نکاح نہیں کرتا ہے تو گنہگار ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور جلد سے جلد نکاح کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کر لے، پھر بھی نکاح نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔(المصنف، لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، في التزويج من كان يأمر به ويحث عليه، ج ۳، ص ۲۷۰)

اور اگر استطاعت نہ ہو تو روزہ رکھے کہ یہ شہوت کو توڑتا ہے بخاری ومسلم وابوداود وترمذی ونسائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے جوانوں تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت (یعنی شہوت کو توڑنے والا) ہے۔(صحيح البخاري'' كتاب النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم، الحديث: ۵۰۶۶، ج ۳، ص ۴۲۲)

اور اگر سنت ہو جب بھی نکاح کرے ورنہ مع الاصرار کی صورت میں گنہگار ہوگا۔ اور اگر مکروہ یا حرام ہو تو نکاح نہ کرے کہ حق زوجیت پورا نہ کر سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۴ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(چچی کے ساتھ نکاح کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سگی چچی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ یا نہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں شکریہ

المستفتی:۔ شاداب رضا بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چچا کی بیوی کے ساتھ نکاح جائز ہے جیسا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرمایا ہے چچی کے ساتھ نکاح ناجائز نہیں۔

(فتاوی مفتی اعظم ہند، ج چہارم، ص 282، کتاب النکاح)

اور حضور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا (چچی کے ساتھ نکاح) درست ہے۔ دلیل اس کی قول اللہ عزوجل واحل لکم ماوراء ذلکم (محرمات کے علاوہ عورتیں تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں) (القرآن ۴/ ۲۴)

حرام عورتوں کو شمار فرما کر ارشاد ہوا ان کے سوا عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، حرام عورتوں میں چچی کو نہ شمار فرمایا نہ شرح میں کہیں اس کی تحریم آئی تو ضرور وہ حلال عورتوں میں سے ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد 11 صفحہ 334)

حاصل کلام یہ ہے کہ چچی نامحرم ہیں اور ان سے پردہ بھی لازم ہے اور اگر ان کے شوہر انتقال کر جائیں یا انھیں طلاق دے دیں تو بعد انقضائے عدت ان سے نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۶ اگست بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

(حضرت عائشہ کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس نے کرایا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت عائشہ کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس نے کرایا کتنے ایسے بادشاہ گزرے جنھوں نے پوری زمین پر حکومت کی

المستفتی:۔ عابد سنگمنیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ ہی کے والد مکرم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منعقد کرایا گویا کہ آپ ہی نے اپنی بیٹی عائشہ صدیقہ کے نکاح کا پیغام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا (سیرۃ ابن ھشام ج2 ص789)

جواب ثانی دنیا میں چار بادشاہ ایسے ہوئے جنھوں نے تمام دنیا پر حکمرانی کی جس میں دو مومن حضرت ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہ السلام (اللہ کے نبی) اور دو کافر نمرود و بخت نصر (خزائن العرفان پ 16 ع2 الاتقان ج2 ص178)

اور عنقریب ایک پانچواں بادشاہ اس امت سے ہونے والا ہے جن کا نام امام مہندی ہے انکی حکومت پورے روئے

زمین پر ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۱۰/اکتوبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

(کافرہ مسلمان ہوجائے تو مسلم کا اس سے نکاح کرنا کیسا نیز اللہ ورسول کو گواہ بنا کر نکاح کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسلم لڑکے نے غیر مسلم لڑکی سے محبت کیا لیکن ناجائز کام نہیں کیا جیسے کہ ہمبستری نہیں کیا اب وہ لڑکی کہتی ہے کہ مجھے اسلام اپنانے کے بعد شادی کرنا ہے لڑکا لڑکی دونوں متفق ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

(۲) لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہے لڑکا مسلم ہے اور لڑکی غیر مسلم دونوں نے شادی کی ہے جبکہ نکاح کسی نے نہیں پڑھایا بلکہ دونوں کے کلمات یہ ہیں لڑکا نے لڑکی کو کلمہ پڑھایا اور کہا میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کو حاضر وناظر مان کر میں آپ کو اپنے نکاح میں لیتا ہوں لڑکی جواب میں کہتی ہے مجھے نکاح منظور ہے دین مہر 7786 کیا ایسا کرنے سے نکاح جائز ہے یا نہیں مفصل جواب تحریر فرمائیں عین کرم ہوگا۔ المستفتی:۔عبدالقادر انصاری دوبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر مذکورہ لڑکی صدق دل سے اسلام کی حقانیت کی بنا پر اسلام قبول کرتی ہے تو اس سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر عقائد کفریہ پر رہتے ہوئے۔نکاح کرتی ہے تو نکاح نہیں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے (وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ) (پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 221)

اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہوجائیں۔لہٰذا مذکورہ لڑکی اگر مسلمان ہوجائے تو اس

سے نکاح کرنا جائز ہے خدائے تعالی کا فرمان ہے " وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ (سورہ نساء آیت 24)
مگر اجنبیہ کو بغیر ضرورت صیحہ دیکھنا چھونا؛؛ یا موج مستی کی باتیں کرنا شرعا جائز نہیں لہذا ہمیں چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور اللہ تبارک وتعالی کے جملہ نیک بندوں اور اپنے والدین بھائی بہن تمام عزیز واقارب سے محبت کریں اور چلتے پھرتے ادھر ادھر عشق لڑاتے محبت کرتے نہ پھریں جب لڑکا مسلم ہے اور لڑکی غیر مسلمہ تو یہ نکاح ہو ہی نہیں سکتا ہاں اگر ایمان لے آئے تو نکاح کرنا جائز ہوگا۔

لہذا اگر مسلمان ہو کر آپس میں نکاح اس طرح کریں جو صورت آپ نے سوال میں پیش کیا ہے تو نکاح منعقد نہ ہوگا کیوں کہ نکاح منعقد ہونے کے لئے گواہان کا ہونا شرط ہے درمختار میں ہے (وشرط حضورین شاهدین حرین او حرتین مکلفین سامعین قولهما معا) (الدر المختار ج2 ص272)

گواہ انسان ہونے چاہئے ملائکہ کو گواہ کرنے سے نکاح نہ ہوگا حالاں کہ کراما کاتبین ومحافظین موجود ہیں اور وہ سنتے ہیں (قال الله تعالى وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا) اور دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں (پارہ 3 سورہ البقرہ ترجمہ کنز الایمان)

باعتبار ظاہر پر ہوتا ہے اور بظاہر یہاں گواہ ہی نہیں؛؛؛ نیز یہ شرط نہ ہو تو امان اٹھ جائے گا ہر زانی وزانیہ ایسا کہہ سکتے ہیں اور ہمارے پاس نکاح کا کیا ثبوت ہوگا یونہی جو نکاح اللہ ورسول کو گواہ بنا کر کیا جائے وہ نکاح صحیح نہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ہے (من تزوج امراة بشهادة الله ورسوله لايصح النكاح كذافى التجنيس والمزيد) (ایسا ہی فتاوی امجدیہ جلد دوم صفحہ 22 پر ہے) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۵ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۵ ستمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ء

(شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہے اگرچہ دخول نہ ہوا ہو)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب نے نکاح کرلیا تھا اور اب رخصتی ایک سال بعد ہو رہی ہے، لڑکی والے ایک سال کا خرچہ مانگ رہے ہیں کیونکہ سال بھر اس کی نکاح میں تھی اگرچہ رخصتی نہ ہوئی تھی۔ کیا ایسا کوئی مسئلہ ہے۔

المستفتی:۔ غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اُس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے نفقہ سے مراد کھانا کپڑا رہنے کا مکان ہے اور نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں زوجیت ۔ نَسب ۔ مِلک دخول ہوا ہو یا نہیں، بالغہ ہو یا نابالغہ، مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتہا ۃ ہو۔ہاں اگر نابالغہ جو قابلِ جماع نہ ہو اُس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں، خواہ شوہر کے یہاں ہو یا اپنے باپ کے گھر جب تک قابلِ وطی نہ ہو جائے نفقہ واجب نہیں، ہاں اگر اس قابل ہو کہ خدمت کر سکے یا اُس سے اُنس حاصل ہو سکے اور شوہر نے اپنے مکان میں رکھا تو نفقہ واجب ہے اور نہیں رکھا ہے تو واجب نہیں ہے اور شوہر کی جانب سے کوئی شرط نہیں بلکہ کتنا ہی کم عمر ہو اُس پر نفقہ واجب ہے اُس کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اگر اُس کی ملک میں مال نہ ہو تو اُس کی عورت کا نفقہ اُس کے باپ پر واجب نہیں ہاں اگر اُس کے باپ نے نفقہ کی ضمانت کی ہو تو باپ پر واجب ہے شوہر عنین ہے یا اُسکا عضو تناسُل کٹا ہوا ہے یا مریض ہے کہ جماع کی طاقت نہیں رکھتا یا حج کو گیا ہے جب بھی نفقہ واجب ہے۔(بحوالہ: عالمگیری و درمختار؛ حوالہ بہار شریعت، جلد دوم حصہ ہشتم، ص ۲۶۰ مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ) مذکورہ بالا احکام کے مطابق اگر شوہر پر نفقہ واجب ہے تو شوہر اسے ادا کردیں، اور ادا کرنا ہی بہتر ہے کہ آگے معمولی معمولی باتوں کو لیکر لعن وطعن نہ سننا پڑیں اور آپسی رنجشیں نہ پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اکبر انصاری، مانخورد ممبئی

۲۷ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(یہ کہنا کہ محرم کے دس دنوں میں شادی کرنا جائز نہیں یہ جہالت ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ محرم کے دس دنوں میں شادی کرنا جائز نہیں ہے کیا زید کا کہنا صحیح ہے؟

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا یہ کہنا کہ محرم کے دس دنوں میں شادی کرنا؛ ناجائز ہے تو یہ جہالت ہے ہاں اگر کوئی احتیاط کرتا ہے تو کرے لیکن محرم کے دس دنوں میں نکاح کرنا بہر حال جائز ہے لیکن اگر زید اپنے قول پہ اڑا ہے تو دلیل پیش کرے۔حضور سیدی سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ ماہ محرم الحرام وصفر میں۔نکاح کرنا منع ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا نکاح کسی مہینے میں منع نہیں (فتاوی رضویہ شریف جلد 11 صفحہ 265) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ ستمبر بروز اتوار

(زید کی بیوی غیر مسلم کے ساتھ فرار ہوگئی نیز پوجا پاٹ بھی کرلی کچھ دن کے بعد ایمان لاکر خالد سے جو مسلم ہے نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی بکر کے ساتھ فرار ہوگئی پھر بکر کے یہاں سے ایک غیر مسلم کے یہاں چلی گئی اور ہندو دھرم قبول کرلیا اور اس دھرم کے مطابق پوجا پاٹ کرنے لگی پھر کچھ دنوں بعد خالد کے ساتھ چلی گئی اور دوبارہ مذہب اسلام قبول کرلیا وہ خالد کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے اسکے بارے میں کیا حکم ہے؟ مع حوالہ بالتفصیل

جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی مذہب اسلام قبول کرنے کے بعد زید ہی سے تجدید نکاح کرنے پر مجبور کی جائے گی احتیاط الاصل مذہب لہذا اگر زید کی بیوی زید کے ساتھ نہ رہنا چاہئے تو جس طرح بھی ہوسکے اس سے طلاق حاصل کرے تاوقتیکہ زید طلاق نہ دے ہندہ کسی دوسرے کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی درمختار میں ہے (تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لھا بمهر یسیر کدینار وعلیه الفتوی) اھ (فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ 164) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ منگل

(اپنی بہن بیٹی کا نکاح دوسرے سے اس شرط پر کرنا کہ وہ اپنی بہن بیٹی کا نکاح اس سے کردے اور ہر ایک کا مہر دوسرا نکاح ہو تو عند الشرع کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا وٹہ سٹہ کا نکاح (یعنی اپنی بہن بیٹی کا رشتہ لڑکے والوں کو اس شرط پر دینا کہ وہ بھی اپنی بہن بیٹی کا رشتہ بدلے میں دیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے؟ کیا یہ عمل شرعا ناپسندیدہ ہے؟

المستفتی:۔غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اپنی بہن بیٹی کا نکاح دوسرے سے اس شرط پر کرنا کہ وہ اپنی بہن بیٹی کا نکاح اس سے کردے اور ہر ایک کا مہر دوسرا

نکاح ہواسکوشغار کہتے ہیں لہذا ایسا کرنا گناہ ومنع ہے مگر نکاح منعقد ہوجائے گا اور اس صورت میں مہر مثل واجب ہوگا۔اور نکاح کی ادلا بدلی شرط مذکور پر نہ ہو یعنی ہر ایک کا مہر دوسرا نکاح نہ ہوتو شغار باقی نہ رہالہذا نکاح بلا کراہت صحیح ودرست ہوجائے گا۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں شغار یعنی ایک شخص نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کردیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کردیا اور ہر ایک کا مہر دوسرا نکاح ہے تو ایسا کرنا گناہ ومنع ہے اور مہر مثل واجب ہوگا۔اھ (ح:7/ص:66/مہر کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور الجوھرۃ النیرۃ میں ہے (و اذا زوج الرجل ابنته على أن يزوجه الرجل ابنته أو اخته فيكون أحد العقدين عوضا عن الآخر فالعقدان جائزان ولكل واحدة منها مهر مثلها) اھ

(ج:2/ص:134/کتاب النکاح/باب المھر/دار الکتب العلمیۃ)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے (قد قالوا ان نكاح الشغار منعقد والشرط باطل ولكل واحدة من المرأتين مهر مثلها و هو أن يزوج الرجل ابنته على أن يزوجه الزوج أخته أو أمه على أن يكون بضع كل واحدة منهما صداق الاخرى كذا فى الجوهرة النيرة) اھ (ج:1/ص:303/الباب السابع فی المھر/بیروت)

اور درمختار میں ہے (و وجب مهر المثل فى الشغار هو أن يزوجه بنته على أن يزوجه الآخر بنته او اخته مثلا معاوضة بالعقدين و هو منهى عنه لخلوه عن المهر فأوجبنا فيه مهر المثل فلم يبق شغارا)

(ج:4/ص:237/238/کتاب النکاح/باب المھر/دار عالم الکتب)

اور ردالمحتار میں ہے (ولم يجعلها صداقا لم يكن شغارا بل نكاحا صحيحا اتفاقا) اھ

(ج:4/ص:238/کتاب النکاح/باب المھر/دار عالم الکتب)

عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو وہ اسکے لئے مہر مثل ہے مثلاً اسکی بہن پھوپھی چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر

(بہار شریعت ح:7/ص:71/مہر مثل کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۶ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(والدین جس لڑکی کو پسند کریں انکے حکم پر عمل کرتے ہوئے نکاح کرلیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی لڑکے کو لڑکی پسند نہ ہو اور گھر والے زبردستی اسکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو اب وہ لڑکا کیا کرے۔ المستفتی:۔عمران اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلاشبہ یقینا اسلام میں والدین کا مقام بہت بڑا ہے ارشاد باری تعالی ہے (ان اشكر لى ولوالديك الى المصير وان جاهداك على ان تشرك بى ماليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما فى الدنيا معروفا) کہ میرا اور اپنے والدین کا شکرادا کرو (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹنا ہے اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک ٹھہرا جس کا تجھے کچھ علم نہیں تو (اس مطالبہ معصیت میں) ان کی اطاعت ہرگز نہ کرو (لیکن اس کے باوجود) دنیا میں ان سے حسن سلوک کرتے رہو۔ (سورہ لقمان پارہ ۲۱)

اس آیت میں اولاد کو پابند کیا گیا ہے کہ اگر بدقسمتی سے کسی کے والدین اس پر اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے لئے دباؤ ڈالیں، تو معصیت الہی میں ان کی اطاعت لازم نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اولاد کو دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے یعنی مشرک والدین کے ساتھ بھی دنیا میں حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک والدین کے حکم پر اپنی بیوی کو طلاق دیدے پس ناگزیر صورت حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ماں باپ کو یہ حق دیا ہے کہ ان کے مطالبے پر بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دیدے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے (عن عبد الله ابن عمر قال كانت تحتى امرأة و كنت احبها وكان أبي يبغضها فذكر ذالك عمر للنبى صلى الله عليه وسلم فامرنى ان اطلقها فطلقتها) (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 2088)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک بیوی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا اور میرے والد اس سے نفرت کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اس نفرت کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اسے طلاق دے دوں پس میں نے اسے طلاق دے دی اسی حدیث کی شرح میں حاشیہ مشکوۃ میں بحوالہ اشعتہ اللمعات للشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں اگر حق والدین کی جانب ہوتو اولاد کے لئے طلاق دینا واجب ہے کیونکہ ترک حقوق سے عقوق (نافرمانی) لازم آتی ہے (عن ابی الدرداء قال رجلا أتاه فقال ان لی امرأة وان امی تأمرنی بطلاقها قال ابو الدرداء سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الوالد اوسط ابواب الجنة فان شئت فأضع ذالك الباب أواحفظ) (سنن ترمذي حديث نمبر 1900)

حضرت ابودردا بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے حکم دے رہی ہے کہ میں اسے طلاق دوں تو ابودردا نے اس کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے اگر تو چاہتا ہے تو اس دروازے کی حفاظت کر یا اسے ضائع کر دے مذکورہ آیت واحادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب والدین چاہیں تو بیٹا کو یہ چاہیے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں اس کے بہ نسبت یہ بہت آسان ہے کہ جس لڑکی کو والدین پسند کرتے ہوں اس سے شادی کر لی جائے اسلئے کہ اس میں والدین کی رضا ہے۔آپ کو چاہئے کہ والدین کی رضا پر راضی رہیں اور اس لڑکی سے رشتہ کر لیں اگر شرعی طور پر کوئی قباحت نہ ہو تو اور اگر شرعی قباحت ہے تو والدین کو حسن سلوک کے ساتھ شرعی قباحتوں کو بتا کر والدین کو راضی کریں اللہ تبارک وتعالی ہم سب کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۸/اپریل بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

(دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے نے پہلے سے شادی شدہ لڑکی سے شادی کی یعنی کے اُس لڑکی کا نکاح پہلے سے ہی کہیں اور ہوا ہے نکاح کرنے والے دوسرے لڑکے نے اُس لڑکی کے ساتھ کچھ دن بھی گزارے ہیں اب لوگ یہ کہتے ہیں کہ جن شادی شُدہ افراد نے بھی اُس لڑکی لڑکے کے ساتھ یا اُن کے گھر والوں کے ساتھ کچھ بھی کھایا پیا

تو اُن کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور اُن کو دوبارا نکاح کرنا ہوگا برائے کرم مہربانی فرما کر اِس مسئلے کا جواب با حوالہ اور جلد عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد افتخار پاکستان پنجاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کیلئے حرام ہیکہ جب تک شوہر اول طلاق نہ دیدے یا اس کی موت نہ ہو جائے تب تک وہ کسی سے نکاح نہیں کر سکتی فتاوی عالمگیری میں ہے (لایجوزللرجل ان یتزوج زوجة. غیرہ و کذالك المعتلة کذافی السراج الوھاجبھار) شریعت میں ہے دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا اگر نکاح کیا تو یہ نکاح ہوگا ہی نہیں بلکہ زنا کاری وبدکاری پر پیش کرنا ہوگا جو اس میں کسی بھی طور پر شریک ہوں گے وہ شرعا سخت مجرم وگنہگار اور مستحق غضب جبار اور لائق عذاب نار ہوں گے پہلے شوہر اول طلاق دے اس کے بعد عدت گزارے پھر وہ شوہر ثانی کے نکاح میں آسکتی ہے۔

(فتاوی علیمیہ جلد دوم صفحہ ۳۱)

صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے جانتے ہوئیں اس حرام کاری میں ساتھ دیا، کھایا، پیا، وہ سب گنہگار مستحق قہر قہار ہیں سب کے سب بارگاہ خداوندی میں اپنی غلطی کی معافی وتوبہ واستغفار کرے اور ان دونوں مرد وعورت (شوہر ثانی وعورت) کو ایک دوسرے سے جدا کرے نہ ماننے کی صورت میں مکمل سماجی بائیکاٹ کرے جس نے یہ کہا ساتھ دینے والیں شادی شدہ حضرات کا نکاح فاسد ہو گیا وہ غلط پر ہے بلا علم کے فتوی دینا حرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غیاث الدین قادری دولھا پور گونڈہ

۱۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(کیا نکاح کے لئے ذات برادری کا ہونا ضروری ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نکاح کرنے کے لئے ذات پات کا ہونا ضروری ہے مع حوالہ

جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔شمشاد علی اسماعیلی بلرامپور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذہب اسلام نے نکاح کے معاملہ میں ذات پات برادری کا لحاظ رکھا ہے کیونکہ عرف عام میں بعض قومیں اعلیٰ وشریف خاندان سے شمار کی جاتی ہیں اور بعض قومیں ذلیل وخسیس سمجھی جاتی ہیں اس لئے اگر کسی شریف خاندان کی لڑکی کا نکاح کسی خسیس خاندان کے لڑکے سے کر دیا جائے تو عوام ولڑکی اس کے اولیاء اس سے عار وذلت محسوس کرتے ہیں اس کے برعکس یعنی کسی شریف خاندان کے لڑکے کا نکاح کسی خسیس خاندان یا اس کے ہم پلہ لڑکی سے کر دیا جائے تو اسے کوئی ذلت وعار محسوس نہیں کرتا لڑکا ذات برادری مال دیانت وغیرہ میں لڑکی کے ہم پلہ ہو تو وہ لڑکی کا کفو ہوگا اور نکاح میں یہ ضروری ہے کہ لڑکا لڑکی کا کفو ہو اس لئے کہ شریفہ عورت گھٹیا آدمی کا بستر بننے سے انکار کرے گی برخلاف مرد کے کہ وہ کم رتبہ عورت کو بستر بنانے سے عار وذلت محسوس نہیں کرتا درمختار باب الکفاۃ میں ہے (والمراد ھنا مساواۃ مخصوصۃ او کون المراءۃ ادنی الکفاۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ اولصحتہ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لاتعتبر من جانبھا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش) اھ

(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ نمبر 553 / 554 بحوالہ الدرالمختار فوق ردالمحتار ج سوم ص 84)

اس سے معلوم ہوا کہ شادی بیاہ میں ذات برادری اور کفو کا لحاظ رکھا جائے تا کہ بعد شادی ذلت وعار کا سامنا نہ کرنا پڑے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کیا تجدید نکاح کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اپنے اقوال وافعال کی بنیاد پر کفر تک پہنچ گیا اب زید پر تجدید

ایمان وتجدید نکاح لازم آیا تو ایسی صورت میں نکاح کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔صدام حسین رضوی بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں تجدید نکاح کے لئے بھی گواہوں کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں شرائط نکاح ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں گواہ ہونا یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں گواہ آزاد عاقل بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوسکتا نہ غلام کی گواہی سے اگرچہ مدبر یا مکاتب ہو۔اھ(ج:7/ص:11/ نکاح کا بیان/شرائط نکاح/ مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے(شرط (حضور) شاهدين حرين أو حر و حرتين(مكلفين سامعين قولهما معا) على الأصح (فاهمين) أنه نكاح على المذهب)اھ(ج:4/ص:از82/تا92/کتاب النکاح/دار عالم الکتب)

اور الجوھرۃ النیرۃ میں ہے(قوله: ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين مسلمين بالغين عاقلين او رجل وامرأتين- ولا ينعقد بشهادة العبد والمكاتب)اھ(ج:2/ص:107/کتاب النکاح/دار الکتب العلمیۃ)

اور فتاوی ہندیہ میں ہے " و شرط فى الشاهد أربعة امور الحرية والعقل والبلوغ والاسلام فلا ينعقد بحضرة العبيد ولا فرق بين القنى والمدبر والمكاتب ولا بحضرة المجانين والصبيان ولا بحضرة الكفار فى نكاح المسلمين هكذا فى البحر الرائق " اھ(ج:1/ص:267/کتاب النکاح/الباب الاول فی تفسیرہ شرعا وصفتہ و رکنہ وشرطہ وحکمہ/بیروت)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸/صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(لڑکا لڑکی دونوں گونگے بہرے ہوں تو انکا نکاح کس طرح ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لڑکا لڑکی دونوں گونگے بہرے ہوں تو انکا نکاح کس طرح ہوگا

المستفتی:۔غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گونگے اور بہرے کا نکاح اشارے سے ہوگا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہارر شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ عاقدین گونگے ہوں تو نکاح اشارے سے ہوگا۔اھ

(ج:7/ص:13/ نکاح کے شرائط/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور ردالمحتار میں ہے (و ینبغی فی انعقادہ بالاصمین اذا کان کل من الزوج والزوجۃ اخرس لان نکاحہ کما قالوا ینعقد بالاشارۃ حیث کانت معلومۃ) اھ (ج:4/ص:91/کتاب النکاح/مطلب الخصاف کبیر فی العلم یجوز الاقتداء بہ/ دار عالم الکتب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۶ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(کیا نکاح ثانی کے لئے بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری ھے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد حشیم الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک اسلام نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے مگر جبکہ سبھی کے درمیان عدل وانصاف کا یقین ہو ارشاد ربانی ہے کہ (فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ) اگر یہ خوف ہو ہے کہ انصاف نہ کر سکو تو ایک نکاح کرو (القران الکریم سورہ نسا 3) نکاح ثانی کے لیے سوائے شرط بالا کے کسی سے بھی اجازت لینی ضروری نہیں ہے اگر یہ خطرہ ہے کہ نکاح کریگا تو نفقہ نہیں دے سکے گا یا جو باتیں ضروری ہیں ان کو پورا نہیں کر سکے گا تو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان ساری باتوں کا یقین ہیکہ پورا نہ کر سکے گا تو ایسی صورت میں نکاح کرنا حرام ہے البتہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (فتاوی خلیلیہ جلد دوم باب النکاح ص 60) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سلطان رضا شمسی نیپال

۷ ارمحرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(زانیہ جو حاملہ ہو اس کے نکاح کا حکم شرعی کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لڑکی ہندہ کی شادی کی تاریخ مکمل ہو گئی تھی 10 مہینے کے بعد اس کی شادی ہونے ہے اب ہندہ کسی اجنبی شخص سے ہمبستری کر لی جو کی اس شخص سے ہندہ کو ایک مہینے کا حمل ٹھہر گیا اب زید اپنی لڑکی ہندہ کی شادی 10 مہینے بعد دوسرے سے کرنا چاہتا ہے کیسے کرے مہربانی فرماں کے جواب سے نوازیں کرم ہو گا

المستفتی:۔ انور رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

صورت مسئولہ میں ہندہ کا نکاح درست ہے؛ مسئلہ یہ ہے کہ زانیہ حاملہ اگر کسی کی عدت اور نکاح میں نہ ہو تو اس سے

نکاح درست ہے اگر زانیہ کا نکاح اس سے ہورہا ہے جس نے زنا کیا ہے تو بعد نکاح اس سے وطی بھی کرسکتا ہے اور اگر حاملہ کسی دوسرے سے نکاح کرے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو وہ نکاح تو کرسکتا ہے لیکن وطی نہیں کرسکتا ہے جب تک کہ حمل وضع نہ ہوجائے (صح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیر الزنا لثبوت نسبه وان حرم وطؤها حتی تضعها ولو نکح الزّانی حل له وطؤها اتفاقا) اھ ملخصًا (درمختار فصل فی المحرمات)

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۲۶۲ میں ہے (قال ابو حنیفه و محمد رحمهما الله تعالیٰ یجوز ان یتزوج امرأة حاملا من الزنا ولا یطأها حتی تضع) (هکذا فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص ۳۷۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــہ

امجد رضا امجدی

۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

(کسی کی منگیتر کو پیغام نکاح دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی اسلامی بھائی کا کسی اسلامی بہن سے رشتہ ہوگیا ہے پر ابھی تک نکاح ہوا نہیں ہے اور اسی دوران دوسرا شخص اپنا رشتہ لیکر پہونچ گیا لیکن اسے معلوم نہیں ہے فلاں نے پہلے ہی سے رشتہ لگا رکھا ہے تو اس صورت میں کیا حکم لگے گا اس شخص پر؟

المستفتی:۔ عامر خاں نوری نجمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی کی منگیتر کو پیغام دینا مکروہ ومرتکب شناعت ہے مگر یہاں تو اسے معلوم ہی نہیں کہ فلاں کی منگیتر ہے لہذا کوئی حکم شرع عائد نہیں ہوگا اور ہاں اگر مخطوب منہ اپنی لڑکی کا نکاح خاطب اول سے نہ کرکے کسی اور سے کردے تو یہ نکاح شرعاً صحیح و درست ہوگا، جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مخطوب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور خاطب اول کو زبان دیکر دوسرے سے قصد تزویج کرنا شرعاً مذموم و بیجا و قابل مواخذہ ہے (قال تبارك و تعالیٰ "ان العهد کان مسؤلا) یعنی عہد کے بارے میں سوال کیا جائے

گا۔اھ

اورجس طرح مخطوب منہ پر مواخذہ ہے اسی طرح وہ دوسرا خاطب جس نے مخطوبہ غیر پر پیام دیا شرعا مرتکب شناعت ہے (و قد صح ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن السوم علی سوم اخیہ والخطبة علی خطبة اخیہ) یعنی صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھائی کے سودے پر سودے اور بھائی کی منگنی پر منگنی سے منع فرمایا۔اھ

مگر باایں ہمہ اگر مخطوب منہ اپنی لڑکی کا خاطب اول سے نکاح نہ کرے اور غیر سے تزویج کردے یہ نکاح شرعا صحیح و درست ہوجائے گا اور ترک واعراض خاطب اول کی کچھ حاجت نہیں کہ وہ گفتگو جواب تک خاطب ومخطوب منہ کے درمیان آئی اسکی طرف سے مجرد خطبہ تھی اور اسکی جانب سے محض وعدہ نہ عقد ایجاب وقبول پس مخطوبہ ہنوز خاطب کی عصمت نکاح میں نہ داخل ہوئی جس کے سبب غیر سے اسکی تزویج ناروا ٹھہرے (فی العقود الدریة سئل فیما اذا خطب و کیل زید ابنة عمرو البالغة لزید بمحضر من الناس فاجاب الاب الی ذالك قائلا ان مهر ابنتی کذا ان رضیت فیها و الا فلا فرضی الخاطب و دفع للاب شیئا من الحلی و البسه لابنته فلم ترض البنت بالخطبة و ردتها فهل یسوغ لها ذالك ولا تکون الخطبة واقعة موقع عقد النكاح اصلا الجواب حیث لم یجر بینهما عقد نکاح شرعی بایجاب وقبول شرعیین لا تکون الخطبة واقعة موقع عقد النکاح اصلا) اھ

(ج:11/ص:198/199/کتاب النکاح/دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۳۰ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(نکاح خوانی کا پیسہ مانگ کر لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نکاح کا پیسہ مانگ کر لینا کیسا ہے تسلّی بخش جواب مرحمت فرمائیں؟

المستفتی:۔علی رضا حبیبی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نکاح خوانی کا پیسہ مانگ کر لینا جائز ہے،جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:1/ص:525 / 526/ میں ہے نکاح خواں کو نکاح خوانی کے عوض مقررہ روپیہ لینا اور اسکے لئے روپیہ متعین کرنا جائز ہے اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاوی رضویہ جلد پنجم ص:171/ کے ایک فتوی سے یہی مستفاد ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۳/ربیع الآخر ۱۴۴۱ ہجری جمعرات

(بالغہ لڑکی کا نکاح زبردستی کرانے سے منعقد ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر بالغہ لڑکی کا نکاح زبردستی کرادے تو نکاح ہوگا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں مع دلیل وحوالہ

المستفتی:۔محمد صدیقی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بالغہ لڑکی کا نکاح اسکی مرضی کے بغیر زبردستی منعقد نہیں ہوسکتا مگر اسکی اجازت قول، فعل صریح یا دلالت سے ہوجاتی ہے اگرچہ بطور جبر ہو،جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ”لڑکی بالغہ ہے تو اسکا راضی ہونا شرط ہے ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اسکی رضا کے نکاح کردے۔اھ(ح:7/ص:19/ نکاح کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ (أما شروطه منها) رضا المرأة اذا كانت بالغة بكرا أو ثيبا فلا يملك الولى اجبارها على النكاح عندنا كذا في فتاوى قاضيخان)اھ(ج:1/ص:269/کتاب النکاح/الباب الاول فی تفسیرہ شرعا و

صفتہ ورکنہ وشرطہ وحکمہ/ بیروت)

مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ (اقول: و اما قول الهندية رضا المرأة اذا كانت بالغة - الخ " كتبنا على هامشه ما نصه أى اذنها قولا و فعلا صريحا او دلالة ولو جبرا و كرها هكذا ينبغي ان يفسر هذا المقام) یعنی میں کہتا ہوں (اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ ہندیہ کا قول جو کہ انھوں نے خانیہ سے نقل کیا نکاح کے شرائط میں جن میں سے ایک یہ ہے کہ عاقلہ بالغہ عورت کی رضا - الخ تو ہم نے اسکے حاشیہ پر لکھا ہے جسکی عبارت یہ ہے کہ یعنی اسکی اجازت قولہ فعل صریح یا دلالت سے ہوجاتی ہے اگر چہ بطور جبر ہو اس مقام کی یونہی تفسیر مناسب ہے۔اھ (ج:11/ص:204/ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ رشوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(کورٹ میرج میں نکاح صحیح ہونے کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا اور لڑکی ایک فیکٹری میں کام کرتے تھے۔۔وہ شادی کرنا چاہتے تھے مگر لڑکی کے گھر والوں نے انکار کردیا تو لڑکی اور لڑکے نے بھاگ کر کورٹ میں شادی کر لی کیا ایسے کیا ہوا نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

المستفتی:۔محمد غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذہب اسلام میں ہر بالغ لڑکے اور لڑکی کو اپنی پسند سے شادی کرنے کا اختیار ہے اللہ تعالی قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے فانکحوا ما طاب لکم۔ تم اس سے نکاح کرو جو تمہیں پسند آئے۔{پارہ ۴ سورہ النساء، آیت:۳}

لیکن ساتھ ہی مذہب اسلام نے اس کے طور طریقے بھی بتائے ہیں جن کی پابندی کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر ضروری ہے۔جیسا کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے دو بنیادی شرطیں ہیں۔(شرط اول) لڑکا اور لڑکی کا ایجاب وقبول کرنا یعنی ایک کا یہ کہنا کہ "میں نے تم سے نکاح کیا" اور دوسرے کا یہ کہنا کہ "میں نے قبول کیا۔یا اسی طرح کے دوسرے الفاظ کہنا (جیسا کہ بدائع والصنائع میں ہے)(واما رکن النکاح فهو الایجاب والقبول) نکاح کے صحیح ہونے کی شرط،ایجاب اور قبول ہے۔(شرط دوم) کم از کم دو گواہوں کا ہونا۔جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لا نكاح الا بشهود) نکاح نہیں ہوتا مگر گواہوں کے ذریعے ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ "لا نكاح الا بشاهدين" نکاح صحیح نہیں ہوتا مگر دو گواہوں کے ذریعے ہی۔(بدائع الصنائع،کتاب النکاح،فصل الشهادة فی النکاح)

اب یہ دیکھا جائے گا کہ" کورٹ میں اس طریقے کے مطابق نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر اس طریقے کے مطابق نکاح ہوا تو نکاح بالکل صحیح ہوگا اور اگر اس طریقہ پر نہیں ہوا تو نکاح کے صحیح ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ کورٹ میں ایجاب وقبول بھی نہیں ہوتا صرف لڑکا اور لڑکی اپنے بالغ ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور حاکم سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم بالغ اور خود مختار ہیں اور بغیر کسی دباؤ کے میاں بیوی بن کے رہنا چاہتے ہیں لہذا ہماری درخواست منظور کی جائے۔کورٹ کا حاکم قانونی کاروائی اور جانچ کے بعد دونوں کو میاں بیوی تسلیم کرتے ہوئے "میرج شرٹیفکٹ" دے دیتا ہے۔حالانکہ ایجاب وقبول بھی نہیں ہوتا بغیر ایجاب وقبول اور گواہوں کے محض کسی کے اجازت دے دینے سے نکاح ہر گز نہیں ہوگا۔ان شرعی خرابیوں کی بنیاد پر" کورٹ میرج" کے ذریعے کی گئی شادی بالکل درست نہیں ہے۔

نوٹ:۔گر نکاح صحیح ہونے کے شرائط پائے گئے تو نکاح ہو جائے گا کوئی حرج نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

ضیاء انجم قادری رضوی بہرائچ

۱ر ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۳ اگست بروز سنیچر ۲۰۱۹ء

(کیا چچی کے بہن سے نکاح کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا چاچا بکر ہے تو زید کا بکر کے بی بی کی سگی بہن سے شادی کرنا

کیسا ہے؟ المستفتی:۔راز بھائی ناسک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا بکر کے بیوی کی سگی بہن سے شادی کرنا جائز ودرست ہے اگر اور کوئی دوسری علت حرمت موجود نہ ہو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (واحل لکم ماوراء ذالکم) (پ:5،ر:1 سورۂ نساء،فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۵۷۳،۵۷۴ پر ہے کہ:)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (و احل لکم ماوراء ذالکم) یعنی حرام عورتوں کو شمار کرنے کے بعد ارشاد فرمایا، ان کے سوا سب عورتیں تمھارے لئے حلال ہیں اور حرام عورتوں میں چچی کو شمار نہ فرمایا، نہ حدیث وفقہ میں کہیں چچی کی حرمت بیان ہوئی۔لہذا وہ حلال عورتوں میں سے ہے اور جب چچی سے نکاح حرام ومنع نہیں تو چچی کی سگی بہن سے بھی منع وحرام نہیں۔

لہذا چچی کی بہن سے نکاح جائز ودرست ہے جب کہ اس کے علاوہ اور کوئی شرعی وجہ مانع نہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار نوری

۱۸ ذی القعدی ۱۴۴۰ھ پیر

(کیا عورتیں نکاح میں گواہ بن سکتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نکاح میں عورتیں گواہ بن سکتی ہیں یا نہیں جواب عطاء فرمائیں

المستفتی:۔شکیل رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں نکاح میں عورتیں بھی گواہ بن سکتی ہیں مگر صرف عورتوں کی گواہی سے نکاح منعقد نہ ہوگا اس لئے کہ نکاح منعقد ہونے کے لئے شرط ہے کہ ایجاب وقبول دومردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں گواہ آزاد عاقل و بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں صرف عورتوں یا خنثی کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوسکتا جب تک ان میں کے دو کے ساتھ ایک مرد نہ ہو- جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے کہ (ولا يشترط وصف الذكورة حتى ينعقد بحضور رجل وامرأتين كذا في الهداية ولا ينعقد بشهادة المرأتين بغير رجل و كذا الخنثين اذا لم يكن معهما رجل هكذا في فتاوىٰ قاضي خان) اھ (ج:1/ص:267/268/کتاب النکاح/الباب الاول فی تفسیرہ شرعا وصفتہ ورکنہ و شرطہ وحکمہ)

اور اسی طرح بہار شریعت ح:7/ص:11/12/ میں ہے اور درمختار میں ہے (و شرط حضور شاهدين حرين او حر و حرتين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح) اھ (ج:4/ص:از82/تا92/کتاب النکاح)

اور الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ (ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين مسلمين بالغين عاقلين او رجل وامرأتين) اھ (ج:2/ص:107/کتاب النکاح/دارالکتب العلمیۃ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(حاملہ مطلقہ، منکوحہ یا حاملہ غیر منکوحہ سے نکاح کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حاملہ عورت سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد مبشر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حاملہ عورت اگر مطلقہ ہے تو شادی نہیں ہوسکتی جب تک بچہ نہ پیدا ہوجائے کیونکہ اس کی عدت وضع حمل ہے اور اگر

حاملہ زانیہ ہے تو اس کی شادی ہوسکتی ہے جیسا کہ غلط فہمیاں اوران کی اصلاح صفحہ ۷۹ پر ہے کہ زنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے اس کا گناہ بہت سخت ہے لیکن اگر کسی عورت سے زنا کاری سرزد ہوئی اور وہ دوسرے سے نکاح کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا خواہ وہ زنا سے حاملہ ہوگئی ہو جب کہ وہ عورت شوہر والی نہ ہو اور اگر نکاح اسی شخص سے ہو جس کا وہ حمل ہے تو بعد نکاح دونوں ساتھ ساتھ رہ سکتے ہیں صحبت وہمبستری بھی کر سکتے ہیں اور اگر کسی دوسرے سے نکاح ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے دونوں الگ رہیں ان کے لیئے ہمبستری جائز نہیں۔

امام اہلسنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہوئی ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا غیر سے فرق اتنا ہے اگر زانی سے نکاح ہو تو بعد نکاح اس سے قربت بھی کرسکتا ہے اور اگر غیر زانی سے ہو تو تا وضع حمل قربت نہ کرے۔(فتاوی رضویہ جلد ۵ صفحہ ۱۹۹/فتاوی افریقہ صفحہ ۱۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(اہل کتاب عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اہل کتاب عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

المستفتی:۔غلام حسین ابودہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دور حاضرہ میں اہل کتاب عیسائی یا یہودی عورت سے نکاح کرنا درست نہیں ہے کیونکہ کسی عیسائی یہودی یا اہل کتاب لڑکی سے شادی کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ کسی نبی پر ایمان رکھتی ہو منزل من اللہ صحیفہ کا اعتراف کرتی ہو (وصح نکاح کتابیۃ مومنۃ بنبی مرسل مقرۃ بکتاب منزل)

درالمختار مع الشامی جلد چہارم کتاب النکاح لیکن آج کل کے اکثر عیسائی اور یہودی دہریہ ہیں اور دہریہ عورت سے

مسلمان مرد کا نکاح نہیں ہوسکتا اگر کسی عیسائی یا یہودی عورت کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ یہ دہریہ نہیں ہے تو اس سے نکاح ہو جائے گا۔مگر دوسرے خطرات کی بنا پر اس سے پرہیز واجب ہے مثلا اولاد کے کافر ہونے کا سخت خطرہ ہے بلکہ خود شوہر کا دین بھی خطرہ سے خالی نہیں۔اہل کتاب کے کفر کے باوجود ان کا ذبیحہ مسلمان کے لئے حلال ہے بشرطیکہ ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام لیں اور جانور حلال ہو اور یہ باتیں آج کل کے اہل کتاب عیسائ یہودی میں نہیں پائی جاتی اس لئے ان سے نکاح کرنا درست نہیں ہے واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی

۲۲/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(نکاح پڑھانے کے وقت کلمہ نہ پڑھا تو نکاح ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی نکاح پڑھانے کے وقت کلمہ نہ پڑھائے اور ایجاب وقبول کرا دیگا تو کیا نکاح ہو جائے گا اور کلمہ پڑھانا سنت ہے یا مستحب نکاح کے وقت جلد جواب عطا فرمائیں مہربانی ہوگی آپ کی

المستفتی:۔مولانا عزیز المصطفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نکاح ہو جائے گا جبکہ اور کوئی چیز مانع نکاح نہ ہو۔اور کلمہ پڑھانے کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ خطبہ نکاح سنت ہے اور کلمہ پڑھانا اچھی بات ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۶/۱۷ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ پیر

(نکاح میں گواہ اور وکیل کس کی طرف سے ہوتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نکاح میں دونوں گواہ کس کی طرف سے ہوتے ہیں لڑکے یا لڑکی کی طرف سے یا کس طرف سے ہونا بہتر ہے؟ اور نکاح میں وکیل کس کو بننا چاہئے۔ نیز وکیل کس کی طرف سے ہوتا ہے؟ جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی**:۔محمد ہاشم رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں گواہان کیلئے ضروری نہیں ہے کہ مرد، یا عورت کی جانب سے ہو دونوں کے ولی یا مرد وعورت جس پر اتفاق کرلے وہ گواہ ہوسکتا ہے جبکہ وہ عادل ہوں یہ امر مستحب ہے وکیل عموماً ہندوستان میں عورت کی جانب سے ہوتا ہے اسلئے کہ وہ خود مجلس یا عام لوگوں کے سامنے نہیں آسکتی ہے تو وہ اپنا وکیل بناتی ہے اسلئے وکیل عورت کی جانب سے ہوتا ہے ہمارے یہاں ایک رواج ہے کہ عورت کسی اور کو وکیل بناتی ہے مگر مجلس میں آنے کے بعد قبول کے الفاظ قاضی ادا کراتے ہیں ایسا کرنا غلط ہے اسلئے کہ وکیل خود قبول کرائے یا تو پھر قاضی کو ہی وکیل بنادیں ورنہ یہ نکاح فضولی ہوگا لڑکی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر چاہے تو نکاح کو تام کردے یا چاہے تو رد کردے۔ بہار شریعت حصہ ہفتم میں ہے: نکاح کے وکیل کو اختیار نہیں کہ دوسرے سے نکاح پڑھوادے۔

اور بہار شریعت حصہ ہفتم میں ہے فضولی نے ایجاب کیا قبول کرنے والا کوئی دوسرا ہے جس نے قبول کیا خواہ وہ اصیل ہو یا وکیل یا ولی یا فضولی تو یہ عقد اجازت پر موقوف رہا جس کی طرف سے فضولی نے ایجاب یا قبول کیا اس نے جائز کردیا تو جائز اور رد کردیا تو باطل ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۴؍رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(بدعقیدہ کی گواہی سے نکاح ہوگا یانہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نکاح پڑھانے والا سنی صحیح العقیدہ عالم دین ہواور دونوں گواہ بدعقیدہ ہوتو نکاح ہوگا یانہیں اور نکاح پڑھانے کے بعد پتہ چلا کہ دونوں گواہ بدعقیدہ ہےتو نکاح ہوجائے گا یا پھر سے پڑھانا ہوگا جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی المستفتی:۔قمر رضا رفیقی مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا بدعقیدہ جس کی بدعقیدگی حد کفر تک پہونچ گئ ہے، وہ بلا شبہہ کافر ومرتد ہے، اس کی شہادت سے مسلمان مرد وعورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، کیوں کہ مسلمان مرد عورت کے نکاح میں دونوں گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے جب کہ یہاں دونوں مفقود ہے۔قرآن پاک میں ہے(ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا "(پارہ۵،آیت ١٤)

فتح القدیر میں ہے(ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامراتین ولا بد من اعتبار الاسلام فی انکحۃ المسلمین لانہ لا شھادۃ للکافر علی المسلم)(کتاب النکاح،جلد۳،صفحہ ١٩٠)

تنویر الابصار میں ہے(حضور شاھدین مسلمین لنکاح مسلمۃ ولو فاسقین)(کتاب النکاح،جلد٤،صفحہ ٨٧)

بدائع الصنائع میں ھے :::" فلا ینعقد نکاح المسلم والمسلمہ بشھادۃ الکفار لان الکافر لیس من اھل الولایۃ علی المسلم "(کتاب النکاح، جلد دوم، صفحہ ٣٧٧)بحرالرائق میں ہے"وشرط فی الشھود اربعۃ : الحریۃ والعقل والبلوغ والاسلام، فلا ینعقد بحضرۃ العبید والمجانین والصبیان الکفار فی نکاح المسلمین لانہ لا ولایۃ لھولاء "(کتاب النکاح،جلد۳،صفحہ ١٥٨)

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے(ولا یجوز عقد النکاح بین مسلمین بشھادۃ الکفار)(کتاب النکاح، الفصل السادس فی الشھادۃ،جلد۲،صفحہ ٤٥٢)

بہار شریعت میں ہے۔مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے لہذا مسلمان مرد و عورت کا نکاح کافر کی شہادت سے نہیں ہوسکتا۔(جلد ۲،حصہ ۷،نکاح کا بیان،صفحہ ۱۱/تحقیق فتاوی طلباء جامعہ صمدیہ،صفحہ ۱۳۰،سلسلہ اشاعت نمبر ۳)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی پھپھوند شریف

۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(غیر مدخولہ مطلقہ سے دوبارہ نکاح کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا کسی لڑکے سے نکاح ہوجائے اور رخصتی نہ ہو اور اس کے بعد کسی وجہ سے طلاق ہوجائے اور کچھ عرصے کے بعد وہ دونوں پھر سے شادی کرنا چاہیں تو اس کے بارے میں کیا اس لڑکی پر حلالہ واجب ہے یا نہیں ہمارا اسلام کیا کہتا ہے؟ **المستفتی**:۔غلام حسین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر شخص مذکور نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو الگ الگ طلاق دی ہے یعنی یہ کہا ہے کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں تو اس صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور باقی دو طلاقیں لغو ہوگئیں اپنی مطلقہ بائنہ بیوی کے ساتھ اس کی مرضی سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں اور اگر اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں دیں مثلا یوں کہا میں تجھے تین طلاقیں دیں تو تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی اور عورت مغلظہ ہوجائے گی بغیر حلالہ شوہر اول کیلئے حلال نہ ہوگی۔جیسا کہ فتاوی عالم گیری جلد 1 / 349 میں ہے (اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها فإن فرق الطلاق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثالثة كذا فى الهداية) الحاصل اگر غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں دیں ایک ساتھ تو عورت مغلظہ ہوجائے گی بغیر حلالہ شوہر اول کیلئے حلال نہیں ہوگی اور اگر طلاق میں

تفریق کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور دوسری تیسری لغو ہو جائے گی اس صورت میں عورت اپنی مرضی سے بغیر حلالہ شوہر اول کی جانب لوٹ سکتی ہے۔(ماخوذ فتاوی فیض الرسول جلد ۲ ص ۲۵۱۲۵۰)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۴ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ جولائی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(اگر کوئی شخص ہنسی مذاق میں نکاح کر لے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے ہنسی مذاق کے طور پر کسی لڑکی سے نکاح کر لے تو کیا نکاح ہوگیا جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔غوث الوریٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نکاح ہو جائے گا جیسا کہ فتاوی یورپ میں ہے کہ نکاح منعقد ہونے یا طلاق کے واقع ہونے کے لئے عزم وقصد شرط نہیں ہے خواہ قصد وارادہ کے ساتھ نکاح کرے خواہ ہزل ومذاح کے ساتھ نکاح منعقد ہو جائے گا بشرطیکہ اس مجلس میں دو عاقل وبالغ آزاد مسلمان مرد یا ایک مرد دو عورتیں موجود ہوں۔(فتاوی یورپ،کتاب النکاح،صفحہ ٤٢٧)واللہ تعالی اعلم

کتبہ

فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی پھپھوند شریف

۳۰۔۴ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ جمعرات

(نکاح خوانی کے پیسے کا اصل حقدار کون؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نکاح کے گواہ اور وکیل کو قاضی کے پیسوں میں سے کچھ پیسہ لینا کیسا

مع حوالہ جوب سے نوازیں

المستفتی:۔ سرفراز احمد محمد معروف مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

عام طور پر نکاح خوانی کی اجرت کا مستحق نکاح پڑھانے والا ہی ہوتا ہے وکیل گواہ مؤذن ومسجد وغیرہ کا دینا ضروری نہیں اور نہ ہی وہ اس کا حقدار ہوتا ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" **الاجرت انما تکون بمقابلت العمل** (ردالمحتار جلد ۳۰۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(بھائی کی سالی کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سالی کی لڑکی ہے کیا زید کے بھائی کے ساتھ شادی ہوجائیگی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔محمد طالب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شادی ہوجائے گی بشرطیکہ اور کوئی وجہ مانع نکاح نہ ہو مثلاً رضاعت حرمت مصاہرت وغیرہ زید کی سالی کی لڑکی محرمات میں سے نہیں ہے اس لیے زید کے بھائی کا نکاح اس سے جائز ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اوران (محرمات) کے سوااور عورتیں تم پر حلال ہیں۔(سورہ نساء آیت ۲۴) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ،

۱۹ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ

(کیا غیر محرم کو محض چھونے ہی سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر بہو کا ہاتھ سسر کے ہاتھوں سے لگ گیا مصافحہ کی نیت سے تو کیا حرمت مصاہرت پائی جائیگی؟ کس صورت میں حرمت مصاہرت پائی جائیگی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں۔ المستفتی:۔سید مقبول احمد رضوی کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مردوں کا عورتوں سے یا عورتوں کا مردوں سے معانقہ کرنا ناجائز وحرام ہے ہاں بوڑھی عورت یا بوڑھا مرد کہ جس

سے شہوت کا اندیشہ نہ ہو ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے میں حرج نہیں یونہی محارم یعنی جن کا آپس میں ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے {مثلا باپ بیٹی، ماں بیٹا، بھائی بہن، نانی نواسہ،} ان سے اسی شرط کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا جائز ہے جبکہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اس زمانہ میں احتیاطا احتراز ہی چاہیے، ان کے سوا غیر محارم یعنی جن سے نکاح کبھی درست ہے اگرچہ فی الحال ناجائز ہو جیسے بہنوئی ہے اور چچا ماموں خالہ پھوپھی کے بیٹے، یا جیٹھ دیور یہ سب اجنبی کے حکم میں ہیں کہ ان کے لئے عورت کے کسی بھی حصہ بدن کو چھونا حرام ہے چہ جائے کہ مصافحہ و معانقہ ہو، اور جن سے نکاح رضاعت کے سبب یا صہریت کے سبب ہمیشہ کے لئے حرام ہے جیسے خسر بہو، داماد و ساس، یہ بھی نظر اور مس میں اجنبی کے حکم میں ہیں یعنی ان سے مصافحہ جائز نہیں (فتاوی مرکز تربیت افتاء ج ۲ ص ۴۵۷)

لہذا سسر نے بہو کا یا بہو نے سسر کا شہوت سے ہاتھ پکڑا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی محض ہاتھ لگ جانا یا بغیر شہوت کے چھولینا یہ حرمت مصاہرت کے لیے کافی نہیں بلکہ چھونے سے بھی حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ شہوت نہ ہو اب سسر بنیت مصافحہ لڑکے کی بیوی کو ہاتھ لگا یا اور شہوت نہ تھی تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہو گی جیسا کہ صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ امجد علی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں "چھونے اور نظر {نظر مطلق نہیں بلکہ فرج داخل میں ہو} کے وقت شہوت نہ تھی بعد کو پیدا ہوئی یعنی جب ہاتھ لگا یا اس وقت نہ تھی ہاتھ جدا کرنے کے بعد ہوئی تو اس سے حرمت نہیں ثابت ہوتی اس مقام پر شہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشار آلہ ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے یہ جوان کے لئے ہے بوڑھے اور عورت کے لئے شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہو جائے محض میلان نفس کا نام شہوت نہیں نیز حرمت مصاہرت کے لئے شرط یہ ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو نیز یہ کہ زندہ ہو تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو بشہوت چھوا یا بوسہ لیا تو حرمت ثابت نہ ہوئی (بہار شریعت ج ۲ ح ۷ ص ۲۴ مطبوعہ المکتبہ المدینہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ساجد چشتی میر گنج بریلی شریف

۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(داماد نے ساس کے ساتھ زنا کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ داماد نے اپنے ساس کے ساتھ زنا کرلیا تو کیا ساس کی لڑکی اس پرحرام ہے کہ حلال ہے مکمل قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد انیس خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب کہ زید نے اپنی ساس سے زنا کیا تو زید کی بیوی ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئ۔علامہ حصکفی علیہ الرحمہ تحریرفرماتے ہیں حرم اصل مزنیه. وسوسته بشهوة والمنظور الی فرجها الداخل وفروعهن اھ

(درمختار مع شامی جلددوم صفحہ ۳۰۴)

لہٰذا اب دونوں پرلازم ہے کہ فورا دونوں الگ ہوجائیں اور علانیہ توبہ واستغفار کریں اگر الگ نہیں ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں سارے مسلمان انکا سماجی بائکاٹ کریں جب تک دونوں الگ ہوکر توبہ استغفار نہ کرلیں ان سے سارے مسلمان بائکاٹ رہیں خدائے تعالی کا ارشاد ہے *ولا ترکنوا الی الذین ظلمو فتمسکم النار“

(پارہ ۱۲ سورہ ھود آیت ۱۱۳)

اگر زید کا بائکاٹ نہیں کیا جائے گا تو آج اس نے اپنی مزنیہ کی بیٹی کو رکھ لیا کل لوگ اپنی پھوپھی یا لڑکی کو رکھ لیں گے اس طرح سے لوگ بری ہوجائیں گے اور حلال وحرام کے درمیان امتیاز ختم ہوجائے گا۔

(حوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۳۹۱) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

غیاث الدین قادری دولہا پور گونڈہ یوپی

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(کیا رضاعی ماں کی سب لڑکیاں حرام ہیں یا وہ جس کے ساتھ دودھ پیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رضاعی بھائی بہن کا آپس میں عقد ہوگی یا نہیں مثلا زید نے ہندہ کا دودھ پیا تو ہندہ کی اسی دور کی لڑکی سے زید کا عقد کرنا کیسا ہے؟ زید نے جس دور میں ہندہ کا دودھ پیا ہے اس دور کی لڑکی کے علاوہ ہندہ کی دوسری لڑکی کے ساتھ عقد کرنا کیسا ہے۔کیا زید ہندہ کی تمام لڑکیوں میں سے کسی ایک سے عقد کرسکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد حامد رضا گڑھوا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں زید نے جبکہ ڈھائی سال عمر ہونے سے پہلے ہندہ کا دودھ پیا تو وہ اسکی رضاعی ماں ہوگئی اور ہندہ کی جتنی اگلی پچھلی اولاد ہے سب زید کے بھائی بہن ہیں۔

لہٰذا زید کا ہندہ کی لڑکی سے نکاح کرنا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے ’’حرمت علیکم امھاتکم (الیٰ ان قال) و اخواتکم من الرضاعۃ ‘‘یعنی تمہارے اوپر تمہاری رضاعی بہنیں حرام کی گئیں‘‘اھ

(پ:4 /سورۂ نساء/آیت:23/بحوالہ فتاوی فقیہ ملت ج:1 /ص:444 /کتاب الرضاع/شبیر برادرز اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۹ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے سگی دو بہنوں سے نکاح کرلیا اسکو یہ معلوم نہیں تھا کہ سگی دو

بھنوں کو جمع کرنا حرام ہے نکاح پڑھانے والے مولوی سے معلوم کیا اسنے کہا پہلی بیوی کی اجازت سے ہوجائے گا نکاح ہونے کے بعد دونوں سے بچے پیدا ہوئے اب اسکو پتہ چلا کہ سگی دو بہنیں ایک نکاح میں نہیں آسکتیں اب شریعت میں زید اور نکاح پڑھانے والے مولوی کے لئے کیا حکم ہے بحوالہ جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد دلشاد عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایت الحق والصواب

ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری سے نکاح حرام ہے (قال اللہ تعالیٰ . وان تجتمعو بین الاختین) یعنی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے زید چونکہ اس مسئلہ سے ناواقف تھا لہذا اس پر کوئی حکم نہیں اب اسکو چاہیے جس لڑکی کے ساتھ بعد میں نکاح ہوا اس سے فوراً جدا ہو اور جن مولوی صاحب نے نکاح پڑھایا اگر مسئلہ جانتے ہوئے انہوں نے اس نکاح کو جائز سمجھا تو مولوی صاحب پر توبہ واستغفار تجدید ایمان ونکاح لازم ہے البتہ اگر حرام جانتے ہوئے اس نکاح کو پڑھایا تو شریعت پر افتراء ہے اور شریعت پر افتراء اللہ پر افتراء ہے مولوی صاحب اعلانیہ توبہ کریں البتہ اگر مولوی مسئلہ نہیں جانتا تھا تو بے علم فتویٰ دینا حرام ہے ہاں اگر عالم سے اتفاقا یاسہوا واقع ہوا اس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ کی اور غلط جواب صادر ہوا تو اس پر بھی کوئی حکم نہیں مگر فرض کے مطلع ہوتے ہی فورا اپنی خطا ظاہر کرے اس پر اصرار کرے تو پہلی شق یعنی افتراء میں آجائے گا۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۱۱)

اور جتنے لوگ اس نکاح کو مسئلہ سے واقفیت کے بعد جائز جانتے ہوئے شریک ہوئے ان پر بھی وہی حکم ہے جو مولوی پر ہے البتہ اگر ناواقفیت میں شریک ہوئے تو کوئی حکم نہیں آئیندہ خیال رکھیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امین قادری رضوی مرادابادیوپی

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(کیا زانی مزنیہ سے بعد شادی بھی سزا پائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک لڑکی سے پیار کرتا تھا زید نے زنا بھی کیا پھر اس لڑکی سے زید نے شادی کر لی اب زید کو جو زانی کی سزا ہے وہ دی جائے گی یا توبہ ہی کافی ہے زید پر کیا حکم ہے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر آپ اپنے بیان میں سچے ہیں تو نکاح سے پہلے آپ نے اس لڑکی کے ساتھ جو کچھ کیا اس میں آپ سخت مجرم اور گنہگار ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں گرفتار ہیں اس کا علاج یہی ہے کہ اللہ تعالی کے حضور صدق دل سے اپنے گناہوں پر نادم وشرمندہ ہوں اور اس سے توبہ واستغفار اور عہد کریں یا اللہ میں آئندہ ایسا کبھی بھی نہیں کروں گا اور صدقہ وخیرات کریں میلاد شریف کریں یہ کام توبہ کی قبولیت میں معاون ہیں (قال اللہ تبارك تعالى " يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا) اے ایمان والو اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرو حدیث شریف میں آیا ہے کہ (التائب من الذنب كما لا ذنب له) یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ گناہ کیا ہی نہیں۔(ماخوذ فتاوی بحر العلوم جلد دوم رفتاوی فیض الرسول جلد دوم ص۲۸۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۳۰ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

(شوہر سعودی میں ہے اور بیوی ایک غیر مسلم سے زنا کرا کر حاملہ ہوگئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید سعودی میں رہتا ہے زید کی بیوی ہندہ اس نے بکر کے ساتھ ناجائز

تعلقات قائم کی جب کہ بکر غیر مسلم ہے بکر سے چار ماہ کا حمل ٹھہر گیا اب ہندہ کے باپ نے حمل کو ضائع کرا دیا اس صورت میں ہندہ کے لئے کیا حکم شرع ہے؟ قرآن وحدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔صدام حسین رضوی دار العلوم غوث الواری ممبرا ممبئ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی ہندہ بکر غیر مسلم کے ساتھ (زنا) ناجائز تعلقات قائم کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار سیاہ کار بدکار مستحق عذاب نار لائق قہر قہار ہے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو شرعی حد قائم کی جاتی لہذا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں نادم و پشیمان ہوکر روئے گڑگڑائے اور پکی سچی توبہ واستغفار کرے نیز قرآن خوانی وفاتحہ خوانی کرے اور مسجد میں لوٹا چٹائی وغیرہ رکھوائے کہ یہ چیزیں توبہ کی قبولیت میں معاون ہوتی ہیں۔ارشاد خداوندی ہے (من تاب و آمن و عمل عملا صالحا فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات و كان الله غفورا رحيما) یعنی جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔اھ (پ:19/ع:3/آیت:70/سورۂ فرقان)

مگر زنا کرنے کی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹا ہندہ ابھی بھی زید کی بیوی ہے اور وہ حمل جس کو ہندہ کے باپ نے ضائع کرا دیا وہ از روئے شرع زید ہی کا قرار دیا جائے گا زانی بکر کا نہیں اگر چہ زید و ہندہ کے درمیان کتنی ہی مسافت کی دوری ہو ہاں اگر واقعی زید کو اس کا یقین ہے کہ وہ حمل میرا نہیں ہے تو اس کو انکار کا حق حاصل ہے جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت ج:1/ص:401/ میں ہے اگر واقعی زید کے بھائی نے اس کی منکوحہ ہندہ کے ساتھ برائی کی ہے تو وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوا توبہ واستغفار کرے۔لیکن اس زنا کرنے سے زید کا نکاح نہیں ٹوٹا اور جو بچہ ہندہ کے پیٹ میں ہے وہ زید ہی کا ہے کہ حدیث شریف میں ہے" الولد للفراش "یعنی بچہ شوہر کا ہے اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ زنا کے متعلق فرماتے ہیں معاذ اللہ یہ فعل بے شک حرام ہے مگر اس کی وجہ نکاح نہیں ٹوٹا وہ بدستور اس کی زوجہ ہے زنا سے صرف چار حرمتیں ثابت ہوتی ہیں مزنیہ زانی کے اصول وفروع پر حرام ہوجاتی ہے اور زانی پر مزنیہ کے اصول وفروع حرام۔

بحر الرائق جلد سوم صفحہ 108/کتاب النکاح میں ہے (اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزاني و فروعه نسبا و رضاعا و حرمة اصولها و فروعها على الزاني نسبا و رضاعا كما

فی الوطی الحلال تلخیصا) اھ (فتاوی امجدیہ جلد دوم صفحہ 72)

جب ہندہ ابھی بھی زید کے نکاح میں ہے تو وہ حمل زید ہی کا ہے لہذا ہندہ کا باپ بے ثبوت شرعی ہندہ کا حمل ضائع کرانے کی وجہ سے سخت گنہگار مستحق عذاب نار حق العبد میں گرفتار رب العزت کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرے اور زید و ہندہ سے معافی مانگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۵ ستمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

(حالت حمل میں نکاح و ثبوت نسب کا بیان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کی اور اس سے حمل قرار پایا گیا بعد میں زید نے ہندہ سے نکاح کرلیا اب جو بچہ پیدا ہو وہ جائز ہے یا ناجائز؟ حوالہ کے ساتھ جواب عطا فرمائیں

المستفتی:۔ شکیل رضا بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

صورت مسؤلہ میں لڑکی کا نکاح حالت حمل میں صحیح اور درست ہوگا؛ البتہ اگر زانی ہی سے نکاح کیا جائے تو وہ ہمبستری بھی کرسکتا ہے اور اگر یہ نکاح جب کہ دوسرے سے ہو تو وہ ہمبستری نہیں کرسکتا ہے یہاں تک کہ بچہ پیدا ہو جائے (قال ابو حنیفه و محمد رحمهما الله تعالی یجوز ان یتزوج امرأة حاملا من الزنا ولایطؤها حتی تضع. فی مجموع النوازل اذا تزوج امرأة قد زنی هو بها و ظهر بها حبل فالنکاح جائز عند الکل کذا فی الذخیرة)

(فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد 1 صفحہ ۲۸۰)

اور درمختار مع شامی میں ہے (صح نکاح حبلی من زنا لا من غیره وان حرم وطؤها و دواعیه حتی تضع ولو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقا) (درمع الردجلد ۲ صفحہ ۳۱۶، فتاوی فقیہ ملت جلد ۱ صفحہ ۳۷۵)

اور اگر واقعی نکاح سے پہلے ان دونوں کا ناجائز تعلق تھا تو وہ دونوں سخت گنہ گار مستحق عذاب قہار ہیں ان کو علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے اور نماز کی پابندی کا ان سے عہد لیا جائے اور قرآن خوانی ومیلاد شریف کرنے نیز مسجد میں لوٹا چٹائی رکھنے اور غربا و مساکین کو کھانا کھلانے کی تلقین کی جائے کہ نیکیاں قبول توبہ میں معاون ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ومن تاب وعمل صالحا فانه یتوب الی الله متابا) (القرآن پارہ۱۹ رکوع ٤)

اور ان دونوں کے والدین کو بھی توبہ کرایا جائے اگر انکی غفلت ولا پرواہی سے لڑکا لڑکی کا ناجائز تعلق ہوا باقی زنا کرنے کیوجہ سے حمل ٹھہرنے کے بعد زانی سے نکاح کرنے کی صورت میں اگر نکاح کے چھ مہینے بعد اس حمل سے بچہ پیدا ہوتو وہ بچہ ثابت النسب ہوگا، لیکن اگر نکاح کے بعد چھ ماہ گزرنے سے پہلے ہی بچہ پیدا ہوگیا تو پھر اس بچہ کا اس زانی سے نسب ثابت نہیں ہوگا اور وہ بچہ ولد الزنا ہی کہلائے گا۔ البتہ اس صورت میں اگر زانی اس بچے کے باپ ہونے کا اقرار کرلیتا ہے اور زنا کا ذکر نہیں کرتا تو بھی اس بچے کا نسب اس سے ثابت ہوجائے گا (قوله: والولد له) أي إن جاءت بعد النكاح لستة أشهر، مختار النوازل، فلو لأقل من ستة أشهر وقت النكاح لا يثبت النسب) (الدر المختار مع الشامي جلد ٤ ص ١٤٢ مكتبہ زکریا) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۶ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(سسر بہو سے زنا کرلے تو کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے والد بکر نے اپنی بہو ہندہ یعنی زید کی بیوی کے ساتھ اپنا منھ کالا کیا جسکو بکر کی بیوی یعنی ہندہ کی ساس نے دیکھ کر شور مچایا جب سماج کے لوگوں نے اکٹھا ہوکر اس سے پوچھا تو بکر نے پہلے انکار کیا لیکن جب سماج نے دباؤ بنایا تو بکر نے کہا کیا تو کیا نہیں کیا تو کیا پھر جب ہندہ سے پوچھا گیا تو ہندہ نے کہا کی یہ کوئی پہلی بار تھوڑی ہے یہ کافی عرصہ سے چل رہا ہے کہ میرے سسر میرے ساتھ ایسا کررہے ہیں اب ایسی صورت شریعت مطہرہ اس مسئلہ میں کیا حکم نافذ فرماتی ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نیز یہ بھی بتائیں کی ہندہ کو اپنے شوہر زید کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ اسیر تاج الشریعہ الفقیر عبدالقدوس قادری بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ اگر ہندہ نو برس یا اس سے زیادہ عمر کی ہے اور اسکے سسر نے اسکے ساتھ زنا کیا تو اب زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی: اور اگر شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو بھی یہی حکم ہے ان دونوں صورتوں کو حرمت مصاہرت کہتے ہیں اب مسئلہ مذکور میں عرض ہے کہ ثبوت زنا کے لئے از روئے شرع زانی کا اقرار یا چار عادل گواہوں کی شہادت ضروری ہے لہذا صورت مستفسرہ میں سسر اپنی بہو سے زنا کا اقرار کرنے یا شہوت کے ساتھ چھونے کا اقرار کرے یا اسکی بیوی اقرار کرے اور زید تصدیق کرے یا شہادت شرعیہ سے زنا یا دو شاہد عادل سے بشہوت چھونا ثابت ہو تو زید کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی زید پر لازم ہے کہ اپنی بیوی سے متارکہ کرے مثلاً کہہ دے کہ میں نے اسے چھوڑا پھر وہ عدت طلاق گذار کر کسی دوسرے سنی صحیح العقیدہ سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان اسکا بائیکاٹ کریں: جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۵۶ میں ہے (تحرم المزنی بها علی آباء الزانی واجداده وان علوا وابنائه وان سفلوا كذا فی الذخیرة)

اور بحر الرائق جلد ثالث صفحہ ۱۰۰ میں ہے (فی فتح القدیر وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان یصدقها ویقع فی اکبر رأیه صدقها وعلیٰ هذا ینبغی ان یقال فی مسه ایاها لا تحرم علی ابیه وابنه الا ان یصدقها او یغلب علی ظنه صدقها ثم رأیت عن ابی یوسف ما یفید ذالك)

فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۵۸۷ اور اگر سسر سے یہ فعل سرزد ہوا ہے تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے علانیہ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ اس قسم کے گناہ کے قریب نہ جانے کا عہد کریں: نیز نیک کام کرنے مثلاً پابندی نماز باجماعت قرآن خوانی اور میلاد شریف کرنے کی تلقین کریں یہ چیز مقبولیت توبہ میں معاون و مددگار ہوگی کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید ان الحسنت یذھبن السئیات (ھود آیت ۱۱۴/ فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۵۸۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

(زید کی سگی نانی کی سگی بہن زید کے لئے محرم ہے یا غیر محرم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی سگی نانی کی سگی بہن زید کے لئے محرم ہے یا غیر محرم

المستفتی:۔محمد عبید اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کی سگی نانی کی سگی بہن زید کی ماں کی خالہ ہوگئ جو کہ خود زید کی خالہ کے حکم ہے لہذا زید کی سگی نانی کی سگی بہن زید کے لئے محرم ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے (حرمت علیکم امھاتکم و بناتکم و اخواتکم و عماتکم و خالاتکم الخ) یعنی تم پر تمہاری مائیں تمہاری لڑکیاں تمہاری بہنیں تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں حرام ہیں۔(پ:4/ر:14/سورۂ نساء)

بہار شریعت میں ہے باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم اصول کی پھوپیان یا خالائیں اپنی پھوپی اور خالہ کے حکم میں ہیں خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی یونہی حقیقی یا علاتی پھوپی کی پھوپی یا حقیقی یا اخیافی خالہ کی خالہ" اھ

(ج:1/ح:7/ص:22) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۷/اگست بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(زید نے دخول وخلوت صحیحہ سے پہلے بیوی کو طلاق دیدی تو اسی کی بیٹی سے زید نکاح کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا، اور وطی نہیں ہوئی کہ جدائی ہوگئ

(یعنی طلاق ہوگیا) تو کیا زید اس عورت کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے، علماء کرام ومفتیان عظام شریعت کی روشنی میں مع حوالہ کے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔ محمد نعیم الدین سلامی نقشبندی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں زید اور اسکی بیوی کے درمیان اگر وطی یا خلوت صحیحہ سے پہلے جدائی یعنی طلاق ہوگئی تو زید اپنی مطلقہ بیوی کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے جبکہ اور کوئی مانع نکاح نہ ہو ورنہ نہیں۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہوگئ اس کی لڑکی اس پر حرام نہیں اور خلوت صحیحہ بھی وطی ہی کے حکم میں ہے یعنی اگر خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ ہوگئی اس کی لڑکی حرام ہوگئی اگر چہ وطی نہ کی ہو۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ ۱٤؛ محرمات کا بیان؛ ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دھلی)

ردالمحتار میں ہے (فلا تحرم بنتها بمجرد العقد اما الصحيحة فلا خلاف فى انها تحرم البنت)

(جلد چہارم صفحہ ۱۰٤ کتاب النکاح؛ دار عالم الکتب)

اور خلوت صحیحہ کا مطلب یہ ہے کہ "میاں بیوی کا اس طرح ہونا کہ جماع سے کوئی مانع شرعی یا طبعی یا حسی نہ ہو مانع حسی سے مراد زوجین میں ایسی کوئی بیماری کہ صحبت نہیں کرسکتا ہو اور مانع طبعی سے مراد شوہر اور عورت کے درمیان کسی تیسرے کا ہونا اور مانع شرعی سے مراد عورت کا حیض یا نفاس کی حالت میں ہونا یا نماز فرض میں ہونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱۸ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(چچا زاد بھتیجی سے نکاح کرسکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چچیری بھتیجی سے نکاح کرسکتے ہیں؟ المستفتی:۔ عبید اللہ بریلوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چچیری بھتیجی سے نکاح کرسکتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ (و احل لکم ماوراء ذالکم) یعنی محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔اھ (پ:4/آیت:24/سورۂ نساء)

اور ایسا ہی فتاوی رضویہ ج:11/ص:415/باب المحرمات/رضا فاؤنڈیشن دعوت اسلامی میں ہے اور ایسے نکاح کے جواز کی سب سے بہترین دلیل حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح ہے اس لئے کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی چچازاد بھتیجی تھیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۰ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(پھوپھی نکاح میں ہوتے ہوئے بھتیجی سے نکاح کرنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اور ہندہ دونوں سگے بھائی بہن ہیں ہندہ کی شادی لگ بھگ دس سال پہلے بکر سے ہوئی ہے ابھی ابھی زید کی بیٹی راشدہ اپنی شادی کے موقعہ پہ اپنے پھوپھا بکر کے ساتھ فرار ہوگئ ہے دریافت یہ کرنا ہیکہ کیا راشدہ کا نکاح اپنے پھوپھا بکر کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یعنی پھوپھی بھتیجی بیک وقت بکر کے نکاح میں رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔محمد عالم قادری سراج نگر دھرکی گڑھوا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں راشدہ کا نکاح اسکے پھوپھا بکر کے ساتھ اس وقت تک ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا جب تک راشدہ کی پھوپھی بکر کے نکاح میں ہے اس لئے کہ نکاح میں ایسی دوعورتوں کو جمع کرنا حرام ہے کہ ان میں سے اگر ایک کو مرد فرض کریں دوسری اس کے لئے حرام ہو-جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ دوعورتیں کہ ان میں جس ایک کو مرد فرض کریں دوسری اسکے لئے حرام ہو مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کرو تو بھائی بہن کا رشتہ ہوا یا پھوپھی بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کرو تو چچا بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کرو تو پھوپھی بھتیجے کا رشتہ ہوا یا خالہ بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا ایسی دوعورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتا۔اھ (ح:7/ص:27/محرمات کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے (و حرم الجمع وطأ بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للاخرى ابدا الحديث مسلم : " لا تنكح المرأة على عمتها) اھ (ج:4/ص:116/117/کتاب النکاح/دار عالم الکتب)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(زانیہ فاسقہ عورت کے نفقہ ومہر و جہیز کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی ہندہ دوسرے مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتی ہے اوراسی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے اور زید سے طلاق کا مطالبہ کررہی ہے تو کیا زید پر عدت کا نفقہ دین مہر اور جہیز کا سامان ادا کرنا واجب ہے شریعت کی روشنی میں جواب عنایت کریں کرم ہوگا؟

المستفتی:۔جابر حسین وجئے نگرسی جی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو عورت غیر مرد سے ناجائز تعلقات رکھے اس سے ملاقاتیں کرے اور شوہر کی نافرمانی کرے ایسی عورت بدچلن اور ناشزہ ہے ایسی بیوی کو طلاق دینے کی گنجائش ہے لیکن طلاق دینا واجب نہیں اگر شوہر طلاق دے دے اور عورت شوہر کے گھر عدت گزارے تو نفقہ کی حقدار ہوگی اور مہر و جہیز پر عورت کی ملکیت وحق حاصل ہے جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔وُہ عورت فاسقہ ہے سخت گنہگار ہے،مگر ان حرکات کے سبب مہر ساقط نہ ہوگا،رکھنے نہ رکھنے کا مرد کا اختیار ہے مگر اگر نہ رکھنا چاہے تو طلاق دے دے یہ جائز نہیں کہ نکال دے اور طلاق نہ دے اور خبر گیری بھی نہ کرے ہاں وُہ خود ہی نکل جائے تو اس پر نان ونفقہ واجب نہیں جب تک واپس نہ آئے''لانھا ناشزۃ ولا نفقۃ للناشزۃ'' کیونکہ وہ نافرمان ہے اوراس کے لئے خاوند پر نفقہ واجب نہیں'' قال اللہ تعالٰی *فَاَمۡسِکُوۡھُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡھُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ''اللہ تعالٰی نے فرمایا:ان کو پاس رکھو بھلائی سے یاان کو چھوڑدو بھلائی سے۔(فتاوٰی رضویہ شریف جدید جلد(۱۲)ص(۱۴۴) مکتبہ دعوت اسلامی)

مہر شوہر پر دین ہے وہ ہر حال میں ادا کرنا لازم ہے۔جہیز تو پورا واپس کرے کہ اسی کا حق ہے اس میں سے مرد کا کچھ حصہ نہیں ہوتا''فی ردالمحتار احد یعلم *ان الجھاز ملک المرأۃ وانہ اذا طلقھا تاخذ کلہ واذا ماتت یورث عنھا ولا یختص بشئی منہ*

ردالمحتار میں ہے ہر شخص جانتا ہے کہ جہیز عورت کی ملکیت ہوتا ہے اور جب شوہر اس کو طلاق دے دے وہ تمام جہیز لے لے گی، اور اگر عورت مرجائے تو جہیز اس کے وارثوں کو دیا جائے گا شوہر اس میں سے اپنے لئے کچھ بھی مختص نہیں کرسکتا۔ (فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۱۲) ص (۲۰۱) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد راشد مکی ملک پور کٹیہار بہار

۹ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(زوجہ کے انتقال کے بعد مہر کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اور ہندہ۔ زوجین میں بوقت نکاح جو مہر متعین ہوئی اس میں سے کچھ ادا ہوگئی ہے اور کچھ باقی ہے اب ہندہ کا انتقال ہوگیا اب زید ہندہ کی غیر موجودگی میں مہر کی باقی رقم کس کو ادا کریں جبکہ زید کا ایک بیٹا ہے جو ہندہ کے ہی شکم سے ہے اور زید کی کفالت میں ہے۔ وضاحت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ نیز یہ بھی بتادیں کے انکے ورثہ میں کون کون ہے؟　المستفتی:۔ اسرار احمد خان رضوی۔ ممبرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس کے حقدار عورت کے ورثہ ہیں لہٰذا بعد تقدیم ماتقدم علی الإرث و انحصار ورثہ فی المذکورین جتنی مہر کی رقم باقی ہے شوہر کے ذمہ اس کو وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا؛ اور اگر مرحومہ کے ماں باپ زندہ ہیں تو وہ بھی وارثین میں شامل ہونگے اور اگر بقید حیات نہیں ہیں تو صرف لڑکا اور شوہر کے درمیان تقسیم ہوگا آپ نے صرف شوہر اور ایک لڑکا کا وارثین میں ذکر کیا ہے؛ اس لئے مہر کی کل رقم کا چوتھائی حصہ شوہر کو ملے گا مابقیہ بیٹا کو جیسا کہ حضور مفتیٔ بحر العلوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،،، عورت کے انتقال کے بعد اس کے مہر میں میراث کا قانون جاری ہوگا اگر عورت کی کوئی اولاد نہ ہو تو شوہر کا حصہ آدھا ہوگا اور اولاد ہو تو چوتھائی۔ (فتاوی بحر العلوم جلد ششم) واللہ اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی بہار

۴ جمادی الاول ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(اگر زندگی میں مہر ادا نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی شادی ہندہ سے کافی عرصہ پہلے ہوا اور ہندہ کا دین مہر 1000 روپئے طے ہوا مثلاً سنہ 1976 میں اور اس بات پر ایک جماعت متفق ہے کہ سنہ 1976 عیسوی میں 1000 روپئے 5 تولہ سونا کی قیمت تھی اب دریافت امر یہ ہے کہ زید اپنی اہلیہ کو اپنی زندگی میں حق مہر ادا نہ کرسکا اور انتقال کر گیا اب زید و ہندہ سے پیدا شدہ لڑکا اپنے مرحوم والد کی طرف سے دین مہر ادا کرنے کا متمنی ہے اور اس مہر کا حقدار ہندہ کو بنانا چاہتا ہے تو کیا وہ لڑکا از روئے شرع ایسا کرسکتا ہے اگر ہاں تو پھر موجودہ دور میں کتنا روپیہ ادا کرنا ہوگا امید ہے کہ تشفی بخش جواب ہمارے اکابرین عنایت فرمائیں گے

المستفتی:۔محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہرلاکھی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں مہر زید پر قرض ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے (فما استمتعتم به منهن فا تو هن اجورهن فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة) (پارہ ۵ سورہ نساء)

جن عورتوں سے نکاح کرنا انکے مہر مقرر شدہ انہیں دو اور قرارداد کے بعد تمہارے آپس میں جو رضامند ہو جائے اس میں کچھ گناہ نہیں حدیث شریف میں ہے جس کو ابو یعلی وطبرانی نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نے فرمایا جو شخص نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں سے کچھ نہ دے گا تو جس روز مرے گا زانی مرے گا۔قرآن وحدیث سے ثابت کہ مہر قرض اور قرض کی آدائیگی لازم یا پھر معاف کرائے اگر زید نے معاف کرالیا تو اب اسکے ذمے کچھ نہیں اور معاف نہیں کرایا انتقال کر گیا تو ورثا کو چاہیے تھا کہ زید کے مال متروکہ سے بعد تجہیز وتدفین جو قرض تھا ادا کرے اس میں

ہندہ کا مہر بھی ہے۔اور اگر زید نے کوئی مال نہیں چھوڑا تو ہندہ کو چاہیے کہ معاف کر دے اگر ہندہ معاف کرتی ہے تو زید کے زمہ سے قرض ساقط اور اگر زید کا لڑ کا اپنے باپ کی طرف سے مہر ادا کرنا چاہے اور ہندہ لینے کے لئے راضی تو ادا کر سکتا ہے اور مہر متعین کرتے وقت سونا کا ذکر نہیں ہوا صرف ایک ہزار روپیہ متعین ہوا تھا تو اب ایک ہزار روپیہ ہی ادا کرے اسلئے کہ جب سونا کا ذکر ہی نہیں ہے تو اسکے گھٹنے بڑھنے کا کیا مطلب ایک ہزار روپئے ادا کرے مہر ادا ہو جائے گا۔

(بہار شریعت ج ہفتم باب المہر فتاوی بحر العلوم باب الفرائض والمیراث) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۷ جمادی الآخر ۱۴۴۰ ہجری بدھ

(مہر کو مہر کیوں کہتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مہر کو مہر کیوں کہتے ہیں؟ **المستفتی**:۔محمد عمران رضا خان مسعودی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مہر کو اس لئے مہر کہتے ہیں کہ عضو مخصوص سے لطف اندوزی کی حلت کیلئے اس کا معاوضہ مالی مقرر کیا جاتا ہے چونکہ المہر مصدر ہے جس کا معنی ہوتا ہے نکاح کا عوض مالی مہر دینا یا مہر مقرر کرنا یہ اس کا عوض مالی ہے اور شرعا لطف اندوزی کیلئے عوض مالی کا تعین کر کے یا تعین نہ ہو پھر بھی دس درھم یا عوض مثل دینا واجب لازم ہوتا اس لئے مہر کو مہر کہتے ہیں اور مہر کا دوسرا معنی صداق بھی ہے جیسا کہ مرآۃ شرح مشکوۃ المصابیح جلد پنجم صفحہ ۶۰/ باب الصداق یعنی مہر کا بیان کے تحت حکیم الامت مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ،صداق صاد کے فتح (زبر) سے بھی ہے اور کسرہ (زیر) سے بھی صداق بنا ہے صدق سے بنا، بمعنی سچائی معلوم کرنے کا ذریعہ تو مہر کو صداق اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مرد کی سچائی محبت

معلوم ہوتی ہے جس سے عورت کی شرمگاہ مرد اپنے لئے حلال کرتا ہے۔وہ مہر دین ہے جیسا کہ: انوار الحدیث صفحہ ۲۶۵ / پر بحوالہ بخاری و مسلم ہے کہ (عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج) یعنی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نکاح کی) شرطوں میں سے جس شرط کا پورا کرنا تمھارے لئے سب سے زیادہ اہم ہے وہ وہی شرط ہے جس کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے (دین مہر) قرآن کریم میں مہر کا مختلف عبارتوں اور اسلوبوں میں ذکر آیا ہے۔اور بار بار اس کی تاکید سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریعت اسلامی میں عورتوں کے حق کا کس درجہ اہتمام فرمایا گیا ہے۔جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے مرد کو چھوٹی بڑی رقم تو خرچ کرنی ہی ہوتی ہے۔خواہ یہ تکمیل حدود شریعت میں رہتے ہوئے بصورت" نکاح" ہو یا حدود شرع سے تجاوز کر کے بصورت" زنا" ہو۔فرق یہ ہے کہ نکاح سے زندگی، اصول زندگی بن کر انسانوں کی طرح مقید و پابند ہو جاتی ہے۔ورنہ بصورت دیگر انسان وحشی جانوروں کی طرح چھوٹا پھرتا ہے وہ رقم معین جس کا ادا کرنا از روئے شرع شوہر پر واجب ہوتا ہے اصطلاح شرع (شریعت کی بول چال) میں اسے" مہر" کہتے ہیں اور شریعت اسلامیہ نے" مہر" کا التزام اس حد تک کیا ہے کہ اگر نکاح میں" مہر" کا ذکر نہ ہو، یا اس کی مقدار مقرر نہ کی گئی، ہو یا نفی کر دی گئی ہو، اور اس نفی پر مرد و عورت دونوں راضی ہوں کہ نکاح بلا مہر قبول کیا تو اس صورت میں بھی مہر واجب قرار پائے گا

(ماخوذ سنی بہشتی زیور حصہ اول صفحہ ۲۵۳) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی فیضی مہاراشٹر

۳ / ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(مہر میں آج کی رقم لی جائے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اور ہندہ کی شادی ۱۹۸۰ کے آس پاس ہوئی اور مہر ۱۲ تولہ سونا اور کچھ چاندی مقرر کی گئی تھی۔جس وقت سونے کی قیمت کافی کم تھی۔اور اب زید مہر دینا چاہتا ہے تو اُس دور کے اعتبار سے ادا کرے گا یا اب موجودہ قیمت کے اعتبار سے ادا کریگا؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد ایوب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید مہر کی رقم موجودہ دور کی قیمت کے اعتبار سے ادا کرے گا جیسا کہ احسن الفتاویٰ المعروف فتاوی خلیلیہ میں بحوالہ فتاوی رضویہ جلد پنجم ہے مہر شرعی کی کوئی حد تعداد مقرر نہیں صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم چاندی جسکا وزن دو تولے ساڑھے سات ماشے ہے لہذا آج کل چاندی کی قیمت دو تولہ ساڑھے سات ماشہ کی جو بنتی ہے وہ مہر میں دینی ہوگی اگر چہ پندرہ سال قبل دس درہم جسے شرعی مہر کہا جاتا ہے باندھا ہو۔اھ (ج:2 /ص:92) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(مہر مبارک خاتون جنت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کی شادی مبارک میں مہر مبارک کتنا رکھا گیا تھا؟

المستفتی:۔عابد علی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا مہر مبارک چارسو درہم یعنی ایک سو ساڑھے سولہ تولہ چاندی تھی اور حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ سکے کے اعتبار سے ایک سو ساٹھ بھر چاندی تھی (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۲)

یاد رہے کہ یہ مسئلہ ائمہ کے نزدیک مختلف فیہ ہے انوار الحدیث کے چھٹے ایڈیشن میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحقیق کے مطابق کر دیا فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۷۱۶ جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد سوم

میں ہے کہ (نقل ابن الھمام ان صداق فاطمہ کان اربع مائۃ درھم) یعنی ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے نقل فرمایا کہ حضرت فاطمہ کا مہر چارسو درہم تھا اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مہر فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا چہار صد درہم بود ملخصا (اشعۃ اللمعات جلد ثالث صفحہ ۱۳۷/انوار الحدیث صفحہ ۳۱۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

مظہر علی رضوی

۱۳/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

(طلاق کے بعد مرتد ہو جائے پھر اسی سے شادی کرے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے کر مرتد ہو گیا، پھر تجدید ایمان و تجدید نکاح کیا اور کچھ دنوں بعد ایک طلاق دیا تو یہ کونسی طلاق ہوگی بالتفصیل بحوالہ کتب احادیث جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد آصف رضا۔ جالے دربھنگہ بہار (الہند)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں طلاق مغلظہ ہوگئی اسلئے کہ سوال میں ذکر ہے کہ زید دو طلاق دیکر مرتد ہو گیا پھر تجدید ایمان و نکاح کیا اب اگر تجدید نکاح ایام عدت میں کیا ہے تب تو ثابت کہ، اب ایک طلاق دینے کے بعد مغلظہ ہو جائیگی اور اگر عدت گزر جانے کے بعد مذکورہ عورت نے کسی دوسرے مرد سے شادی نہیں کی پھر جس مرد نے دو طلاق دیا تھا اسی سے شادی کی، تو اس سلسلے میں حضور سیدی اعلی حضرت کا ایک فتوی حلالہ کے متعلق ملاحظہ فرمائیں جو تین طلاق دے چکا ہو، وہ یا جورو، یا دونوں اگر قہار کی لعنت اپنے سر لینے کو مرتد، مشرک، بت پرست، کچھ بھی ہو جائیں وہ تین طلاق رہے گی مسلمان ہونے کے بعد پھر حلالہ کی ضرورت ہوگی بغیر حلالہ کے ہرگز، ہرگز درست نہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ ج پنجم ص 676 قدیم)

جب شخص مذکورہ یا عورت یا دونوں مرتد نعوذ باللہ ذالک ہو جائیں جب بھی حلالہ ساقط نہیں ہوگا اسی طریقے سے بعد تجدید نکاح وہ ایک ہی طلاق کا مالک رہ جائے گا اور جب بھی ایک طلاق دے گا سابقہ طلاق کے ساتھ ملکر طلاق مغلظہ ہو جائے گی اسلئے شخص مذکورہ کیلئے اب وہ عورت حرام ہو جائیگی بغیر حلالہ کے اس شخص کیلئے جائز نہیں ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۶ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری پیر

(شوہر نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ کہا کہ میں نے تجھے چھوڑا تو کیا طلاق واقع ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوہر نے بیوی سے کہا میں نے تجھے چھوڑا میں نے تجھے چھوڑا تو اس صورت میں کیا حکم لاگو ہوگا اس کا جواب قران وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمادیں شام تک بڑی مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد رضوان رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئلہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اب بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا اللہ فرماتا ہے (فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنكح زوجا غيره) اگر عورت کو طلاق دے دی تو وہ شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرلے یعنی طلاق مغلظہ کے بعد شوہر اول کی عدت گزارے اگر مدخولہ غیر حاملہ ہے تو تین ماہواری اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل اور اگر عائسہ ہے تو تین ماہ گزارنے کے بعد کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کرے بعدہ شوہر ثانی اس کے ساتھ ہمبستری کرے پھر وہ چاہے تو طلاق دے اور اگر طلاق دے دے تو پھر اب اس کی عدت گزارے عدت کا مسئلہ وہی رہے گا جو اوپر مذکور ہے اس کے بعد شوہر اول سے نکاح کرسکتی ہے۔ (حوالہ فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ طلاق کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(کسی نے ایک ہزار مرتبہ طلاق دیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے کہا طلاق طلاق ایک ہزار مرتبہ دیا کیا زید کی بیوی

پر طلاق ہو جائیگی یا نہیں؟ اگر ہو جائیگی تو اس کی عدت کیا ہوگی؟ کیونکہ زید کی بیوی کو دو یا ڈھائی مہنے پر حیض آتا ہے تفصیل سے جواب دیں مہربانی ہوگی

المستفتی :۔ ابرار احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

طلاق چاہے ایک ہزار دے یا دس ہزار طلاق تین ہی واقع ہوتی ہیں باقی سب لغو! صورت مسئولہ میں زید کی بیوی ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی کہ اب بغیر حلالہ کے زید کے لئے حلال نہیں ہوگی (قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ) حلالہ کی صورت یہ ہے کہ بعد عدت ہندہ دوسرے سے نکاح صحیح کرے دوسرا شوہر اسکے ساتھ ہمبستری کرے پھر مر جائے یا طلاق دیدے تو پھر بعد عدت پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر دوسرے شوہر نے بغیر ہمبستری طلاق دے دی تو اس صورت میں پہلے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی کما فی حدیث العسیله عدت کی تفصیل اگر عورت کا شوہر مر گیا اور عورت حاملہ نہ ہو تو اسکی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ (والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا) اور اگر شوہر کی موت کے وقت حاملہ تھی تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ (واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن) اور اگر عورت مطلقہ نابالغہ یا آئسہ یعنی پچپن سالہ ہے تو اس کی عدت عربی مہینہ سے تین مہینہ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ (والئی یئسن من المحیض من نساء کم ان ارتبتم فعدتهن ثلثة اشهر والئی لم یحضن) اور اگر مطلقہ عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ (واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن) اور اگر طلاق والی عورت نابالغہ آئسہ یا حاملہ نہیں ہے یعنی حیض والی ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے تین حیض تین ماہ یا تین سال یا تیس برس میں آے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ (والمطلقت یتربصن بانفسهن ثلثة قروء)

عوام میں جو مشہور ہے کہ عدت تین مہینہ تیرہ دن یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور جس عورت کو ہمبستری اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دی گئی تو ایسی عورت کے لئے عدت نہیں باقی ہر طرح کی مطلقہ اور بیوہ کے لئے عدت ہے۔ (فتاوی فیض الرسول ج دوم صفحہ ۳۰۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(میں نے تجھکو چھوڑ دیا یا چھوڑ دینگے کہنے سے طلاق واقع ہوگی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے غصہ ہوکر کہا کہ میں نے تجھکو چھوڑ دیا یا چھوڑ دینگے تو کیا ایسا کہنے سے طلاق ہوجائے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد عبد اللطیف سلطان پور یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں میں نے تجھکو چھوڑ دیا سے ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی چاہے کچھ نیت ہو یا نہ ہو جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ اردو میں یہ لفظ کہ میں نے تجھے چھوڑا صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی کچھ نیت ہو یا نہ ہو۔اھ (ح:8/ص:116/صریح کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

فتاوی فقیہ ملت ج:2/ص:41/کتاب الطلاق/باب الکنایہ مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور میں بحوالہ جد الممتار جلد دوم صفحہ 478/میں ہے ہم نے اسے چھوڑ دیا یہ لفظ صریح ہے جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ " قلت فکذا "چھوڑنا" بلساننا و فارغ خطی دینا بلسان کثیر من اهل العرب فانه صریح عندهم فی الطلاق "اھ۔

اب چاہے تو عدت میں ہی رجعت کرلے اور رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلا یوں کہے کہ میں نے اپنی فلاں بیوی سے رجعت کرلی اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ بھی کرلے اور اگر عدت گذر چکی ہے تو عورت کی مرضی سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔(فتاوی فیض الرسول ج:2/ص:183/کتاب الطلاق/مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

اور"چھوڑ دینگے" کہنے سے کچھ واقع نہ ہوگا اس لئے کہ وہ وعدہ طلاق ہے اگر چھوڑ کی جگہ لفظ طلاق بھی کہتا جب بھی طلاق واقع نہ ہوتی۔جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے کہ (سئل نجم الدین عن رجل قال لامرأته اذهبی الی بیت امك فقالت طلاق ده تا بروم فقال تو برو من طلاق دادہ فرستم قال لا تطلق لانه وعد کذا فی

الخلاصۃ)اھ(ج:1 /ص:384 /کتاب الطلاق/الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ/مطبوعہ بیروت)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۶ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(طلاق دیدونگا سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اور اس کی بیوی میں جھگڑا ہوا اور وہاں پر زید کی ساس بھی موجود تھی زید کا کہنا ہے کہ میں نے یہ کہا ہے اپنی بیوی سے کہ تم مجھ سے بہت لڑتی ہو میں تم کو طلاق دے دونگا اور زید کی بیوی کہتی ہے کہ مجھے تین دفعہ طلاق دی ہے اور زید کی ساس بھی کہتی ہے کہ طلاق دی ہے اب بتائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں اگر واقعی زید نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ ”میں تم کو طلاق دے دونگا اور اس کے آگے پیچھے کچھ نہیں کہا تو اس سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی اگر چہ کتنی ہی بار کہا ہو اس لئے کہ یہ استقبال کے لئے خاص ہے۔

اور رہا زید کی بیوی اور اس کی ساس کا تین دفعہ طلاق دینے کا دعویٰ کرنا تو یہ بغیر دلیل کے بیکار ہے جیسا کہ حضور فقیہ الملت والدین مفتی جلال امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی فیض الرسول میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں لیکن صرف عورت کے بیان طلاق ثابت نہ ہوگی تا وقتیکہ شوہر اقرار نہ کرے اور اس معاملہ میں عورت کی قسم فضول ہے اس لئے کہ وہ مدعیہ ہے اور مرد کی قسم معتبر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے” البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر " لیکن عورت کو اگر یقین ہو کہ وہ تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پیسہ وغیرہ دیکر اس سے رہائی حاصل کرے اور اگر وہ اس طرح نہ چھوڑے تو عورت اسے اپنے اوپر قابو نہ دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کبھی اپنی خوشی

سے اس کے ساتھ میاں بیوی جیسا تعلق قائم نہ کرے ورنہ مرد کے ساتھ وہ بھی سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوگی"اھ

(ج:2/ص:165)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۵ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(دوران نماز بغل میں وہابی کھڑا ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ نیز حالت نشہ میں طلاق واقع ہوتی ہے کہ نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جماعت کھڑی ہے اور ایک وھابی بغل میں شامل ہوگیا تو اب کیا حکم ہے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں اور ایک مسئلہ کہ شوہر نے نشے کی حالت میں تین طلاق دیا تو کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد حشیم الدین قادری دیوگھر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(1)صورت مذکورہ میں صف کے درمیان وہابی کے کھڑے ہونے کی وجہ سے یقیناً قطع صف ہوگی اور یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کے شامل ہونے کی وجہ سے نماز میں خرابی بھی پیدا ہوگی مگر حالت مجبوری میں نماز ہوجائے گی

(فتاوی رضا دار الیتامی/ص:80)

اور حدیث شریف میں ہے "من وصل صفا وصله الله و من قطعه قطعه الله "یعنی جس نے صف کو ملایا اسے اللہ ملائے گا اور جس نے اسے کاٹا اسکو اللہ کاٹ دیگا۔(مشکوۃ شریف ص:99/باب تسویۃ الصف من کتاب الصلوۃ)

(2)نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے جیسا کہ حضور فقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی فیض الرسول میں بحوالہ فتاوی ہندیہ بیان فرماتے ہیں (طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ هو

مذهب اصحابنا رحمهم الله تعالیٰ كذا فی المحيط) یعنی اگر کسی نے شراب یا نبیذ کے نشہ کی حالت میں طلاق دی تو ہمارے ائمہ کرام نزدیک طلاق پڑ جائیگی ایسا ہی محیط میں ہے۔(ج:2/ص:125) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱؍ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(بیوی سے کہا تجھے آدھا طلاق تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو یہ کہے کہ میں تمہیں آدھا یا ایک چوتھائی یا ایک تہائی طلاق دیا اور نیت بھی وہی ہے تو یہ کون سی طلاق واقع ہوئی؟ المستفتی:۔محمد عالم قادری جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، البتہ عدت کے اندر رجوع کریں، اگر رجوع نہ کیا عدت گزر گئی تو نئے مہر سے نکاح کریں۔حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جزو طلاق بھی پوری طلاق ہے اگر چہ ایک طلاق کا ہزارواں حصہ ہو مثلاً کہا تجھے آدھی یا چوتھائی طلاق ہے تو پوری ایک طلاق پڑے گی کہ طلاق کے حصے نہیں ہو سکتے۔اگر چند اجزا ذکر کئے جن کا مجموعہ ایک سے زیادہ نہ ہو تو ایک ہوگی اور ایک سے زیادہ ہو تو دوسری بھی پڑ جائے گی مثلاً کہا ایک طلاق کا نصف اور اُس کی تہائی اور چوتھائی کہ نصف اور تہائی اور چوتھائی کا مجموعہ ایک سے زیادہ ہے لہٰذا دو ۲ واقع ہوئیں اور اگر اجزا کا مجموعہ دو سے زیادہ ہے تو تین ہونگی۔یوہیں ڈیڑھ میں دو اور ڈھائی میں تین اور اگر دو طلاق کے تین نصف کہے تو تین ہونگی اور ایک طلاق کے تین نصف میں دو اور اگر کہا ایک سے دو تک تو ایک، اور ایک سے تین تک تو دو۔(بحوالہ: الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج۴، ص۴۶۱، ۴۶۳، وغیرہ-حوالہ: بہار شریعت جلد دوم حصہ ہشتم اضافت کا بیان مطبوعہ مکتبہ مدینہ) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(حیض میں طلاق کا کیا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر لڑکی حیض کی حالت میں ہے اور لڑکا طلاق دے دیا تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

المستفتی:۔محمد مستقیم رضا انجم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایت الحق والصواب

حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے مگر طلاق دیا تو طلاق واقع ہوجائے گی (حوالہ فتاوی علیمیہ جلد دوم صفحہ ۱۶۳ باب الطلاق)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غیاث الدین قادری گونڈہ یوپی

۲۴ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(طلاق دینے کا کونا طریقہ صحیح ہے اور کونا غلط؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ طلاق دینے کا صحیح طریقہ کیا ہے اور کونسا طریقہ غلط ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں تو مہربانی ہوگی فقط والسلام

المستفتی:۔محمد سلمان برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

طلاق کی تین قسمیں ہیں (1) حسن (2) احسن (3) بدعت جس طہر میں وطی نہ کی ہو اس میں ایک طلاق رجعی دینا

اور چھوڑے رہنا یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ یہ طلاق احسن ہے، اور غیر موطوٴہ کو طلاق دینا اگر چہ حیض کے دنوں میں دی ہو یا موطوٴہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دینا بشرطیکہ ان طہرون میں وطی نہ کی ہو یا تین مہینے میں تین طلاقیں اس عورت کو دینا جسے حیض نہیں آتا ہے جیسے نابالغہ۔ یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں البتہ حمل والی یا سن ایاس والی کو وطی کے بعد طلاق دینے میں کراہت نہیں، یہ دونوں صورتیں یعنی طلاق حسن اور احسن جائز اور بہتر ہیں، اور ایک طہر میں دو یا تین طلاقیں دینا تین دفعہ میں یا دو دفعہ میں دینا یا ایک ہی دفعہ میں دے دینا خواہ تین بار لفظ طلاق کہنا یا یوں کہہ دینا کہ تجھے تین طلاق دی یا یہ صورتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی تھی، تو یہ سب صورتیں طلاق بدعت کی ہیں جو ناجائز ہیں کہ طلاق دینے والا گنہگار ہوگا

ہدایہ اولین صفحہ 234 / میں ہے کہ (الطلاق علی ثلاثة اوجه حسن و احسن و بدعی فالاحسن ان یطلق الرجل امرأته تطلیقة واحدة علی طهر لم یجامعها فیه و یترکها حتی تنقضی عدتها والحسن هو طلاق السنة و هو ان یطلق المدخول بها ثلاثا فی ثلاثة اطهار و طلاق البدعة و هو ان یطلق ثلاثا بکلمة واحدة او ثلاث فی طهر واحد فاذا فعل ذالك وقع الطلاق و کان عاصیا والسنة فی الطلاق من وجهین سنة فی الوقت و سنة فی العدة فالسنة فی العدد یستوی فیها المدخول بها و غیر المدخول بها والسنة فی الوقت یثبت فی المدخول بها خاصة ان یطلقها فی طهر لم یجامعها فیه) اھ ملتقطا

(بحوالہ فتاوی فقیہ ملت ج:2 /ص:33 / 34 /کتاب الطلاق/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

اور ایسا ہی بہار شریعت ح:8 /ص:110 / 111 / طلاق کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی/ میں ہے
معلوم ہوا کہ طلاق دینے کی حسن اور احسن صورتیں جائز اور بہتر ہیں اور بدعت ناجائز مگر طلاق بہر صورت ہو جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(ایک شخص نے دو طلاق دے دیا تو کون سی طلاق واقع ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے دو طلاق دے دیا تو کون سی طلاق واقع ہوگی کیا عورت

شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے پورہ مسئلہ حل فرمائیں المستفتی:۔ رضوان احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دوطلاق دینے کی صورت میں اگر عورت مدخولہ ہے تو طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر غیر مدخولہ ہے تو بائن پڑے گی طلاق بائنہ کی صورت میں مرد دوبارہ رکھنا چاہتا ہے تو از سرے نو نئے مہر کے ساتھ نکاح کرنا پڑے گا اور طلاق رجعی کی صورت میں دوران عدت مرد کو اختیار ہے کہ رجعت کرلے دوبارہ نکاح کی حاجت نہیں کیونکہ طلاق رجعی اسے کہتے ہیں کہ طلاق دینے کے بعد شوہر کو اختیار حاصل رہتا ہیکہ عورت کو عدت کے اندر رجعت کرلے اور ہاں طلاق رجعی میں عورت مرد کے ساتھ رہ سکتی ہے کیونکہ طلاق رجعی پڑتے ہی عورت نکاح سے خارج نہیں ہوتی بلکہ عدت تک اسکے نکاح میں رہتی ہے اور طلاق رجعی میں عورت کیلئے زیب وزینت مستحب ہے کہ شوہر کا دل آجائے اور رجعت کرلے اور شوہر رجعت کرنا نہیں چاہتا تو عورت کو نہ چھوسکتا ہے، نہ صحبت وغیرہ کرسکتا ہے، اگر شوہر نے دوران عدت قولی وفعلی سے رجعت نہ کیا تو عورت اسکے نکاح سے خارج ہوجائے گی اور وہ بائنہ ہوجائے گی اب اگر شوہر عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو از سرے نو نئے مہر کے ساتھ نکاح کرنا پڑے گا وہ بھی عورت کی رضامندی سے (فیوضات رضویہ تشریحات ہدایہ جلد ٦ ص ٣٤٠)

فتاوی ھندیہ میں ہے (اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها فان فرق الطلاق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثالثة كذا فی الهداية) اھ (ج:1/ص:349/مصری)

نوٹ: جب کسی نے دوطلاق دیا تو اب وہ ایک ہی طلاق کا مالک ہے اب جب کبھی بھی ایک طلاق دے گا تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی۔ (فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ٦٠) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی بہار

٢٩ جمادی الاولی ١٤٤٠ ہجری منگل

(ایک دوتین جامیں نے تجھے جواب دے دیا کون سی طلاق واقع ہوئی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا ایک دوتین جامیں نے تجھے جواب دے دیا اب اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی:۔نرالے انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں شخص مذکور کا یہ جملہ ایک دوتین جامیں نے تجھے جواب دے دیا جواب دینا اگر وہاں کے عرف میں الفاظ صریحہ سے سمجھا جاتا ہو کہ جب اس کو عورت کی نسبت بولا جاتا ہو طلاق ہی مفہوم ہوتی ہو تو شخص مذکور کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئ اگر چہ شوہر نے طلاق کی نیت نہ کی ہو اس لئے کہ صریح میں نیت کی حاجت نہیں۔اس صورت میں بغیر حلالہ شخص مذکور کی بیوی اس کیلئے حلال نہیں۔حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابوالعلی امجد علی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں صریح وہ ہے جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو اکثر طلاق میں اس کا استعمال ظاہر ہوا گر وہ کسی زبان کا لفظ ہو (بہار شریعت ح ہشتم ص ۱۰)

ایسا ہی فتاوی فیض الرسول جلد دوم ص ۱۵۴ رمیں ہے۔اور علامہ حصکفی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں (صریحہ مالم یستعمل الافیہ ولوبالفارسیہ) پھر اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے (فما لا یستعمل فیھا الا فی الطلاق فھو صریح یقع بلانیہ) (درمختار مع شامی جلد دوم ص ۴۶۵)

اور اگر وہ طلاق کے الفاظ صریحہ سے نہ ہو بلکہ طلاق وغیر طلاق دونوں میں استعمال ہوتا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور بقیہ لغو ہو جائیں گی اس صورت میں عورت کی مرضی سے نئے مہر کیساتھ نکاح جدید کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(الفاظ کنایہ سے طلاق کب واقع ہوتی ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا تم میرے گھر ایسے رہو جیسے ایک آزاد عورت رہتی ہے میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں ہے اس قول میں زید پر قرآن وحدیث میں کیا حکم لاگو ہوگا ذرا رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی:۔رضوان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں شخص مذکور کا یہ کہنا کہ تم میرے گھر میں آزاد عورت کی طرح رہو تم سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے یہ دونوں الفاظ کنایہ کے ہیں۔(بہار شریعت حصہ ہشتم ص ۱۹)

اگر زید نے اس سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں اس لئے کہ بہار شریعت حصہ ہشتم ص ۱۸/ باب الکنایہ میں ہے کہ کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہوتے ہیں بعض میں سوال رد کرنے کا احتمال ہے بعض میں گالی کا احتمال ہے اور بعض میں نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ جواب کیلئے متعین ہیں اگر رد کا احتمال ہے تو ہر حال میں نیت کی حاجت ہے بغیر نیت طلاق نہیں اور جن میں گالی کا احتمال ہے ان سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نیت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نیت کی ضرورت نہیں اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب تو خوشی میں نیت ضروری ہے اور غضب ومزاکرہ کے وقت بغیر نیت بھی طلاق واقع ہے اب اگر زید نے مذکور الفاظ طلاق کی نیت یا مذاکرے طلاق کے وقت کہا ہے تو ایک بائن طلاق واقع ہوگی اگر چہ بائن کی نیت نہ ہو(بہار شریعت حصہ ہشتم ص ۲۰)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۳ ذالقعدہ ۱۴۴۰ ہجری

(کسی نے اپنی بیوی کو فون پر طلاق دیا لیکن تعداد طلاق یاد نہیں تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بیوی کو طلاق دی فون پر اب جب اس سے پوچھا گیا تو وہ کہتا ہے کہ ہاں میں نے طلاق دی لیکن یہ نہیں معلوم کہ ایک دی یا دو یا تین،عرض یہ ہے کہ اس صورت میں کتنی طلاقیں شمار کی جائیں گی؟ بینواوتوجروا

المستفتی:۔نوری رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

برصدق مستفتی شخص مذکور نے طلاق دی ہے جیسا کہ سوال میں ظاہر ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ کتنی دفعہ دیا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک یا دو طلاق دینے کے بارے اسے شک ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگر دو یا تین طلاق دینے کے بارے میں شک ہو تو دو طلاق رجعی واقع ہوگی دونوں صورتوں میں عدت کے اندر رجوع کرنے کا اختیار ہے عدت گزر جانے کے بعد اگر ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو نکاح جدید کرلے حلالے کی کوئی حاجت نہیں اور اگر ظن غالب ہیکہ تین یا تین سے زیادہ طلاق دی ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوجائیگی بغیر حلالہ بیوی کیساتھ قربت نہیں کرسکتا جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں (لوشك اطلق واحدة او اکثر بنی علی الاقل ای کماذکرہ الاسبیجابی الاان یستیقن بالاکثر اویکون اکبر ظنه) (فتاوی شامی جلد ثالث صفحہ ۲۸۳ مکتبہ سعید) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی

۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(ایک شخص سعودی سے اپنی بیوی کوطلاق دے دیا اور ساتھ رہنے کا ضد کرے تو کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی سعودی عرب میں کام کرتا ہے اور اپنی بیوی کوطلاق دے دیا ہے اور ایک ساتھ رہنے کا ضد کر رہے ہیں اور حلالہ بھی نہیں کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ساتھ رہنے کے اعتبار سے یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ ایک یا دو طلاق رجعی واقع ہوئی ہے اس صورت میں شوہر اب چاہے تو عدت میں ہی رجعت کرلے اور رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلا یوں کہے کہ میں نے اپنی فلاں بیوی سے رجعت کر لی اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ بھی کرلے اور اگر عدت گذر چکی ہے تو عورت کی مرضی سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔ (فتاوی فیض الرسول ج:2/ ص:183/ کتاب الطلاق)

اور سوال میں آگے حلالہ کا ذکر ہے جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ طلاق مغلظہ واقع ہوئی ہو لہذا اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ عورت مدخولہ ہے یا غیر مدخولہ طلاق مغلظہ کی صورت میں مدخولہ کا حکم جواب میں اوپر مذکور ہے اب غیر مدخولہ کا حکم ملاحظہ کریں۔

صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ اگر غیر مدخولہ بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیا مثلاً یہ کہا کہ میں نے تم کو تین طلاق دیا تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اگر تفریق کی صورت میں دیا تو مثلاً یہ کہا میں نے تمکو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا تو اس صورت میں پہلی ہی طلاق سے بائنہ ہوگئی باقی اخیر کے دو طلاق لغو ہوجائے گی کہ اب محل باقی نہ رہا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴۹ میں ہے (اذا طلق الرجل امراتہ ثلاثا قبل الدخول بہا وقعن فان فرق الطلاق بانت بالاولی ولم تقع الثانیۃ والثالثہ کذا فی الھدایہ) یعنی اگر کسی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دی (مثلاً یوں کہا میں نے تجھے تین طلاق دی) تو تینوں واقع ہوجائے گی اور عورت مغلظہ ہوجائے گی اور اگر تفریق کرکے دیا جیسا کہ اوپر

مذکور ہوا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی دوسری اور تیسری لغو ہو جائے گی۔ (فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۲۴۹)

خلاصہ یہ ہے کہ اگر مدخولہ کو تین طلاق دے دیا ہے یا غیر مدخولہ کو ایک ہی ساتھ لفظ تین طلاق کے ساتھ طلاق دے دیا تو اس صورت میں طلاق مغلظ واقع ہوگئ اور عورت اس پر حرام ہو چکی ہے اب حلالہ اور عدت گزارے نیز دوبارہ اس سے نکاح کئے بغیر ساتھ رہنے کا اصرار کرنا حرام حرام سخت حرام ہے عورت پر لازم ہے کہ مذکورہ امور کو بجالائے بغیر اس کے ساتھ نہ رہے بلکہ کسی اور جگہ شادی کرلے اور زندگی گزارنے پر اکتفا کرے البتہ غیر مدخولہ کو الگ الگ دیا ہے تو طلاق بائن واقع ہوئی عدت یا بعد عدت اس کی مرضی سے نئے مہر کے ساتھ نکاح کرے حلالہ کی حاجت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(بیوی کو ماں کہنا کیسا؟ نیز طلاق صریح کا حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا تو ماں میں بیٹا، نیز طلاق کے الفاظ، میں نے تم کو طلاق دیا تین بار کہا آیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی:۔ نصر الحق قادری، لیؤ دی، کٹرا، مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تو ماں میں بیٹا اس جملے سے میاں بیوی کے مابین کوئی حرمت ثابت نہیں ہوگی نا کوئی کفارہ ہوگا البتہ ایسا جملہ ادا کرنا کراہت سے خالی نہیں آئندہ ایسے جملے سے احتراز کرے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے (لوقال لھا انت امی لایکون مظاھرا وینبغی ان یکون مکروھا ومثلہ ان یقول یاابنتی یااختی اونحوذالک) (جلد اول صفحہ ۵۰۷)

نیز شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے تم کو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا اگر اس کی بیوی غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی باقی دو طلاقیں لغو ہو جائیں گی جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے (فإن فرق الطلاق بانت بالأولی ولم تقع الثانیه والثالثه) ایسی صورت میں اپنی مطلقہ بائنہ بیوی سے دوبارہ اس کی مرضی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر مدخولہ ہے تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی بغیر حلالہ شوہر اول کیلئے حلال نہیں (کما قال اللہ تعالی فی کتابه القدیم " فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ) واللہ اعلم وعلمه احکم واتم

کتبـــہ

امجد رضا امجدی سیتامـــڑھی بہـار

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(طلاق کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دیا اور لڑکی کہتی ہے کہ طلاق دے دیا تو کیا حکم ہوگا؟ المستفتی:۔ محمد مصلح الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ بیان صرف عورت کا ہے کہ شوہر نے اسے طلاق دی ہے اور اس بات پر دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں عادل ثقہ گواہ نہیں ہیں اور شوہر انکار کرتا ہے تو طلاق ثابت نہ ہوگی اور اگر گواہی پیش کرنے کے بعد پھر بھی شوہر انکار کرتا ہے تو اس سے حلف لی جائے بعد حلف اسکی بات مان لی جائے گی کہ حدیث شریف میں ہے (البینة علی المدعی والیمین علی من انکر) شوہر اگر جھوٹی قسم کھا جائے گا تو اس کا وبال اس کے اوپر ہوگا لیکن اگر عورت جانتی ہے کہ شوہر نے اسے تین طلاق دی ہے تو جس طرح بھی ہو سکے روپیہ وغیرہ دے کر اس سے علانیہ طلاق حاصل کرے اگر شوہر کسی طرح راضی نہ ہو تو اس سے دور رہے کبھی اس کے ساتھ میاں بیوی جیسا برتاؤ نہ کرے اور نہ اسکے مجبور کرنے پر اس سے راضی ہو ورنہ شوہر کے ساتھ وہ

بھی گنہگار مستحق عذاب نار ہوگی۔ (فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۱۲۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(طلاق تفویض کا کیا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ طلاق تفویض کا کیا حکم ہے مدلل جواب عطا کریں

المستفتی:۔نوشاد رضا لکھیم پور کھیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تفویض طلاق اسے کہتے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار دیدے۔طلاق سپرد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ طلاق سپرد کرنے کے لئے تین الفاظ ہیں بیوی کو طلاق کا اختیار، یا معاملہ طلاق سپرد کرنا، یا اس کی مرضی پر رضامندی ظاہر کرنا، لہذا بیوی کو کہا اختیار کرلے یا تیرا معاملہ تیرے سپرد تو ان دونوں صورتوں میں نیت طلاق بھی ضروری ہے یا اس کو کہا تو اپنے آپ کو طلاق دے تو ان صورتوں میں بیوی کو جس مجلس میں اس تفویض کا علم ہوا اس مجلس علم میں وہ بالمشافہ یا بطور اطلاع اپنے اختیار کو استعمال کرسکتی ہے ،اگر خاوند نے یہ اختیار وقت کے ساتھ مخصوص نہ کیا ہو تو یہ مجلس ایک پورا دن یا اس سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے اور اختیار کو کسی وقت سے مخصوص کیا ہو اور وہ وقت بیوی کے علم سے قبل علم ختم ہوگیا تب بھی بیوی کو مجلس علم میں اختیار باقی ہوگا یا اس شرط کے ساتھ مجلس حقیقۃ یا حکما تبدیل نہ ہوتی ہو۔

قدوری میں ہے (ان قال لامراته اختاری نفسك ینوی بذلك الطلاق او قال لها طلقی نفسك فلها ان تطلق نفسها مادامت فی مجلسها ذلك ۰ وان اختارت نفسها فی قوله اختاری نفسك كانت واحدة بائنة وان قال لها طلقی نفسك متی شئت فلها ان تطلق نفسها فی المجلس وبعده) اگر شوہر نے

بیوی سے کہا اختاری نفسک اور اس کے ذریعہ طلاق کی نیت کی یا کہا طلقی نفسک تو بیوی کو مجلس میں طلاق دینے کا اختیار ہے اور اگر اس نے اختاری نفسک، کہنے کی صورت میں خود کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائن پڑ گئی۔اور اگر کہا (طلقی نفسك متی شئت) تو بیوی کو مجلس میں اور بعد مجلس طلاق دینے کی اجازت ہے۔(کتاب الطلاق ،صفحہ ۱۷۵تا۱۷٦)

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے (الفاظ التفویض ثلاثة تخییر ،وامر بید ، ومشیئة ، قال لها اختاری او امرك بیدك ینوی تفویض الطلاق لانها كنایة فلا یعملان بلا نیة او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافة او اخبارا وان طال یوما او اكثر مالم یوقته ویمض الوقت قبل علمها مالم تقم لتبدل مجلسها حقیقة او حكما بان تعمل ما یقطعه مما یدل علی الاعراض ، قال لها انت طالق متی شئت او متی شئت او اذ ماشئت فردت الامر لا یرتد) تفویض طلاق کے تین الفاظ ہیں تخییر ،امر بالید ،اور مشیئت ۔اگر کہا اختاری یا امرک بیدک اور تفویض طلاق کی نیت کی کیونکہ یہ کنایہ ہے بغیر نیت عمل نہیں کرے گا یا طلقی نفسک کہا تو عورت کو اسی مجلس میں طلاق دینے کا اختیار ہے اگر چہ وہ ایک دن یا اس سے زیادہ لمبی ہو جب تک کھڑی نہ ہو یا مجلس ختم کرنے والا کوئی کام نہ کرے۔(جلد ٤،کتاب الطلاق ،باب تفویض الطلاق ،صفحہ ۵۵۲ تا ۵۸۱)

بحر الرائق میں ہے (لو قال لها اختاری ینوی الطلاق فاختارت فی مجلسها بانت بواحدة) اگر بیوی سے کہا اختاری اور طلاق کی نیت کی اگر بیوی نے اسی مجلس میں اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائن پڑے گی (جلد ۳،کتاب الطلاق ،باب تفویض الطلاق ،صفحہ ۵۳۹)

اسی میں ہے (امرك بیدك ینوی ثلاثا فقالت اخترت نفسی بواحدة وقعن ای وقع الثلاث لان الاختیار یصلح جوابا لامر بالید) اور اگر کہا امر بیدک اور تین طلاق کی نیت کی تو عورت نے کہا میں نے ایک کے ساتھ اختیار کیا تو تینوں پڑ جائے گی کیونکہ اختیار، الامر بالید کا جواب بن سکتا ہے کیونکہ اختیار تفویض طلاق میں امر بالید سے زیادہ بلیغ ہے (جلد ۳،کتاب الطلاق ،باب تفویض الطلاق ،صفحہ ۵۵۰)

مزید تفصیل کے لئے تحقیقی فتاوی طلباء جامعہ صمدیہ،سلسلہ اشاعت نمبر ۵،صفحہ ۱۱۹ کا مطالعہ فرمائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی پھپھوند شریف

۳ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز سوموار

(مسئلہ طلاق میں الفاظ کنایہ نیت کا محتاج ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ (چلی جا مجھے تیری ضرورت نہیں) یا یہ کہہ دیا کہ (تو میری بیوی نہیں) اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں جواب دے کر مہربانی کریں

المستفتی:۔محمد شعیب رضا اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایت الحق والصواب

صورت مستفسرہ میں اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا چلی جا مجھے تمہاری ضرورت نہیں یا یہ کہا کہ تو میری بیوی نہیں یہ جملے الفاظ کنایہ سے تعلق رکھتے ہیں اگر شوہر نے غصے میں بغیر نیت طلاق کہا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر بنیت طلاق کہا تو طلاق بائن واقع ہوگی جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (ولو قال لامرأته: لست لی بامرأة. فإن قال: أردت به الكذب يصدق فی الرضا والغضب جميعًا، ولا يقع الطلاق)

(فتاوی الشامی جلد ثانی ص ۶۲۳)

ایسا ہی بہار شریعت جلد دوم حصہ ۸ ص ۱۱۰ میں ہے نیز طلاقِ بائن کے ذریعہ عورت نکاح سے خارج ہوجاتی ہے،میاں بیوی کا نکاح ختم ہوجاتا ہے؛ اس لیے طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح سے قبل میاں بیوی کے تعلقات قائم کرنا یا ساتھ رہنا جائز نہیں۔طلاق بائن کے بعد رجوع کی صورت یہ ہے کہ شوہر گواہوں کی موجودگی میں نئے مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۸ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(غیر مدخولہ کو تین طلاق دیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو رخصتی سے پہلے ۳ طلاق دیا اب دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا اب حلالہ کرنا ہوگا یا نہیں؟ جواب عطا فرمائیں

المستفتی:۔ممتاز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر غیر مدخولہ بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیا مثلاً یہ کہا کہ میں نے تم کو تین طلاق دیا تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اگر تفریق کی صورت میں دیا تو مثلاً یہ کہا میں نے تمکو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا تو اس صورت میں پہلی ہی طلاق سے بائنہ ہوگئی باقی اخیر کے دو طلاق لغو ہو جائے گی کہ اب محل باقی نہ رہا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴۹ میں ہے(اذا طلق الرجل امراته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن فان فرق الطلاق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثالثه كذا فى الهدايه) یعنی اگر کسی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دی (مثلاً یوں کہا میں نے تجھے تین طلاق دی) تو تینوں واقع ہو جائے گی اور عورت مغلظہ ہو جائے گی اور اگر تفریق کر کے دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی دوسری اور تیسری لغو ہو جائے گی (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۲۴۹)

صورت اول میں بغیر حلالہ نکاح نہیں کرسکتا اور صورت ثانیہ میں عورت کی مرضی سے عدت میں ہو یا بعد عدت نئے مہر کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۹ صفر ۱۴۴۰ ہجری جمعرات

(مذاق یا غصّے میں طلاق بولنے سے طلاق کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ طلاق مذاق یا غصّے میں طلاق بولنے سے کیا طلاق ہوجاتی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش وکرم ہوگا

المستفتی:۔محمد عظیم اللہ گیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہنسی مذاق اور غصے کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے جس کی تفصیل یوں ہے (عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاث جدھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والرجعہ) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جنکا ارداہ بھی ارادہ اور مذاق بھی ارادہ ہے نکاح طلاق اور رجوع (سنن ابی داود حدیث نمبر ۲۱۹۴)

حالتِ غصہ کی طلاق کی بابت خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ غصہ کی تین حالتیں بیان کی گئی ہیں،دوحالتوں میں طلاق واقع ہوتی ہے اور ایک حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی

(۱)اول یہ کہ غصہ کی ابتدائی حالت ہو کہ جس کی وجہ عقل میں خلل وفتور نہ آیا ہو،اپنی گفتگو والفاظ کو جانتا ہو اور اپنے قصد وارادہ کو سمجھتا ہو،ایسی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

(۲)دوم یہ کہ غصہ کی انتہائی شدید حالت ہو کہ حد جنون تک پہنچ جائے اور ہوش وحواس باقی نہ رہیں،زبان سے نکلنے والے الفاظ جاننے اور سمجھنے کی صلاحیت ختم ہوجائے،ایسے شدید غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اسکے دیگر اقوال واعمال خرید وفرخت،نکاح وعتاق وغیرہ کا بھی اعتبار نہیں۔

(۳)سوم یہ کہ غصہ کی درمیانی حالت جو مذکورہ دوحالتوں کے مابین ہو اور غصہ حد جنون کو نہ پہنچے،احناف کے پاس اس حالت میں بھی دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔دوسری صورت میں ذکر کردہ غصہ کی انتہائی شدید حالت میں طلاق واقع نہ ہونے کا حکم اس وقت ہے جب کہ اس حالت کا ثبوت دو عادل گواہوں کی گواہی سے ہو یا طلاق دینے والے کے حلفیہ بیان سے

بشرطیکہ اس کا غصہ کی انتہائی شدید حالت میں آپے سے باہر ہوجانا بطور عادت لوگوں میں معروف ہو۔ (وسئل نظما فیمن طلق زوجته ثلاثافی مجلس القاضی وھومغتاظ مدھوش فاجاب نظما ایضا بان الدھش من اقسام الجنون فلا یقع واذاکان یعتادہ بان عرف منه الدھش مرة یصدق بلا برھان اہ قلت وللحافظ ابن القیم الحنبلی رسالة فی طلاق الغضبان قال فیھا انه علی ثلاثة اقسام احدھا ان یحصل له مبادئ الغضب بحیث لایتغیرعقله ویعلم مایقول ویقصدہ وھذا لا اشکال فیه الثانی ان یبلغ النھایة فلا یعلم مایقول ولایریدہ فھذا لاریب انه لاینفذ شئ من اقواله الثالث من توسط بین المرتبتین بحیث لم یصر کالمجنون فھذا محل النظر والادلة تدل علی عدم نفوذ اقواله اہ ملخصا من شرح الغایة الحنبلیة لکن اشارفی الغایة الی مخالفته فی الثالث حیث قال ویقع طلاق من غضب خلافا لابن القیم والذی یظھر لی ان کلا من المدھوش والغضبان لایلزم فیه ان یکون بحیث لایعلم مایقول بل یکتفی فیه بغلبة الھذیان واختلاط الجد بالھزل کما ھو المفتی به فی السکران) (ردالمحتار جلد دوم ص ۴۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا امجد

۲۶ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۸ھ بروز سوموار

(اگر مار پیٹ کر دھمکی دیکر طلاق نامہ پر دستخط کرالئے تو طلاق کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے گھر والوں نے زید کو مارا پیٹا پھر دھمکی دی کہ اگر تو ہندہ کو طلاق نہیں دیا تو تیرے گھر والوں کے نام کیس درج کردینگے تو زید بحالت مجبوری کورٹ کے طلاق نامہ پر سائن کردیا لیکن زبان سے طلاق نہیں دیا تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کونسی طلاق تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مع حوالہ مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ احمد رضا رضوی دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں اگر اکراہ شرعی پایا گیا یعنی زید کو کسی عضو کے کاٹے جانے یا ضرب شدید کا صحیح اندیشہ ہو گیا تھا اور اس صورت میں اس طلاق نامہ پر دستخط کر دیا مگر زبان سے اس نے طلاق نہ دی تو طلاق واقع نہ ہوئی اور اگر زبان سے طلاق دی یا اکراہ شرعی کے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کر دیا تو طلاق واقع ہو گئی۔

فتاوی قاضیخان مع ہندیہ جلد اول صفحہ 441 / میں ہے (رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأتہ فلانۃ بنت فلاں بن فلاں فکتب امرأتہ فلانۃ بنت فلاں بن فلاں طالق لا تطلق امرأتہ لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ھھنا " اھو فی البزازیۃ " اکرہ علی طلاقھا فکتب فلانۃ بنت فلاں طالق لم یقع اھ۔

اور کنز الدقائق میں ہے (یقع طلاق کل زوج عاقل بالغ ولو مکرھا) اھ۔ بحر الرائق میں ہے (قولہ: (ولو مکرھا) أی ولو کان الزوج مکرھا علی انشاء الطلاق لفظا) اھ

(فتاوی فیض الرسول ج:2/ص:107/کتاب الطلاق/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

اب اگر طلاق کے پیپر میں تینوں طلاقیں اکٹھی لکھی گئی ہوں مثلاً میں نے ہندہ کو تین طلاقیں دیں یا دیتا ہوں تو ہندہ خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی اور اگر تینوں طلاقیں الگ الگ لکھی ہوں مثلاً میں نے ہندہ کو طلاق دی یا دیتا ہوں میں نے ہندہ کو طلاق دی یا دیتا ہوں میں نے ہندہ کو طلاق دی یا دیتا ہوں تو ہندہ اگر غیر مدخولہ ہے تو اس پر صرف ایک طلاق بائن واقع ہو گی باقی دوسری اور تیسری بیکار ہو جائے گی لہٰذا زید اپنی مطلقہ بائنہ سے نئے مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور اگر مدخولہ ہے تو اگر ایک لکھی ہے تو ایک رجعی اور دو لکھی ہیں تو دو رجعی اور تین یا زیادہ لکھی ہیں تو طلاق مغلظہ واقع ہو گی۔ جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے (اذا طلق الرجل امرأتہ ثلاثا قبل الدخول بھا وقعن علیھا فان فرق الطلاق بانت بالاولی ولم تقع الثانیۃ والثالثۃ کذا فی الھدایۃ) اھ (ج:1/ص:349/مصری)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۲ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم آزاد ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی ہندہ زید سے کہتی ہے مجھے طلاق دیدو زید نے کہا میری طرف سے تم آزاد ہو کیا ایسا کہنے سے ہندہ پر طلاق واقع ہو جاتی ہے جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ عبدالقادر حبیبی ہاشمی پرتاپ گڑھ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعی زید نے یہ کہا ہے کہ میری طرف سے تو آزاد ہے اور اس جملہ سے طلاق مراد لی ہے جیسا کہ اس نے اپنی بیوی کے مطالبہ طلاق کے جواب میں یہ جملہ استعمال کیا ہے تو ہندہ پر ایک طلاق بائن پڑ گئی جیسا کہ فتاویٰ عالم گیری مع خانیہ جلد اول ص ۳۷٦ پر ہے *لو قال اعتقتك طلقت بائنة كذا فی معراج الدراية*

لہٰذا اگر شوہر و بیوی راضی ہیں تو درمیان عدت رجعت کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم ص ٣٤) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی بہار

جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(اقسام عدت کتنی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عدت کی کتنی قسمیں ہیں اور کس عدت میں کتنے دن عدت گزارے گی تفصیلی جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ الطاف حسین رضا نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورتوں کے مختلف احوال کے مطابق عدت کے احکامات بھی الگ الگ ہیں۔ بالترتیب درج کیا جاتا ہے اگر عورت کا شوہر مرگیا ہو اور عورت حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے *والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا*(پارہ ۲ س بقرہ)

اور اگر شوہر کی موت کے وقت بیوی حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی شوہر کے مرنے کے بعد جب بھی بچے کی پیدائش ہوگی اسی دن عدت ختم ہو جائے گی جیسا کہ قرآن شریف میں ہے *واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن *(پارہ ۲۸ س طلاق)

اور اگر عورت مطلقہ نابالغہ یا آئسہ یعنی پچپن سالہ ہے تو اس کی عدت عربی مہینے سے تین مہینہ ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے *والئ یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ اشھر والئ لم یحضن '*(ایضا)

اور اگر اگر طلاق پانے والی عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی بعد طلاق جب بھی بچے کی پیدائش ہوگی عدت ختم ہو جائے گی جیسا کہ قرآن میں ہے *واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن '*اور اگر طلاق والی عورت نابالغہ یا آئسہ یا حاملہ نہیں ہے یعنی حیض والی ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے خواہ تین حیض تین ماہ تین سال یا تیس برس میں آئیں اس عدت کی میعاد مقرر نہیں ہے جیسا کہ قرآن میں ہے *والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء*(پارہ ۲ س بقرہ)

اور جس عورت کو ہمبستری اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دی گئی ہے اور وقت طلاق اسے حمل بھی نہیں ہے تو ایسی عورت کے لیے عدت نہیں باقی ہر طرح کی مطلقہ اور بیوہ عورتوں کے لئے عدت ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے *اذا نکحتم المؤمنٰت ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فمالکم علیھن من عدۃ *(پارہ ۲۲ سورہ احزاب)

انتباہ:۔ عوام میں جو مشہور ہیکہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ فیض الرسول جلد ۲ صفحہ ۱۳۰۰ اے، ون آفسیٹ، دھلی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(مدخولہ کیلئے عدت ہے غیر مدخولہ کیلئے نہیں ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر کے بہن سے نکاح کیا اور نکاح کے دو گھنٹے بعد لڑکی کے گھر والوں نے طلاق کا مطالبہ کیا اور زبردستی زید سے طلاق لے لیا گیا کیا ایسی صورت میں لڑکی کو عدت گذارنی پڑے گی؟ جواب حوالے کے ساتھ بہت جلد عنایت فرمائیں کرم نوازش المستفتی:۔خاکپائے اعلیٰ حضرت فدائے تاج الشریعہ محمد شاداب رضا برکاتی رضوی دارالعلوم گلشن مدینہ گوونڈی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

سب سے پہلے یہ جان لیں کہ نکاح کے بعد اگر ان دو گھنٹوں میں اس عورت اور اس کے خاوند کے درمیان خلوت صحیحہ نہیں ہوئی * (یعنی دونوں اکٹھے نہیں سوئے یا اکٹھے ایک کمرے میں نہیں رہے)* تو ایسی صورت میں یہ غیر مدخولہ ہے اور اس کی عدت نہیں ہوتی۔غیر مدخولہ کی عدت کا حکم قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے *ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا۔* (پارہ سورۃ الاحزاب)

پھر تم انہیں طلاق دے دو قبل اس کے کہ تم انہیں مَس کرو (یعنی خلوتِ صحیحہ کرو) تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدّت (واجب) نہیں ہے کہ تم اسے شمار کرنے لگو۔اگر ان دو گھنٹوں میں خلوت صحیحہ واقع ہوئی ہے لیکن دخول نہیں ہوا، پھر بھی یہ مدخولہ کے حکم میں ہے۔

لہذا طلاق کے بعد عدت گزارے گی پھر عدت کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے گی دوران عدت نہیں کرسکتی۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۸ جون بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(موت کی عدت میں عورت کا باہر جانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی عورت کا شوہر اگر انتقال کرجائے تو وہ حالت عدت میں گھر سے باہر جا سکتی ہے کہ نہیں اور اگر کسی ضرورت کے مطابق اسکو باہر جانا پڑے تو وہ کیا کرے جائے کہ نہ جائے جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔محمد انور رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی ضرورت ہو کہ عورت کے پاس گزر کے لائق مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کر کے لائے گی تب کام چلے گا تو اسے جانے کی اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصہ میں باہر جائے اور رات کا زیادہ حصہ اپنے مکان میں گذارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھرنے کی اجازت نہیں؛ اگر کام چلانے کے لائق خرچ موجود ہے تو باہر نکلنا قطعاً منع ہے؛ اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے گی تو کوئی نقصان پہونچے گا جیسے کھیتی کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں ہے جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لئے بھی جا سکتی ہے مگر رات کو اسی گھر میں رہنا ہوگا یونہی اگر سودا لانے والا کوئی نہ ہو تو اسکے لئے بھی جا سکتی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے

"ومعتدۃ موت تخرج فی الجدیدین وتبیت أکثر اللیل فی منزلها؛ لأن نفقتها علیها فتحتاج للخروج "(درمختار جلد دوم صفحہ ۱۳۵۸ یچ،ایم،سعید کمپنی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عقیل احمد قادری حنفی احمد آباد گجرات

۹/۱۰/۱۴۳۹شوال

(عورت اپنے شوہر کے انتقال کے بعد کا سوگ کب تک منائے گی اور کن لوگوں سے پردہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوہر کے انتقال کے سوگ کب تک منائیں گے اور کون کون ان کے پاس جا سکتا ہے اور کن کن چیزوں سے پرہیز کریں المستفتی:۔محمد افضل رضا نظامی جواس ادیپور راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شوہر کے انتقال کے وقت اگر حاملہ تھی تو اس کی سوگ وضع حمل ہے قرآن مجید پارہ 28 رکوع 17 میں ہے (واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حاملہ عورتوں کی سوگ وضع حمل ہے اور اگر شوہر کی موت کے وقت حاملہ نہ تھی تو اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے جیسا کہ پارہ دوم رکوع 14 میں ہے (والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا) یعنی جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتوں کو چھوڑ جائیں تو وہ چار ماہ دس دن (تک) دوسرا نکاح کرنے سے رکی رہیں۔

(فتاوی فیض الرسول جلد دوم باب العدۃ صفحہ نمبر 294)

رہی بات کون کون اس کے پاس جا سکتا ہے تو غیر محرم کے علاوہ سب اس کے پاس جا سکتے ہیں اور کن کن چیزوں سے پرہیز کریں تو اس بابت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ عدت میں عورت کو یہ چیزیں منع ہیں ہر قسم کا گہنا (زیور) یہاں تک کہ انگوٹھی، چھلا، مہندی، سرمہ، عطر، ریشمی کپڑا، ہار پھول، بدن یا کپڑے میں کسی قسم کی خوشبو، سر میں کنگھی اور مجبوری ہو تو موٹے دندانوں کی کنگھی کرے جس سے فقط بال سلجھا لے پٹی نہ جھکالے پھلیل میٹھا تیل کسم کیسر کے رنگے کپڑے یونہی ہر رنگ جس سے زینت ہوتی ہوا گرچہ پڑیہ گیروکا، چوڑیاں اگرچہ کانچ کی غرض کہ ہر قسم کا سنگار ختم عدت تک منع ہے چارپائی پر سونا بچھونا سونے یا بیٹھنے میں بچھانا منع نہیں

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم کتاب الطلاق صفحہ نمبر 389 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(مطلقہ کی عدت کی چند صورتیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جس کو طلاق ہو جائے تو اس کی عدت کی مدت کتنی ہوتی ہے؟ اور اگر وہ عورت کوئی جاب نوکری وغیرہ کرتی ہو تو نوکری کو جاری رکھ سکتی ہے پردے میں رہ کر؟

المستفتی:۔غلام حسین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

اولا یہ بات ذہن نشیں کر لیں کہ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدت تین ماہ تیرہ دن ہے یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے طلاق والی عورت کے عدت گزارنے کی تین صورتیں ہیں۔اگر مطلقہ حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ کی پیدائش ہے اگر بعد طلاق کچھ گھنٹہ میں بچہ پیدا ہو گیا تو عدت پوری ہو گئی۔جیسا کہ قرآن مقدس میں فرمایا گیا ہے(وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ)یعنی حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔(پارہ ۲۸ سورہ الطلاق)

اور فتاوی عالم گیری میں(وعدۃ الحامل ان تضع حملھا کذا فی الکاف)اور اگر مطلقہ نابالغہ یا آئسہ یعنی پچپن سالہ ہو تو اس کی عدت عربی مہینہ سے تین ماہ ہے۔اور اگر مطلقہ حیض والی ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں فرمایا گیا ہے(وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ)یعنی مطلقہ عورتیں تین حیض آنے تک نکاح کرنے سے رکی رہیں۔(پارہ ۲ سورہ البقرہ)

لہذا تین حیض سے قبل عدت ختم نہیں ہوگی خواہ تین حیض تین ماہ تین سال یا اس سے زیادہ میں آئے جب تک تین حیض مکمل نہیں ہو جاتا عدت ختم نہیں ہوگی۔(بحوالہ فتاوی فیض الرسول/۲/۳۰۸)

عدت گزارنے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر کے گھر ہی میں رہے اور شوہر عدت کے اخراجات کی تکمیل کرے اور مرد اس سے مکمل طریقے سے الگ رہے جب عدت کے خرچ کا ضامن شوہر ہے تو نوکری وغیرہ کیلئے حالت

عدت میں باہر جانا درست نہیں ہے ہاں عدت وفات وغیرہ میں کچھ مخصوص حالات میں باہر جانے کی اجازت علمائے کرام نے دیا ہے مگر وہ صورت یہاں نہیں پائی جارہی ہے اس لئے یہاں اجازت نہیں ہوگی۔

(بحوالہ فتاوی بحرالعلوم/۳/۴۲۲)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۴ ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ ہجری بروز سوموار

(عدت وفات کیا ہے؟ نیز عدت مہینوں سے پوری کی جائے یا پھر دنوں سے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وفات عدت کی تفصیل تحریر فرمادیں

المستفتی:۔شکیل احمد بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیوہ عورت اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل یعنی بچہ پیدا ہونا ہے ۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ(و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن)اھ(پ:18/ع:17)

اور اگر حاملہ نہ ہوتو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ (والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا)اھ(پ:2/ع:14)

پھر اگر موت پہلی تاریخ کو ہوئی تو چاند سے مہینے لئے جائیں گے ورنہ حرہ کے لئے ایک سوتیس دن اور باندی کے لئے پینسٹھ دن اھ (بہار شریعت ح:8/ص238/مجلس المدینۃ العلمیہ دعوت اسلامی)

اور ردالمحتار میں ہے کہ (اذا اتفق عدۃ الطلاق والموت فی غرۃ الشھر اعتبرت الشھور بالاھلۃ وان نقصت عن العدد وان اتفق فی وسط الشھر فعند الامام یعتبر بالایام فتعتد فی الطلاق

تسعین یوما وفی الوفاۃ بمأۃ وثلاثین)اھ(ج:5/ص187 کتاب الطلاق / باب العدہ/ دارعالم الکتب)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۸ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(مطلقہ عورت کی عدت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینے ہے یا تین مہینے دس دن

المستفتی:۔ محمد عمر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

طلاق والی عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل یعنی بچہ پیدا ہونا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

(وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ)اھ(پ:28/سورۂ طلاق)

اور طلاق والی مدخولہ عورت یعنی جس سے صحبت کر چکا ہے اگر نابالغہ آئسہ یعنی پچپن سالہ ہو تو اسکی عدت تین مہینہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے(وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ)اھ(پ:28/سورۂ طلاق)

اور فتاوی قاضیخان میں ہے (لو کانت المطلقة صغيرة او آئسة وهی حرة فعدتها ثلثة أشهر)اھ

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر حاملہ آئسہ اور نابالغہ نہ ہو یعنی حیض والی ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے خواہ یہ تین حیض تین ماہ تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے(وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ)اھ(پ:2/ع:12)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے(اذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا او رجعيا او ثلاثا او وقعت

الفرقة بينهما بغير طلاق و هي حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقراء سواء كانت الحرة مسلمة او كتابية كذا في السراج الوهاج) اھ (حوالہ فتاوی فیض الرسول ج:2/ص:313/باب العدت/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

نوٹ:۔ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینے تیرہ دن ہے سراسر غلط بے اصل ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۹ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز

(عدت وفات کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر دو ماہ قبل انتقال کر گیا اور ہندہ غربت، کی وجہ سے صرف چار دن ہی سوگوار رہی۔ اب ہندہ اپنے ہاتھوں میں چاندی کی چوڑی و ناک میں سونے کا زیور استعمال کر سکتی۔ ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا ساری زندگی؟ ہندہ رنگین لباس استعمال کر سکتی ہے یا نہیں؟ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہر لاکھی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

بیوہ عورت کو اپنے شوہر کے مکان میں چار مہینہ دس دن عدت گزارنا فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے (والذين يتوفون منكم ويذرون ازوجا يتربصن بانفسهن اربعة أشهر وعشرا) اگر ضرورت شدیدہ ہو تو نکلنے کی اجازت ہے جیسا کہ محقق اجل محدث بریلوی علیہ الرحمہ بحوالہ درمختار فرماتے ہیں (معتدت موت تخرج في الجديدين وتبيت اكثر الليل في منزلها لان نفقتها عليها فتحتاج للخروج الخ) موت کی عدت والی عورت ضرورت پر دن میں اور رات میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے اور رات کا اکثر حصہ اپنے گھر میں ہی رہے کیونکہ اسے اپنا خرچہ خود ہی پورا کرنا ہے اس لئے وہ باہر نکلنے کی محتاج ہے حتی کہ اس کے پاس کفایت اور ضرورت کیلئے نفقہ ہو تو وہ

مطلقہ عورت کیطرح ہے اس کو باہر نکلنا حلال نہیں ہے فتح اھ

اقول (میں کہتا ہوں) یونہی اگر وہ گھر میں رہ کر کوئی محنت کر کے اپنا خرچہ بنا سکتی ہو تو نکلنا حلال نہیں ہوگا کیونکہ اس کا باہر نکلنا ضرورت کیوجہ سے جائز ہوا ہے اور جب ضرورت نہیں تو جواز نہیں یہ بات واضح ہے۔

اور اسی میں ہے (وتعتدان ای معتدہ طلاق وموت فی بیت وجبت فیه ولا تخرجان منه الخموت) اور طلاق والی عورتیں اسی گھر میں عدت گزاریں جس گھر میں واجب ہوئی اور وہاں سے باہر نہ نکلے الا یہ کہ ان کو جبرا نکالا جائے یا وہ مکان گر جائے یا گرنے کا خطرہ ہو یا وہاں مال کے نقصان کا خطرہ ہو یا مکان کرایا پر تھا عورت کو کرایہ دینے کی طاقت نہ ہو یا اس قسم کی ضروریات ہوں تو قریب ترین مکان میں منتقل ہو جائے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۳ مسئلہ نمبر ۹۶ ص ۳۲۸)

دوران عدت وفات یہ چیزیں ممنوع ہیں ہر قسم کا زیور یہاں تک کہ انگوٹھی، چھلاّ اور کانچ کی چوڑیاں وغیرہ نہ پہنے۔کسی بھی رنگ کا ریشمی کپڑا نہ پہنے سرمہ نہ لگائے۔کنگھی نہ کرے۔(مجبوری ہو تو موٹے دندانوں کی طرف سے کنگھی کرے) ہر طرح کی زیب وزینت ہار، پھول، مہندی، خوشبو وغیرہ کا استعمال ترک کردے۔ضروری نہیں کہ بحالت سوگ سفید لباس ہی کو پہنے بلکہ سادہ اور ممکن ہو تو پرانا لباس اپنائے اُنہیں استعمال میں لائے۔گھر سے شدید مجبوری کے بغیر نہ نکلے حتی کہ اجتماع، ذِکر و میلاد کی محافل، قرآن خوانی وغیرہ میں نہیں جا سکتی۔کسی عزیز کا انتقال ہو جائے تو دورانِ عدت اس کے گھر بھی نہیں جا سکتی الغرض ہر قسم کا سنگار ختم عِدَّت تک منع ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳ ص ۳۳۱ مسئلہ نمبر ۱۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(مطلقہ عورت کے ساز وسامان کا مالک کون ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی عورت کا طلاق ہو جائے تو اسکو جو زیور سسرال سے ملا تھا

کیاوہ اسکا ہوگا یہ نہیں جواب عطا کرے مہربانی ہوگی اور جہیز کا کیا حکم ہوگا کون سی چیز کسکی ملکیت میں رہے گئی بحوالہ وضاحت سے ارشادفرمائیں المستفتی:۔ علی رضا کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

اول نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد سسرال والوں کی طرف سے جوزیور دلہن کو دیا جاتا ہے جس کو ہماری زبان میں چڑھاوا کہا جاتا ہے ۔اس تعلق سے امام اہل سنت فرماتے ہیں چڑھاوے کا اگر عورت کو مالک کر دیا گیا تھا خواہ صراحۃ کہہ دیا تھا کہ ہم نے اس کا تجھے مالک کیا یا وہاں کے رسم وعرف سے ثابت ہوکہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں جب تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۲ ص ۲۶۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جواب دوم عورت کو جو کچھ زیور سامان وغیرہ اپنے والد کی طرف سے جہیز میں ملا اس کی مالک صرف عورت ہے وہ اسی کو ملے گا کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (كل أحد يعلم أن الجهاز ملك المرأة وأنه إذا طلقها تأخذه كله، وإذا ماتت يورث عنها) یعنی ہر ایک جانتا ہے کہ جہیز عورت کی ملکیت ہے لہذا جب شوہر اسے طلاق دیدے تو وہ تمام جہیز لے لے گی اور جب عورت مرجائے تو جہیز میں وراثت جاری ہوگی۔(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، جلد ۵ ص ۳۰۲ مطبوعہ کوئٹہ)

اور سیدی اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہیز ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص مِلک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں، طلاق ہوئی تو کُل لے گئی، اور مرگئی تو اسی کے ورثاء پر تقسیم ہوگا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۲ ص ۲۰۳ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ زیور برتن کپڑے وغیرہ جو کچھ ماں باپ نے دختر کو دیا تھا وہ سب ملک دختر ہے (فتاوی رضویہ جلد ۲۶ ص ۲۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(مطلقہ آئسہ کی عدت تین ماہ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی ہندہ نے اپنے شوہر زید کو بہت عاجز کی کہ میرا راستہ کلیر کردو اور بہت پریشان کی زید غصے کے عالم میں آکر اپنی بیوی ہندہ کو صرف ایک بار بولا ایک دو تین میں تمہیں طلاق دیتا ہوں جس کے گواہ محلہ کہ مسلم وغیر مسلم بہت سارے لوگ ہیں تو کیا یہ طلاق واقع ہوگئی اب پھر سے ہندہ زید کی نکاح میں آنا چاہتی اور غور کرنے کی بات یہ کہ ہندہ اس عمر کو پہونچ چکی ہے کہ ماہواری بھی نہیں آتی اب کیسے پھر سے نکاح کرے گی اگر کرنا چاہے تو اس پہ مدلل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

نوٹ:۔ یہ طلاق کل دی گئی ہے اس لئے اس پہ جلد از جلد جواب دیں المستفتی:۔ افروز عالم رضوی امجدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

برصدق مستفتی صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی بعد انقضائے عدت جس سے چاہے شادی کرسکتی ہے (اگر شوہر اول کے پاس لوٹنا چاہتی ہے تو بغیر حلالہ درست نہیں (لقولہ تعالی فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ) (بارہ ۲ سورہ بقرہ)

واضح کہ مذکورہ مطلقہ کی عدت تین ماہ ہے (لقولہ تعالی " وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ) (بارہ ۲۸ سورۃ الطلاق) ھکذا فی کتب الفقہ والفتاوی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۸ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۲ جون بروز بدھ ۲۰۱۹ء

(شوہر نے حاملہ کو طلاق مغلظہ دی بعدہ حمل ساقط ہوگیا تو عدت کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوہر مرا نہیں ہے بلکہ اپنی حاملہ بیوی کو طلاق مغلظہ دی اور اس کا حمل دو ہی مہینے میں ساقط ہوگیا تو اب اس کی عدت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی:۔ محمد آصف رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حمل جبکہ دو ماہ کا ہے اس لئے اسقاط سے مطلقہ کی مدت عدت پوری نہیں ہوگی اس صورت میں حاملہ کی عدت تین حیض ہے چونکہ حاملہ کی تکمیل عدت کیلئے ضروری ہے یا وضع حمل ہو یا أسقاط حمل ہو اس شرط کیساتھ کے بعض یا کل اعضاء بن چکے ہوں بعض اعضاء چار مہینے میں اور کل اعضاء چھ مہینے میں بن جاتے ہیں جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (والمراد به الحمل الذی استبیان بعض خلقه اوكله فإن لم يستبين بعضه لم تنقض العده وفيه عنه ايضا آنه لايستبين الامائه وعشرين يوماوفيه عن المجتبى ان المستبين بعض خلقه يعتبرفيه اربعه اشهر وتام الخلق سته اشهر) (ردالمحتار جلد ۵ ص ۱۹۰؛ کتاب الطلاق باب العدت مطبع زکریا)

اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۴۷۳ پر بدائع الصنائع سے ہے (شرط انقضاء هذه العدة ان يكون ماوضعت قداستبان خلقه فان لم يستبن خلقه راسابان اسقطت علقة اومضغة لم تنقض العدة) اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگر چہ ایک منٹ بعد حمل ساقط ہوگیا اور اعضاء بن چکے ہیں عدت پوری ہو گئ ورنہ نہیں۔اھ (جوہرہ/جلد ہشتم صفحہ ۷۶/عدت کا بیان، ناشر فرید بکڈ پو جامع مسجد دھلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

مولانا محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱۶/ اشعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(شوہر کے انتقال کے بعد عورت عدت کہاں گزارے گی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوہر کے انتقال کے بعد کیا عورت اپنے گھر جا کر عدت گزار سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی:۔ محمد رفاقت قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شوہر کے انتقال کے بعد عورت اپنے والد کے گھر جا کر عدت نہیں کر سکتی بلکہ اپنے شوہر کے ہی گھر میں عدت گزارے جیسا کہ درمختار فوق ردالمحتار باب العدۃ میں ہے (طلقت) او مات و ھی زائرۃ (فی غیر مسکنھا عادت الیه فورا) لوجوبه علیھا (وتعتدان) ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیه ولا یخرجان منه) (ج:5/ص:225/باب الحداد)

اور فتاوی ہندیہ باب الحداد میں ہے (لو کانت زائرۃ اھلھا او کانت فی غیر بیتھا لامر حین وقوع الطلاق انتقلت الی بیت سکناھا بلا تاخیر و کذا فی عدۃ الوفاۃ کذا فی غایۃ البیان) اھ

(ج:1/ص:535) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۶ جولائی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی ۲۲ ذی قعدہ ۱۴۴۰ ہجری

(مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق ثلثہ دی وہ بھی حالت حمل میں پھر چند

دن بعد زید اپنی بیوی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا زید کی بیوی حالت حمل میں زید کے علاوہ دوسرے سے شادی کر سکتی ہے اور زید کیلئے کیا حکم ہے؟ المستفتی:۔ عبدالرحیم گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب زید نے بیوی کو طلاق ثلاثہ دے دیا تو زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اب چونکہ وہ حالت حمل میں طلاق دیا ہے تو جب تک وضع حمل نہ ہو زید یا کوئی اور اسے نکاح نہیں کرسکتا ہے کیونکہ وہ عدت میں ہے اور اسکی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ فتاویٰ برکاتیہ میں ہے زید نے حالت حمل میں طلاق دیا تو طلاق واقع ہوگئ بچہ پیدا ہونے کے بعد وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے پارہ 28 سورہ طلاق میں ہے (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (فتاوی برکاتیہ صفحہ 155)

اگر زید اسی عورت کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو یہ اس وقت جائز ہے جب عدت گزارنے کے بعد عورت کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان سے نکاح کریں اب وہ شوہر ثانی اسے طلاق دے دیں یا انتقال کرجائے، پھر عدت گزارنے کے بعد زید اس سے ازسرنو نکاح کرے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے (فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ) (پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 230) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۹ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(پرورش کرنے کا حق کس کو ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بچہ کو پرورش کرنے کا حق کس کو ہے خلاصہ اور مدلل جواب سے آگاہ کریں المستفتی:۔محمد حسان رضا متعلم قادری یتیم خانہ موتیہاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچہ کی پرورش کا حق اس کی ماں کا ہے اس لئے کہ وہ بہتر دیکھ ریکھ کرسکتی ہے جیسا کہ بہار شریعت ج١ / ح٨ / ص١٤٠ / میں ارشاد فرماتے ہیں بچہ کی پرورش کا حق ماں کیلئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو ہاں اگر مرتدہ ہوگئی تو پرورش نہیں کرسکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً زانیہ یا نوحہ کرنے والی ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے بلکہ بعض فقہاء نے فرمایا اگر وہ نماز کی پابند نہیں تو اس کی پرورش میں بھی نہ دیا جائے مگر اصح یہ ہے کہ اس کی پرورش میں اس وقت تک رہے گا کہ ناسمجھ ہو جب کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کرلیں کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادت اختیار کرے گا جو اس کی ہے یونہی ماں کی پرورش میں اس وقت بھی نہ دیا جائے جبکہ بکثرت بچہ چھوڑ کر ادھر ادھر چلی جاتی ہو اگرچہ اسکا جانا کسی گناہ کیلئے نہ ہو۔مذکورہ عبارت سے خوب ظاہر و باہر ہے کہ پرورش کا زیادہ حق ماں کا ہی ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۲۱ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(گود لئے ہوئے بچے کی ولدیت میں کس کا نام لکھا جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی نے بچہ کو گود لیا ہے اب برتھ سرٹیفکیٹ یا دوسرے قانونی

دستاویزات میں جس نے گود لیا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے کیا اس طرح نام لکھنا صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی: ۔سید مقبول احمد رضوی پورینہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی کو ولدیت کی جگہ اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لکھنا یا لکھوانا جائز نہیں حدیث پاک میں سخت وعید آئی ہے (عن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم یقول من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام) حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کے متعلق دعویٰ کرے اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے (بخاری مترجم جلد سوم کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابیہ صفحہ 600 مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ دہلی)

لہذا جس شخص نے کسی بچے کو گود لیا تو گود لینے کے سبب وہ حقیقی باپ نہیں ہو جائے گا اس لئے جب جب جہاں جہاں ولدیت مطلوب ہوگی وہاں وہاں اس کے حقیقی باپ کا نام ہی لکھا بولا جائے گا ہاں ! پرورش کے سبب یہ شخص عند اللہ ماجور ہوگا اور یہی اس کا انعام ہے حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن ابی جہل ہی کہا جاتا ہے اگر چہ وہ (یعنی ابوجہل) نہایت اخبث خبیث عدو اللہ تھا۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ 68)

الحاصل چاہے سرٹیفکیٹ یا آدھار کارڈ یا پن کارڈ یا ڈرائیوری لائسنس وغیرہ بنوانا ہے اور اگر اس میں امیدوار کی ولدیت مطلوب ہے تو اس میں حقیقی باپ ہی کا نام لکھنا لکھوانا پڑے گا عدم مطلوب کی صورت میں پالک اپنا نام لکھوا سکتا ہے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۲ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(کسی جانور کو پرورش کیلئے اس شرط پر دینا کہ جو بچہ پیدا ہو اس میں نصف نصف حصہ ملے گا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کو بکری دیکھ بھال کے لئے دے دی اور کہا کہ اس کے جو بچے ہونگے اس میں آدھے تمہارے اور آدھے میرے ہوں گے تو کیا یہ دونوں تجارت کہلائے گی اور کیا یہ درست ہے؟

المستفتی:۔محمد عطاء اللہ خان حشمتی لاتور مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

نصف کی شرط پر جانور دینا یعنی: کسی کو پرورش: چارہ وغیرہ کھلانے اور دیکھ ریکھ کے لیے اس شرط پر جانور دینا کہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ دونوں کا آدھا آدھا ہوگا اور اگر دو بچے ہوئے تو ایک مالک کا اور دوسرا پرورش کرنے والے کا، درست نہیں؛ کیوں کہ یہ شرکت فاسدہ کی صورت ہے، اور ایسا معاملہ فسخ کر دینا ضروری ہے، اور اگر معاملہ فسخ کرنے سے پہلے ایک یا کئی بچے ہو گئے تو وہ بچہ یا بچے اصل مالک کے ہوں گے اور پرورش کرنے والے کو اجرت مثل ملے گی اور اگر اس نے چارہ وغیرہ خرید کر یا اپنی ملکیت کا کھلایا تو اس کی قیمت بھی واجب ہوگی، اور اگر مباح چراگاہ میں چرایا تو اس کی کوئی قیمت واجب نہ ہوگی(وعلی هذا دفع البقرة الى انسان بالعلف ليكون الحادث بينهما نصفين، فما حدث البقرة وللآخر مثل علفه وأجر مثله الخاس) کا جائز متبادل یہ ہے کہ جانور کا مالک جس شخص کو جانور پرورش کے لیے نصف کی شرط پر دینا چاہتا ہے، اس کے ہاتھ آدھا جانور فروخت کر دے، اس کے بعد وہ شخص پرورش کی ذمہ داری لے کر اس کی پرورش کرے اور خرید کر جو چارہ وغیرہ کھلائے، اس کی آدھی قیمت اپنی طرف سے ملائے اور آدھی دوسرے شریک سے وصول کرے تو یہ صورت شرعاً جائز ہے اور اس صورت میں جو بچے ہوں گے، یا دودھ یا ان کی جو منفعت حاصل ہوگی، اصل جانور کی طرح وہ سب بھی دونوں کے درمیان مشترک رہے گی، اور اگر آئندہ یہ دونوں معاملہ ختم کرنا چاہیں تو کوئی شریک اپنی مرضی وخوشی سے اپنا حصہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے، اس صورت میں خریدنے والا پورے جانور کا مالک ہو جائے

گا، یا دونوں وہ جانور کسی اور کے ہاتھ فروخت کر کے اس کا پیسہ آپس میں آدھا آدھا تقسیم کر لیں (والحیلة فی ذلك أن يبيع نصف البقرة من ذلك الرجل ونصف الدجاجة ونصف بذر الفيلق بثمن معلوم حتى تصير البقرة وأجناسها مشتركه بينهما فيكون الحادث بينهما على الشركة كذا فی الظهيرية) (فتاوی عالمگیری جلد دوم ص ۴۶۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۹ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(کسی شخص نے تین یا دو بیٹیوں کو اسلامی صحیح تربیت کے ساتھ پرورش کی تو وہ جنتی ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے 3 بیٹی کے پرورش پر جنّت کی بشارت دی ہے اور ایک بیٹی کی پرورش پر بھی یہ حدیث شریف scan کے ساتھ آپ عنایت فرما دیں تو بہت مہربانی ہو۔

المستفتی:۔ محمد ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیث شریف میں یہ وارد ہوا ہے کہ اگر کسی شخص نے تین یا دو بیٹیوں کو اسلامی صحیح تربیت کے ساتھ پروش کی تو وہ جنتی ہے۔ اور روای کہتے ہیں کہ لو قالوا واحدة لقال واحدة: یعنی راوی کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہتا کہ ایک لڑکی کی پروش پر بھی جنت ہے تو حضور ضرور فرما دیتے کہ ہاں ایک لڑکی پر بھی جنت ہے۔ یہ راوی کا خیال ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یقیناً اللہ تبارک وتعالی بے پناہ مہربان اور رحمت والا ہے وہ ایک لڑکی کی صحیح تعلیم وتربیت پر جنت عطاء فرمائے گا ملاحظہ کریں حدیث شریف جو کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے (عن ابن عباس قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اوی یتیما الی طعامہ وشرابہ اوجب اللہ لہ الجنۃ الا ان یعمل ذنبا لا یغفر، ومن عال ثلث بنات او مثلھن من الاخوات فادبھن ورحمھن حتی یغتیھن اللہ اوجب اللہ لہ الجنۃ فقال رجل یا رسول اللہ او ثنتین قال او ثنتین حتی لو قالوا او واحدۃ لقال واحدۃ ومن اذھب اللہ بکریمتیہ وجبت لہ الجنۃ قیل یا رسول اللہ وما کریمتاہ قال عیناہ رواہ فی شرح السنہ) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی یتیم کو اپنے کھانے میں شامل کرے تو اللہ اسکے لئے جنت یقینی طور پر لازم فرمادیتا ہے مگر یہ کہ کوئی ایسا گناہ کرے جو نا قابل بخشش ہو اور جو تین بیٹیاں یا انکے مثل بہنوں کی پرورش کرے کہ انہیں ادب سکھائے ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ انہیں بے نیاز کردے تو اللہ اسکے لئے جنت واجب کردیتا ہے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دو کو فرمایا دو کو حتی کہ اگر لوگ کہتے ایک یا ایک کو تو حضور فرمادیتے ایک کو اور اللہ جس کو دو پیاری چیز دور کردے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی لوگوں نے عرض کیا دو پیاری چیزیں کیا ہیں تو فرمایا اسکی دونوں آنکھیں (شرح السنہ مشکوۃ المصابیح باب مخلوق پر شفقت ورحمت کا بیان فصل ثانی رمراۃ المناجیح جلد ٦ صفحہ ۳۸۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۵ دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

(جس اناج کے نہ کھانے کی قسم کھائی تو ایسی کون سی صورت ہے جس میں نہ تو قسم ٹوٹے گی اور نہ ہی کفارہ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اپنی بیوی سے جھگڑا کے درمیان یہ قسم کھایا کہ ہم اس اناج میں سے نہیں کھائیں گے تو دریافت طلب امر یہ ہیکہ جس اناج (بیج) کے متعلق زید قسم کھایا ہے اگر اسی اناج (بیج) کو بودے پھر اس سے جو فصل تیار ہو تو اسکو زید کھا سکتا ہے یا نہیں؟ یا اسکو بھی کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی اور کفارہ ادا کرنا ہوگا جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ محمد عالم قادری جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں نہ تو قسم ٹوٹے گی اور نہ کفارہ دینا پڑے گا جیسا کہ بہار شریعت جلد ۲ حصہ ۹ صفحہ ۵۲ مطبوعہ قدیم بحوالہ درمختار" میں ہے کہ قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہیں کھائے گا، پھر انہیں بویا، اب جو پیدا ہوئے ان کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی، کہ یہ وہ گیہوں نہیں ہیں۔ کیونکہ جس اناج کے کھانے کے بارے میں قسم کھایا تھا، وہ اب نہیں رہا، بوائی کرنے کے بعد اپنی ہستی ہی مٹا ڈالا کہ وہ سڑ گل کر پودے کی شکل میں نمودار ہوا، پھر پھول و دودھ میں پھر پھل میں تبدیل، پھر پک کر اناج بنا۔ اس لئے اب اس صورت میں پہلا والا اناج رہ ہی نہیں گیا۔ لہذا ایسی صورت میں اس کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور نہ ہی کفارہ دینا پڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۵ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(قسم کا کفارہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قسم کا کفارہ کیا ہے؟ المستفتی:۔ طفیل رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ھوالھادی الی الصواب

قسم کے کفارے کے متعلق اللہ تعالی نے سورہ مائدہ آیت نمبر ۸۹/ میں صراحت کیساتھ بیان فرمایا ہے۔ارشاد باری ہے(فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ) سورہ مائدہ اس کا کفّارہ دس مسکینوں کو اوسط (درجہ کا) کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا (اسی طرح) ان (مسکینوں) کو کپڑے دینا ہے یا ایک گردن (یعنی غلام یا باندی کو) آزاد کرنا ہے، پھر جسے (یہ سب کچھ) میسر نہ ہو تو تین دن روزہ رکھنا ہے یہ تمہاری قسموں کا کفّارہ ہے جب تم کھالو (اور پھر توڑ بیٹھو)، اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں خوب واضح فرماتا ہے تاکہ تم (اس کے احکام کی اطاعت کرکے) شکر گزار بن جاؤ مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے مطابق غلام تو آج کل موجود نہیں ہیں، لہٰذا قسم توڑنے والا دس مسکینوں/فقیروں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے پہنائے۔اگر کھانا یا کپڑے دستیاب نہ ہوں تو تین دن مسلسل روزے رکھے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر ایسا لاچار و تنگ دست ہیکہ نہ کھانا کھلانے کی طاقت ہے نہ کپڑا دینے کی طاقت ہے نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو ایسے شخص کیلئے شرع شریف میں کوئی مؤاخذہ نہیں؛ (لقولہ تعالی) لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

2018/6/5

(یمین لغو پہ کفارہ نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے قسم کھائی کہ میں اگر آج کی تاریخ سے گوشت کھایا تو سور کا خون کھاؤں گا دو ۲ ماہ کے بعد بھائی کے اصرار پر گائے کا گوشت کھا لیا تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی:۔ محمد ندیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید پر توبہ واستغفار لازم ہے مگر کفارہ واجب نہیں اس لئے کہ یہ شرعا یمین منعقدہ نہیں (بہار شریعت حصہ نہم صفحہ نمبر 20 میں مبسوط کے حوالہ سے ہے کہ) کسی نے کہا اگر اس کو کھاؤں تو سور کھاوں یا مردار کھاؤں (شرعا) قسم نہی یعنی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (فتاوی فیض الرسول جلد دوم ص ۳۳۹) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ساجد میرگنج

۴ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۴ ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(مفقود الخبر کا حکم ائمہ کے نزدیک کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مفقود الخبر کا حکم ائمہ کے نزدیک کیا ہے؟اور یہ بھی بتائیے کہ عورت کا اگر شوہر گم ہوگیا ہے تو امام اعظم کے نزدیک کتنے دن یا کتنے مہینے یا کتنے سال انتظار کرنا چاہئیے اور امام شافعی کے نزدیک کتنے دن یا کتنے سال انتظار کرنا چاہئے:اور اگر عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرلی اور وہ مرد وطی بھی اس عورت کرلے خلوت صیحہ بھی ہوگئ ہے چند دن کے بعد اسکا پہلے والا شوہر جو گم ہوگیا تھا وہ واپس آ گیا تو اس صوت میں وہ پہلے والے مرد سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں

المستفتی:۔مولانا محمد عرفان رضا خان قادری لکھیم پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

جس گمشدہ مرد کی موت وزندگی کا حال نہ معلوم ہو وہ مفقود الخبر ہے مفقود کی بیوی کے لیے مذہب حنفی میں یہ حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر کی عمر نوے سال ہونے تک انتظار کرے۔اور امام ابن ہمام رضی اللہ تعالی عنہ کا مختار قول یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی عمر ستر سال ہونے تک انتظار کرے (لقولہ علیہ السلام اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین) مگر وقت ضرورت ملجۂ مفقود کی عورت کو حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ کے مذہب پر عمل کی رخصت ہے۔ان کے مذہب پر عورت ضلع کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ عالم کے حضور فسخ نکاح کا دعویٰ کرے وہ عالم اس کا دعوی سن کر چار سال کی مدت مقرر کرے۔اگر مفقود کی عورت نے کسی عالم کے پاس اپنا دعویٰ پیش نہ کیا تو بطور خود چار سال انتظار کرتی رہی تو یہ مدت میں شمار نہ ہوگی بلکہ دعوی کے بعد چار سال کی مدت درکار ہے۔اس مدت میں اس کے شوہر کی موت وزندگی معلوم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں جب یہ مدت گزر جائے اور اس کے شوہر کی موت وزندگی نہ معلوم ہو سکے تو وہ عورت اس عالم کے پاس استغاثہ پیش کرے اس وقت وہ عالم اس کے شوہر پر موت کا حکم کرے گا پھر عورت عدت وفات گزار کر جس سنی صحیح العقیدہ سے چاہے نکاح کرسکتی ہے اس سے پہلے اس کا نکاح کسی سے ہرگز جائز نہیں۔اعلی حضرت سرکار فرماتے ہیں ہمارے مذہب میں وہ نکاح نہیں کرسکتی جب تک شوہر کی عمر سے ستر سال گزر کر اسکے موت کا حکم نہ دیا جائے اس وقت تک وہ بعد

عدت وفات نکاح کر سکے گی یہی مذہب امام احمد کا بھی ہے اور اسی طرف امام شافعی نے رجوع فرمائی امام مالک کہ چار سال مقرر فرماتے ہیں وہ اس کے گم ہونے کے دن سے نہیں بلکہ قاضی کے یہاں مرافعہ کے دن سے خود امام مالک نے کتاب مدون میں تصریح فرمائی کہ مرافعہ سے پہلے اگر چہ بیس برس گزر چکے ہوں ان کا اعتبار نہیں" (فتاوی رضویہ شریف جلد پنجم صفحہ ۵۰۰)

اور جہاں سلطان اسلام وقاضی شرع نہ ہوں وہاں ضلع کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم ہی اس کا قائم مقام ہے نہ کہ گاؤں کے جہلاء کی پنچایت۔ (فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۲۸۶)

مذکورہ کاروائی کے بعد شوہر اول واپس آجائے تو عورت اس کے نکاح میں لوٹائی جائے گی اگر چہ وہ کسی سے بھی نکاح کر لی ہوا یسا ہی فتاوی شریف جلد ششم صفحہ ۳۱۹ پر ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے (امراۃ المفقود اذا اقدم و قد تزوجت امراته وھی امراته ان شاء طلق و ان شاء امسك ولا تخیر) یعنی مفقود جب لوٹ آئے اور اس کی بیوی دوسرا نکاح کر چکی ہوں تو بھی وہ اسی کی بیوی ہے چاہے تو طلاق دے دے اور چاہے تو روک رکھے اور اسے اختیار نہیں۔ (بیہقی شریف جلد ہفتم صفحہ ۷۳۱)

اور رد المحتار میں ہے (لو عاد حیا بعد الحکم بموته قال ط رائت المرحوم ابا السعود نقل ان زوجته له و الاولاد للثانی) اھ (جلد چہارم صفحہ ۲۹۷) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

مشیر اسد پورنیہ بہار

۲۲ جمادی الاولی ۱۴۴۰ ہجری منگل

(مفقود کی بیوی نے دوسرا نکاح کرلیا بعدہ وہ لوٹ آیا تو اب عورت کے لئے کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مفقود الخبر زید کی بیوی نے بروئے شرع شریف خالد سے شادی کرلی اور کئی سال کے بعد اس عورت کا شوہر اوّل زید بھی آگیا تو اب کیا حکم ہوگا آیا یہ عورت زید کی بیوی رہے گی یا خالد کی

المستفتی:۔مختار احمد برہان نگر جالنہ مہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں جب زید واپس آگیا تو اب زید کی بیوی زید کو لوٹا دی جائے گی۔ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد ششم صفحہ 319 پر ہے اور حدیث شریف میں ہے (امرأة المفقود اذا قدم وقد تزوجت امرأته وهی امرأته ان شاء طلق وان شاء امسك ولا تخير) یعنی مفقود جب لوٹ آئے اور اس کی بیوی دوسرا نکاح کرچکی ہو تو بھی وہ اسی کی بیوی ہے چاہے تو طلاق دے چاہے تو روک رکھے اور اسے اختیار نہیں۔(بیہقی شریف جلد ہفتم صفحہ 731)

اور ردالمحتار جلد چہارم صفحہ 297 میں ہے (لو عاد حیا بعد الحکم بموته قال ط رایت المرحوم ابا السعود نقل ان زوجته له والاولاد للثانی) اھ (فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ 123 کتاب المفقود) واللہ تعالی اعلم والصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۲۲ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۶ جولائی بروز جمعہ

(اونٹ کو ذبح کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اونٹ کو کتنی جگہ سے ذبح کیا جاتا ہے علمائے کرام ومفتیان عظام مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا؟* المستفتی:۔محمد عمران رضا بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکاۃ شرعی کی دو قسم ہے اختیاری اور اضطراری پھر زکاۃ اختیاری کی دو قسم ہے ذبح،نحر اب صورت مسئولہ میں یہ جان لیں کہ بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سنت ہے اور اونٹ کو نحر کرنا۔نحر کا مطلب یہ ہے کہ حلق کے آخری حصہ میں نیزہ بھوک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں۔(فتاویٰ ہندیہ کتاب الذبائح جلد ۵ صفحہ ۲۸۵ ردرمختار جلد ۹ صفحہ ۴۹۱ ربہار شریعت حصہ ۱۵)

عوام میں یہ مشہور ہے کہ اونٹ کو تین جگہ ذبح کیا جاتا ہے غلط ہے اور اس طرح کرنا مکروہ ہے کہ بلا فائدہ ایذا دینا ہے۔(بہار شریعت حصہ ۱۵ صفحہ ۱۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۳ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۹ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۹ء

(جہاں پابندی ہو وہاں بیل کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس طرح دور حاضرہ میں بیل کو ذبح کرنا قانونًا جرم ہیں لیکن کہیں کہیں چھپا کر کے ذبح کرتے ہیں تو زید کا قول ہے کہ اس گوشت کو کھانا درست نہیں ہے اسلئے کہ یہ چوری ہے علماء کرام رہنمائی فرمادیں زید کا قول کہاں تک درست ہے؟ المستفتی:۔عبدالقادر علوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہندوستان کے اکثر جگہوں پر گائے وبیل کے ذبیحہ پر پابندیاں ہیں اور آئے دن اس کے فرضی واقعات پر فتنہ فساد اور قتل وغارت گیری ہوتی رہتی ہے؛ اس لئے عام حالات میں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے امن وآمان میں خلل ہو۔صاحب فتاویٰ بحر العلوم جلد پنجم ص ۳۶۲ پر فرماتے ہیں جہاں پابندیاں ہوں وہاں ذبح کرنا قانونا ممنوع ہے؛ اس لئے کہ قرآن مجید میں ہے "الفتنۃ اشد من القتل" اور جہاں گورنمنٹ نے جبرا کوئی قانون خلاف اسلام بنایا ہو تو شرعا ہم معذور ہیں؛ اس لئے اس قسم کے اقدام سے پرہیز کریں؛ ذابح کا یہ فعل قانونا ممنوع ہے مگر شرعا کوئی ناجائز فعل نہیں ہے اس لئے اس کا گوشت کھانے میں کوئی قباحت نہیں۔

مذکورہ مسئولہ میں زید کا قول درست نہیں کہ گوشت کھانا حلال نہیں کیونکہ جب ذبح شرعی طور پر کیا گیا ہو تو کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی بہار

۴ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(مذبوحہ جانور کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک بکری کو ابھی کچھ دیر پہلے ذبح کیا گیا تھا اس کے پیٹ سے تین بچے نکلے جن میں سے دو کو ذبح کر لیا گیا کسی طرح سے ایک بچہ مرا ہوا ملا تو اب اس گوشت کا کیا حکم ہے کرم فرمائیں اشد ضرورت ہے۔

المستفتی:۔ محمد عثمان خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بکری کے تیسرے بچے کو پھینک دینے کا حکم ہے کیوں کہ مردار کا کھانا حرام ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جانور ذبح کیا گیا اگر اس کے پیٹ میں زندہ بچہ نکلا تو اسے بھی ذبح کر دے کہ اس کا کھانا جائز ہے ہاں اگر مرا ہوا بچہ نکلا تو اسے پھینک دے کہ مردار کا کھانا حرام ہے (بہار شریعت حصہ 15 قربانی وعقیقہ کا بیان مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی / وھکذا فی فتاوی رضویہ جلد 20 کتاب الذبائح: رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری کرناٹک

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(اگر بوقت ذبح دو لوگوں نے چھری پکڑی ایک نے بسم اللہ پڑھی دوسرے نہیں پڑھی تو ذبیحہ حلال ہوگا یا حرام؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر جانور کو ذبح کرتے وقت دو لوگوں نے چھری پکڑی ہوئی ہو، ایک نے بسم اللہ شریف پڑھا اور دوسرے نے نہیں پڑھا تو ذبیحہ حلال ہوگا کہ حرام؟ مع حوالہ بالتفصیل جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور عند الناس مشکور ہوں۔ **المستفتی:۔** محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ذبح کرنے والا خواہ ایک کرے یا دو یا جتنے بھی سب کو بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے اگر کسی نے قصداً نہیں پڑھا تو ذبیحہ حلال نہیں اور بھول کر نہیں پڑھا تو حلال ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ دوسرے سے ذبح کرایا اور خود اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا کہ دونوں نے ملکر ذبح کیا تو دونوں پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے ایک نے بھی قصدا چھوڑ دی یا یہ خیال کر کے چھوڑ دی کہ دوسرے نے کہہ لی مجھے کہنے کی کیا ضرورت دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوا۔اھ (بہار شریعت ح:15 / ص:351 / قربانی کے جانور کا بیان)

لہٰذا اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول گیا تو حلال ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۵ ربیع الآخر ۱۴۴۱ ہجری بروز سنیچر ۲۰۱۹

(وہابی کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابی دیوبندی کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ محمد شمشیر عالم دیوگھر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہ وہابی جس کی گمراہی حد کفر تک پہنچ گئی ہے وہ بلا شبہہ کافر و مرتد ہے اس کا ذبیحہ کھانا ناجائز و حرام ہے۔تنویر الابصار مع درمختار میں ہے (لا تحل ذبيحة غير كتابي من وثني ومجوسي ومرتد) (جلد ۹، صفحہ ۴۳۱)

کنزالدقائق مع البحر الرائق میں ہے (لا مجوسی ووثنی ومرتد يعنی لا تحل ذبيحة هولاء)

(کتاب الذبائح، جلد ۸، صفحہ ۳۰۶)

فتاوی ھندیہ میں ہے (فلا توكل ذبيحة اهل المشرك والمرتد لانه لا يقر على الدين الذى انتقل اليه) (جلد ۵، کتاب الذبائح صفحہ ۲۸۵)

ھدایہ آخرین میں ہے (لا توكل ذبيحة المجوسی والمرتد لانه لا ملة له فانه لا يقر على ما انتقل اليه) (جلد ٤، کتاب الذبائح، صفحہ ٤١٨)

بدائع الصنائع میں ہے (فلا توكل ذبيحة اهل المشرك والمجوسی والوثنی وذبيحة المرتد)

(جلد ۵، کتاب الذبائح والصيود، صفحہ ٦٧)

فتاوی رضویہ میں : وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہم جن کی گمراہی حد کفر تک ہے ان کا ذبیحہ مردار ہے۔ (جلد ۲۰، صفحہ ۲۵۰، مرکز اھل سنت برکات رضا)

دوسرے مقام پر ہے۔ دیوبندی کا ذبیحہ مردار ہے اور دیوبندی کا بھیجا ہوا گوشت اگرچہ مسلمان کا لایا ہوا ہو مردار ہے۔ (جلد ۲۰، صفحہ ۲۴۹) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی پچھوند شریف

۲۲ ستمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

(مرغی ذبح کے بعد گرم پانی میں ڈالنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرغی وغیرہ بعد ذبح گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں تاکہ اسکو صاف کرنے میں آسانی ہو تو ایسا کرنا صحیح ہے یا اس میں کوئی قباحت ہے جو حکم ہو بیان ہو

المستفتی:۔ محمد راشد الرحمن رضوی گدا جھارکھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ذبح کے بعد مرغی کر گرم پانی میں ڈالنے سے ناجائز وحرام نہیں ہوتا جیسا کہ سرکار فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ذبح کی ہوئی مرغی پانی میں ڈالنے سے حرام نہیں ہوتی۔ (فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۴۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۷ رمضان ۱۴۴۰ ہجری اتوار

(غیر مالک نصاب کے خریدے ہوئے جانور میں شرکت کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید غیر مالک نصاب نے قربانی کیلئے جانور خریدا مثلا بھینس آیا اس پورے جانور کی قربانی واجب ہے زید پر یا اس میں کسی اور کو بھی شریک کرسکتا ہے؟

المستفتی:۔ احسان القادری پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں غیر مالک نصاب نے جو جانور خریدا مثلاً گائے بھینس وغیرہ تو اس کو اس پورے جانور کی قربانی کرنا واجب ہے اس میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرسکتا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں" اور اگر غیر مالک نصاب نے قربانی کے لئے گائے خریدی تو خریدنے سے ہی اس پر اس گائے کی قربانی واجب ہوگئی اب وہ دوسرے کو شریک نہیں کرسکتا" اھ (ج:3 / ح:15 / ص:351)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے "ولو اشتری بقرۃ یرید ان یضحی بھا ثم اشرك فیھا ستۃ یکرہ و یجزئھم لانہ بمنزلۃ سبع شیاہ حکما الا ان یرید حین اشتراھا ان یشرکھا فیھا فلا یکرہ و ان فعل ذالك قبل ان یشتریھا کان احسن و ھذا اذا کان موسرا و ان کان فقیرا معسرا فقد اوجب بالشراء فلا یجوز ان یشرك فیھا " اھ (ج:5 / ص:304 / الباب فیما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۸ اگست بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

(جس جانور کے سینگ کا اوپری حصہ نکل یا ٹوٹ گیا ہوتو اسکی قربانی کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بکرے کے سینگ کا اوپری کھول نکل گیا جسکی وجہ سے خون بھی بہا حالانکہ نچلی سینگ سر سے لگا ہوا ہے تو کیا اسکو قربانی کر سکتے ہیں؟ المستفتی:۔محمد راشد الرحمٰن رضوی گڈا اجھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر جانور کے سینگ کا اوپری حصہ نکل گیا یا ٹوٹ گیا جسکی وجہ سے زخم ہو گیا تو زخم ٹھیک ہونے کے بعد اسکی قربانی جائز ہے اور اگر اندر سے اسکی جڑ نکل آئی کہ سر میں جگہ خالی ہو گئی تو ناجائز ہے جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں سینگ ٹوٹنا اس وقت قربانی سے مانع ہوتا ہے کہ جبکہ سر کے اندر جڑ تک ٹوٹے اگر اوپری حصہ ٹوٹ جائے تو مانع نہیں "فی ردالمحتار یضحیٰ بالجماء و ھی التی لا قرن لھا خلقة و کذا العظماء التی ذھب بعض قرنھا بالکسر او غیرہ فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز قھستانی و فی البدائع ان بلغ الکسر المشاش لا یجزئی والمشاش رؤس العظام مثل الرکبتین والمرفقین "یعنی ردالمحتار میں ہے جماء کی قربانی جائز ہے یہ وہ ہے کہ جس کے سینگ پیدائشی نہ ہو اور یوں عظماء بھی یہ وہ ہے کہ جسکے سینگ کا کچھ حصہ ٹوٹا ہو اور مخ تک ٹوٹ چکا ہو تو ناجائز ہے قہستانی اور بدائع میں ہے اگر یہ ٹوٹ مشاش تک ہو تو ناجائز ہے اور مشاش ہڈی کے سرے کو کہتے ہیں جیسے گھٹنے اور کہنیاں"اھ

اور اگر ایسا ہی ٹوٹا تھا کہ مانع ہوتا مگر اب زخم بھر گیا عیب جاتا رہا تو حرج نہیں "لان المانع قد زال و ھذا ظاھر "(ج:20/ص:460/قربانی کا بیان/مکتبہ دعوت اسلامی)

اور اسی کے ص:488/میں فرماتے ہیں"قرن اوپر ہی کے حصے کو کہتے ہیں جو ظاہر ہوتا ہے وہ اگر کل ٹوٹ گیا حرج نہیں ولہذا ہدایہ میں مکسورۃ القرن کو جائز فرمایا ہاں اگر اندر سے اسکی جڑ نکل آئی کہ سر میں جگہ خالی ہو گئی تو ناجائز

ہے ردالمحتار کا یہی مفاد ہے" اھ

اورصدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گیا اور مینگ تک ٹوٹا تو ناجائز ہے اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے" اھ (ج:15 /ص:340 /قربانی کے جانور کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۹ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(گھر کے استعمال کی چیزیں حاجت اصلیہ میں شامل ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بیٹھک میں رکھا ہوا بیٹھنے والا صوفہ سیٹ مع شیشے والی میز جو کہ عموماً گھر والے بھی استعمال کرتے ہیں اور خصوصاً مہمانوں کے لئے رکھا ہوا ہے کیا یہ ضرورت اصلی میں شامل ہے یا زائد ہے؟

المستفتی:۔ غلام حسین ابوظبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیٹھک میں رکھا ہوا بیٹھنے والا صوفہ سیٹ مع شیشے والی میز جو کہ گھر والے اور مہمانوں کے استعمال میں آتا ہے ضرورت اصلی میں شامل ہے اس لئے کہ یہ امور خانہ داری سے اور سامان خانہ داری ضرورت اصلی میں ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حاجت اصلیہ: یعنی جسکی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان جاڑے، گرمیوں میں پہننے کے کپڑے خانہ داری کے سامان سواری کے جانور خدمت کے لئے لونڈی غلام آلات حرب پیشہ وروں کے اوزار اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں کھانے کے لئے غلہ اھ (بہار شریعت جلد اول حصہ ۸ ص ۸۸۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۸ جولائی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

(گھر کے جتنے افراد مالک نصاب ہیں ان سب پر قربانی کرنا واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک باپ کے چار لڑکے ہیں اور چاروں کماتے ہیں اور اتنا کماتے ہیں کہ مالک نصاب تک پہونچ جاتے ہیں لیکن سارا پیسہ وغیرہ اپنے باپ کو دیتے ہیں تو کیا ان چاروں پر قربانی واجب نہیں ہوگی صرف باپ پر ہی ہوگی تفصیل سے ذرا رہنمائی فرمادیں کرم ہوگا المستفتی:۔محمد ایوب شیخ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں جب چاروں لڑکے کما کر سارا پیسہ باپ کو دیدیتے ہیں اور کسی اور طرح بھی وہ مالک نصاب نہ ہوں تو ان پر قربانی واجب نہیں ہاں انکے باپ پر قربانی واجب ہوگی جبکہ نصاب باقی رہے ورنہ اس پر بھی نہیں کیونکہ وجوب قربانی کے شرائط میں ایک شرط تونگری یعنی مالک نصاب ہونا بھی ہے اور قربانی کے بارے میں مالک نصاب کون ہے تو اس کے متعلق حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ" جو شخص دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) یا بیس دینار (ساڑھے سات تولہ سونا) کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جسکی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اس پر قربانی واجب ہے حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جنکی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے انکے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں" اھ (ج:15/ص:333/اُضحیہ یعنی قربانی کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ " والموسر فی ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون دينار أو شئ يبلغ ذالك سوى مسكنه و متاع مسكنه و مركوبه و خادمه حاجته التي لا يستغنى عنها فأما ما عدا ذالك من سائمة أو رقيق أو خيل أو متاع لتجارة أو غيرها فانه يعتد به من يساره " اھ

(ج:5/ص:292/کتاب الاضحیۃ/بیروت)

اور دور حاضر میں جدید وزن کے اعتبار سے ساڑھے باون تولے چاندی 653 /گرام 184 / ملی گرام بنتی

ہے اور ساڑھے سات تولہ سونا 93 / گرام 312 / ملی گرام بنتا ہے۔(بحوالہ منتخب فتوے ص:28) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۹ جولائی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(قربانی وصدقۂ فطر کا مالک نصاب کون شخص ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قربانی واجب ہونے کے لئے کتنے مال کا مالک ہونا لازمی ھے؟ جواب عنایت فرما کر مشکور وعنداللہ ماجور ھوں۔ المستفتی:۔ نصر الحق قادری کٹرا مظفر پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قربانی اسی طرح صدقۂ فطر کا مالک نصاب ہر وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت بھر کے روپیہ کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں تو ایسے شخص پر قربانی وصدقہ فطر واجب ہے۔

(بحوالہ انوار شریعت ص:101 / قربانی کا بیان / مکتبہ جمال کرم لاہور)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں" جو شخص دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) یا بیس دینار (ساڑھے سات تولہ سونا) کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جسکی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اس پر قربانی واجب ہے حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جنکی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے انکے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں" اھ

(ج:15 / ص:333 / أضحیہ یعنی قربانی کا بیان / مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے " والموسر فی ظاھر الروایۃ من لہ مائتا درھم أو عشرون دینار أو شئ

يبلغ ذالك سوى مسكنه و متاع مسكنه و مركوبه و خادمه حاجته التى لا يستغنى عنها فأما ماعدا ذالك من سائمة أو رقيق أو خيل أو متاع لتجارة أو غيرها فانه يعتد به من يساره "اھ

(ج:5/ص:292/کتاب الأضحیۃ/بیروت)

اور دور حاضر میں جدید وزن کے اعتبار سے ساڑھے باون تولے چاندی 653/گرام 184/ملی گرام بنتی ہے اور ساڑھے سات تولہ سونا 93/گرام 312/ملی گرام بنتا ہے۔(بحوالہ منتخب فتوے ص:28)

جواب میں سونے چاندی کا وزن لکھ دیا گیا ہے قیمت اس لئے نہیں لکھی کہ سونے چاندی کا بھاؤ روز بروز گھٹتا بڑھتا رہتا ہے لہذا کسی صراف (سنار) سے سونے چاندی کے مذکورہ وزن کی قیمت معلوم کر لی جائے اب جتنی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی نکلتی ہو اتنی قیمت ہونے سے مالک نصاب ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۷ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کسی نے منت مانی کام ہوگیا تو قربانی کرنا واجب ہے نیز گوشت کا حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے منت مانی کے فلاں کام ہونے پر قربانی کرے گا جب کام ہو گیا تو کیا اب اس پر قربانی واجب ہے اگر چہ صاحب نصاب نہ ہو۔اور پھر اس کے گوشت کا کیا حکم ہوگا۔وضاحت فرمادیں جزاک اللہ

المستفتی:۔ علی رضا کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منت کی قربانی واجب ہے خواہ مالک نصاب ہو یا نہ ہو منت مانگنے والا اگر مالک نصاب ہے تو اس پر دو قربانی واجب ہے اور مالک نصاب نہیں ہے تو صرف ایک قربانی جو منت مانگی ہے اسی کا یعنی فقیر پر منت کی قربانی واجب ہے اور سارا

گوشت صدقہ کردے اگر کچھ کھا بھی لیا تو جتنا کھایا اس کی قیمت صدقہ کرے جیسا کہ حضور فقیہ اعظم ہند خلیفۂ سرکار اعلی حضرت مفتی امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں قربانی کی منت مانی اور یہ معین نہیں کیا کہ گائے کی قربانی کرے گا یا بکری کی تو منت صحیح ہے بکری کی قربانی کردینا کافی ہے اور اگر بکری کی قربانی کی منت مانی تو اونٹ یا گائے قربانی کردینے سے بھی منت پوری ہوجائے گی منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کردے اور کچھ کھالیا تو جتنا کھایا اوس کی قیمت صدقہ کرے۔اھ (ج3ح15ص339 قربانی کے جانور کا بیان مکتبہ دعوت اسلامی)

قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیا کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کردینا واجب ہے وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے۔اھ

(ج 3ح15ص345 قربانی کے جانور کا بیان مکتبہ دعوت اسلامی)

مالک نصاب نے قربانی کی منت مانی تو اوس کے ذمہ دو قربانیاں واجب ہوگئیں ایک وہ جو غنی پر واجب ہوتی ہے اور ایک منت کی وجہ سے دو یا دو سے زیادہ قربانیوں کی منت مانی تو جتنی قربانیوں کی منت ہے سب واجب ہیں۔اھ

(ج3ح15ص352 قربانی کے جانور کا بیان مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار

۳۰ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(حالت جنابت میں قربانی کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ناپاکی حالت میں قربانی کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ عبداللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بھدایۃ الحق والصواب

قربانی کا جانور ہو یا غیر قربانی کا ذابح کے لئے باطہارت ہونا شرط نہیں ہے ذبیحہ درست ہوجائے گا مگر ایسا کرنا بہتر

نہیں جنابت کی حالت میں بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور ذبح کر سکتے ہیں، ذبیحہ حرام نہ ہوگا البتہ ذبح میں چوں کہ اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس لئے پاکی کی حالت ہی میں جانور ذبح کرنا چاہیے (ولو الذابح مرأة حائضاً أو نفساء أو جنباً الخ)(الدر المنتقي مع المجمع، کتاب الذبائح، ۴:۱۵۴، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۳/اگست بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(قربانی نابالغ کے مال سے ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قربانی نابالغ کے مال سے ہو تو کیا حکم ہے کس صورت میں قربانی کا گوشت تقسیم نہ کرے بلکہ بیچ ڈالے

المستفتی:۔ عبد اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جبکہ نابالغ کے مال سے قربانی کی گئی ہو تو جتنا ہو سکے نابالغ اس میں سے کھائے اور جو باقی رہ جائے اسے تقسیم نہ کرے بلکہ باقی رہنے والی چیزیں مثلاً کتاب یا کپڑا وغیرہ کے عوض بیچ ڈالے۔ جیسا کہ عنایہ شرح ھدایہ مع فتح القدیر میں ہے (الاصح ان یضحی من ماله ای من مال الصغیر و یاکل ای الصغیر من الاضحیة التی ھی من ماله ما امکنه ویبتاع بما بقی ما ینتفع بعینه کالغربال والمنخل کما فی الجلد وھو اختیار شیخ الاسلام وھکذا روی ابن سماعة عن محمد رحمھم الله) اھ

اور الاشباہ والنظائر میں ہے (واختلفوا فی وجوب الصدقة الفطر فی ماله والاضحیة والمعتمد الوجوب فیودیھا الولی و یذبحھا ولا یتصدق بشی من لحمھا فیطعمه منه و یبتاع له بالباقی ما تبقی عینه) اھ

(ماخوذ از عجائب الفقہ ص:197) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۵ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز بدھ

(قربانی کے جانور کولٹانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قربانی کا جانور لٹانے کا سنت طریقہ بیان فرمادیجئے کس طرف اُسکا پیر اُسکی گردن اور پونچھ ہوگی

المستفتی:۔ محمد الفیض رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قربانی کے جانور کولٹانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا مونھ قبلہ کی طرف ہوجائے۔ جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں"سنت متوارثہ آں ست کہ روئے خود وروئے ذبیحہ ہر دوسوئے قبلہ کند وسر ذبیحہ در بلاد ما کہ قبلہ سوئے مغرب ست جانب جنوب بود تا ذبیحہ بر پہلوے چپ خودش خوابیدہ باشد و پشت او جانب مشرق تا روئے سمت قبلہ بود"یعنی سنت یہ چلی آرہی ہیکہ ذبح کرنے والا اور جانور دونوں قبلہ رو ہوں ہمارے علاقہ میں قبلہ مغرب میں ہے اس لئے سر ذبیحہ جنوب کی طرف ہونا چاہئے تاکہ جانور بائیں پہلو پر لیٹا ہو اور اس کی پیٹھ مشرق کی طرف ہوتا کہ اس کا منھ قبلہ کی طرف ہوجائے۔

(جلد20/ص:216/کتاب الذبائح)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کو اس کا منھ ہے۔اھ(ج:3/ح:15/ص:252)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(بدفعلی کئے گئے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی جانور کے ساتھ بدفعلی کرلے تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ جواب مطلوب ہے۔ المستفتی:۔ محمد ایوب رضا قادری کلکتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس جانور سے کسی منحوس شخص نے بدفعلی کیا اس جانور کے تعلق سے یہ حکم ہے کہ اسکو ذبح کر کے اس کو جلا دیا جائے اس جانور سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا مکروہ ہے جیسا کہ حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان علیہ الرحمہ وربہ القوی فتاوی بحر العلوم جلد پنجم کتاب الحظر والاباحۃ کے صفحہ نمبر ۲۶۰ پر ارشاد فرماتے ہیں اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے گا اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا مکروہ ہے درمختار میں ہے (لایحل وطیۃ بھیمۃ بل یعزرو تذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بھاحیۃ ومیۃ)

واضح ہوا کہ جس جانور سے بدفعلی کی گئی اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے مکروہ سے مراد تحریمی ہیکہ اس پر کتب احادیث میں تاکید آئی ہے جب گوشت کھانا مکروہ تحریمی ہوا تو ایسے جانور کی قربانی ناجائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۵/ذالحجہ ۱۴۴۰ ہجری بروز بدھ

(چرم قربانی مسجد میں صرف کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا قربانی کے جانور کا چمڑا بیچ کر کوئی مسجد میں پیسے دے تو چمڑے کے

پیسوں کو مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد فراز الحسن رضوی مرادآبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قربانی کے جانور کا چمڑا اگر مسجد میں خرچ کرنے کی نیت سے بیچا گیا تو اسکی قیمت براہ راست مسجد میں لگانا جائز ہے جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے (لو باعها بالدراھم لیتصدق بها جاز لانه قربة کالتصدق کذا فی التبین وھکذا فی الھدایة والکافی) یعنی اور اگر اپنی ذات یا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کی نیت سے بیچا تو اس کی قیمت کو براہ راست مسجد میں لگانا جائز نہیں کہ اب اسکا صدقہ کرنا واجب ہے اور صدقہ واجبہ میں تملیک شرط ہے۔ کفایہ میں ہے (اذا اتمولها بالبیع وجب التصدق کذا فی الایضاح) اھ (ماخوذ از فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ 471 / 472)

واضح ہوا کہ جس جانور سے بدفعلی کی گئی اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے مکروہ سے مراد تحریمی ہے کہ اس پر کتب احادیث میں تاکید آئی ہے جب گوشت کھانا مکروہ تحریمی ہوا تو ایسے جانور کی قربانی ناجائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(قرض کی ادائیگی کے بعد اگر نصاب باقی ہے تو قربانی واجب ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرے ذمے دوسروں کا قرض ہے اس رقم کو ادا کرنا ہے اور یہ رقم ساڑھے باون تولہ سونا سے زائد ہے کیا مجھ پر بھی قربانی واجب ہے برائے مہربانی جواب عطاء فرمائیں حوالہ کے ساتھ

المستفتی:۔ محمد حشیم الدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر اس شخص پر دوسروں کا اتنا قرض ہیکہ اس مال سے قرض ادا کیا جائے تو نصاب باقی نہیں رہتی تو ایسے شخص پر قربانی واجب نہیں ہے جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے (ولو کان علیه دین بحیث لو صرف فیه نقص نصابه لا تجب)
(ج:5/ص:292)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں اس شخص پر دین ہے اور اس کے اموال سے دین کی مقدار مجرا کی جائے تو نصاب نہیں باقی رہتی اس پر قربانی واجب نہیں۔ (ج:3/ح:15/ص:333)
مقروض کا قرض اتنا ہے کہ ادا کی صورت میں نصاب باقی نہیں رہا تو قربانی واجب نہیں لیکن نصاب باقی رہا تو قربانی واجب ہوگی لیکن ایام النحر میں پیسہ وغیرہ نہیں ہے تو مال یا کوئی سامان یا کسی سے قرض لے کر قربانی کرے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱/ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(بینک سے لون لے کر قربانی کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید بینک سے لون لے کر قربانی کرنا چاہتا ہے زید کا یہ عمل کیسا ہے شرعی رہنمائی فرمائیں کرم ہوگا

المستفتی:۔ رحمت علی چنئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلا حاجتِ شدیدہ بینک سے لون لینا جائز نہیں کہ یہ سودی قرض ہے اور سودی قرض حرام ہے جس پر قربانی واجب ہے اگر اسکے پاس اس وقت پیسے نہ ہوں تو قرض لیکر یا کوئی چیز بیچ کر قربانی کرے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں اگر قربانی کسی پر واجب ہے اور اس وقت اسکے پاس روپیہ نہیں تو قرض لیکر یا کوئی چیز فروخت

کر کے قربانی کا جانور حاصل کرے اور قربانی کرے۔(فتاویٰ امجدیہ جلد ۳/صفحہ ۳۱۵/قربانی کا بیان مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی /وھکذا فتاویٰ رضویہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صورت مسئولہ میں لون لینا جائز نہیں اگر زید مالک نصاب ہے اور پیسہ نہیں ہے تو کوئی سامان یا قرض حسنہ لے کر قربانی کرے سودی قرض و بینک سے لون لینا قطعاً رواں نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری کرناٹک

۲۶ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(کیا قربانی کے جانور میں عقیقہ ہو سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قربانی کے جانور میں عقیقہ ہوگا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں جلد از جلد ارسال فرمائیں

المستفتی:۔ طیب حسین موتیہاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

قربانی کے بڑے جانور مثلاً اونٹ بیل بھینس وغیرہ میں عقیقہ کر سکتے ہیں ہاں وقت ذبح دونوں دعائیں پڑھیں جیسا کہ فتاویٰ فیض الرسول میں ہے کہ بھینس کی قربانی جائز ہے اس میں کچھ حصہ قربانی اور کچھ حصہ عقیقہ ہو یہ بھی جائز ہے اگر ایک ہی جانور میں کچھ قربانی اور کچھ حصہ عقیقہ ہو تو وقت ذبح دونوں دعائیں پڑھے۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 463)

فلہٰذا بڑے جانوروں میں کچھ حصہ قربانی کچھ حصہ عقیقہ ہو تو یہ جائز ہے البتہ بوقت ذبح دونوں یعنی قربانی وعقیقہ کی دعائیں پڑھے۔

اور اگر کسی نے عقیقہ کی دعا نہ پڑھی تب بھی عقیقہ ہو جائے گا کہ انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۳۰ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(ایام قربانی سے پہلے گوشت کھانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لوگوں میں یہ بات بہت پائی جاتی ہے کہ قربانی کے چاند نظر آنے کے بعد گوشت نہیں کھا سکتے یا مرغی نہیں کھا سکتے کیا یہ صحیح ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ ارمان رضا اتر پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عیدالاضحیٰ کا چاند نظر آنے کے بعد ایام قربانی سے پہلے کوئی بھی حلال جانور ذبح کر کے کھانا بلا شبہ جائز ہے! جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کا چاند نظر آنے کے بعد گوشت نہیں کھا سکتے یا مرغی نہیں کھا سکتے۔ ان کا یہ خیال محض باطل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے (یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلٰلا طیبا ولا تتبعوا خطوٰت الشیطن انه لکم عدو مبین) اے لوگو کھاؤ کچھ زمین میں حلال، پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۶۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری کرناٹک

۲ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(اگر کسی جانور کا پیدائشی ایک کان نہ ہو تو اسکی قربانی کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی جانور کا پیدائشی ایک کان نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ شہباز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی جانور کا پیدائشی ایک کان نہ ہو تو اسکی قربانی جائز نہیں جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں "جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اسکی (قربانی) ناجائز ہے

(ج:15/ص:341/قربانی کے جانور کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ہندیہ میں ہے (فلا تجوز مقطوعة احدیٰ الأذنين بكمالها والتي لها اذن واحدة خلقة) اھ

(ج:5/ص:297/298/الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب/بیروت)

اور درمختار میں ہے (والسكاء) التي لا اذن لها خلقة) اھ

اور ردالمحتار میں ہے (التي لا اذن لها خلقة) قال في البدائع : ولا تجوز مقطوعة احدیٰ الأذنين بكمالها والتي لها اذن واحدة خلقة) اھ (ج:9/ص:469/کتاب الاضحیۃ/دار عالم الکتب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۴ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(قربانی کے گوشت کو کتنے دن رکھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قربانی کا گوشت محرم سے پہلے ختم کرنا ضروری ہے رہنمائی فرمائیں جزاک اللہ

المستفتی:۔ علی رضا کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

جب تک چاہیں قربانی کا گوشت رکھ سکتے ہیں شرعاً کوئی قباحت نہیں البتہ یہ بھی یادرکھیں کہ اس میں غریب مسکین وغیرہ کا بھی حق ہے اس کا بھرپور خیال رکھیں ایسا نہ ہو کہ پڑوس میں کوئی یتیم غریب گوشت کے لئے ترس نہ جائیں۔ابتداء اسلام میں تین دن سے زیادہ رکھنے کی ممانعت تھی جو بعد میں منسوخ ہوگئی لہٰذا قربانی کرنے والا یا جسے وہ دے جب تک چاہیں استعمال کرسکتے ہیں یادرہے کہ محرم میں قربانی کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں۔(ماخوذ ماہنامہ فیضان مدینہ دعوت اسلامی محرم الحرام ۱۴۴۰ھ ستمبر اکتوبر ۲۰۱۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غیاث الدین قادری دولھا پور گونڈہ

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(قربانی کا جانور مرجائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک بکرا خریدا قربانی کے لئے اور وہ بکرا مرگیا تو اس کے اوپر کیا حکم ہے

المستفتی:۔ محمد عمر پاشا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید اگر غنی (صاحب نصاب) ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور اگر فقیر ہے تو دوسرا جانور واجب نہیں۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں قربانی کا جانور مرگیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمہ دوسرا جانور واجب نہیں اھ

(ج:15/ص:342/قربانی کے جانور کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے (و کذا لو ماتت فعلی الغنی غیرھا لا الفقیر) اھ (ج:9/ص:471/کتاب الأضحیۃ/دارعالم الکتب)

اور الجوھرۃ النیرۃ میں ہے (و علی ھذا قالوا اذا ماتت المشتراۃ للتضحیۃ فعلی الموسر مکانھا اخریٰ

ولا شئی علی الفقیر) اھ(ج:2/ص:453/کتاب الأضحیۃ/دارالکتب العلمیۃ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(قربانی کے لئے جانوروں میں سب سے افضل و بہتر خصی ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قربانی میں خصی جانور افضل ہے یا بغیر خصی کوئی حوالہ یا حدیث یا فقہ کی کتابوں میں اس کی صراحت موجود ہو تو برائے کرم وہ بھی تحریر فرمائیں المستفتی:۔ ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک خصی کی قربانی اسکے گوشت کی عمدگی کے سبب افضل ہے۔ جیسا کہ ہدایہ جلد چہارم صفحہ ۴۳۲ میں ہے (یجوز ان یضحی بالخصی لان لحمها اطیب وقد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین موجئین) یعنی خصی کی قربانی جائز ہے اس لئے کہ اس کا گوشت عمدہ ہوتا ہے اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی جو کہ خصی تھے۔

اور جوہرہ نیرہ جلد دوم صفحہ ۲۵۴ میں ہے (یجوز ان یضحی بالخصی لانہ اطیب لحما من غیر الخصی قال ابو حنیفہ ما زاد فی لحمہ انفع مما ذھب من خصیتہ) یعنی خصی کی قربانی جائز ہے اس لئے کہ اسکا گوشت غیر خصی سے عمدہ ہوتا ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا کہ جو گوشت کے خصی میں بڑھ جاتا ہے اسکے خصیتین سے زیادہ نفع بخش ہوتا ہے بلکہ خصی کے گوشت کی عمدگی کے سبب اسکی قربانی افضل ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۲۶۴ میں ہے (الخصی افضل من الفحل لانہ اطیب لحما کذا فی المحیط) اس سے معلوم ہوا کہ بیشک خصی کی قربانی افضل ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۴۵۸) واللہ اعلم

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۴/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ

(مرحوم کے نام پر قربانی کرے تو اس گوشت کا حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرحوم کے نام سے جو قربانی کی جائے گی کیا اس کا کل گوشت صدقہ کرنا ہوگا یا خود بھی گھر میں استعمال کر سکتے ہیں رہنمائی فرمادیجئے المستفتی:۔ایس.کے.سلمان

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت نے اگر قربانی کرنے کے لئے وصیت کی تھی تو سارا گوشت صدقہ کردے اور اگر بغیر وصیت کے قربانی کی ہے تو اس کا گوشت خود بھی کھائے اور دوست کو بھی کھلا سکتا ہے جیسا کہ بہار شریعت جلد چہارم حصہ پانزدہم صفحہ ۱٤٤ مطبوعہ قدیم، ناشر قادری بکڈپو اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف،بحوالہ زیلعی میں ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا وہی حکم ہے کہ خود کھائے، دوست احباب کو دے فقیروں کو دے یہ ضروری نہیں کہ سارا گوشت فقیروں کو ہی دے دے کیونکہ گوشت اس کی ملکیت ہے یہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ہاں! اگر میت نے کہہ دیا ہے کہ میری طرف سے قربانی کردینا تو اس میں سے نہ کھائے، بلکہ کل گوشت صدقہ کردے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی

(قربانی کا گوشت تقسیم کردیتے ہوں تو اس میں حصہ لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو قربانی ہوتی ہے اور گوشت نہیں ملتا بلکہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے تو کیا ایسی صورت میں قربانی میں حصہ لے سکتے ہیں؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔غلام تاج الشریعہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قربانی کا مقصد گوشت حاصل کرنا نہیں۔ایسا نہیں ہے کہ اگر قربانی کرنے والے نے گوشت حاصل نہ کیا تو قربانی صحیح نہیں۔بلکہ قربانی کا مقصد خون زمین پر گرانا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ (لن ينال الله لحومها ولا دماءها ولكن يناله التقوى منكم) یعنی ہرگز ہرگز خدا کے دربار میں نہ قربانیوں کا گوشت پہونچتا ہے،نہ اس کا خون لیکن ہاں! البتہ!! تمھاری پرہیزگاری وہ انمول نیکوکاری ہے جو دربار باری تعالیٰ میں باریاب ہوتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے والے کو گوشت حاصل کرنے کی نیت ہی نہ ہو۔حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (ما عمل بن آدم من عمل يوم النحر احب الى الله من اهراق الدم) یعنی قربانی کے دنوں میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں (وانه ليأتي يوم القيمة بقرونها و اشعارها و اظلافها) یعنی قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا (ان الدم ليقع عند الله بمكان قبل ان يقع على الارض فطيبوا بها نفسا) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۷)

یعنی بے شک قربانی کا خون زمین پر کرنے سے پہلے ہی خدا کے نزدیک مقام قبولیت میں پہونچ جاتا ہے لہذا اس کو خوشدلی سے کرو اس سے معلوم ہوا کہ ناموری اور ریاکاری کے لئے اور صرف گوشت حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ خدا کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے قربانی کرو! کہنے کا مطلب یہ نہیں قربانی کا گوشت کھانا جائز ہی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر قربانی کا گوشت قربانی کرنے والے نے حاصل نہ کئے،یعنی قربانی کا گوشت نہ کھایا،تو قربانی میں کچھ فرق پڑ جائے گا ایسی بات نہیں ہے۔

اور بہار شریعت جلد چہارم حصہ پانزدہم صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ قدیم،ناشر قادری بکڈپو اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف میں ہے کہ قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے،دوسرے شخص غنی یا فقیر کو دے سکتا ہے کھلا سکتا ہے بلکہ اس میں سے کچھ کھالینا مستحب ہے۔بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے،ایک حصہ فقراء کے لئے،ایک حصہ دوست احباب کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے،اور اگر سارا کا سارا صدقہ کردے تو یہ بھی جائز ہے اور کل گھر ہی کے لئے رکھ لے یہ بھی جائز ہے تین دن سے زیادہ اپنے گھر والوں کے کھانے کے لئے رکھ لینا بھی جائز ہے

اور بعض حدیثوں میں جو اس کی ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے اگر اس کے اہل وعیال بہت ہوں اور صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا کا سارا گوشت اپنے بال بچوں ہی کے لئے رکھ چھوڑے۔(بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے والا گوشت کا مالک ہے جو مناسب سمجھے وہ کرے۔ اگر باہر گاؤں قربانی کراتا ہو اور وہاں سے گوشت نہیں لاسکتا، یا نہیں لانا چاہتا ہے تو اس کی اجازت سے وہاں سارا گوشت فقیروں میں بانٹ دینے سے قربانی میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مارا شٹر

۱۲ / ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

(نصاب شرعی کے نئے اوزان کے حساب سے کتنی مالیت پر قربانی واجب ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رائج الوقت مالیت نصاب قربانی کہاں تک ہونی چاہے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں   **المستفتی:**۔محمد حشیم الدین رضا دیوگھر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

زکاۃ کے وجوب کیلئے ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ضروری ہے۔نئے وزن یعنی موجود کلو گرام کے اعتبار سے ایک تولہ چاندی کا یا سونا کا وزن 12 گرام۔441 ملی گرام اور کچھ پوائنٹ ہوتا ہے اس طرح ساڑھے باون تولہ چاندی کا نئے کلوگرام کے اعتبار سے 653 گرام اور 184 ملی گرام ہوتا ہے اور ساڑھے سات تولہ سونا کا کلوگرام کے اعتبار سے وزن 93 گرام۔312 ملی گرام ہوتا ہے۔(بحوالہ فتاوی علیمیہ جلد اول ص ۳۷۰)

653 گرام اور 441 ملی گرام کچھ پوائنٹ چاندی یا اسکی قیمت موجود ہے تو وہ شخص صاحب نصاب ہے اس پر قربانی واجب ہے قربانی کیلئے سالوں بھر صاحب نصاب رہنا ضروری نہیں ہے صرف ان ایام میں صاحب نصاب رہنا

ضروری جن تین دنوں میں قربانی ہوتی ہے اگر ان تین دنوں میں مذکورہ نصاب کا مالک ہے تو قربانی کا وجوب ثابت اس پر قربانی واجب۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۴/ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۸ جولائی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

(جس جانور کے ایک کان میں چیرا لگا ہوا اسکی قربانی کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قربانی کا جانور جس میں ایک کان بیچ سے چیرا لگا ہوا ہے دو حصہ ہو گیا اب اسمیں گھاؤ وغیرہ نہیں ہے لیکن دو حصوں ابھی بھی ہے کیا اسے جانور کی قربانی ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔اصغر علی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں بحوالہ فتاوی ھندیہ بیان فرماتے ہیں (فی الھندیة: تجزء الشرقاء وھی مشقوفة الاذن طولا, والمقابلة ان یقطع من مقدم اذنہا شئ ولا یبان بل یترک معلقا والمدابرة ان یفعل ذالك بموخر الاذن والنھی محمول علی الندب کذا فی البدائع) اھ۔

ہندیہ میں ہے شرقاء جائز ہے یہ وہ جسکا کان لمبائی میں کٹا ہوا اور مقابلہ جائز یہ وہ ہے جسکا کان آگے سے کٹا ہوا اور جدا نہ ہوا ہو بلکہ لٹکتا ہو اور مدابرہ جائز ہے یہ وہ جسکا کان پیچھے سے ایسے کٹا ہوا اور ان سے نہی تنزیہ پر محمول ہے بدائع میں یوں ہے۔(ج:20/ص:464/465/ھکذا فی فتاوی علیمیہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۲ ذی القعدہ ۱۴۴۰ مطابق ۲۶ جولائی بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

(چند مسلمان مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے قربانی کرے تو کوئی حرج نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بڑے جانور کی قربانی میں چھ حصے عام لوگوں کے اور ایک حصہ بنام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھنا چاہئے کیا ایسا کرنا درست ہے اگر درست ہے تو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا حصہ ہوگا اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ محمد صادق الامین علیمیؔ پونچھ جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس طرح یہ جائز ہے کہ چند مسلمان شریک ہوکر ایک بکرا خریدیں اور اسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یا کسی دوسرے بزرگ کے نام سے کریں کوئی قباحت نہیں اسی طرح کچھ مسلمان مشترکہ طور پر بڑا جانور خرید کر ساتواں حصہ کسی بزرگ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام قربانی کریں جائز ہے (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۴۴۶ / ہٰکذا احمد یہ دوم محمد) واللہ اعلم

کتبہ

مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(جس جانور کا روپیہ باقی ہو اس کی قربانی کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک اسلامی بھائی ہے جو کہ مالک نصاب بھی ہے اور اس سال وہ قربانی بھی کررہا ہے لیکن ابھی اس کے ہاتھ میں پیسہ نہیں ہے جانور والے سے یہ کہہ کے لیا ہے کہ بکرا کا 5000 ہزار روپیہ میں بعد میں دونگا اور وہ مان بھی گیا ہے علمائے کرام ارشاد فرمائیں کہ کیا ایسا کرنا درست ہے کیا قربانی ہو جائے گا؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں قربانی کرنا درست ہے جیسا کہ صدرالشریعہ ابوالعلی امجد علی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب فتاوی امجدیہ جلد ۳ ص ۳۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی پر قربانی واجب ہے اور اس کے پاس پیسے نہیں ہیں تو حکم یہ ہے کہ وہ قرض لیکر یا کوئی شئی فروخت کر کے قربانی کرے۔ (فتاوی امجدیہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۳/۱۱/۱۴۳۹/ ذوالقعدہ

(صدقۂ فطر کے وجوب کی مقدار اور اس پر قربانی کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صدقۂ فطر کتنی رقم سے واجب ہوجاتا ہے اور ساتھ میں یہ بھی بتائیں جس پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر قربانی واجب ہے؟ **المستفتی**:۔ محمد شمشاد رضا مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقۂ فطر کے مسئلے میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد۔

(انوار الحدیث ص:173)

اور ہاں جس پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے۔ فتاوی ھندیہ میں ہے (و اما شرائط الوجوب منها اليسار و هو ما يتعلق به وجوب صدقة الفطر دون ما يتعلق به وجوب الزكوة) اھ

(ج:5/ص:292) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۶/ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

(ایک سال سے ایک دن بھی کم بکرے کی قربانی جائز نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر بکری کا بچہ ۱۳ ذی الحجہ کو عصر سے پہلے پیدا ہوا تو کیا وہ قربانی ہوسکتا ہے؟ اور اگر عصر کے بعد پیدا ہوا تو کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔حیدر علی نوری سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قربانی کے لئے بکرے کا ایک سال کا ہونا ضروری ہے اگر اس سے کم ہے تو قربانی جائز نہیں جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قربانی کے لیئے بکرے کی عمر پورے ایک سال کی ہونا ضروری ہے اگر ایک دن بھی کم ہوگا تو شرعا اس کی قربانی جائز نہ ہوگی۔(فتاوی فیض الرسول ج2ص459)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قربانی کے لئے کم سے کم سال بھر کی عمر کا بکرا ہونا ضروری ہے اور جو بکرا کہ بارہ ذی الحجہ کے بعد پیدا ہوا وہ دوسرے سال قربانی کی تاریخوں میں سال بھر کا نہ ہوا اس لئے اس کی قربانی جائز نہیں۔اھ

(فتاوی فیض الرسول ج2ص462)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ جون بروز منگل ۲۰۱۹ء

(بکری کے بچے کی پرورش کتیا کے دودھ سے ہوئی تو قربانی کا کیا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بکری کے بچے نے کتیا کا دودھ پی لیا کیا اس بکری کے بچے کی قربانی ایک سال کی عمر ہونے کے بعد جائز ہے کہ نہیں؟ قران وحدیث کی روشنی میں جواب عنائت فرمائیں

المستفتی:۔محمد نور الحسن قادری بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں بکری کے جس بچہ نے کتیا کا دودھ پی لیا ہو وہ جلالہ (وہ گائیں بکریاں جو غلیظ کھاتی ہیں) کے حکم میں ہیں اسے کچھ دن باندھکر گھاس کھلائیں کہ اس کا اثر جاتا رہے پھر اسکا کھانا اور قربانی کرنا سب جائز ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں بکری کے بچہ کو کتیا کا دودھ پلاتا رہا اسکا بھی حکم جلالہ کا ہے چندروز تک اسے باندھکر چارہ کھلائیں کہ وہ اثر جاتا رہے۔اھ (ج:3/ح:15/ص:325)

اور حضور فقیہ ملت والدین مفتی جلال الدین علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی فیض الرسول میں بحوالہ فتاوی ھندیہ بیان فرماتے ہیں (الجدی اذا کان یربی بلبن الاتان والخنزیر ان اعتلف ایاما فلا باس) اھ۔یعنی بکری کا بچہ جس کی پرورش گدھی اور خنزیر کے دودھ سے ہوتی رہی اگر دودھ چھوڑ کر کچھ دنوں گھاس کھاتا رہا تو اس کے گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔اھ (ج:2/ص:452/453) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(کیا دس مہینے کے بکری کے بچے یا دنبے کی قربانی کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بکری کا بچہ یا دنبہ جس کی عمر صرف دس مہینے ہوں مگر وہ اپنی شکل و صورت میں ایک سال کا لگ رہا ہو تو کیا اس کی قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر فتاوی رضویہ سے جواب ہو تو بالائے کرم

المستفتی:۔محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہرلاکھی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بکرا یا بکری سال بھر سے ایک دن بھی کم ہوں تو انکی قربانی جائز نہیں مگر بھیڑ یا دنبہ کا چھ ماہہ بچہ اگر اتنا فربہ ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے جیسا حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونا چاہئے اونٹ پانچ سال کا گائے دو سال کی بکری ایک سال کی اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہہ بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (بہار شریعت ح:15/ص:340)

اور حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ ششماہہ بھیڑ کی قربانی بلا شبہ جائز ہے جبکہ یکسالہ ہم جنسوں میں دور سے متمیز نہ ہو سکے۔

فی الدر المختار (صح الجذع ذو ستة اشهر من الضان ان كان بحيث لو خلط بالثنايا لا يمكن التميز من بعد) یہی شرط دنبہ میں ہے اور دنبہ اور بھیڑ ایک ہی نوع ہیں اور دونوں کا ایک ہی حکم۔ اھ

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ چھ مہینے تک کا ایسا فربہ مینڈھا کہ سال بھر والوں کے ساتھ ہو دور سے تمیز نہ ہو اسکی قربانی جائز ہے اگرچہ خصی نہ ہو اور بکرا سال بھر سے کم کا جائز نہیں اگرچہ خصی ہے۔ اھ۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ بکرا بکری ایک سال سے کم قربانی میں ہرگز جائز نہیں نہ اس پر قربانی کی نیت صحیح (فتاوی رضویہ قدیم ج:8/ص:439/442)

اور فقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین قبلہ احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان ایسے ہی سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس بکرے کی قربانی جائز نہیں خواہ کتنا ہی فربہ ہو کہ قربانی کے بکرے کی عمر سال بھر ہونا ضروری ہے ردالمحتار میں ہے (لو ضحی بسن اقل لا يجوز)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے (لو ضحی باقل من ذالك شيئا لا يجوز) اھ (فتاوی فیض الرسول ج:2/ص:448)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۹ صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری (۲۹ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(جانور کا وہ عیب جس سے قیمت میں فرق پڑے اس کی قربانی درست نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس بکرے کا پیدائشی ہونٹ کٹا ہوا ہوتو کیا ایسے بکرے کی قربانی ہو سکتی ہے یانہیں جواب عنایت فرمائیں اور شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔عبدالرؤف قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

جس جانور کا ہونٹ پیدائشی طور پر کٹا ہو اگر اتنا کٹا ہو کہ جس کی وجہ سے قیمت میں کمی آجائے قربانی درست نہیں اگر یہ عیب کم ہو تو درست ہے جیسا کہ اس تعلق سے مشائخ نے قاعدہ یہ بیان کیا کہ ہر وہ عیب جو منفعت یا جمال کو بالکل ضائع کردے اس کیوجہ سے قربانی درست نہیں۔ایسا ہی شرح مسلم شریف جلد سادس ص ۱۵۲ پر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۹ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(قربانی کا جانور گم ہوجائے تو کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی نے بکرا خریدا یا پالا بچپن سے اور وہ چوری ہوگیا تو اب قربانی کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے کیا وہ دوسرا بکرا خرید کر قربانی کرسکتا ہے یا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد عمر قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مالک نصاب نے قربانی کے لئے بکری خریدی تھی وہ گم ہوگئی اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہوگیا اب قربانی کا دن آیا تو اس پر ضروری نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی اور یہ شخص اب بھی

مالک نصاب نہیں تو اس پر اس بکری کی قربانی نہیں۔(بہار شریعت حصہ ۱۵ صفحہ ۲۰۷)

اگر بکری نہیں ملی اور وہ مالک نصاب ہے تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے (ماخوذ بہار شریعت)

اور اگر غیر مالک نصاب کا جانور گم ہوا اور ایام قربانی میں مل گیا تو اسے قربانی کرنا واجب ہیکہ اس نے جانور کے ساتھ قربانی کو واجب کرلیا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۱ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۳ اگست بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(بڑے جانور میں سات حصے حدیث شریف سے ثابت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بڑے جانور میں سات حصے کسی حدیث یا آیت سے ثابت ہے؟

المستفتی:۔محمد فیض رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بہار شریعت میں ہے"طبرانی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قربانی میں گائے سات کیطرف سے اور اونٹ سات کی طرف سے۔

(ج:3 / ح:15 / ص:330/المعجم کبیر حدیث نمبر 10026، ج10،ص83 بکذا احمدیہ سوم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(قربانی کا گوشت کافر کو دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قربانی کا گوشت کسی کافر کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ۔محمد نبیل احمد خاں کولکتا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۰ صفحہ ۴۵۶ مطبوعہ جدید میں ہے کہ قربانی اگر فقیر نے کی ہو اس کا گوشت کسی کافر کو دینا جائز نہیں، اگر دے گا تو اتنے گوشت کا تاوان (ڈنڈ) دینا لازم آئے گا اور اگر غنی نے کی تو ذبح کرنے سے اس کا واجب ادا ہو گیا، گوشت کا اسے اختیار ہے، مگر مستحب یہ ہے کہ اس کے تین حصے کرلے حصہ اپنے لئے، عزیزوں خویشوں کے لئے، تصدق کے لئے، یہاں کے کفار کو دینا ان تینوں مدوں سے خارج ہے۔

لہٰذا انھیں دینا خلاف مستحب ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ کر کافر کو دینا حماقت ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی صاماہاراشٹر

۱۵رمضان المبارک ۱۴۴۰ ہجری اتوار

(کیا بڑے جانور میں تین لڑکے اور ایک لڑکی کا عقیقہ ہو جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عقیقہ کے بڑے جانور میں تین لڑکے اور ایک لڑکی کا ہو سکتا ہے یا نہیں جلد جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔عابد حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عقیقہ ہو جائے گا اور حق یہی ہے کہ لڑکے کے عقیقہ میں دو حصے اور لڑکی میں ایک حصہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے۔اور لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں۔اور عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ۔(بہار شریعت حصہ 15 عقیقہ کا بیان مسئلہ 7) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(عقیقہ کیلئے کتنا جانور افضل ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص قربانی کے جانور میں اپنے لڑکے کے لیے ایک ہی حصہ سے عقیقہ کرے تو کیا ایک ہی حصہ سے لڑکے کا عقیقہ ہو جائے گا؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔محمد راشد الرحمٰن رضوی گڈا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایت الحق والصواب

عقیقہ کے لئے افضل ہے کہ لڑکے کی طرف سے دونر جانور ہو، اور اگر بڑے جانور میں حصہ ہے تو دو حصہ ہو یوں ہی لڑکی کے لئے ایک مادہ جانور ہو اور اگر بڑے میں ہو تو ایک حصہ ہو، لیکن اگر مجبوری ہے تو لڑکے کی طرف سے ایک جانور نر یا مادہ ہو یوں ہی لڑکی کی جانب سے ایک جانور نر یا مادہ جو ممکن ہو کر لے ہو جائے گا۔ یاد رہے مجبوری کی بنا پر ایک جانور لڑکے و لڑکی کی طرف سے اور بڑے میں کم از کم ایک حصہ ضروری ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا، جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: گائے اور اونٹ سات بچوں کی طرف سے کافی ہے۔ جبکہ بھیڑ اور بکری ایک سے زیادہ بچوں کے لئے کفایت نہیں کرتیں، جیسا کہ اضحیہ میں ہے (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۲۰ رص ۵۸۱ مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۳ر ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(شادی میں عقیقہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ شادی میں زندہ جانور خرید تے ہیں اور اس جانور کو عقیقہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں کیا اس طرح کرنا درست ہے کہ خاص طور پر عقیقہ نہ کر کے شادی ہی میں دونوں چیزیں شامل کر لیتے ہیں کیا اس طرح کرنا جائز ہے اطمنان بخش جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ عمران القادری امجھر شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جائز و درست ہے عقیقہ کا گوشت ہو یا قربانی کا دونوں کرنے والے کی ملکیت ہے۔تین حصے کرنا یہ استحبابی حکم ہے فرض و واجب نہیں جیسا کہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم صفحہ ٣٠٤ بحوالہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ٨ صفحہ ٤٩٤ پر ہے کہ جب خون بہا دینے کے بعد اس سے ہر قسم کا انتفاع جائز ہے خواہ خود کھائے یا اوروں کو کھلائے عقیقہ بچے کی پیدائش کی خوشی میں کیا جاتا ہے جب عقیقہ ہو گیا تو اس کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے مگر اس بات کی احتیاط از بس ضروری ہے کہ عقیقہ کا گوشت کافر کو ہرگز ہرگز نہ دیں جیسا کہ حضور سرکار فقیہ ملت، مربی روح، استاذ گرامی مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کچا یا پکا کر دینا قربانی کا ہو یا عقیقہ کا دونوں منع ہیں۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ٤٦٨)

اس لئے بہتر تو یہی ہے کہ شادی میں احتیاط نہ ہو سکے تو شادی کے غیر موقع عقیقہ کریں دوسری بات عقیقہ اور قربانی تقرب الی اللہ کے لئے کی جاتی ہے اس لئے خلوص وللّٰہیت کی بھی اشد ضرورت ہے اس لئے نیت یہ ہونی چاہئے کہ قربانی اس لئے کرنی ہے تاکہ اس وقت عزیز و اقارب اور دوستوں کا ورود ہوگا اس سے ان کی ضیافت کا انتظام ہو جائے گا نہ یہ کہ شادی کا موقع گوشت الگ سے خریدنا نہیں پڑے گا پیسے کی بچت ہوگی اس سے خلوص وللّٰہیت کا خطرہ ہو سکتا ہے حاصل کلام عقیقہ مقصود ہو نہ کہ شادی میں دو پیسے کی بچت۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(عقیقہ کے جانور میں کھانے یا بیچنے کیلئے حصہ رکھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک گائے خریدا عقیقہ کے لیے زید کو ایک بیٹا اور ایک بیٹی کا عقیقہ کرنا ہے دو حصہ بیٹا کے لیے ایک حصہ بیٹی کے لیے سات حصہ میں سے تین حصہ نکل جانے کے بعد بچا چار حصہ تو کیا بچا ہوا چار حصہ کے گوشت کو فروخت کر سکتے ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد انوار رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسی صورت میں جبکہ سات حصے ہوں اور ان میں سے تین عقیقہ کے ہوں چار بیچنے یا غیر قربت کیلئے یعنی خود کے کھانے کیلئے تو ایسی صورت میں عقیقہ نہیں ہوگا ہاں اگر ایسا ہوتا کہ تین عقیقہ کرے گا اور بچے ہوئے چار حصوں کی قربانی کرے گا تو قربانی وعقیقہ دونوں درست ثابت ہوتا جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: ایک گائے میں ایک سے سات کا عقیقہ ہوسکتا ہے۔ اگر عقیقہ کے سوا دوسرا حصہ ایک یا دو یا کتنا ہی خفیف غیر قربت مثلاً اپنے کھانے کی نیت کو رکھا تو عقیقہ ادا نہ ہوگا، ہاں اگر وہ حصے بھی قربت کے ہوں، مثلاً ایک حصہ عقیقہ، ایک حصہ قربانی عیدالاضحیٰ تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۲۰ ص ۵۹۳ مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(عقیقہ میں بالوں کے برابر چاندی یا سونا یا اسکی قیمت کس کو خیرات کیا جائے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بچے کی پیدائش کے بعد ساتویں دن اس کے سر کے بال منڈا کر چاندی وسونا وزن کر کے کسی امام کو دیا جائے یا کسی اور کو دیا جائے؟

المستفتی:۔ عبیداللہ بریلوی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اسکے بالوں کو منڈایا جائے اور انہی بالوں کے برابر سونا یا چاندی خیرات کرنا مسنون ہے چنانچہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ایک بکری سے فرمایا اور بالوں کے برابر چاندی خیرات کی جو ایک درہم یا اس سے کم تھی۔

(جامع ترمذی شریف مترجم ج1 ص755)

نیز انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین ,وحضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم کے بال اتروا کران کے برابر چاندی خیرات کی۔

(موطا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مترجم ص 402)

بچے کا بال منڈوانے کے بعد ان بالوں کو چاندی سے تول کر زمین میں دفن کر دیں اور وہ چاندی یا سونا یا اسکی قیمت خیرات کر دیں نیز حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ,چونکہ یہ صدقہ نافلہ ہے اور صدقۂ نافلہ مالداروں کو بھی دیا جاسکتا ہے لیکن افضل یہی ہے کہ فقراؑ و مساکین کو دیا جائے اگر اہل قرابت فقیر مسکین ہیں تو وہ زیادہ مستحق ہیں نائی کو نہ دیا جائے چونکہ اس نے بال مونڈا ہے تو اسے دینے میں اس کا شبہ ہے کہ یہ اجرت نہ ہو حدیث شریف میں ہے التقوا الشبھاتہ (فتاوی حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ قلمی ,بحوالہ احکام عقیقہ ص 26)

نوٹ :۔اگر امام صاحب لائق مستحق ہیں تو امام صاحب کو دینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اہل قرابت میں کوئی ایسا نہ ہو۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(اگر عقیقہ میں دعاء عقیقہ نہ پڑھی تو عقیقہ درست ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عقیقہ میں اگر دعا نہ پڑھے بلکہ صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہکر ذبح کر دیں تو درست ہے یا نہیں؟ المستفتی:۔محمد بدر الدین رضوی ممبئ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر عقیقہ میں دعاء عقیقہ پڑھے بغیر صرف بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر جانور ذبح کر دیا جب بھی عقیقہ درست ہے جیسا کہ

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ عقیقہ میں جانور ذبح کرتے وقت ایک دعاء پڑھی جاتی ہے اسے پڑھ سکتے ہیں اور یاد نہ ہو تو بغیر دعاء پڑھے بھی ذبح کرنے سے عقیقہ ہو جائے گا اھ

(ح:15 /ص:357/ عقیقہ کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کیا عقیقہ میں سر کے بال منڈانا ضروری ہے؟ وعقیقہ میں سر کے بال کا کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عقیقہ میں بال کیوں منڈایا جاتا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ اور اگر کسی نے بال نہ منڈایا تو کیا حکم ہے؟

(۲) کچھ جگہ رواج ہے کہ بال منڈا کر اسی گڈھا میں دفن کرتے ہیں جو خصی ذبح کرتے وقت کھودا جاتا ہے خون کے لئے کیا یہ بال کا دفن کرنا درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ حیدر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچے کی پیدائش کے ساتویں دن جن کاموں کا حکم ہے اس کا دوسرا کام سر منڈانا ہے حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (مع الغلام عقیقة فاھر قوا عنه دمًا واميطوا عنه الاذى) بچہ پیدا ہونے پر عقیقہ (سنت) ہے۔ اس کی طرف سے خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے ایذا رساں چیزیں دور کرو (یعنی اس کا سر منڈا دو) (بخاری شریف مترجم ج3،ص187)

یہاں ,, اذی ,, سے مراد پیدائشی سر کے بال ہیں کیونکہ وہ بال ماں کے پیٹ سے ساتھ آتے ہیں آلائش میں لتھڑے ہوتے ہیں اگر چہ دایہ غسل دیتے وقت انہیں دھودیتی ہے مگر ان کا سر سے دور کر دینا اچھا ہے جیسا کہ حاشیہ بخاری

شریف عربی ج 2 ص 822 میں قول دوم کے تحت ہے (قیل المراد بالاذیٰ هو شعره الذی علق به دم الرحم فیماط عنه بالحق) یعنی اذیٰ سے مراد وہ بال ہے جس سے رحم کا خون معلق رہتا ہے، اس کو حلق کے ذریعے زائل کیا جاتا ہے نیز ہشام سے روایت ہے کہ حسن کہا کرتے تھے (انه کان یقول اماطة الاذیٰ حلق الراس) تکلیف دور کرنے سے مراد اس کا سر منڈانا ہے (سنن ابوداؤد شریف مترجم، ج 2 ص، 407)

بلکہ عقیقہ دراصل اسی بال کا نام ہے چنانچہ اشعۃ اللمعات ج 3 ص 480 میں ہے (اکثر برانند کہ عقیقہ نام آں موئے ست کہ در وقت ولادت بر سر طفل می باشد, زیرا کہ شق می کند گوشت و پوست را و بیروں می آید و عق بمعنی شق ست) یعنی شگافتن, بعد ازاں اطلاق کردہ شد بر شاۃ مذبوحہ, زیرا کہ بسبب آں موئے ذبح کردہ می شود شاۃ) یعنی اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ عقیقہ اس بال کا نام ہے جو وقت پیدائش بچہ کے سر پر ہوتا ہے اس لئے وہ شق کرتا ہے اور گوشت و پوست کو باہر نکلتا ہے اور عق شق یعنی شگافتن کے معنی میں ہے, اس کے بعد یہ لفظ ذبح شدہ بکری پر بولا گیا اس لئے کہ بکری اس بال کی وجہ سے ذبح کی جاتی ہے

ضروری تنبیہ:۔ عقیقہ میں سر کے بال مونڈنے کا جو حکم ہے اس سے مراد پیدائشی سر کے بال ہیں لہذا جو نوجوان اپنی جوانی میں اور اپنے بڑھاپے میں عقیقہ کرتے ہیں انہیں بال منڈانا ضروری نہیں نہ اس بال کے منڈانے کا حکم ہے کیونکہ جب وہ ایک بار جدا ہو گئے تو اب عقیقہ کے ساتھ بال تراشنا کوئی ضروری نہیں ملک العلماء حضرت شاہ محمد ظفر الدین قادری بہاری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: عقیقہ کے ساتھ وہ بال جدا کئے جاتے ہیں جو پیٹ سے پیدا ہوئے اور جب وہ ایک بار جدا ہو گئے تو اب عقیقہ کے ساتھ بال تراشنا کوئی ضروری نہیں احادیث میں (و اسطوا عنه الاذیٰ) فرمایا ہے یعنی پیٹ سے جو بال لیکر پیدا ہوا وہ دور کردیئے جاتے ہیں، اس واسطے اس کو عقیقہ کہتے ہیں کہ اصل عقیقہ کے معنی وہ بال ہیں جو لڑکے کے سر پر وقت پیدائش کے ہوتا ہے (کمافی الکرمانی شرح البخاری عن الاصمعی) خصوصاً اگر لڑکی کا عقیقہ جوانی میں کیا جائے کہ عورت کو سر کا بال مونڈانا حرام ہے مثل داڑھی کے واسطے مردوں کی درمختار میں ہے (قطعت شعر راسها اثمت ولعنت زاد فی البزازیة وان یأذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق و کذا یحرم علی الرجل قطع لحیة) بچے کا بال منڈانے کے بعد ان بالوں کو چاندی سے تول کر زمین میں دفن کردیں اور وہ چاندی یا سونا خیرات کردیں یہ خیرات صدقۂ نافلہ ہے کسی کو دے سکتے ہیں لیکن بہتر ہیکہ فقراء و مساکین کو دیا جائے اگر ممکن ہو تو ورنہ ویسے ہی سر

منڈ ادے (حوالہ فتاوی حضرت ملک العلماء علیہ الرحمہ ص 76,275/احکام عقیقہ ص 24,23,22) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۲۵ جون بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی ۲۱ شوال المکرم ۱۴۴۰ ہجری

(لڑکے سات دن سے پہلے مر گئے انکا عقیقہ نہیں ہوا مگر انکی شفاعت ہے البتہ جو سات دن کے بعد مرے اور باوجود استطاعت انکا عقیقہ نہیں کیا تو انکی شفاعت والدین کو نہیں ملے گی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ خوب مالدار بنایا اور اللہ پاک نے اولاد جیسی نعمت سے بھی نوازے اور وہ ان کا عقیقہ نہ کرے اور اس کی وہ اولاد دس سال بعد انتقال کر جائے اس پر کیا حکم ہے۔ زید کا کہنا کہ اب تم کو اس اولاد کی شفارش سے محروم ہو جاؤ نگے۔ کیا اس طرح کا کوئی مسئلہ ہے یا نہیں؟ المستفتی:۔ عرفان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب آدمی زندہ ہو عقیقہ کر سکتے ہیں اور سنت یہ ہے کہ ساتویں دن کرے لیکن مرنے کے بعد عقیقہ نہیں ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مر جائے کسی عمر کا ہو اس کا عقیقہ نہیں ہوسکتا بچہ اگر ساتویں دن سے پہلے مر گیا تو اسکے عقیقہ نہ کرنے سے کوئی اثر اسکی شفاعت وغیرہ پر نہیں کہ وہ وقت عقیقہ آنے سے پہلے ہی گزر گیا عقیقہ کا وقت شریعت میں ساتواں دن ہے سات دن سے پہلے مر جانا درکنار حدیث میں ہے کہ "کچا حمل جو گر جاتا ہے وہ روز قیامت اپنا نال کھینچتا ہوا آئیگا اور اپنے ماں باپ کے لئے (جبکہ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ گئے ہوں) مولی عزَّ وجل سے ایسا جھگڑا کریگا جیسے قرضخواہ اپنے قرضدار سے یہاں تک کہ حکم ہوگا کہ او رکچے بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں لے جا ہاں جس بچے نے عقیقہ کا وقت پایا یعنی سات دن کا ہو گیا اور بلا عذر باوصف استطاعت اسکا عقیقہ نہ کیا اس کے لئے یہ آیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہ کرنے پائیگا

حدیث میں ہے الغلام مرتھن بعقیقة یعنی لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔اھ۔

تیسیر میں ہے کہ (بغی اذا لم یعق عنه فمات طفلا لا یشفع فی ابویه) اھ۔

اشعة اللمعات میں ہے امام احمد علیہ الرحمۃ می گوید معنی آنست کہ فرزند محبوس وممنوع ست از شفاعت درحق والدین تا عقیقہ اوراندہند واعتماد برقول آں امام اجل ست وظاہر آنست کہ وی شنیدہ است از سلف کہ معنی ایست جو بچہ قبل بلوغ مرگیا اور اسکا عقیقہ کردیا تھا یا عقیقہ کی استطاعت نہ تھی یا ساتویں دن سے پہلے مرگیا ان سب صورتوں میں وہ ماں باپ کی شفاعت کریگا جبکہ یہ دنیا سے باایمان گئے ہوں۔اھ (فتاوی رضویہ قدیم ج:8/ص:547/ 548) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۵ ربیع الاخر ۱۴۴۱ ہجری بروز سنیچر

(عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سنت ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عقیقہ کیا ہے اور اس کے کچھ مسائل اور فضیلت بیان فرمائیں

المستفتی:۔ ممتاز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح ومستحب ہے۔یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں ورنہ جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقا اس کی سنیت سے انکار صحیح نہیں۔

(بہار شریعت،عقیقہ کا بیان،جلد سوم،حصہ ۱۵)

عقیقہ کرنا سنت ہے کہ خود آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہما الرحمہ کا عقیقہ فرمایا (عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اَللّٰہُ

عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا (رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ سنن أبي داود، كتاب الضحايا، باب العقيقة، الحديث: ۲۸۴۱، ج۳، ص۱۴۳. و"سنن النسائي"، كتاب العقيقة، باب كم يعق عن الجارية، الحديث: ۴۲۲۵، ص۶۸۸)

عقیقہ کے مسائل شرعیہ: (۱) عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سنت ہے۔ اور یہی افضل ہے۔ ورنہ چودھویں دن، ورنہ اکیسویں دن۔ (۲) خصی عقیقہ اور قربانی میں افضل ہے۔ (۳) عقیقہ کا گوشت آباء واجداد بھی کھا سکتے ہیں مثل قربانی اس میں بھی تین حصے کرنا مستحب ہے۔ (۴) اس کی ہڈی توڑنے کی ممانعت میں علماء تفاولا نہ توڑنا بہتر جانتے ہیں، پسر کے عقیقہ میں دو جانور افضل ہیں اور ایک بھی کافی ہے اگر چہ خصی نہ ہو، عقود الدریہ میں ہے (قال في السراج الوهاج اذا اراد ان يعق عن الولد يذبح عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة ولو ذبح عن الغلام شاة جاز لان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عق عن الحسن والحسين رضي الله تعالى عنهما كبشا كبشا، ولو قدم الذبح قبل يوم السابع او اخرعنه جاز الا ان يوم السابع افضل والمستحب ان يفصل لحمها ولا يكسر عظمها تفاولا بسلامة اعضاء الولد، ويأكل ويطعم ويتصدق) السراج الوہاج میں فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی اولاد کا عقیقہ کرنا چاہے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے، اگر لڑکے کی طرف سے ایک بکری ذبح کی تب بھی جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا، اگر عقیقہ ساتویں دن سے پہلے کرے یا ساتویں دن کے بعد کرے تب بھی جائز ہے مگر ساتویں دن کرنا افضل ہے بچے کے اعضاء کی سلامتی کے لئے نیک فالی کے طور پر مستحب یہ ہے کہ گوشت ہڈیوں سے الگ کرلیا جائے اور ہڈیوں کو توڑا نہ جائے، خود کھائے، دوسروں کو کھلائے اور صدقہ کرے۔

(بحوالہ العقود الدریۃ، کتاب الذبائح، ارگ بازار قندھار افغانستان، ۲ / ۲۳۲ و ۲۳۳ فتاویٰ رضویہ، کتاب الغصب، جلد ۲۰، صفحہ ۵۴۸)

نوٹ: مزید تفصیلات کے لیے بہار شریعت جلد سوم، حصہ ۱۵، عقیقہ کا بیان مطالعہ کریں۔ وتعالى أعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤی

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ

(جس بکری کو کتے نے کاٹ لیا ہے تو کیا ٹھیک ہونے کے بعد عقیقہ ہوسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک بکری کو کتا کاٹ لیا ہے زخم بھی ٹھیک ہوگیا ہے تو کیا اب اس بکری کا عقیقہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب عناعت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔محمد شعبان رضا قادری بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

جس بکرے یا بکری کو کتے نے کاٹ لیا تو زخم بھرنے کے بعد اس کی قربانی یا عقیقہ کراہت کے ساتھ جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ فیض الرسول میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ہے کہ اس بکرے کی قربانی کراہت کے ساتھ جائز ہے بہار شریعت حصہ پانزدہم صفحہ 242 میں ہے قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہئے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 459/460)

فلہٰذا اس بکری کا عقیقہ کراہت کے ساتھ جائز ہے واضح رہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے۔واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(مسجد کے مائک سے اذان کے علاوہ دوسرے جائز کاموں کا اعلان کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے مائک سے دنیاوی اعلان کرنا کیسا جبکہ اعلان کرانے والا اعلان کی اجرت دیتا ھواور وہ مسجد میں صرف ھوتی ھو جواب مع حوالہ عنایت کردیں

المستفتی:۔ راشد لطیفی امروہہ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

مسجد میں مائک وقف کرنے والے نے اگر فقط اذان وبیان کے لئے وقف کیا ہے تو ایسی صورت میں اس مائک سے اس کے علاوہ اور کوئی اعلان کرنا جائز نہیں اور اگر وقف کرنے والے نے دے کر اذان وبیان کے علاوہ دیگر کاموں میں استعمال کرنے کا اختیار دیا ہے تو اب ہر صحیح وجائز کاموں میں استعمال کرسکتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ علیمیہ میں ہے کہ جو سامان جس کام کے لئے وقف ہوا سے اسی کام کے لئے استعمال کرنا ضروری ہے دوسرے کاموں میں اس کا استعمال ناجائز ہے درمختار میں ہے *" شرط الواقف کنص الشارع "*(درمختار مع ردالمحتار ج6 ص508)

اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں وقف میں شرائط واقف کا اتباع ضروری ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد 7 ص 377)

لہذا وہ مائک اگر اذان کے لئے وقف ہو تو دوسرا کوئی اعلان جائز نہیں اور اگر اذان کے علاوہ دیگر کاموں کے لئے بھی دیا ہو تو جائز وصحیح اعلان اس مائک سے کرنا جائز ورنہ نہیں۔(فتاویٰ علیمیہ جلد دوم صفحہ 472)

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں مائک وقف کرنے والے کی نیت معلوم ہونا ضروری ہے اذان وبیان کے علاوہ بھی استعمال کی اجازت کی صورت میں دیگر صحیح وجائز کاموں کے اعلان پر اجرت لے کر مسجد کے کاموں میں وہ رقم لگا سکتے ہیں۔ورنہ نا تو کوئی اعلان کرسکتے ہیں اور نا ہی اس سے روپیہ کمانا درست ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹرا

۲۸ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(قبر کو توڑ کر جگہ کو استعمال میں لانے نیز موقوفہ وغیر موقوفہ قبرستان کے احکام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر کو توڑ کر اس جگہ کو استعمال میں لانا کیسا ہے؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ سلیم کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سائل نے یہ واضح نہیں کیا کہ موقوفہ قبرستان توڑ کر یا غیر موقوفہ قبرستان توڑ کر استعمال کرنے کے بابت جواب مطلوب ہے اس لئے دونوں کے احکام بیان کئے جاتے ہیں پہلے موقوفہ قبرستان کا بعدہ غیر موقوفہ کا ملاحظہ فرمائیں موقوفہ قبرستان میں اپنی سکونت کا مکان بنانا یا دیگر کاموں کے لئے استعمال کرنا حرام ہے۔حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ قبرستان وقف ہے اور وقف میں اپنی سکونت کا مکان بنانا وقف میں بیجا ہے اور اس میں تصرف بیجا حرام ہے پھر اگر اس قطعہ میں قبور بھی ہوں اگرچہ نشان مٹ کر ناپید ہوگئی ہوں جب تو متعدد حراموں کا مجموعہ ہے قبروں پر پاؤں رکھنا چلنا ہوگا بیٹھنا ہوگا پیشاب کرنا پاخانہ کرنا ہوگا اور یہ سب حرام ہے اس میں مسلمانوں کو طرح طرح ایذا ہے اور مسلمان بھی کون اموات کہ شکایت نہیں کرسکتے دنیا میں عوض نہیں لے سکتے بے وجہ شرعی مسلمانوں کی ایذا اللہ ورسول کی ایذا ہے اللہ ورسول کو ایذا دینے والا مستحق جہنم اسی طرح اگر قبرستان کے قریب مکان بنایا پاخانے یا دھوبیوں کے غلیظ پانی کا بہاؤ قبور پر رکھا تو یہ بھی سخت حرام ہے اور جو باوصف قدرت اسے منع نہ کرے وہ بھی مرتکب حرام ہے اور بطمع کرایہ اسے روا رکھنا سستے داموں دوزخ مول لینا ہے یہ کام اسی شخص کے ہوسکتے ہیں جس کے دل میں نہ اسلام کی قدر نہ مسلمانوں کی عزت نہ خدا کا خوف نہ موت کی ہیبت والعیاذ باللہ تعالیٰ امام ابن امیر الحاج حلیہ میں نوادر وتحفۃ الفقہاء وبدائع ومحیط وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں ابا حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرہ وطء القبر والقعود أوالنوم او قضاء الحاجۃ إلیہ۔

(فتاوی رضویہ جلد 7 کتاب الجنائز صفحہ 249 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نیز تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں *لان امشی علی جمرۃ اوسیف احب الی من ان امشی علی القبر* رواہ ابن ماجہ عن عقبۃ من عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید، یعنی مجھے آگ یا تلوار پر چلنا قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے۔

نیز لکھتے ہیں *وعن عمارۃ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رآنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسا علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من علی القبر لاتؤذی صاحب القبر*

ان تمام حدیثوں اور ان کے سوا اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ قبر پر بیٹھنا پاؤں رکھنا بلکہ صرف اس سے تکیہ لگانے سے میت کو ایذا ہوتی ہے اور مردہ مسلمان کی ایذا ایسی ہے جیسے زندہ مسلمان کی۔ (المرجع السابق صفحہ 250)

حضرت خلیل ملت علامہ مفتی خلیل احمد خان قادری مارہروی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمان مردوں کی قبریں ہموار کر کے اس پر مکان بنانا بلکہ چھپر ڈال کر وہاں رہنا سہنا اٹھنا بیٹھنا تو سخت گناہ و حرام ہے شریعت مطہرہ کے نزدیک قبروں پر پاؤں رکھنا بھی بے مجبوری محض ناجائز ہے۔

چند سطور بعد لکھتے ہیں کہ جب قبریں ہموار کی جائیں گی تو ان میں ہڈیاں بھی نکلیں گی اور ہموار کرنے میں ضربیں بھی پڑیں گی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مسلمان مردہ کی ہڈی کا توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنا۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ)

تو قبروں پر مکان بنانے والا اور مسلمان مردوں کی ہڈیاں توڑنے والا گوارہ کرسکتا ہے کہ اس کی زندگی میں اس کی ہڈیاں توڑی جائیں۔

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں کہ بالجملہ مسلمان مردوں کی قبریں برابر کر دینا کہ لوگ اس پر چلیں پھریں اٹھیں بیٹھیں بلکہ اس پر نماز پڑھیں محض حرام ہے۔ (احسن الفتاوی المعروف فتاویٰ خلیلیہ جلد اول باب الجنائز صفحہ 425/426)

اب غیر وقفی کسی کی ملکیت میں دفن کرنے اور قبر کا حکم ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ بے اجازت مالک اس کی زمین میں دفن کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والے گنہ گار ہیں میت اگر اس کی وصیت یوں کر گیا کہ چاہے مالک اجازت دے یا نہ دے مجھے وہیں دفن کرنا تو وہ بھی سخت گنہگار ہے میت کے پسماندگان کے لئے ثواب کیسا اس میں استحقاق عذاب ہے مالک کو اختیار ہے کہ میت کی نعش نکال دے اور اپنی زمین خالی کرلے یا نعش رہنے دے اور قبر برابر کر کے اس پر جو چاہے بنائے چلے پھرے

تصرفات کرے کہ قبر کی جو حدیثیں ہیں ایسی ناجائز قبر کے لئے نہیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں*لیس لعرق ظالم حق*

درمختار میں ہے*لایخرج منه بعد اهالة التراب الالحق آدمی كان تكون الارض مغصوبة ويخير المالك بين اخراجه ومساواته بالارض*یہ اصل حکم فقہی ہے مگر مسلمان نرم دل اور دوسرے مسلمان خصوصاً میت پر رحم دل ہوتا ہے"قال اللہ رحماء بینهم"اگر وہ درگزر کرے گا تو اللہ عزوجل اس کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا"الا تحبون ان یغفر اللہ لکم"اگر وہ اپنے مردہ بھائی پر احسان کرے گا اللہ اس پر احسان کرے گا۔(کما تدین تدان)

اگر وہ اپنے مردہ بھائی کا پردہ فاش نہ کرے گا اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔(من ستر ستره الله) اگر وہ اپنے مردہ بھائی کی قبر کا احترام کرے گا اللہ اس کی زندگی و موت میں اسے احترام بخشے گا (الله فی عون العبد ما كان العبد فی عون اخيه) (فتاویٰ رضویہ جلد 7 کتاب الجنائز صفحہ 228 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

حضرت علامہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی کی ملکیت میں کوئی میت دفن کردیا گیا تو جب وہ بالکل خاک ہوجائے مالک کو روا ہے کہ وہاں کھیتی کرلے یا گھر بنالے یا اور کچھ کرے چنانچہ درمختار میں ہے *لایخرج منه بعد اهالة التراب الالحق آدمی كان تكون الارض مغصوبة اوخذت بشفعه مخير المالك بين اخراجه ومساواته بالارض كماجاز زرعه والبنآء عليه اذا بلى وصار ترابا*یعنی مردہ قبر سے مٹی ہوجانے کے بعد بھی نہ نکالا جائے ہاں اگر کسی آدمی کے حق یا زمین کے مغصوب ہونے یا شفعہ کے اعتبار سے مالک کو اس کے نکالنے اور زمین کو برابر کرنے کا اختیار ہے جیسا کہ اس کے لئے جب وہ مٹی ہوجائے تو کھیتی کرنے اور مکان بنانا جائز ہے اب آپ کو نہایت واضح طریقہ سے معلوم ہوگیا کہ عالمگیری کا وہ حکم اس وقت میں ہے جب دوسرے کی زمین میں میت دفن کردیا گیا۔(اجمل الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ اجملیہ جلد دوم کتاب الجنائز باب حرمۃ القبور صفحہ 533/534) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۳/ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(مسجد کا سامان فروخت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے محراب کا کچھ پتھر ہے جو پرانی مسجد میں لگائے گئے تھے؟ اب اسے شہید کر کے نئی مسجد بنائی گئی ہے اور مسجد تیار ہو چکی ہے؟ اب سوال یہ ہے کہ جو پتھر پرانی مسجد کا بچا ہوا ہے اسے کیا کیا جائے کیا اسے عیدگاہ میں یا پھر قبرستان میں جہاں جنازہ ہوتا ہے وہاں لگایا جاسکتا ہے؟

المستفتی:۔ محمد افضل رضا نظامی مظفر پوری خطیب وامام جواس کھرواراودے پور راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کا سامان لائق استعمال نہ ہو اور ضائع نہ ہو جائے تو اسے فروخت کرنا جائز ہے اور اس کی رقم مسجد میں صرف کر سکتے ہیں جیسا کہ خلیل ملت حضرت خلیل ملت مفتی خلیل احمد خان قادری مارہروی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب مسجد کی از سر نو تجدید عمارت ہو رہی ہو تو وہ سامان جو مسجد کے کام نہ آئے اور دوسرے وقتِ حاجت عمارت کے لئے اکٹھا رکھنے میں ضائع ہونے کا ڈر ہو تو ان دو شرطوں سے یہ سامان دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے، یعنی دوسری مسجد کے منتظمین اس سامان کو مناسب قیمت پر خرید یں اور سامان اس مسجد کے کام میں لائیں اور اِس مسجد کے منتظمین اس سامان کی قیمت جو کچھ ہو محفوظ رکھیں تا کہ عمارت کے کام میں آئے۔

(فتاویٰ خلیلیہ جلد دوم باب احکام المسجد صفحہ 526 / 527)

اور حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد کا وہ سامان جو مسجد کے لئے کار آمد نہیں ہے اور ان کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے تو فروخت کر کے ان کی قیمت مسجد میں لگانا جائز ہے اور مسلمان کے ہاتھ اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ وہ بے ادبی کی جگہ نہ لگائے اور وہ مٹی جو کھارا ہو چکی ہے اسے ایسی جگہ ڈال دیں جہاں بے ادبی نہ ہو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے دریافت کیا گیا کہ مسجد کی کوئی چیز ایسی ہو کہ خراب ہو جاتی ہے تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں دیں اور وہ چیز اگر دوسرا آدمی قیمت دے کر مسجد کی چیز اپنے مکان پر

رکھے تو اس کو جائز ہے یا نہیں فرمایا جائز ہے مگر بے ادبی کی جگہ نہ لگائے درمختار میں ہے *حشیش المسجد وکناسته لا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم *یعنی مسجد کی گھاس اور کوڑا اجاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو۔(فتاوی افریقہ ،بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ 364)

الحاصل مسجد کا وہ سامان جو قابلِ استعمال نہ رہا تو اس کو مسلمان کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر سکتے کہ وہ بے ادبی کی جگہ پر اس کو نہ لگائے اور منتظمین مسجد اس رقم کو مسجد کے تعمیراتی کاموں میں لگائیں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۶ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(مسجد کی وقف کردہ اشیاء کو مستقل آمدنی کا ذریعہ بنانا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد و مدرسے کے پیسے سے مسجد و مدرسے کی کمیٹی وذمہ داران مسجد و مدرسہ ہی کی آمدنی بڑھانے کی نیت سے مسجد کے لئے تجارت بزنس کر سکتے ہیں کیا؟ اکابرین کرم فرما کر مشکور فرمائیں

المستفتی:۔محمد ارباز رضا گولا لکھیم پور کھیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

مسجد کے لیے وقف اشیاء زمین، مکان، دکان، جانور یا جمع شدہ روپیہ کو مسجد کا مستقل ذریعہ آمدن بنانے کے لیے مصرف میں لانا شرعاً جائز ہے۔اس سے مقاصدِ مسجد کی تکمیل اور ضروریاتِ مسجد پوری کرنے میں آسانی ہوسکتی ہے۔مسجد کی انتظامی کمیٹی کو ان امور سے متعلق ضروری فیصلہ جات کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" حشیش المسجد وحصرہ مع الاستغناء عنھما و کذا الرباط والبئر اذا لم ینتفع بھما فیصرف وقف المسجد والرباط والبئروالحوض الی اقرب مسجد اورباب

اوبئراوحوض " مسجد کی گھاس اور چٹائی' جب مسجد کو ان کی ضرورت نہ رہے، اس طرح مسافر خانہ اور کنواں' جب ان سے نفع نہ اٹھایا جارہا ہو تو ان کا وقف قریبی مسجد، مسافر خانے، کنویں اور حوض پر صرف کیا جائے گا (الدرالمختار جلد ٤ ص ۳۰۹ مکتبہ دارالفکر بیروت)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالات کے پیشِ نظر وقف کے منتظمین ان امور میں فیصلہ کر سکتے ہیں اگر مسجد کا چندہ روزمرہ کی ضروریات سے زائد ہے تو کسی باعتماد سرمایہ کار کے ساتھ اس کی سرمایہ کاری کر کے مسجد کی آمدنی کا مستقل ذریعے بنایا جاسکتا ہے اور بوقتِ ضرورت تمام سرمایہ نکال کر مسجد کی تعمیر ومرمت پر خرچ بھی کیا جاسکتا ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۲ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کسی مسجد میں قرآن پاک بہت زیادہ ہوں تو کیا انکو کسی دوسری مسجد و مدرسہ میں منتقل کر سکتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جس مسجد میں امامت کررہا ہے وہاں پر قرآن شریف بہت زیادہ ہے تو کیا اسکو کسی قریہ یا بستی میں جاکر مکتب یا غریب بچوں کو پڑھنے کے لئے دیا جاسکتا ہے کہ نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد کلیم رضا مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں قرآن پاک زیادہ ہونے کا اگر یہ مطلب ہے کہ انکے رکھنے کی جگہ نہیں ہے یا پھر ادھر ادھر رکھنے میں انکی بے حرمتی ہوتی ہے اور دوسری مساجد میں ضرورت ہو تو قول جواز پر عمل کرتے ہوئے دوسری مساجد و مدارس میں

منتقل کر سکتے ہیں اسی شہر کے ساتھ خاص نہیں جس شہر کی مسجد میں قرآن پاک رکھا اگر اس شہر کی مسجدوں اور مدرسوں کی حاجت سے زائد ہوتو دوسرے شہروں کی مساجد ومدارس میں بھی بھیج سکتے ہیں مگر انہیں ہدیہ کر کے انکی قیمت مسجد میں صرف نہیں کر سکتے اور اس صورت میں تو اور احوط و بہتر ہے کہ دوسرے مساجد ومدارس میں منتقل کر دیا جائے کہ قرآن پاک کو بے حرمتی سے بچانا لازم ہے۔درمختار کتاب الوقف میں ہے (وقف مصحفا علی اهل مسجد للقرأة ان یحصون جاز و ان وقف علی المسجد جاز و یقرأ فیه ولا یکون محصورا علی هذا المسجد) اھ(ج:6/ص:557/558/فتاوی رضویہ ج:6/ص:355/ماخوذ از فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:2/ص:204/205/باب المسجد) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۳ محرم ۱۴۴۱ ہجری) ۲۳ ستمبر بروز پیر ۲۰۱۹ عیسوی

(مسجد کی وقف کردہ زمین کو فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب مسجد کے لئے زمین وقف کر دی تھی کچھ زمانہ گزرنے کے بعد اس نے وہ زمین بیچ کر اسکا پیسہ کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں لگا دیا تو یہ ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

المستفتی:۔محمد عظیم ٹھا کر دوارہ مرداباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

واقف نے ایک بار مسجد کیلئے زمین وقف کر دی اور مسلمان اس جگہ نماز ادا کر دی تو وہ اصلا مسجد ہوگئی اور وقف شدہ اشیاء واقف کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اب اسے دوبارہ فروخت کرنا چاہے تو فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ اب وہ اس کا مالک ہی نہ رہا جیسا کہ (لا إله إلا الله وحده لا شريك له) ہرگز ہرگز نہیں بلکہ وہ مسجد خود قابل احترام اور اس میں نماز جائز ہے اس مسجد کو کسی بھی طرح آباد رکھنا ضروری ہے۔اور اس کی فروخت جائز نہ ہوگی جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال

امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: ذخیرہ وہندیہ وخانیہ، بحر وطحطاوی میں ہے (رجل له ساحة لابناء فيها امر قوما ان يصلوافيها بجماعة فهذاعلى ثلثة اوجه ان امرهم بالصلوٰة فيها ابدًا نصًا بان قالواصلوا فيها ابدا اوامرهم بالصلوٰة مطلقًاونوى الابدصارت الساحة مسجدًا اوان وقت الامر باليوم او الشهر اوالسنة لا تصير مسجدًا لومات يورث عنهايك) شخص کی خالی زمین بے عمارت ہے اس نے کچھ لوگوں سے کہا کہ اس میں جماعت سے نماز پڑھیں، اس کی تین صورتیں ہیں اگر تصریحًا کہا کہ ہمیشہ پڑھیں یا مطلق کہا اور دل میں ہمیشگی کی نیت تھی تو وہ سادہ زمین مسجد ہوگئی اور اگر ایک دن یا مہینے یا برس کی قید لگادی کہ اتنے دن اس میں نماز پڑھ لو تو مسجد نہ ہوگی، اسکے مرنے پر وارثوں کو پہنچے گی۔ درمختار میں ہے: (يزول ملكه عن المسجد بالفعل وبقوله جعلته مسجدا) یعنی بانی کی ملک مسجد سے دو طرح زائل ہوتی ہے، ایک یہ کہ زبان سے کہہ دے میں نے اسے مسجد کیا، دوسرا یہ کہ یہ نہ کہے، اور اس میں نماز کی اجازت بلاتحدید دے اور اس میں نماز مثل مسجد ایک بار بھی ہوجائے تو اس سے بھی مسجد ہوجائے گی۔

معلوم ہوا کہ لفظ مسجد کہنا شرط نہیں۔ بحرالرائق میں ہے (لايحتاج فى جعله مسجدا الى قوله وقفته ونحوه لان العرف جاربا لاذن فى الصلوٰة على وجه العموم و التخلية بكونه وقفا على هذه الجهة فكان كالتعبيربه,) مسجد ہونے کو کچھ ضروری نہیں کہ زبان سے کہے میں نے اسے وقف کیا یا اور کوئی لفظ اس کے مثل (مثلاً مسجد کیا) اس کے کہنے کی کچھ حاجت نہیں کہ عرف جاری ہے کہ نماز کی عام اجازت دے کر زمین اپنے قبضہ سے جدا کر دینا نماز کیلئے وقف ہی کرنا ہے، تو یہ ایسا ہی ہوا جیسے زبان سے کہنا کہ اسے مسجد کیا۔ اسی میں ہے (بنى فى فنائه فى الرستاق دكانا لاجل الصلوٰة يصلون فيه بجماعة كل وقت فله حكم المسجد) گاؤں میں اپنے پیش دروازہ کوئی چبوترہ نماز کیلئے بنالیا کہ لوگ پانچوں وقت اس میں جماعت کرتے ہیں اس چبوترے کے لئے مسجد کا حکم ہے (فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۱۶) ص (۲۸۲) مکتبہ دعوت اسلامی)

لہذا جب وہ جگہ مسجد ہوچکی ہے تو اس کی فروخت بہرصورت جائز قرار نہ دی جائے گی جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: وہ کہ واقف نے مسجد پر وقف کیا ہے اسے کوئی نہیں بیچ سکتا، نہ متولی، نہ اہل محلہ، نہ حاکم، نہ کوئی، ہاں اس کی آمدنی سے جو جائداد متولی نے وقف کے لئے خریدی وہ مسجد کے لئے بیع ہوسکتی ہے۔ متولی اور اہل محلہ اور سنی دیندار عالم اور دیانتدار مسلمانوں کے مشورہ سے جس میں غبن اور تغلب کا احتمال نہ

رہے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۱۶)ص(۴۲۹) مکتبہ دعوت اسلامی)واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۶شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(مسجد کی وقف اشیاء گھر لے جانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد سے قرآن شریف یا پارہ گھر پر لاکر رکھ کر پڑھنا اس نیت سے لانا کہ پڑھ کر واپس مسجد میں رکھ دیگا کیسا ہے؟ المستفتی:۔فراز احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

قرآن شریف جو مسجد میں لوگ وقف کرتے ہیں تو ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ جو نمازی حضرات نماز پڑھنے آئیں گے وہ قبل نماز یا بعد نماز اس کی تلاوت کریں گے لہٰذا مسجد کے لیے وقف شدہ قرآن کریم کو مسجد کی حدود سے باہر لے جانا جائز نہیں۔لھذا گھر لے جانا جائز نہیں۔مسجد ہی میں اس کی تلاوت کرنی چاہیے(لو وقف المصحف على المسجد أي بلا تعيين أهله قيل يقرأ فيه أي يختص بأهله المترددين إليه وقيل لا يختص به،أي فيجوز نقله إلى غيره وقد علمت تقوية القول الأول بما مر عن القنيه)(ردالمحتار کتاب الوقف جلد ۶ ص ۵۵۸ مطبع دار عالم الکتب للطباعت والنشر والتوزیع الریاض)واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(وقف کردہ زمین میں حجرہ بنانا جائز نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے صرف مسجد بنانے کے لئے زمین وقف کی تو اب اس زمین میں امام کے لئے حجرہ بنانا جائز ہے یا نہیں یا زمین مسجد بنانے کے لئے خریدی گئ اور خریدتے وقت یہ نیت نہ تھی کی امام کا حجرہ اسی زمین میں بنانا ہے مگر اب بنانا چاہتے ہیں تو کیا امام کا حجرہ بنا سکتے ہیں دلیل کے ساتھ جواب

المستفتی:۔عطا محمد جنید نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام کے لئے وقف کردہ زمین میں حجرہ بنانا جائز نہیں کہ یہ تغیر وقف ہے اور وقف کی تبدیلی جائز نہیں۔ ہندیہ میں ہے(لا یجوز تغیر الوقف عن ھیأتہ)(جلد دوم صفحہ 490)

صورت مسئولہ میں جس رقم سے زمین مسجد کے لیے خریدی گئ اگر وہ رقم چندے کی شکل میں اکٹھا کی گئیں ہیں اور زمین خریدتے وقت چندہ دہندگان پر نیت عیاں کردی گئ تھی کہ صرف مسجد بنانا ہے تو اب اگر چندہ دینے والوں نے اجازت دیدی تو جائز ہے اور اگر نہ دی تو جائز نہیں۔

اسی کے مثل ایک سوال کے جواب میں فتاوی فقیہ ملت میں ہے:اس زمانہ میں عموما دینی مدارس کا قیام عوامی چندہ سے ہوتا ہے اور جس زمین کی خریداری عام چندہ سے ہوتی ہے سبھی اس کے مالک اور واقف ہوتے ہیں مجدد اعظم اعلی حضرت قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:اور حق کہ واقف کو وقف پر ہوتا ہے سب کو بروجہ کمال یکساں حاصل ہوا اس میں کمی وبیشی چندہ پر لحاظ نہ ہوگا کہ یہ حق متجزی نہیں اور حق غیر متجزی ہر شریک کے لئے حاصل ہوتا ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے(ما ثبت بجماعۃ فھو بینھم علی سبیل الاشتراک)

(فتاوی رضویہ شریف جلد ششم صفحہ ۴۳۷)

امام الفقہاء حضور مفتی اعظم ہند تحریر فرماتے ہیں:اوقاف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے

اس میں بلاشرط واقف یا اجازت خاصۂ شرعیہ کوئی تغیر وتبدل جائز نہیں مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرض ادا نہیں کیا جا سکتا جو ادا کرے گا تاوان اس پر ہے۔(فتاوی مصطفویہ جلد سوم صفحہ ۱۳۵)

عبارت مذکورہ بالا سے واضح ہوگیا کہ چندہ کی رقم سے خریدی ہوئی جائیداد یا اس کی بچی ہوئی رقم چندہ دہندگان کی ملک پر ہے ان سے یہ بات بتادی گئی تھی کہ ہمارا ارادہ مدرسہ اور مسجد دونوں چیز بنانے کا ہے تب تو اس زمین میں مسجد بھی بنانا بلاشبہ جائز ہے کہ یہ چیز چندہ دینے والوں کی مرضی کے عین مطابق ہے۔اور اگر ایسا نہیں ہوا بلکہ صرف مدرسہ بنانے کا ذکر ہوا اور اسی نام سے چندہ ہوا پھر مدرسہ کی رقم سے کمیٹی نے زمین خریدی جس میں مسجد بنانے کی نیت بھی شامل کرلی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو کسی چیز کی تعمیر ہرگز جائز نہیں (لانه تغير الوقف و هو لا يجوز) اور کمیٹی کی نیت کوئی چیز نہیں مدار کار چندہ دینے والوں کی نیت ہے (جلد دوم صفحہ ۱۷۵/۱۷۶)

اور اگر ایک یا کچھ خاص آدمی نے رقم ملا کر خریدی تو اب اجازت لیکر بنا سکتے ہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

مشیر اسد پورنیہ بہار

۳؍رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری اتوار

(گورمنٹی زمین کو فروخت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے سرکاری (گورمنٹ) جگہ کو کچھ سال تک اپنے قبضے میں رکھا پھر اس کو بکر کے ہاتھ سے بیچ دیا بکر نے اس زمین پر گھر بنا لیا اب سوال یہ ہے کیا زید کا اس طرح سے سرکاری زمین قبضہ کرنا اور اس کا بیچنا جائز ہے کیا اور بکر کا اس زمین پر گھر بنانا کیسا ہے؟ مفتیان عظام اس مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔ **المستفتی:۔** فقیر صلاح الدین بھلہاوی رضوی سیتامڑھی (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گورمنٹی زمین کو ناجائز طور پر قبضہ کرنا اور اس پر تصرفات قائم کرنا بالکل بھی جائز نہیں کہ اس سے اپنی عزت داغدار کرنا ہوا کبھی بھی حکومتی کرم چاری اسے واپس لے سکتی ہے۔ہاں اگر گورنمنٹ سے خرید کر اپنے قبضہ میں کرے پھر فروخت کرے تو جائز ہے کہ سرکاری زمین کی خریداری جائز ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں اگر وہ افتادہ زمین غیر مملوکہ تھی جسے شرع میں "عادی الارض" عرف حال میں "سرکاری زمین" کہتے ہیں تو خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۱۷) ص (۱۶۹) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ أتم وأحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۱ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(ہنڈی کی بیع کا عند الشرع کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ہنڈی کی بیع جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں میں جواب

عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔ محمد قاسم کالا ڈھونگی ضلع نینی تال اترا کھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں ہنڈی سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص"الف" نے"ب" کو کچھ مال فروخت کیا اور"ب" نے رقم بعد میں اداء کرنیکا وعدہ کیا اور"الف" کو اس سلسلے میں ایک دستاویز لکھکر دیدی کہ وہ اسے مثلاً چھ ماہ بعد ایک لاکھ روپئے ادا کرے گا تو اس دستاویز کو"ہنڈی" کہتے ہیں اب"الف" اس دستاویز کو لیکر ایک شخص یا بینک کے پاس جاتا ہے کہ آپ اس ہنڈی کو مجھ سے مثلاً دس فیصد کمیشن پر خرید لیں اور اس طرح بینک اسے ایک لاکھ کی بجائے نوے ہزار روپئے دیدیگا اور چھ ماہ بعد مقررہ تاریخ پر بینک"ب" ایک لاکھ روپے وصول کریگا کمیشن کی مقدار کا انحصار اس مدت کی کمی بیشی پر ہوتا ہے جس کے بعد ہنڈی کی ادائیگی لازم ہوتی ہے-"ہنڈی کی بیع" دراصل قرض کی بیع ہے اور اس میں ایک شخص اپنا واجب الادا قرض اس شخص یا ادارے کو بیچ رہا ہے جس پر اسکا قرض واجب نہیں ہے اور یہ ناجائز ہے اس بیع کے عدم جواز کا سبب یہ ہے کہ اس میں غذر یعنی دھوکا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ مقروض دیوالیہ ہوجائے یا اسکی جملہ املاک کسی حادثے کے نتیجے میں تلف ہوجائین تو وہ دستاویز جسکی بیع ہوئی ہے اپنی قدر و قیمت کو کھو بیٹھے گی بعض علماء نے ہنڈی کی بیع کو اس بناء پر ناجائز قرار دیا ہے کہ یہ زیادتی اور تاخیر کے ساتھ نقود کا نقود سے تبادلہ ہے اور"ربوالفضل" کی حرمت کا اس پر اطلاق ہے۔اھ(تفہیم المسائل ج:1 /ص:323)

اور اسی طرح بہار شریعت ح:12 /ص:883 / 884 / میں ہے-واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۸ ربیع الاخر ۱۴۴۱ ہجری بروز منگل

(منرل واٹر بیچنا جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فلٹر پانی مارکٹ میں سیل کرنا کیسا ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد قاسم کالا ڈھونگی ضلع نینی تال اترا کھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

ہوا اور پانی ہر جاندار کی بنیادی ضرورت ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے(وجعلنا من الماء کل شئ حی)اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔(سورۃ الانبیاء)

انسان غذا کے بغیر دو تین دن تک بھی زندہ رہ سکتا ہے لیکن پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا،اس لئے شریعت مطہرہ نے تالاب،نہر،کنویں وغیرہ کا پانی ہر ایک کے لئے مباح رکھا کسی کو اس سے روکنے کا حق نہیں اور نہ وہ کسی ایک شخص کی ملکیت ہے البتہ جب پانی کو برتن،مشکیزہ،ٹینک وغیرہ میں محفوظ کرلیا جائے تو وہ انسان کی ملکیت قرار پاتا ہے۔اس کو اختیار ہے خواہ مفت دے یا مال کے عوض بیچے،ازروئے شرع اس کی خرید وفروخت کی جاسکتی ہے۔اگر پانی جمع کیا ہوا نہیں بلکہ کوئیں وغیرہ میں ہے تو کوئیں وغیرہ پر آکر پانی لینے والوں کو روکنا شرعاً جائز نہیں جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے(عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یمنع فضل الماء)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:زائد پانی کو نہ روکا جائے اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں(ان صاحب البئر لایملك الماء۔۔۔وھذامادام فی البئر أماإذا اخرجہ منھا بالاحتیال کمافی السوانی فلاشك فی ملکہ لہ لحیازتہ لہ فی الکیزان ثم صبہ فی البرك بعد حیازتہ)(فتاوی شامی جلد چہارم کتاب البیوع ص ۱۲۳)

لہٰذا منرل واٹر بیچنا جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۸ ر رمضان المبارک ۱۴۴۰ ہجری

(غیر مسلم کے ہاتھ اوجھڑی بیچنا جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اوجھڑی کھانا مکروہ ہے تو کیا اس کو غیر مسلم یا مسلم سے بیچ کر اس کا پیسہ

صدقہ کر سکتے ہیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ فرمایں محمد حشم الدین رضا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

مسلمان سے بیچنا یا مسلمان کا کھانا درست نہیں ہے مگر کافر کو دے دینا یا کافر کے ہاتھ بیچنا جائز ہے چونکہ مشائخ کا قاعدہ یہ ہے کہ کافر سے عقود فاسدہ کے ذریعے مال حاصل کرنا جائز ہے جیسا کہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ عقد فاسد کے ذریعہ سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کیساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو مثلا ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپے خریدے یا اس کے ہاتھ مردار کو بیچ ڈالا کہ اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر کیساتھ سے حاصل کرنا جائز ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کسی بدعہدی ذریعہ حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بدعہدی کفار کیساتھ بھی حرام ہے مثلا کسی کافر نے اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور یہ دینا نہیں چاہتا یہ بدعہدی ہے اور درست نہیں۔ (درمختار ردالمختار) (بحوالہ بہار شریعت حصہ یازدہم ص ۹۹)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۹ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(تاڑی نکالنے کیلئے درخت کی بیع کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک بزرگ کے آستانے کے احاطہ میں کچھ تاڑ کے درخت ہیں ان درختوں کو وہاں کی کمیٹی کرائے پر ایسے غیر مسلم کو دیتی ہے جو ان درختوں میں تاڑی لگاتے ہیں اور وہی تاڑی کی رقم سے کرایہ ادا کرتے ہیں تو کیا اس رقم کو آستانے و دیگر دینی امور میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی:۔ محمد ایوب رضا کولکتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تاڑ کھجور یا سیندھی نکالنے کے لئے اجارہ پر دیں یہ حرام و باطل ہے (فتاوی بحر العلوم جلد چہارم ص ۳۴۸)

اسی طرح جب تاڑی اور سیندھی کا بیع کرنا ہی حرام ہے تو اس رقم سے کسی کی تنخواہ دینا یا انتظام وانصرام میں خرچ کا یہ سب ناجائز وحرام ہے۔اسی طرح سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں اور تاڑ و کھجور اور سیندھی نکالنے کے لئے اجارہ پر دیں حرام و باطل ہے وہ نہ بعد وقف جائز ہو نہ اب جائز ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جلد ششم قدیم ص ۴۳۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۷ محرم الحرام ۱۴۴۱ ہجری (۱۷ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(حرام کام کے ذریعے جو مال حاصل کرتا ہو اس کے ساتھ خرید و فروخت کرنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو لوگ حرام کام کے ذریعہ مال خبیث حاصل کرتے ہیں ان کے ہاتھ تاجر کو دانستہ طور پر سامان فروخت کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔حافظ عبد السمیع

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو لوگ حرام کام کے ذریعہ مال خبیث حاصل کرتے اور حرام کام سے مراد سود، ڈکیتی، چوری وغیرہ ہیں تو ایسے لوگوں کے ہاتھ تاجر کا اشیاء فروخت کر کے پیسہ حاصل کرنا شرعاً جائز ودرست نہیں ہے بلکہ حرام ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بازاری عورت کے ہاتھ سامان فروخت کرنے کے متعلق تحریر فرمایا ہے اُس کے ہاتھ کچھ

بیچ کر اس کے زرِحرام سے قیمت لینا حرام، اُس کے یہاں کوئی اجرت کا کام کر کے اس کے زرِحرام سے اجرت لینا حرام (لان الذی عندھن کالمغصوب کما فی الھندیۃ وغیرھا) اس لئے کہ جو کچھ اُن بازاری عورتوں کے پاس ہے وہ غصب کردہ (یعنی چھینی ہوئی) چیز کا طرح ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ ہاں اگر اس کے سوا کوئی اور ذریعہ حلال بھی اس کے پاس ہو اور لینے والے کو معلوم نہ ہو کہ یہ قیمت یا اجرت کون سے مال سے ہے تو لینا جائز ہے جبکہ وہ چیز کہ بیچی بعینہٖ اس سے اقامت معصیت نہ ہو جیسے مزامیر، ورنہ بیچنا خود ہی جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الحظر وال اباحۃ، جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۵۸۲)

واللہ تعالٰی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ

۲۰/محرم الحرام/ ۱۴۴۰ ہجری 1/ اکتوبر بروز پیر/2018

(لائف انشورنس یعنی جیون بیمہ کرانا عندالشرع کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لائف انشورنس کے بارے میں رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ معروف مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہندوستان میں لائف انشورنس یعنی زندگی بیمہ کرانا جائز ہے مگر ہر شخص کو اجازت نہیں صرف اسی کو اجازت ہے جسکو اپنی موجودہ مالی حالت کے ساتھ تین سال کی مقررہ یا اس کے بعد کی مدت موسعہ تک تین سال کی تمام قسطیں جمع کرنے کا ظن غالب ملحق بالیقین ہو اور جسکی موجودہ مالی حالت مدت موسعہ تک تین سال کی پالیسی قائم رکھنے کے قابل نہیں اسکا ظن غالب ملحق بالیقین نہیں تو ایسے شخص کو بیمہ پالیسی کی اجازت نہیں۔(صحیفہ فقہ اسلامی ص:32)

زندگی بیمہ سے حاصل شدہ آمدنی حلال ہے اسے اپنے دینی ودنیاوی امور میں صرف کرنا بھی جائز ہے کہ وہ نفع حقیقت میں سود نہیں بلکہ ایک جائز مال ہے جو مالک کی رضا سے ملتا ہے-مزید تحقیق وتفصیل کے لئے رسالہ ”جدید بینک کاری اور اسلام“ کا مطالعہ کریں۔اھ(ماخوذ از فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:2 /ص:273 / باب الربا/ فقیہ ملت اکیڈمی اوجھا گنج ضلع بستی)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(سود اور رشوت میں کیا فرق ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سود اور رشوت میں کیا فرق ہے؟ المستفتی:۔محمد ریاض

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ربا یعنی سود اس زیادتی کو کہتے ہیں جو عاقدین میں سے کسی ایک کے لئے شرح کی گئی اور عوض سے خالی ہو اور بقول اعلی حضرت محدث بریلوی قدس سرہ القوی ربا یعنی سود عقد سے ثابت ہونے والی اس زیادتی کو کہتے ہیں جو عوض سے خالی ہو۔(فتاوی رضویہ ج:17 /ص:160 /دعوت اسلامی)

اور رشوت: جو چیز حق کو باطل ٹھرائے یا باطل کو حق ٹھہرانے کے لئے دی جائے اور بقول اعلی حضرت محدث بریلوی قدس سرہ القوی رشوت: جو کچھ پرایا حق دبانے کے لئے دیا جائے یا اپنا کام بنانے کے لئے حاکم کو دیا جائے۔

(فتاوی رضویہ ج:23 /ص:597 /دعوت اسلامی رماخوذ از خزائن التعریفات (رب) ص:172 /(رش) ص:176 /والضحی پبلی کیشنز)

اور مال سود اور مال رشوت کے حکم میں فرق کو حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی بایں طور بیان فرماتے ہیں کہ" جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا اس سے فرض ہے کہ جس جس سے لیا ہے ان پر واپس کرے وہ نہ رہے ہوں انکے ورثاء کو دے پتہ نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے خرید وفروخت کسی کام میں اس مال کا لگانا حرام قطعی ہے بغیر صورت مذکورہ کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سود وغیرہ عقود فاسدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ اسے واپس دے خواہ ابتداء تصدق کردے(و ذالك لان الحرمة فی الرشوة و امثالها لعدم الملك اصلا فهو عنده كالمغصوب فيجب الرد على المالك او ورثة ما امكن اما فی الربو او اشباهه فلفساد الملك و خبثه و اذا قد ملكه بالقبض ملكا خبيثا لم يبق مملوك الماخوذ منه لاستحالة اجتماع ملكين على شئی واحد فلم يجب الرد و انما وجب الانخلاع عنه اما بالرد اما بالتصدق كما هو سبيل سائر الاملاك الخبيثة) اھ۔یعنی یہ اس لئے کہ رشوت اور اس جیسے مال میں ملکیت بالکل نہ ہونے کی وجہ سے حرمت ہے لہذا وہ مال رشوت لینے والے کے پاس غضب شدہ مال کی طرح ہے لہذا ضروری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو وہ مال اسکے مالک یا اسکے ورثاء کو لوٹا دیا جائے پس ایسا کرنا واجب ہے سود یا اس جیسی اشیاء میں فساد ملک اور خباثت کی بناء پر بوجہ قبضہ اسکا مالک بن گیا تو جس سے مال لیا گیا اب اسکی ملکیت باقی نہ رہی بلکہ ختم ہوگئی اس لئے کہ ایک چیز بیک وقت دو ملک جمع ہونے محال ہیں (کہ اصل شخص بھی مالک ہو اور سود خور بھی)

لہذا مال ماخوذ کا واپس کرنا ضروری نہیں بلکہ اس سے علیحدگی واجب ہے خواہ بصورت یعنی لوٹانے کے ہو یا بصورت خیرات جیسا کہ تمام املاک خبیثہ میں یہی طریقہ ہے۔ ہاں جس سے لیا ہے انہیں یا انکے ورثاء کو دینا یہاں بھی اولی ہے (کما نص علیہ فی الغنیہ والخیریہ والھندیہ وغیرھا) اھ (فتاوی رضویہ ج:23/ص:552/553/دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۱ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(چارٹرڈ اکاؤنٹ (C A) کی نوکری کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ CA کی نوکری کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد فیروز برکاتی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں C A یعنی چارٹرڈ اکاؤنٹ کی نوکری کرنا جائز ہے جیسا کہ سراج الفقہاء محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ بینک میں کام کر سکتے ہیں لیکن اس میں سودی کاروبار سے بچیں جہاں اس طرح کا کام آئے آپ اسے اپنے ہاتھوں ہرگز نہ کریں باقی کام آپ کر سکتے ہیں اور اسکی تنخواہ بھی آپ لے سکتے ہیں۔اھ (سراج الفقہاء کی دینی مجالس ص:111/سوال نمبر:104/کتاب البیوع/انجمن اسلامیہ پڈرونہ ضلع کشن نگر یوپی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(قرض دیکر نفع لینا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کسی کو ۱۰۰۰۰ ہزار روپے دیکر یہ کہتا ہے کہ مال میرا ہے تجارت تم کرو اور اس میں سے ۲۵٪ مجھ کو دو اگر کبھی نقصان ہوتا ہے تو اگلے منافع سے پورا کرنے کے بعد جو بچے اس میں سے ۲۵٪ مجھ کو دینا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی:۔ حافظ عمران رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں بیان کردہ یہ صورت درست نہیں ہے دو افراد اس طرح معاملہ کریں کہ ایک کا سرمایہ ہو اور دوسرے کی محنت ہو تو اسے اصطلاح شریعت میں ''مضاربت'' کہا جاتا ہے، عقد مضاربت میں نفع کا تناسب عاقدین کی صوابدید اور آپسی رضامندی سے کیا جاتا ہے۔مضاربت کے تحت کئے جانے والے کاروبار میں اگر نقصان وخسارہ ہو جائے تو پہلے اس کی تلافی و پابجائی حاصل ہو چکے نفع سے کی جائے گی، اگر سرمایہ کار اور مضارب نے آپس میں نفع کی رقم تقسیم کر لی ہو تو اس تقسیم کو کالعدم قرار دیا جائے گا، دونوں کے نفع کی رقم سے نقصان بھر دیا جائے گا، اگر سرمایہ کار و محنت کرنے والے میں سے کسی نے نفع کی رقم خرچ کردی ہو تب بھی اُسے اپنے حصہ کے برابر نفع کی رقم واپس کرنا ہوگا، نقصان کی بھرپائی نفع سے ہی ہو جائے تو ٹھیک ہے اور اگر نفع کی رقم ختم ہو جائے اور نقصان باقی رہ جائے تو اصل سرمایہ سے تلافی کی جائے گی، اصل سرمایہ سے بھرپائی کرنے کی صورت میں محنت کرنے والا نقصان میں شریک نہ ہوگا، سرمایہ کار مکمل طور پر نقصان برداشت کرے گا اور محنت کرنے والے کو اپنی محنت کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے قال محمد رحمہ اللہ تعالی إذا عمل المضارب بمال المضاربة فربح ألفا فاقتسما الربح ومال المضاربة فی ید المضارب علی حاله فأخذ رب المال من الربح خمسمائة والمضارب خمسمائة ثم ضاع ما أعد لرأس المال فی ید المضارب قبل العمل أو بعده فإن قسمتهما باطلة، والخمسمائة التی أخذها رب المال تحسب من رأس المال ویؤدی المضارب الخمسمائة التی أخذها لنفسه من الربح إلی رب المال إن کانت قائمة بعینها،

وإن هلكت في يده رد مثلها على رب المال حتى يتم لرب المال رأس ماله، والألف الذي هلك في يد المضارب هو الربح، كذا في المحيط (فتاوی عالمگیری الباب السادس عشر في قسمت الربح كتاب المضاربه) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۵/جنوری بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(فائنس کا کام کرنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہے جو فائنیس کا کام کرنا چاھتا ہے اسکے لئے کیا حکم ہے کیا وہ شخص کرسکتا ہے یا نہیں مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔عمران اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فائنس کے بارے میں حاصل کی گئی معلومات سے واضح ہوا کہ اس کی خرید وفروخت کے تمام طریقے سود پر ہی مبنی ہوتے ہیں اور سود حرام قطعی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے (احل الله البيع و حرم الربو) یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام فرما دیا۔(پ:2/آیت:275/سورۂ بقرہ)

حدیث پاک میں ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود لینے والے سود دینے والے سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔(مسلم شریف ج:2/ص:27/کتاب المساقاۃ/باب الربو)

لہذا فائنس کا کام کرنا جائز نہیں۔(فتاوی رضا دار الیتامی ص:349/سود کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۶ محرم ۱۴۴۱ ہجری بروز جمعرات

(بینک سے لون کے طور پر پیسہ لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید LIC میں پیسہ جمع کررہا تھا لیکن بعد میں اسکو ضروری کام پڑ گیا جسکی وجہ سے زید اب کمپنی سے پیسہ لینا چاہتا ہے کمپنی اسکو لون کے طور پر دینا چاہتی ہے اورانٹریسٹ بھی اس میں لگے گا تو کیا زید کا LIC کمپنی سے لون لینا شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز رہنمائی فرمائیں المستفتی:۔صلاح الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بینکوں سے قرض لیکر اس پر انٹرسٹ دینا تینوں مذہب میں بالاتفاق سود اور حرام وگناہ ہے اور مذہب حنفی میں قول راجح پر سود اور حرام وگناہ ہے لہذا کیش کریڈٹ کلین ور (over) ڈرافٹ ڈاکومینٹری اور (over) ڈرافٹ آئی آرڈی پی سیوے پردھان منتری روزگار یوجنا، وغیرہ اسکیموں سے قرضے لینا اور اس پر انٹرسٹ دینا امام مالک امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نزدیک بھی حرام وگناہ ہے بلکہ ان ائمہ کے یہاں بدرجۂ اولی حرام وگناہ ہے یہی حکم ایل آئی سی (LIC) کا بھی ہے، قرض پر چھوٹ/جن قرضوں پر حکومت ۳۳ فیصد یا، ۴۰ فیصد چھوٹ دیتی ہے یعنی قرض سے اتنے فیصد معاف کردیتی ہے ان میں بھی بقیہ قرضے پر سود وصول کرتی ہے اس لیئے یہ بھی چاروں مذاہب میں حرام وگناہ ہے۔بقیہ تفصیل صفہ ۷۲/۱۷ میں دیکھ سکتے ہیں۔(جدید بینک کاری اور اسلام ۸۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۷ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ نومبر بروز سوموار ۲۰۱۸ء

(رشوت دے کر نوکری حاصل کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان ڈگری خرید کر ایک کمپنی میں کام کرتا ہے اور اس طرح وہ

کسی کا حق مار رہا ہے ایک طالب علم زندگی کے کئی سال دے کر پڑھائی کرتا ہے پیسہ سالوسال فیس کی شکل میں دیتا ہے کچھ لوگ پیسہ دے کر ڈگری اور تجربہ کا لیٹر لیکر بڑی کمپنی میں کام کرتا ہے اور دین دار ہونے کا دعوی کرتے ہیں شریعت میں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے اور انکا وہ پیسہ جو تنخواہ میں ملتا ہے کیا وہ پیسہ جائز کا ہے **المستفتی**:۔زاہد حسین رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رشوت لینا اور بلاضرورت دینا دونوں حرام ہے اگر کوئی انسان کسی چیز کے لائق ہے اور جانتا ہے کہ بغیر رشوت دیئے کام نہیں ہوگا تو اپنا حق لینے کے لئے دے سکتا ہے وہ گنہگار نہیں ہوگا البتہ لینے والا گنہگار ہوگا اور اس کے لائق نہیں بلکہ دھوکہ اور رشوت کی بنیاد پر جو کہ اسکے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ اس کام کے مستحق نہیں تو یہ رشوت دینا حرام ہے۔(ماخوذ فتاویٰ بحر العلوم جلد ۴ صفحہ ۶۳)

اور رشوت دیکر ملازمت حاصل کرنے کے بعد اسکی ڈیوٹی ادا کرنے کے بعد جو معاوضہ ملا وہ حلال ہے دلیل وہی کہ رشوت دینا حرام ہے لیکن ڈیوٹی ادا کر کے تنخواہ اور مزدوری لینا حرام نہیں ہے۔فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۱۶۶/۱۶۷ پر ہے نفس اجرت جو کسی فعل حرام کے مقابل نو ہوں حرام نہیں یہی معنی ہے اس قول حنفیہ کے (یطیب الاجر وان کان السبب حراما کما فی الاشباہ وغیرھا)

خلاصہ یہ ہے کہ رشوت دیکر استحقاق ملازمت حاصل کرنا ضرور حرام وگناہ ہے مگر حصول ملازمت کے بعد ڈیوٹی کے بعد جو اجرت حاصل ہوئی وہ حلال ہے۔(فتاویٰ بحر العلوم جلد ۴ صفحہ ۷۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

کتاب التفسیر

تفسیر کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(مرج البحرین یلتقیان بینھما الخ کامفھوم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں نے سید امین القادری صاحب کے بیان میں سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ الایبغیان سے مراد دریا ہے اور دریا سے دو موتی نکلتی ہے ایک ہرے رنگ کی اور ایک لال رنگ کی وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہہرے رنگ کی موتی کو حسن رضی اللہ عنہ اور لال رنگ کی موتی کو حسین کہتے ہیں اس کے بارے مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایت الحق والصواب

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اس تعلق سے بیان فرماتے ہیں کہ (مرج البحرین یلتقین بینھما برزخ لا یبغین الخ) اس نے آپس میں ملے ھوئے دو دریا بہادئے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے جو ایک دوسرے پر زیادتی نھیں کرتا پھر تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان دونوں سے موتی اور مونگے (لولواور مرجان) نکلتے ہیں،ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے " مرج البحرین یلتقیان " کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا ان سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھما ہیں اور برزخ لا یبغیان سے مراد پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ھیں اور یخرج منھما اللؤلؤ و المرجان سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنھما ہیں (اخرج ابن مردویہ عن انس ابن مالک فی قولہ مرج البحرین یلتقیان قال علی وفاطمہ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجانقال الحسن والحسین واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما فی قولہ مرج البحرین یلتقیان قال علی وفاطمہ بینھما برزخ لایبغین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسین)۔ (تفسیر درمنثور جلد ۱۴ ص ۱۱۶ / ۱۱۷)

الحاصل سید صاحب کا یہ قول کہ ہرے رنگ کی موتی کو حسن اور لال رنگ کی موتی کو حسین کہتے ہیں یہ ان کی ذاتی

تخلیص ہے جو عموما مقررین اپنی بات میں لچک پیدا کرنے کیلئے بسا اوقات بول دیا کرتے ہیں کتب تفاسیر وسیرت میں ایسی کوئی روایت نہیں گزری ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۱ مطابق ۲۲ ستمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(واللہ اخرجکم من بطون امھتکم لا تعلمون شیئا سے کیا مراد ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شیخ المشائخ محبوب سبحانی غوث صمدانی پیر لاثانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ماں کے پیٹ میں ۱۸ پارہ قرآن شریف زبانی یاد کر کے دنیا میں تشریف لیکر آئے۔اور اللہ تعالٰی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:" واللہ أخرجکم من بطون أمھاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والأبصار والأفئدۃ لعلکم تشکرون(سورہ:نحل:آیۃ:۸۰)

اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیئے کہ تم احسان مانو۔کنز الایمان۔طلب امر یہ ہے کہ جب اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ تم لوگ کچھ نہیں جانتے تو پھر غوث پاک نے ماں کے پیٹ میں ۱۸ پارہ قرآن پاک زبانی کیسے یاد کئے۔مدلل جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیے عین کرم ہوگا۔

المستفتی:۔فرحان رضا فیضانی مدھوبنی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں آیت کا مفہوم وہ نہیں جو سوال میں بیان کیا گیا ہے بلکہ اس آیت کریمہ کے متعلق تفسیر قرطبی میں ہے کہ قولہ تعالی:" واللہ أخرجکم من بطون أمھاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والأبصار والأفئدۃ لعلکم تشکرون قولہ تعالی: واللہ أخرجکم من بطون أمھاتکم لا تعلمون شیئا ذکر أن من

نعمه أن أخرجكم من بطون أمهاتكم أطفالا لا علم لكم بشيء . وفيه ثلاثة أقاويل : أحدها : لا تعلمون شيئا مما أخذ عليكم من الميثاق فى أصلاب آبائكم . الثانى : لا تعلمون شيئا مما قضى عليكم من السعادة والشقاء . الثالث : لا تعلمون شيئا من منافعكم "یعنی نہ جاننے کے متعلق تین قول ہے ا،،تم اس میں سے کچھ نہیں جانتے تھے جو اس نے تم سے وعدہ لیا حالانکہ تم ابھی اپنے باپوں کی صلبوں میں تھے۔

(۲) تم اس میں سے کچھ نہ جانتے تھے جو اس نے تمہارے بارے میں سعادت وشقاوت لکھی۔

(۳) تم اپنے منافع کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مطلب نہیں آیت کریمہ کا جو سوال میں قیاس کیا گیا ہے۔(تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۵۶۳)

اب رہا سوال حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تو یہ بات بالکل درست ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں ہی اٹھارہ پارے ,حفظ کر لیے تھے جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے سائل کا آپ پر اعتراض بیجا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۳ صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری بروز جمعرات

(من وسلویٰ کس نبی کی امت پر اتارا گیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ من وسلویٰ کس نبی کی امت پہ کب کون سی جگہ پر نازل ہوا تفصیل سے بیان فرمادیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ساجد رضا نوری محلہ سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بہت انعامات کی بارش کی مثلاً بادلوں کا سایہ،،دریا سے راستہ نکالنا،،وغیرہ انہیں میں سے ایک انعام من وسلویٰ بھی ہے یہ بنی اسرائیل یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے ساتواں انعام ہے۔جیسا کہ

آیت کریمہ ہے (وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ) یعنی اے بنی اسرائیل ہم نے تم بادلوں کا سایہ کیا اصل میں واقعہ یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلے اور دریا عبور کر کے آگے جنگل میں جو مصر و شام کے درمیان ہے پہونچے جسے مقام تیہ بھی کہا جاتا ہے تو اللہ نے حکم دیا کہ جبارین کی شہر میں داخل ہو کر ان سے لڑو تو چونکہ قوم جبارین بڑے سرکش تھے جس وجہ سے بنی اسرائیل والے کہنے لگے حضرت موسیٰ سے کہ آپ اور آپ کا رب لڑے ہم یہیں رہیں گے تو اللہ نے ان پر سزا مقرر فرمائی اب وہ لوگ چالیس سال تک بھوکے پیاسے اسی میدان میں پھرتے رہیں پھر جب ان لوگوں کو گرمی اور بھوک لگی تو حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور عرض کئے تو اللہ نے رحم فرمایا اور نور کا ستون نازل فرمایا اور بھوک لگی تو انہوں نے طعام طلب کیا تو حضرت موسیٰ دعا کئے وہ قبول ہوئی تو اللہ نے، وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ، من اتارا یہ سفید رنگ برف کی طرح طعام جو شہد جیسی گھی سے مرکب غذا تھی جب یہ کھا کرا کتا گئے تو کہنے لگے اے موسیٰ ہمیں گوشت چاہیئے تو اللہ نے ان پر سلوی نازل فرمایا اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ من برف کی طرح طلوع فجر سے لیکر غروب شمس تک اترتا یونہی سلوی بھی یہ لوگ روزانہ کالے لیتے صرف جمعہ کو دو دن کا جمع کر لیتے کیونکہ ہفتہ اسکے عید کا دن تھا اس دن کھانا نہیں اترتا تھا اور ان لوگوں کو حکم تھا کہ ذخیرہ نہ کریں لیکن ان لوگوں نے ذخیرہ کرنا شروع کر دیا جس سے وہ گوشت خشک ہونا شروع ہو گئے تو اللہ نے بند کر دیا وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کئے جیسا فرمان الٰہی ہے وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو نہ کوئی کھانا بدبودار ہوتا اور نہ کوئی گوشت خراب (تفسیر روح البیان جلد اول)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(ووجدک ضالا کا صحیح مفہوم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن مقدس پارہ تیس ووجدك ضالاء فهدہ کا جب میں نے

ترجمہ کنزالایمان اعلحضرت پڑھا اور تمھیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو راہ دی۔۔اور ترجمہ تھانوں کو دیکھا تو اس کا ترجمہ ہے اور تمھیں گمراہ پایا تو ہم نے راہ دی تو علمائے کرام سے سوال ہے کی لفظ خودرفتہ اور گمراہ پایا تو راہ دی پر غور کریں اور وضاحت کریں کہ عین مہربانی ہوگی المستفتی:۔منوررضا حشمتی بلرامپور یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں اس آیت کے ترجمہ میں بڑے بڑے مدعیان علم وہنر نے بری طرح ٹھوکر کھائی ہے اس لئے اس کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں ضالا ضلالت سے اسم فاعل ہے عام طور سے ضلالت کا مفہوم سمجھا جاتا ہے راہ راست سے بھٹک جانا گمراہ ہونا عقیدہ وعمل میں غلط راستہ اختیار کرنا علمائے اہلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور سرور عالم علیہ الصلواۃ والسلام اعلان نبوت سے قبل اور بعد بھی عقیدہ وعمل کی ہر کجی سے معصوم ہیں حضور نے اس مشرکانہ ماحول میں عمر شریف بسر فرمائی لیکن ایک لمحہ کے لے بھی شرک کی نجاستوں سے گردآلود نہیں ہوئے زمانۂ جاہلیت کی لغویات سے حضور کا دامن ہمیشہ محفوظ رہا تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ عرب معاشرہ جس قسم کی فکری اور عملی گمراہیوں میں مبتلا تھا حضور علیہ السلام ان سے ہمیشہ بالکل منزہ ومبرہ تھے،اللہ تعالی نے اپنے حبیب کی سابقہ حیات کو آپ کی صداقت کی دلیل کے طور پر قرآن میں پیش فرمایا ہے(فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيكُمۡ عُمُرٗا مِّن قَبۡلِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ)اس آیت میں ما ضل صاحبکم وما غوی میں بھی حضور کے عقیدہ وعمل کی گمراہی کی نفی کی گئی ہے ان آیات کی موجودگی میں اور تاریخ کی ناقابل تردید شہادت کے باوجود ضالا کا ترجمہ گمراہ یا بھٹکا ہوا کرنا خود بڑی ضلالت ہے العیاذ باللہ

علمائے تفسر نے اس آیت کی تفسر کرتے ہوئے بہت سے اقوال بیان کیے ہیں ان میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ضلالت کا لفظ غفلت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے قرآن شریف کی آیت لا یضل ربی ولا ینسی سورہ طه ای لا یغفل یعني میرا رب نہ کسی چیز سے غافل ہوتا ہے اور نہ کسی چیز کو فراموش کرتا ہے مذکورہ آیت میں ضالا بمعنی غافل مستعمل ہوا ہے یعنی آپ قرآن اور احکام شرعیہ کو پہلے نہیں جانتے تھے اللہ تعالی نے آپ کو قرآن کا علم بھی بخشا اور احکام شرعیہ کی تفصیلات سے بھی آگاہ فرمایا ای لم تکن تدری القرآن والشرائع فهداك الله الی القرآن وشرائع الاسلام ضحاک شہر بن حوشب وغیرہما سے یہ قول منقول ہے قرطبی اور صاحب جلالین اسی جانب گئے

ہیں جب پانی دودھ میں ملا دیا جائے اور پانی پر دودھ کی رنگت وغیرہ غالب آجائے تو عرب کہتے ہیں ضل الماء فی اللبن کہ پانی دودھ میں غائب ہو گیا اس استعمال کے مطابق آیت کا ترجمہ ہوگا (نت مغمورا بین الکفار بمکة فقواك اللہ تعالی حتی اظهرت دینه کبیر) یعنی آپ مکہ میں کفار کے درمیان گھرے ہوئے تھے پس اللہ تعالی نے آپ کو قوت عطا فرمائی اور آپ نے اس کے دین کو غالب کیا۔

ایسا درخت جو کسی وسیع صحرا میں تنہا کھڑا ہو اور مسافر اس کے ذریعے اپنی منزل کا سراغ لگائیں اس کو عربی میں الضال کہتے ہیں العرب تسمی الشجرۃ الفریدۃ فی الفلاۃ ضالة اس مفہوم کے اعتبار سے آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جزیرہ عرب ایک سنسان ریگستان تھا جس میں کوئی ایسا درخت نہ تھا جس پر ایمان وعرفان کا پھل لگا ہو صرف آپ کی ذات جہالت کے اس صحرا میں ایک پھلدار درخت کے مانند تھی پس ہم نے آپ کے ذریعہ سے مخلوق کو ہدایت بخشی کبیر فانت (شجرۃ فریدۃ فی مغارۃ الجهل فوجدتك ضالا فهدیت بك الخلق). کبھی قوم کے سردار کو خطاب کیا جاتا ہے لیکن اصلی مخاطب قوم ہوتی ہے یہاں بھی یہی معنی ہے ای وجد قومك ضالا فهداهم بك اللہ تعالی نے آپ کی قوم کو گمراہ پایا تو آپ کے ذریعے سے ان کو ہدایت کا نور عطا کیا علامہ ابوحیان اندلسی اپنی تفسر میں لکھتے ہیں کہ یہاں پر مضاف محذوف ہے اصل عبارت یہ ہے (وجد رهطك ضالا فهدابك جس طرح واسئلو ا القریة کی اصل واسئلوا اهل القریة) ہے اور اہل جو مضاف ہے محذوف ہے البحر المحیط حضرت جنید قدس سرہ سے منقول ہے ضالا کا متحیرا یعنی اللہ نے آپ کو قرآن کریم کے بیان میں حیران پایا تو اسکے بیان کی تعلیم دی۔امام رازی کہتے ہیں الضلال بمعنی المحبة کما فی قوله تعالی انك فی ضلالك القدیم یہاں ضلال سے مراد محبت ہے جس طرح سورہ یوسف کی اس آیت میں ہے تو اب معنی ہوگا کہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ پایا تو ایسی شریعت سے بہرہ ور فرمایا جس کے ذریع آپ اپنے محبوب حقیقی کا تقرب حاصل کر سکیں۔فائدہ ان سارے قوال کے بعد آپ نے محسوس کر لیا ہوگا کہ سیدی اعلی حضرت کا ترجمہ بالکل تفاسیر کے موافق ہے اور اشرف علی تھانوی یا اس جیسے اور مترجمین کا ترجمہ منشاء قرآنی کے خلاف ہے اسلے ہمیشہ اپنے گھروں میں اپنے بچوں بچیوں دوست واحباب کو اعلی حضرت کا ترجمہ کیا ہوا قرآن کنز الایمان پڑھنے کی ترغیب دیں

اللهم اهدنا الصراط المستقیم (بحوالہ جلالین شریف تفسیر روح البیان، ضیاء القرآن) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی کشن گڑھ اجمیر

۷ جمادی الاخر ۱۴۴۰ ہجری بروز بدھ

(جب مشرکین نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے رب کا نسب بیان کرو تو کونسی سورت نازل ہوئی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے رب کا نسب بیان کرو تو کونسی سورت نازل ہوئی جواب مرحمت فرمائیں المستفتی:۔شکیل احمد بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب کفار ومشرکین عرب نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ رب العزت وعز وعلا تبارک وتعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے سوال قائم کئے کوئی کہتا تھا کہ اللہ کا نسب کیا ہے کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے کس چیز کا ہے؟ کسی نے کہا وہ کیا کھاتا کیا پیتا ہے ربوبیت اس کس سے ورثہ میں پائی اور اسکا کون وارث ہوگا؟ انکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت (سورۂ اخلاص) نازل فرمائی اور اپنے ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات واوہام کی تاریکیوں کو جن میں وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات وصفات کے انوار کے بیان سے مضمحل کردی۔اھ (تفسیر خزائن العرفان پ:30/سورۂ اخلاص) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۱ ہجری بروز پیر

(وعلمك مالم تكن تعلم اور علم الانسان مالم يعلم ان دونوں آیت کریمہ کی صحیح تشریح وتوضیح)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (وعلمك مالم تكن تعلم اور علم الانسان مالم

یعلم) ان دونوں آیتوں کے بارے میں زید کا کہنا ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے اللہ نے انہیں سب سکھا دیا اسی طرح انسان بھی جو نہیں جانتا تھا اللہ نے سب سکھا دیا تو کسی نے بتایا کہ یہاں انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہیں تو زید نے کہا اگر آدم علیہ السلام مراد ہیں تب بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ علم میں دونوں برابر ہیں کیونکہ ان دونوں آیتوں میں مَا عمومیت کے لئے ہے اور قاعدہ ہے ۔المطلق یجری علی ا طلاقه ۔اب مفتیان کرام سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ مع حوالہ ان دونوں آیتوں کی تشریح وتوضیح کریں تا کہ ایمان محفوظ رہ سکے۔ المستفتی: ۔محمد عامر رضا بوکارو

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں علمك مالم تكن تعلم میں علم تفعیل کا ماضی مبالغہ کیلئے ہے یعنی خوب اور بہت سکھا دیا، ما، سے مراد احکام شرع، امور دین، علوم غیبیہ، چھپی ہوئی چیزیں، دلوں کے ارادے، بھید، سینوں کے اسرار، اگلے پچھلے کی خبریں، سب ہی کچھ ہیں، تفسیر خازن بیضاوی، مدارک، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، میں ہے کہ، ما، عام ہے کوئی قید نہیں سارے علوم غیبیہ مراد ہیں۔

بحوالہ تفسیر نعیمی آیت مزکورہ کے تحت علمک، اوروحی بھیج کر غیب کی باتیں اور پوشیدہ امور بتائے۔(تفسیر روح البیان)

علم الانسان مالم یعلم، انسان کو سکھا دیا جو نہ جانتا تھا یعنی اللہ تعالی نے بذریعہ قلم، اور اسکے بغیر بھی امور کلیہ جزئیہ جلیہ خفیہ وہ کہ اسکے دل پر نہ کھٹکا سیکھا دیا، (روح البیان)

اور اسی آیت کے تحت صاحب ضیاء القرآن کہتے ہیں انسان کو جو کچھ سکھایا ہے اللہ تعالی ہی سکھایا ہے سارے علوم وفنون، اسرار ومعارف، انکشافات وایجادات، اسی کے بے پایاں علم کی نہریں ہیں جتنا چاہتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

چند سطر بعد علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں والاشعار، بانه تعالی یعلمه علیه الصلاۃ والسلام من العلوم مالا یحیط به العقول مالا یخفی، اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے علوم سکھائے جنکا احاطہ عقلیں نہیں کرسکتیں، روح المعانی ثناء اللہ پانی پتی کہتے ہیں یحتمل ان یکون المراد بالانسان محمد صلی الله تعالی علیه وسلم یعنی الانسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر مظہری، میں ہے (فاللہ سبحانہ علم نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بتلك الغطات الثلاث علوم الاولین والآخرین) یعنی ممکن ہے کہ اس آیت میں انسان سے مراد محمد صلی علیہ وسلم ہوں ضیاء القرآن آیت مذکورہ آیت کے تحت سائل یہ سمجھ رہے ہیں کہ دونوں آیت میں تناقض ہے اسلئے کہ پہلی آیت سے مراد ذات نبی علیہ الصلاۃ والتسلیم اور دوسری آیت سے عام انسان، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں صاحب جلالین فرماتے ہیں علم الانسان الجنس مالم یعلم قبل تعلیمه من الھدء والکتابه والصناعته وغیرھما انسان سے جنس انسان مراد ہے اور جنس انسان میں نبی دوعالم بھی شامل ہیں اسلئے کہ جس طرح حضور کو اعلان نبوت سے قبل وبعد گناہوں سے معصوم ماننا ضرویات دین ہے اسی طرح انسان بھی ماننا ضروی ہے علامہ آلوسی اور پانی پتی کے اقوال کی روشنی میں آیت پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ الانسان، سے ذات نبی مراد لیتے ہیں اور اگر الانسان سے مراد جنس انسان لیتے ہیں جیسا کہ صاحب جلالین وغیرہ تب بھی آیت پر کوئی اعتراض نہیں اسلئے جنس انسان میں نبی دوعالم علیہ التحیۃ والثنا بھی شامل ہیں اب، ما، کی عمومیت سے کوئی استحالہ لازم نہیں آئے گا جس انسان کو رب نے جتنا چاہا علم عطا فرمایا اور سب سے زیادہ اپنے محبوب کو مقرب فرمایا تو علم ما کان وما یکون سے سرفراز فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی کشن گڑھ اجمیر

۸ جمادی الاخر۔ ۱۴۴۰ ہجری بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب المناقب

مناقب کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(کیا والدین کے ساتھ حسن سلوک کے سبب عمر میں برکت اور اولاد فرمانبردار ہوتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا والدین کی نافرمانی کرنے سے کیا عمر کم ہوجاتی ہے۔کیونکہ یہ مسئلہ زیر بحث بنا ہوا ہے۔

المستفتی:۔محمد سلیم رضا برکاتی بدایونی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ صحیح ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کے سبب رزق میں وسعت عمر میں برکت ہوتی ہے اور اولاد فرمانبردار ہوتی ہے حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ ! (علیہ السلام) اپنے والدین کی عزت واحترام کریں کیونکہ جو شخص اپنے والدین کی عزت کرتا ہے اس کی عمر میں اضافہ کردیا جاتا ہے اور اسے ایسی اولاد دی جاتی ہے جو اس کی عزت کرے گی اور جو آدمی اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے اس کی عمر کم ہوجاتی ہے اور اسے ایسی اولاد دی جاتی ہے جو اس کی نافرمان ہوتی ہے۔(کتاب الکبائر مترجم صفحہ 72 مطبوعہ اسلامک پبلشر دہلی)

نیز جو شخص والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے برتاؤ کرتا ہے اس کی عمر میں برکت اور رزق میں وسعت ہوتی ہے حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی صاحب علیہ الرحمہ بخاری ومسلم کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں صحیح بخاری ومسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کے اثر (یعنی عمر میں) تاخیر کی جائے تو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ (حسن) سلوک کرے ابن ماجہ نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کو کوئی چیز رد نہیں کرتی مگر دعا اور بر یعنی احسان کرنے سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے۔

اس حدیث کے تحت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے

بلائیں دفع ہوتی ہیں یہاں تقدیر سے مراد تقدیر معلق ہے اور زیادتی عمر کا بھی یہی مطلب ہے کہ احسان کرنا درازی عمر کا سبب ہے اور رزق سے ثواب اخروی مراد ہے کہ گناہ اس کی محرومی کا سبب ہے اور ہوسکتا ہے کہ بعض صورتوں میں دنیوی رزق سے بھی محروم ہوجائے۔(اسلامی اخلاق وآداب صفحہ 209 مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور)

معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے برتاؤ اور نیکی ودعا سے عمر میں برکت اور رزق میں وسعت ہوتی ہے اور ان کے ساتھ بدسلوکی اور بدتمیزی سے پیش آنے سے رزق میں تنگی اور عمر میں بے برکتی ہوتی ہے اور اولاد نافرمان ہوتی ہے۔(العیاذ باللہ تعالیٰ) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۶ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق قرآن مجید کو مخلوق کہنے والے پر عندالشرع کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن شریف کو مخلوق کہنا کیسا ہے؟ اور قرآن شریف مخلوق ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:**۔احمد رضا صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرآن شریف اللہ تعالی کی کتاب ہے اور اس کا کلام ہے اور آواز سے پاک ہے۔ اس کا کلام قدیم بلاصوت ہے۔ اس پر اسلام اور احکام اسلام کا مدار ہے *ھدیً للمتقین* ہے *ھدیً للناس* ہے۔

البینات شرح مکتوبات ۲۲۳ پر ہے القرآن کلام اللہ غیر مخلوق فمن قال غیر ھذا فقد کفر.

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے جس نے اس کو مخلوق کہا اس نے کفر کیا۔ اسی میں اسی صفحہ پر ہے علمائے متکلمین اہلسنت کے نزدیک قرآن اللہ کا کلام ازلی غیر مخلوق اور صفت قدیمہ ہے۔

امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے مذاکرہ کے بعد متفق طور پر یہ فیصلہ فرمایا کہ قرآن کو مخلوق و حادث کہنے والا کافر ہوجاتا ہے اور اسی پر امت کا اجماع ثابت ہے۔انتہی (فتاوی برکات حصہ چہارم صفحہ ۱۱ تا ۱۲ مطبوعہ مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف نیپال) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد گل رضا قادری رضوی نیپال

۱۲۶ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(وہ کونسی حدیث ہے کہ ایک صحابی خیمہ لگا رہے تھے تو اسکے نیچے قبر تھی اور سورۂ ملک کی تلاوت کی آواز آرہی تھی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ حدیث بیان فرمائیں جسمیں ایک صحابی خیمہ لگا رہے تھے اور نیچے قبر تھی اور سورہ ملک کی تلاوت کی آواز آرہی تھی　　المستفتی:۔طفیل احمد رضوی (کرناٹک)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدثنا محمد بن عبد الملك بن ابی الشوارب حدثنا يحيیٰ بن عمرو بن مالك النكری عن ابيه عن ابی الجوزاء عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم خباءه علی قبر و هو لا يحسب أنه قبر فاذا فيه انسان يقرأ سورة تبارك الذی بيده الملك حتی ختمها فأتی النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فقال يا رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم انی ضربت خبأئی علی قبر و انا لا أحسب أنه قبر فاذا فيه انسان يقرأ سورة تبارك الملك حتی ختمها فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم هی المانعة هی المنجية تنجيه من عذاب القبر" یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے ایک جگہ خیمہ نصب کیا وہاں ایک قبر تھی اور انہیں معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اچانک انہیں پتہ چلا کہ یہ ایک قبر ہے اور اس میں ایک آدمی سورہ ملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس نے سورہ ملک مکمل کر لی وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے نادانستہ ایک قبر پر خیمہ لگالیا اچانک مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک قبر ہے اور اس میں ایک آدمی سورہ ملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس نے سورت مکمل کر لی تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ سورت عذاب قبر کو روکنے والی اور اس سے نجات دینے والی ہے۔ اھ (سنن الترمذی: 2/ص: 728/ کتاب فضائل القرآن/ باب فی فضل سورۃ الملک/ جمعیۃ المکتبۃ الاسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۲ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینۂ مبارک شق کیوں کیا گیا؟ اس کی حکمتیں کیا ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک، کیوں اور کس لئے شق کیا گیا برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ عبداللہ، ہبلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

افضل الافاضل امثل الاماثل اعلم العلماء حضرت علامہ مولانا مفسر قرآن محمد نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان اپنی کتاب *"الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح صفحہ ۱۴* پر الشرح صدر کی حکمت تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز سرور عالم نور مجسم حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الٰہی میں عرض کیا خدایا تو نے ابراہیم کو خلعت سے اور موسیٰ کو اپنی ہمکلامی سے سرفراز کیا، پہاڑوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کا مطیع اور

جن اور طیور کو سلیمان کا محکوم کردیا مجھے کس کرامت سے خاص کیا؟ جواب آیا *الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك ورفعنا لك ذكرك* کیا نہ کھولا ہم نے تیرے لئے تیرا سینہ اور اتارلیا تجھ سے بوجھ تیرا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی اور اونچا کیا تیرے لئے مذکور تیرا گویا ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ابراہیم کو ہم نے اپنا خلیل کیا تمہارا سینہ کھول دیا کہ علم وحکمت اور نور و معرفت اور لذت مناجات اور غم امت اور ذوق حضور اور شوق دار آخرت تمہارے دل میں سمائے۔ اور وحیٔ آسمانی کا اٹھانا اس پر آسان ہو جائے اور دعوت خلق مناجات حق سے اور تحمل مصیبت وتبلیغ رغبت الی اللہ کے ساتھ ایک وقت میں جمع ہو سکے۔ تاکہ ان خوبیوں اور کرامتوں کی بدولت تم کو وہ مقام عنایت ہو کہ خلت ابراہیمیہ کو اس سے کچھ نسبت نہ رہے اور جو موسی کو انواع مصائب کے بعد کوہ طور پر دولت ہمکلامی سے بہرہ ور کیا تم کو حسرت نایافت اور غم فراق سے کہ جو تمہارے پشت پر نہایت گراں تھا نجات دے کر لامکاں میں بلا کر اپنے دیدار سے مشرف فرمایا کہ تمام ملاء اعلیٰ میں تمہاری قرب ومنزلت کا شہرہ ہو گیا۔ اگر داؤد و سلیمان کو عالم سفلی کے بعد اشیاء پر حکومت بخشی عالم علوی پر قدرت دی کہ خادموں کے مانند تمہارے کام میں حاضر رہتے ہیں اور سپاہیوں کی طرح تمہارے دشمنوں سے لڑتے ہیں اس عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو تمہاری نبوت و رسالت واقف نہ ہو اور تمھارے حکم سے انحراف کرے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(کیا نعت خوانی سے محبت رسول پیدا ہوتی ہے اور نعت کس کو کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان نے نعت پاک کے متعلق ایسا کچھ فرمایا ہے کہ ”نعت پاک سننے سے ایمان اور عقیدے میں تازگی اور عشق رسول میں اضافہ ہوتا ہے کیا جن کلام میں قوم کو بیدار کرنے والے اشعار ہوتے ہیں وہ نعت پاک میں شمار ہوں گے جیسے ڈاکٹر اقبال و اکبر الہ آبادی کے کلام مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا المستفتی:۔ محمد ایوب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

اللہ تبارک تعالیٰ ورسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت دل میں پیدا ہو اس کے لئے تلاوت قرآن پاک کی کثرت درودخوانی کا کثرت سے اہتمام اور صحیح نعت کے اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز سے سوال ہوا خدا اور رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو؟ تو امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے اور اللہ ورسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔(الملفوظ کامل حصہ اول صفحہ 130 مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی)

رہا یہ کہ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال اور اکبرالہ آبادی کے انقلابی اشعار کو نعت کہنا تو نعت ان اشعار کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وخصائل اور آپ کی تعریف وتوصیف پر مشتمل ہو اس لئے شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال اور اکبرالہ آبادی کے وہ اشعار جو قوم کو گرمانے کے لئے انقلابی اشعار ہیں ان کو نعت نہیں بلکہ انقلابی نظم کہیں گے ہاں ان لوگوں کے وہ اشعار جو حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف پر مشتمل ہیں ان کو نعت کہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۴ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

الجواب صحیح

حضور محبوب رب العلمین رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ من احب شیئا اکثر ذکرہ * یعنی جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔(زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۳۱۴)

اس سے معلوم ہوا کہ جس مسلمان کو حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جتنی محبت ہوگی اتنا ہی زیادہ آپ کا ذکر کرے گا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا محبت رسول کی علامت ہے۔

اب وہ ذکر چاہے صلوۃ وسلام، ولادت باسعادت، جلوس، نعت گوئی یا نعت خوانی کی شکل میں ہو اور چاہے نظم ونثر میں ۔واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

(حدیث رسول کی ضرورت واہمیت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن حکیم کے باوجود حدیث کی ضرورت کیوں ہے؟

المستفتی:۔مصدق رضا دربھنگہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو لھادی الی الصواب

قرآن کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے اس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں رہنمائی موجود ہے مگر اسے سمجھنا آسان نہیں جب تک کہ احادیث معلم کائنات سے مدد حاصل نہ کی جائے مثال کے طور پر اسلام کے ایک اہم ترین رکن نماز ہی کو لیجئے، قرآن کریم میں کم وبیش سات سو (۷۰۰) مقامات پر اس کا تذکرہ ہے اور کئی مقامات پر اس کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ نماز قائم کرو چنانچہ اب یہ سمجھنا کہ صلاۃ ہے کیا؟ اسے کس طرح قائم کیا جائے یہ صرف عقل پر موقوف نہیں اور اگر اس کا معنی سمجھنے کیلئے لغت کی طرف رجوع کیا جائے تو وہاں صرف لغوی معنی ملیں گے اور اس کے لغوی و اصطلاحی معنی کے مابین بہت فرق ہے الغرض اس کے اصطلاحی معنی ہمیں صرف احادیث یعنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال واحوال سے ہی سمجھ میں آسکتے ہیں اسی طرح قرآن کریم کے دیگر احکامات کو سمجھنے کیلئے نیز زندگی کے ہر شعبے میں ہمیں ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی کی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو قرآن کریم سکھانے اور انہیں ستھرا کرنے کیلئے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، چنانچہ رب عزوجل فرماتا ہے يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (کنزالایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا۔ اگر قرآن کریم مطلقا آسان ہوتا اور اسے بغیر رہنمائی کے سمجھا جا سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کے سمجھانے کیلئے خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور معلم کائنات مبعوث کیوں فرماتا؟ نیز قرآن کریم کے آسان ہونے کے باوجود کسی سکھانے والے کو بھیجنا عبث قرار پاتا حالانکہ اللہ تبارک وتعالی کی یہ شان نہیں کہ اس کی طرف کوئی عبث وفضول راہ پائے یاد رہے کہ جس طرح قرآن احکامِ شرع میں حجت ہے اسی طرح حدیث بھی۔ اور اس سے بہت سے احکامِ شریعت ثابت ہوتے ہیں چنانچہ رب عزوجل فرماتا ہے وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا " اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (کنزالایمان)

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ عطا فرما دیں وہ لے لیا جائے چاہے وہ قول کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں خذوہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل ضروری ہے ایک جگہ فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (النجم آیت نمبر ۳/۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (کنزالایمان)

لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احکام شریعت کے بارے میں فرمان وحی الٰہی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے رب کا کوئی حکم جاری فرمانا۔ ایک جگہ یوں فرمایا مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا (کنزالایمان)

سرکار صلی اللہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو رب نے اپنی اطاعت فرمایا اور ہر عاقل جانتا ہے کہ اطاعت حکم (قول) کی ہوا کرتی ہے تو معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (حدیث) حجت شرعی ہے کہ جس کی اطاعت کو رب نے اپنی اطاعت فرمایا۔ حاصل یہ کہ حدیث حجت شرعی ہے اور اس کا حجت ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ (نصاب اصول حدیث مع افادات رضویہ ص ۱۲ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۲ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی سواریوں پر سفر معراج فرمایا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کن کن سواریوں پر سفر معراج فرمایا جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔یار محمد قادری نیپالی داسپورہ ضلع بانکے (نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر معراج شریف فرمایا ہے جیسا کہ حضرت علامہ عبد المصطفی اعظمی علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ::امام علائی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا مکہ سے بیت المقدس تک براق پر بیت المقدس سے آسمان اول تک نور کی سیڑھیوں پر آسمان اول سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہی تک حضرت جبریل علیہ السلام کے بازو پر سدرۃ المنتہی سے مقام قاب قوسین تک رف رف پر (تفسیر روح المعانی جلد ۱۰ ص ۱۰) (سیرۃ المصطفی صفحہ ۵۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحابی بھی ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صحابی ہیں اور اگر صحابی ہیں تو اس پر کیا دلیل ہے کس درجہ کے صحابی ہیں کیا جس طرح حضرت سیدنا صدیق اکبر و دیگر صحابہ کرام کو صحابی کہا جاتا ہے کیا اسی طرح کے صحابی حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا بھی ہیں یا یا پھر درجہ میں کچھ فرق بھی ہے ایک صاحب ہیں جنکا کہنا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام بھی صحابی ہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وصال بھی نہیں فرمائے ہیں تو اس لحاظ سے وہ صحابی ہوئے اور تمام صحابہ سے افضل ہوئے یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر سے بھی بحیثیت نبی تو افضل ہیں ہی بحیثیت صحابہ بھی افضل ہوئے فخر از ہر گروپ کے علماء کرام مفتیان ذی احتشام کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اسکا تشفی بخش جواب عنایت فرمائیگے اور حوالہ سے بھی مزین کرینگے اور ہمارے اکابرین نے جو صحابی کی تعریف بتائی ہے تو کیا اس تعریف کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحابی ہو رہے ہیں یا نہیں؟

المستفتی:۔ محمد سمیع الدین برہان القادری الٰہ آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

شخص مذکور کا قول درست ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نبی ہونے کیساتھ صحابی رسول بھی ہیں اور سب صحابی کے اخیر میں فوت ہونے والے بھی ہیں نیز تما صحابہ سے افضل واعلی ہیں جیسا کہ علامہ شمس الدین ذہبی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تجرید اسماء الصحابہ جلد اول ص ۴۳۲ ر پر رقم طراز ہیں عیسی ابن مریم علیہ السلام صحابی ونبی فانہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلت الاسراء وسلم علیہ فھو آخر الصحابہ موتاً) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۳ر رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

(آیت الکرسی باعث حفظ وامان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رات میں آیت الکرسی پڑھ کر تالی بجانے سے شیاطین سے حفاظت ہو جاتی جبکہ تالی بجانا ممنوع ہے یہ بات درست ہے کہ نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ اقدس رضا۔ کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک فضائل آیت الکرسی میں سے ایک فضیلت یہ بھی کتب احادیث میں وارد ہیکہ سونے سے قبل آیت الکرسی کی تلاوت کر کے سونے سے اللہ تعالی اپنے حفظ آمان میں لے لیتا ہے اور شیطان کے شر سے بھی محفوظ فرماتا ہے جیسا کہ بخاری شریف کی بہت ہی معروف وطویل حدیث مبارکہ ہے اختصارا ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقۃ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا. پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے (کھجوریں) سمیٹنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا تو اس نے اپنی غریبی و مفلسی کا عذر پیش کیا مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا اور آئندہ نہ آنے کا وعدہ کیا یہ معاملہ صبح کو غیب داں نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے یارسول اللہ ﷺ اسکی غریبی پر مجھے ترس آگیا اور وعدہ کیا کہ اب نہ آئے گا۔

میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہے آج رات پھر آئے گا متواتر تین رات وہ چور آیا آخیر رات کی صبح جب ہوئی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بارگاہ مصطفی ﷺ میں واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو صدقۃ فطر چرانے آیا تھا اس نے کہا کہ جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، پھر صبح تک اللہ تعالی کی طرف سے تمہاری حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے قریب بھی نہ آسکے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات آپ سے بیان کی تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تمہیں یہ سچ بات بتائی ہے اگر چہ وہ بڑا جھوٹا ہے، اور وہ شیطان تھا (بخاری شریف، کتاب فضائل القرآن، الحدیث ۵۰۱۰)

مذکورہ حدیث مبارکہ اس بات پر دال ہے کہ بیشک آیت الکرسی کی تلاوت باعث حفظ وآمان وشیطان کی شر سے نجات کا ذریعہ ہے لیکن تلاوت کر کے تالی بجانا اور یہ کہنا کہ اس سے شیطن سے حفاظت ہوتی ہے تو وہ ضرور جاہلانہ سوچ وفکر ہے کیونکہ تالی بجانا عند الشرع جائز نہیں جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ناچنا، تالی بجانا وغیرہ ناجائز ہے۔

(بہار شریعت، حصہ شانزدہم لہو ولعب کا بیان) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی اڑیسہ

۱۱ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(آب زمزم کھڑے ہو کر پینا چاہیئے یا بیٹھ کر؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آب زمزم کھڑے ہوکر پی سکتے ہیں یا بیٹھ کر پینا چاہیے اور ٹوپی پہننا چاہیے یا نہیں اور وجہ بھی بتادیں

المستفتی:۔ ایم آئی کے بی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آب زمزم کعبہ شریف کی طرف کھڑے ہو کر تین سانس میں پینا چاہئے اگر وافر مقدار میں ہو تو پیٹ بھر کر پیا جائے اور ہر بار بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر ختم کرے (سنن ابن ماجه كتاب المناسك باب الشرب من زمزم) آب زمزم بیٹھ کر بھی پی سکتے ہیں لیکن مسنون و مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو کر پیا جائے؛ جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلی امجد علی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں اب زمزم کو بھی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے (بہار شریعت جلد ۳ حصہ ۱۶ ص ۳۴۸)

اس کو کھڑے ہو کر پینے میں حکمت یہ ہے کہ عام پانی جب کھڑے ہو کر پیا جاتا ہے تو وہ فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے؛ جبکہ آب زمزم برکت والا پانی ہے اس سے مقصود ہی برکت عظمت ہے لہٰذا اس کا تمام اعضا میں پہنچ جانا ہی برکت کا سبب ہے؛ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی سیتا مڑھی

۱۴۳۹/۱۲/۲۴

(میدان حشر میں سرکار ﷺ کی آمد)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قیامت کے دن ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفے ﷺ تشریف فرما ہوں گے تو اس وقت آپ ﷺ کے جسم اقدس پر کونسا لباس ہوگا اور دوسرے وہ کون سے نبی ہیں جن کے جسم پر لباس ہوگا؟

المستفتی:۔ عبد اللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق

قیامت کے دن جب سب لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ لائے جائیں گے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام وراۤپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید حلے پہنائے جائیں گے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے(وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: قيل لَهُ مَا الْمقام الْمَحْمُود؟ قال ذَلِكَ يَوْمَ يَنْزِلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى كُرْسِيِّهِ فَيَئِطُّ كَمَا يئطُّ الرحلُ الْجَدِيد من تضايقه بِهِ وَهُوَ كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَيَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى إِبراهيم يَقُول الله تَعَالَى: أكسوا خليلي بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِيَاطِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أُكْسَى عَلَى أَثَرِهِ ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ اللَّهِ مقاما يغبطني الْأَولونَ وَالْآخرُونَ رَوَاهُ الدَّارِمِيّ) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں حضور سے عرض کیا گیا کہ مقام محمود کیا چیز ہے فرمایا قیامت وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا تو وہ ایسی چر چرائے گی جیسے نیا کجاوا چر چراتا ہے اپنی تنگی کی وجہ سے حالانکہ وہ آسمانوں وزمینوں کی فراخی کی طرح ہے اورتم کو ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ لایا جاوے گا تو جنہیں پہلے پہنایا جاوے گا وہ حضرت ابراہیم ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے خلیل کو پہناؤ تو دو سفید حلے لائے جائیں گے پھر ان کے بعد مجھے پہنایا جاوے گا پھر میں اللہ تعالیٰ کے داہنے طرف اس جگہ کھڑا ہوں گا کہ مجھ پر اگلے اور پچھلے رشک کریں گے۔

نوٹ:۔ برہنہ بدن بے ختنہ یہ حال عام لوگوں کا ہوگا خواص اس سے مستثنیٰ ہیں۔(دارمی ھکذا فی مسند امام احمد بن حنبل جلد ثانی ص ۵۶)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا سیتامڑھی بہار

۱۱ر جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ

(کیا اعلیٰ حضرت کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اعلیحضرت کو اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں؟ مع حوالہ جواب

عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی: محمد مستقیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ ودیگر اکابر ومشاہیر علماء ومشائخ وغیرہ کو رضی اللہ تعالیٰ عنھم یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھنا کہنا جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ اولیائے کرام مشائخ عظام اور علمائے ذوی الاحترام کے انتقال کے بعد انکے نام کے آگے" رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ورحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ" لکھنا کہنا جائز ہے خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے " رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذالك لمن خشی ربہ "(پارہ 30 سورہ بینہ آیت 8)

یعنی رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو اللہ سے ڈرے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (انما یخشی اللہ من عبادہ العلمآء) (پارہ 22 سورہ فاطر آیت 28)

یعنی اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ درمختار مع شامی جلد دہم 485 میں ہے (یستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدھم من العلماء و العباد وسائر الاخیار و کذا یجوز عکسہ والترحم للصحابۃ والترضی للتابعین ومن بعدھم علی الراجح اھ ملخصا) یعنی صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا مستحب ہے اور تابعین وغیرہ کے لئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستحب ہے اور اس کا الٹا یعنی صحابہ کے لئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تابعین وغیرہ علماء ومشائخ کے لئے راجح قول پر رضی اللہ عنہ بھی جائز ہے۔

اور حضرت علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ " ویذکر من سواھم ای من سوی الانبیاء من الائمۃ وغیرھم بالغفران والرضی فیقال غفر اللہ تعالیٰ لھم ورضی عنھم "

(نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض جلد سوم صفحہ 509)

یعنی انبیائے کرام علی نبینا وعلیہ السلام کے علاوہ ائمہ وغیرہ علماء ومشائخ کو غفران ورضا سے یاد کیا جائے تو غفر اللہ تعالیٰ عنہم ورضی اللہ عنہم کہا جائے (فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ نمبر 298)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز ودیگر اکابر ومشاہیر علماء و

مشائخ وغیرہ کے نام کے آگے رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ دعائیہ جملہ لکھنا کہنا جائز و درست ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۱ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور غوث الاعظم دستگیر کا نسب نامہ عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔ واحد قمر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غوث الثقلین نجیب الطرفین مجمع البحرین غوث الاغواث قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی طرف سے گیارہ واسطوں سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے چودہ واسطوں سے امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد ماجد کی طرف سے حسنی ہیں اور سلسلہ نسب اس طرح ہے کہ" سید محی الدین ابو محمد عبد القادر بن سید ابو صالح موسی جنگی دوست بن سید عبد اللہ بن یحییٰ زاہد بن سید محمد شمس الدین زکریا بن ابو بکر داؤد بن موسی ثانی بن سید عبد اللہ ثانی بن موسیٰ جون بن سید عبد اللہ محض بن سید امام حسن مثنی بن سید امام حسن بن سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم" اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والدہ ماجدہ کی نسبت سے حسینی ہیں اور سلسلہ نسب اس طرح ہے" سید محی الدین ابو محمد عبد القادر بن امۃ الجبار بنت سید عبد اللہ صومعی بن سید ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو العطاء عبد اللہ بن سید کمال الدین عیسی بن سید ابو علاء الدین محمد جواد بن امام سید علی رضا بن امام موسٰی کاظم بن امام جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن امام ابو عبد اللہ حسین بن امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔اھ (سیرت غوث اعظم ص:19 / تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ

ص:247/248)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱ربیع الاخر ۱۴۴۱ ہجری بروز جمعہ

(امام اعظم ابوحنیفہ کا لقب،،ابوحنیفہ،،کیوں پڑا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام اعظم کا لقب ابوحنیفہ کیوں پڑا وضاحت کے ساتھ مع حوالہ بیان فرمائیں جزاک اللہ خیرا

المستفتی:۔صدام حسین دارالعوام غوث الواری ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سراج الائمہ بانی فقہ حنفی حضرت نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحنیفہ تھی جس کی متعدد وجوہات ہیں وجہ اول لفظ،،حنیفہ،،حنیف کی مؤنث ہے جس کا معنیٰ عابد ومسلم ہے یعنی دین حق کی طرف مائل ہونا وجہ دوم عراقی زبان میں،،حنیفہ،،دوات کو کہتے ہیں جو آپکے پاس ہوتی تھی جس کی روشنائی سے آپ بیل بوٹے سجاتے تھے لہذا ان وجوہات کی بنیاد آپکی کنیت ابوحنیفہ ہوئی غلط فہمی کا ازالہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپکی بیٹی کا نام حنیفہ تھا اس وجہ سے آپکی کنیت ابوحنیفہ ہوئی یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آپکے ایک صاحبزادے کے علاوہ کوئی اولاد ہی نہیں تھی اور وہ صاحبزادے حضرت امام حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں (شرح مسند امام اعظم صفحہ 43)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۴ ستمبر ۱۴۴۱ مطابق ۲۴ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ء

(ولی اللہ کی شان حدیث پاک کی روشنی میں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اسطرح کہ کوئی حدیث ہے کے اللہ تعالیٰ ولی کے ھاتھ بن جاتا ہے کان بن جاتا ہے آنکھ بن جاتا ہے کیا اس طرح کی کوئی صحیح حدیث ہے اگر ہے تو بتائیں کس طرح ہے جواب عنایت فرمائیں آپ کا عین کرم ھوگا*

المستفتی:۔ صادق حسین رضوی دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ حدیث پاک امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں درج فرمائی ہے جو اس طرح ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا ولیا فقد اذنتہ بالحرب وماتقرب الی عبدی بشیء احب الی ممافترضت علیہ ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سالنی لاعطینہ و لئن استعاذنی لاعیذنہ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۴۹۰ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا، اس کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے میرا بندہ میری کسی محبوب چیز کے ذریعے اتنا قرب نہیں حاصل کرسکتا، جتنا کہ میرے فرائض کو ادا کر کے میرا قرب حاصل کرسکتا ہے یعنی اور ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں پھر میں جب اپنے بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے۔ اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں ضرور ضرور اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔

اور یہی حدیث شریف جامع کرامات اولیاء صفحہ ۱۰۱ مصنف الامام المحقق حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ میں بھی ہے آپ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے کانوں، ان کی آنکھوں، اور ان کے باقی اعضاء میں غیر اللہ کا حصہ ہی نہیں رہ گیا معلوم ہوا یہ اللہ والے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کا سننا خدا کا سننا، ان کا دیکھنا خدا کا دیکھنا، ان کا بولنا خدا بولنا، ان کا پکڑنا خدا کا پکڑنا، ان کا چلنا خدا کا چلنا مگر یاد رہے کہ وہ خدا نہیں ہوتے بلکہ اس کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں نہ بندہ خدا بنتا ہے، نہ خدا بندہ بنتا ہے۔ نہ بندے میں خدا حلول کرتا ہے خدا، خدا ہے بندہ، بندہ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی فیضی مہاراشٹر

۲۷ صفر المظفر ۱۴۴۰ بروز منگل

(ذوالیدین کس صحابی رسول کا لقب ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کون صحابی رسول ہیں جس کے تعلق سے حدیث میں وارد ہے دو ہاتھ والے ذو کا لفظ آیا یہ حدیث پاک ترجمہ مع اعراب ارسال فرما کر علم میں اضافہ فرمائیں کرم ہوگا۔ المستفتی:۔ محمد اکبر علی نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلاَتَيِ العَشِيِّ - قَالَ ابْنُ سِيرِينَ: سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ نَسِيتُ أَنَا - قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي المَسْجِدِ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ، وَوَضَعَ يَدَهُ اليُمْنَى عَلَى اليُسْرَى، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، وَوَضَعَ خَدَّهُ الأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ اليُسْرَى، وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ المَسْجِدِ، فَقَالُوا: قَصُرَتِ الصَّلاَةُ؟ وَفِي القَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَا

أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وَفِي القَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ، يُقَالُ لَهُ: ذُو اليَدَيْنِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلاَةُ؟ قَالَ: »لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ« فَقَالَ: »أَكَمَا يَقُولُ ذُو اليَدَيْنِ« فَقَالُوا: نَعَمْ، فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ: ثُمَّ سَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ) (بخاری شریف)

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر بن شمیل نے، انھوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ ابن عون نے خبر دی، انھوں نے محمد بن سیرین سے، انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو پہر کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی۔ (ظہر یا عصر کی) ابن سیرین نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کا نام تو لیا تھا۔ لیکن میں بھول گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد ایک لکڑی کی لاٹھی سے جو مسجد میں رکھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے حضور بہت ہی خفا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور ان کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور آپ نے اپنے دائیں رخسار مبارک کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے سہارا دیا۔ جو لوگ نماز پڑھ کر جلدی نکل جایا کرتے تھے وہ مسجد کے دروازوں سے پار ہو گئے۔ پھر لوگ کہنے لگے کہ کیا نماز کم کر دی گئی ہے۔ حاضرین میں ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) بھی موجود تھے۔ لیکن انھیں بھی آپ سے بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ انھیں میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے اور انھیں ذو الیدین کہا جاتا تھا۔ انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے یا نماز کم کر دی گئی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کوئی کمی ہوئی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا ذو الیدین صحیح کہہ رہے ہیں۔ حاضرین بولے کہ جی ہاں! یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور باقی رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سہو کا سجدہ کیا۔ معمول کے مطابق یا اس سے بھی لمبا سجدہ۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔ پھر تکبیر کہی اور دوسرا سجدہ کیا۔ معمول کے مطابق یا اس سے بھی طویل پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی، لوگوں نے بار بار ابن سیرین سے پوچھا کہ کیا پھر سلام پھیرا تو وہ جواب دیتے کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصین کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا* تشریح: یہ حدیث "حدیث ذو الیدین" کے نام سے مشہور ہے۔ ایک بزرگ صحابی خرباق رضی اللہ عنہ نامی کے ہاتھ

لمبے لمبے تھے۔ اس لیے ان کو ذوالیدین کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۸ ربیع الآخر ۱۴۴۰ مطابق ۱۶ دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۸

(جہاں چالیس صالح مسلمان جمع ہوں وہاں ایک ولی ہوتا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لوگ اس مسئلہ کو بہت بیان کرتے ہیں کہ چالیس لوگوں میں ایک اللہ کا ولی ھوتا یا دوسرے طریقہ سے یہ کہتے ہیں کہ چالیس لوگوں میں ایک جنتی ہوتا ہے یہ بات کہاں تک درست ہے اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منقول کرتے ہیں مع حوالہ جواب سے نوازیں المستفتی: محمد معروف رامپور۔ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں یہ بات صحیح ہے جیسا کہ ایک حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں (تشریعی ولی اور تکوینی ولی تشریعی ولی) یعنی اللہ سے قُرب رکھنے والے اولیاء حضور کی امت میں بے شمار ہیں جہاں چالیس صالح مسلمان جمع ہوں وہاں ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں، تکوینی ولی وہ کہ جنہیں عالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو، ان کی مخصوص جماعت ہے جیسے غوث، قطب، ابدال وغیرہ ان کی مختلف اقسام ہیں اور یہ تمام قیامت کے ڈر اور رنج سے یا دنیا کے مضر خوف و غم سے محفوظ ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۸ صفحہ/ ۴۷۳)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو مروی ہے حضرت کریب ابن عبّاس کے مولی سے وہ عبداللہ بن عباس سے راوی کہ ان کا فرزند قدید یا عسفان وفات پا گیا تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو کتنے لوگ جمع ہیں تو میں نے خبر دی کہ کچھ لوگ جمع ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم کہہ سکتے ہو کہ چالیس لوگ ہیں تو میں نے کہا ہاں فرمایا میت کو لاؤ میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ ایسا کوئی مسلمان نہیں جو مر جائے اور جنازہ میں چالیس آدمی ہوں جو اللہ کا کوئی شریک نہ بناتے ہوں اللہ ان کی سفارش اس میت

کے بارے میں ضرور قبول فرماتا ہے ۔(مسلم شریف)

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان مرقاۃ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں ایک ولی ضرور ہوتا ہے جسکی دعا قبول ہوتی ہے اس سے بھی مراد ولی تشریعی ہے مسلمان سے مراد متقی مسلمان ہیں ورنہ سینماؤں وغیرہ میں ہزاروں فساق ہوتے ہیں ۔(مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۴۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲ اگست بروز جمعرات ۲۰۱۹ء

(جس عورت کا نکاح دنیا میں چند شوہر سے ہوا وہ جنت میں کس کے ساتھ رہیگی ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہے اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا پھر اس عورت نے دوسری شادی کرلی عدت گزارنے کے بعد. پھر اس شوہر کا انتقال بھی ہوگیا.تو یہ عورت جنت میں پہلے شوہر کے ساتھ ہوگی یا دوسرے شوہر کے ساتھ.جواب دلیل کے ساتھ عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد شوکت رضا رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

جس عورت نے دنیا میں کئی مردوں کیساتھ یکے بعد دیگرے نکاح کئے ہوں وہ جنت میں کن کے ساتھ رہے گی تو اس تعلق سے شرح الروض کے خصائص میں ہے کہ ایسی عورت اپنے آخری شوہر کے ساتھ جنت میں رہے گی جیسا کہ ابن القشیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے (انتھی محمد بن الحسن العلاء) کی کتاب مجموع الاحباب اور ابوالفرج رحمت اللہ علیہ کی کتاب تذکرہ اولی الألباب میں ہے کہ حضرت ابو درداء اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ عورت جنت میں اپنے ان خاوند کے ساتھ رہے گی جس کے ساتھ دنیا میں ان کا سب سے آخر میں نکاح ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت ان

میں سے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا اس کے ساتھ ہوگی ابوبکر ابن النجار رحمت اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیں بیان کیا ہے جعفر بن محمد رحمت اللہ علیہ نے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں بیان کیا ہے سفیان بن ہارون نے حمید ابن انس سے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ المرأۃ یکون لھا الزوجان فی الدنیا فلایھما تکون قال لاحسنھا خلقا کان معھا فی الدنیا ثم قال یاام حبیبہ ذھب حسن الخلق فی الدنیا والآخرہ) (النہایہ فی الفتن والملام کتاب صفت اہل الجنہ باب فی المرأۃ تزوج الخ جلد ۲ ص ۴۱۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

سید معین الدین صفوی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر جامع البیان میں دوسری حدیث پر اقتصار کرتے ہوئے فرمایا کہ جس خاتون کے کئی خاوند ہیں اسے اختیار دیا جائیگا تو وہ ان مین سب سے اچھے اخلاق والے کو ترجیح دے گی یہ معلوم نہ ہوسکا یہ ان کا کلام ہے یا سابقہ حدیث کا بقیہ حصہ ہے امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (المرأۃ لزوجھا الآخر) یعنی عورت اپنے آخری خاوند کو ملے گی (حوالہ سابق) عبد بن حمید سمویہ طبرانی نے اور الخرائطی علیہم الرحمہ نے مکارم الاخلاق میں اور ابن لال رحمت اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ جس عورت کے دنیا میں دو خاوند ہوں تو وہ جنت میں کس کو ملے گی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا (تخیر فتختار احسنھم خلقہ کان معھا فی الدنیا فیکون زوجھا یاام حبیبہ ذھب حسن الخلق بخیر الدنیا والآخرہ) اس عورت کو اختیار دیا جائیگا پس وہ ان میں سے دنیا میں جو اس سے اچھے اخلاق سے پیش آیا ہے اسے اختیار کرے گی پس جنت میں بھی وہ اس کا خاوند ہوگا اے ام حبیبہ (رضی اللہ عنہ) اچھا اخلاق دنیا و آخرت کی بھلائی لے گیا (المعجم الکبیر جلد ۲۳ ص ۳۶۷ حدیث نمبر ۸۷۰) (فتاوی حدیثیہ ص ۱۷۴/۱۷۵/۱۷۶ مکتبہ اعلی حضرت داتا دربار مارکیٹ لاہور) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وقت ولادت باسعادت امت کی مغفرت کی دعا فرمائی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر خطباء بیان کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ سجدے میں جا کر رب ھبلی امتی رب ھبلی امتی کی صدائیں لگا رہے تھے لہٰذا اس کا حوالہ معتبر کتب سے مطلوب ہے اگر کتاب کا اسکین مل جائے تو اور بہتر ہوگا

المستفتی:۔محمد تحسین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک وشبہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولادت باسعادت کے وقت اپنی امت کے لئے بخشش ومغفرت کی دعا فرمائی ہے۔جیسا کہ پاسبان مسلک اعلی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا علامہ حکیم محمد حشمت علی خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب نصرۃ الواعظین حصہ اول صفحہ 26/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مواہب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کے ہمراہ ایسا نور پیدا ہوا کہ مشرق سے مغرب تک روشن ومنور ہوگیا اور میں نے اس کی روشنی میں بصرہ وشام کے مکانات دیکھے جب آپ پیدا ہوئے پہلے بارگاہ الٰہی میں سجدہ فرمایا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا (لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ) پھر ہم گنہگاران امت کی یاد آئی اور ان کے واسطے اس طرح دعائے مغفرت فرمائی یارب ھبلی امتی یعنی اے رب میری گنہگار امت مجھے دے ڈال۔ایک اور جگہ انوار المحمدیہ صفحہ 33 پر ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو آپ اسی وقت سجدہ ریز ہو گئے اور اپنی انگشت شہادت اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء شکر ادا کرنے لگے (فوضعت محمدا فنظرت الیہ فاذا ھو ساجد قد رفع اصبیعہ الی السماء کالمتضرع المبتھل) یعنی جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میرے ہاں ولادت ہوئی تو میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ سجدہ کی حالت میں تھے۔دونوں شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور آپ پر تضرع وانکساری کی حالت تھی

اسی لئے تو میرے امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت ومحبت پیش فرماتے ہوئے تحریر فرمایا پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود یادگاری امت پہ لاکھوں سلام ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری ۱۵ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(جنت میں آدمی کی داڑھی ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنت میں آدمی جب آئے گا تو کیا اس کی ڈاڑھی ہوگی کہ نہیں؟ بتائیں میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا وہ کون سی کتاب ہے اس کتاب کا نام بتائیں مہربانی ہوگئی المستفتی:۔ غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نہیں ہوگی جیسا کہ بہار شریعت جلد اول، حصہ اول، صفحہ ۴۶، مطبوعہ قدیم، ناشر قادری بک ڈپو، بریلی شریف میں ہے کہ سر کے بال اور پلکوں اور بھوؤں کے سوا جنتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے، سب بے ریش ہوں گے، سرمگیں آنکھیں، تیس برس کی عمر کے معلوم ہوں گے کبھی اس سے زیادہ معلوم نہ ہوں گے نوٹ:۔ جنت میں فقط حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داڑھی مبارک ہوگی ۔(مراۃ المناجیح جلد ۷ ص ۳۶۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۷ مارچ بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی ۲۹ جمادی الاخر ۱۴۴۰ ہجری

(کیا وقت شہادت شہید کو دیدار الٰہی ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا وقت شہادت شہید کو دیدار الٰہی ہوتا ہے؟ المستفتی:۔محمد اظہر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

جب شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اسے" دیدار الٰہی" نصیب ہو جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ شہید کے جسم پر کسی قسم کا زخم آئے تو اسے قطعا کوئی تکلیف نہیں ہوتی ایک شخص نے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ: عقل تسلیم نہیں کرتی کہ جسم کٹ جائے اور تکلیف نہ ہو جب بھی جسم کاٹا جائے گا، درد اور تکلیف ضرور ہوگی آپ نے اس کو قرآن حکیم سے سورہ یوسف کا بیان سنایا مصر کی عورتیں زلیخا کے گھر مہمان ہیں اور کھانا کھانے کے بعد زلیخا کو طعنہ دے رہی ہیں تو شہزادی! اور یوسف بردہ غلام ہے اس پر عاشق ہوگئی ہے؟ زلیخا نے کہا اگر تم یوسف کو ایک نظر دیکھ لو! تو پھر طعن میں زبان کھول سکوں گی عورتوں نے کہا آج ہم یوسف کو دیکھنا چاہتی ہیں! زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپ باہر تشریف لائے جب ان کی نگاہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرہ پر پڑیں قرآن فرماتا ہے جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا، اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔اور بولیں! اللہ کی پناہ یہ تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں، مگر کوئی معزز فرشتہ (پارہ ۱۲ رکوع ۱٤)

مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور انھیں قطعا کوئی تکلیف نہ ہوئی حالانکہ ہاتھ کٹ رہے ہیں، خون گر رہا ہے، وجہ یہ تھی کہ سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال تھا اس قدر محو تھیں کہ جسم کٹ گیا اور کوئی تکلیف نہ ہوئی آپ اندازہ فرمائیں یوسف سامنے ہوں تو تکلیف نہ ہو اور اگر خالق یوسف سامنے ہو تو درد کیسے ہو سکتا ہے؟ جب شہیدوں کے جسموں پر دشمن کے تلوار چلتی تھی تو دیدار الٰہی نصیب ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ شہید کو زخموں کی درد نہیں ہوتی یہاں ایک بات ضمنا عرض کرتا ہوں کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ہاتھ کاٹ لئے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ اگر مصر کی عورتیں حضور اکرم، نور مجسم، سید عالم، باعث تخلیق آدم، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتیں تو ہاتھ کاٹنے کے

بجائے اپنے دل کاٹ کر رکھ دیتیں (زرقانی) سرکار اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں، سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۱ ربیع الاخر ۱۴۴۰ ہجری

(اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل کون ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہو کہ سب سے افضل اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک فرشتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل فرشتے کو وہ مانتا ہو اور تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ محمد شاکر رضا بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے نزدیک سب سے افضل واعلیٰ سب سے برتر و بالا سب سے اولی واعلیٰ ہمارے حضور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ تمام عالم ان کے تحت تصرف ان کے زیر اختیار حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ وہ (حضور علیہ السلام) اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ تمام عالم ان کے تحت تصرف ان کے زیر اختیار ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں تمام جہان میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں اور ہاں! کوئی کیوں کر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرنے سے نہیں پھرتا تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ملکوت السموات والارض ان کے زیر فرمان تمام زمین ان کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے جنت ونار کی کنجیاں

دست اقدس میں دے دی گئیں رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں فان من جودک الدنیا وضرتھا بیشک دنیاوآخرت آپ کے جود وسخا سے ہے (فتاویٰ رضویہ جلد 18 کتاب العقائد والکلام صفحہ نمبر ۲۳۰/۲۳۱ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

دو صفحے کے بعد فرماتے ہیں کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے اس مقدس ذات برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک وتعالیٰ نے محامد جمیلہ محاسن جلیلہ اخلاق حسنہ خصائل محمودہ سے نواز اسر اقدس پر محبوبیت کبری کا تاج رکھا جسے خلافت عظمٰی کا خلعت والا مرتبت پہنایا جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا جس کے فیوض وبرکات کا دروازہ تمام "ماسوی اللہ" کو دکھایا

(حوالہ سابق صفحہ 234)

اسی فتاویٰ کے صفحہ 236 پر ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بادشاہ کون ومکاں مخدوم ومطاع ہر دو جہاں ہیں حدائق بخشش میں ہے ترے درکا درباں ہے جبریل اعظم ترا مدح خواں ہر نبی وولی ہے لہذا ان دلائل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں سب افضل واعلی برتر وبالا ہمارے حضور سرور کائنات فخر موجودات مقصود کائنات جان کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنایا ہے اسی لئے عاشق صادق نے فرمایا بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اس لئے جس نے بھی یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل فرشتے ہیں یہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل اگر اعتقادا ایسا کہتا ہے تو گمراہ وبدمذہب ہے اور اگر عدم واقفیت کے باعث ایسا کہا تو سخت گناہ گار ہوا فوراً توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس قسم کی باتیں کہنے سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(شوہر کی اطاعت کے بدلے والد کی بخشش ہوگئی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل کی تو اس کے والد کو اللہ تعالیٰ نے جنت عطا فرمایا یہ حدیث شریف کی ضرورت ہے سرکاران گروپ

المستفتی:۔ محمد اکبر نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک ایسی احادیث پاک حقوق زوجین میں منقول ہے جن کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں ’’عن انس ابن مالك عن النبى صلى الله عليه وسلم ان رجلا خرج وامر امرأته ان لا تخرج من بيته وكان ابوها فى اسفل الدار وكانت فى اعلاها فمرض ابوها فارسلت الى النبى صلى الله عليه وسلم فذكرت له ذالك قال اطيعى زوجك ومات ابوها فارسلت الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال اطيعى زوجك فارسل اليها النبى صلى الله عليه وسلم ان الله غفر لابيها بطاعتها لزوجها (المعجم الاوسط للطبرانی جلد ہفتم ص ۳۳۲)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص سفر میں گیا ہوا تھا اور بیوی کو حکم دے گیا کہ میری عدم موجودگی میں بالاخانے سے نیچے نہ اترنا اسی اثنا میں اس عورت کا باپ سخت بیمار ہوا عورت نے خدمت نبوی میں بالاخانے سے اتر کر باپ کے گھر جانے کی اجازت منگوائی۔حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اپنے شوہر کی اطاعت کر پھر خبر ملی کہ اس کے باپ کا انتقال ہوگیا۔اس نے جانے کی اجازت چاہی فرمایا: شوہر کی اطاعت کر الغرض باپ کی تجہیز وتکفین بھی ہوگئی، مگر وہ شوہر کے اطاعت کے خلاف مکان کے باہر نہ گئی۔رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہلایا کہ تو نے جو اپنے شوہر کی اطاعت کی اس کی وجہ سے تیرے باپ کو رب نے بخش دیا۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۸ جنوری بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(اجمیر شریف میں جنتی دروازے کی کیا حقیقت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اجمیر شریف میں ایک دروازہ ہے جسکا نام جنتی دروازہ ہے اسکی حقیقت کیا ہے علماء کرام کرم فرمائیں

المستفتی:۔واحد قمر گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسی طرح کے سوال کے جواب میں حضور بحر العلوم الشاہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی بحر العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ اجمیر شریف کے اس جنتی دروازے کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہ ہوسکی البتہ پاک پٹن پنجاب میں حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر کے روضۂ مبارکہ میں بھی جنوبی دروازہ کو جنتی دروازہ کہتے ہیں آپکے تذکرہ میں آج کل پاکستان سے ایک کتاب مقام گنج شکر شائع ہوئی جس کے ص:201 / پر تحریر ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء نے اپنے پیر گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روضہ مبارکہ بنوایا ایک دفعہ اجودھن (پاک پٹن) پہنچے تو فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحانیت نے مجھ سے اس دروازے کے لئے فرمایا (و من دخلہ کان امنا) جو اس دروازے سے داخل ہوا مامون ہوا

(ال عمران آیت:97)

اسی لئے اسکا نام بھی جنتی دروازہ ہوا پاک پٹن میں بھی عرس کے موقع پر لوگ اسی دروازہ سے گذرتے ہیں ممکن ہے کہ اسی طرح کی کوئی روایت اجمیری دروازہ کے لئے بھی ہو۔اھ (ج:5 /ص:358 /کتاب الحظر والاباحۃ/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۰ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(کیا یہ بات درست ہے کہ جس سال حضور ﷺ کی ولادت ہوئی اس سال صرف لڑکا پیدا ہوا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ بات صحیح ہے کہ جس سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس سال دنیا کی ساری عورتوں کے بطن سے صرف لڑکا ہی پیدا ہوا برائے کرم جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد شاداب عالم گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی یہ بات درست ہے کہ جس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی اس سال اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام حاملہ عورتوں سے صرف لڑکا پیدا ہوا لڑکی پیدا نہیں ہوئی (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۲۱) مخزن معلومات) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۷ ربیع الاول ۱۴۴۱ ہجری (۵ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(حضرت جبرئیل افضل ہیں حضرت صدیق اکبر سے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت جبرئیل امین سے بھی افضل ہیں

المستفتی:۔ شاہ جہاں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ (رسل البشر افضل من رسل الملئکة ورسل الملئکة افضل من عامة البشر وعامة البشر افضل من عامة الملئكة اما تفضيل رسل الملئكة على عامة البشر فبالاجماع بل بالضرورة) یعنی حضرت جبرئیل امیں رسل ملائکہ میں سے ہیں اور اس عبارت میں عامہ بشر سے مراد ہر انسان ہیں انبیاء کرام کے علاوہ اگر چہ وہ صحابی ہو جب رسل ملائکہ کا عامہ بشر سے افضل ہونا ضروریات دین سے ہے۔ اور حضرت جبرئیل امین رسل ملائکہ میں سے ہیں تو پھر یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر حضرت جبرئیل امین سے افضل ہیں یہ کہنا کفر ہوا اس لئے کہ ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔ (فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۲۶۱)

لہذا حضرت جبریل امین حضرت صدیق اکبر سے افضل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(خاک مدینہ کے فضائل)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص بطورِ تبرک مدینہ شریف کے قبرستان جنت البقیع کی مٹی شریف لائے تو کیا یہ عمل درست ہے　المستفتی:۔راشد حسین رضوی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

جنت البقیع شریف کی مٹی گھر لانا اور اسے استعمال کرنا مرض سے شفاء ہے فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے (غبار المدینة شفاء مِن الجُذام) یعنی مدینۂ مُنَوَّرہ کی خاکِ پاک جُذام کے لیے مُوجبِ شِفا ہے۔

(الجامع الصغیر ص ۳۵۵ حدیث ۵۷۵۳)

حضرتِ علامہ قسطلانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں (مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما) کی ایک خصوصیّت یہ بھی ہے کہ اس کی مبارک خاک کوڑھ اور سفید داغ کی بیماریوں بلکہ ہر بیماری سے شِفا ہے (المواھب اللدنیہ ج ۳ ص ۴۳۱) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(قیامت کے دن کس کے نام سے پکارا جائے گا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک حدیث میں یہ ہے کہ میدان محشر میں انسان کو اس کے باپ کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا؟ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ ایک حدیث میں ہے اس کی ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا؟ تشفی بخش جواب عنایت کریں المستفتی:۔شیخ ایم ایس علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیث شریف میں ہے (عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:انکم تدعون یوم القیامۃ باسمائکم واسماء ابائکم فاحسنوا اسمائکم) یعنی ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں اور آباء واجداد کے ناموں سے پکارا جائے گا لہذا تم اچھے نام رکھو۔(ابو داؤد شریف)

اس حدیث کی شرح میں حضور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:بعض روایات میں یہ ہے کہ انسانوں کو ان کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا غالباً اسکی حکمت یہ ہو کہ حرامی لوگ رسوا نہ ہو یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اظہار شرافت کے لئے یا حسنین کریمین کی عظمت کے اظہار کے لئے کہ حضرت فاطمہ زہرا کی نسبت انکو حضور اقدس کی صحبت کا شرف حاصل ہو جائے۔مگر ان روایات میں تعارض نہیں کہ قیامت کے اول وقت میں ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا بعد میں باپوں کے نام سے یا سب کے سامنے ماں کے نام سے تنہائی میں باپ کے نام سے۔(مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۲۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی در بھنگہ بہار

۱ مارچ بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی ۲۳ جمادالاخر ۱۴۴۰ ہجری

(انبیاء کرام اور فرشتوں کے علاوہ کوئی معصوم نہیں نیز من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تشریح ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اہل بیت اطہار کو معصوم ماننا کیسا ہے؟ اور انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل ہے؟ نیز اہلبیت اطہار کو انبیا علیہم السلام سے افضل ماننا کیسا ہے؟ جبکہ حدیث پاک کا مفہوم ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث پاک میں من عموم کے لیے ہے یعنی نبی علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے بھی مولیٰ ہیں تو اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بلندی انبیاء علیہم السلام پر بھی ثابت ہوتی ہے۔ان سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔خادم حسین مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شریعت کی اصطلاح میں ”معصوم“ صرف انبیائے کرام اور فرشتے علیہم السّلام ہیں ان کے سوا کوئی معصوم نہیں ہوتا اور معصوم ہونے کا مطلب شریعت میں یہ ہے کہ ان کے لئے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہو چکا جس کے سبب ان سے گناہ ہونا شرعاً محال ہے۔اس لحاظ سے انبیائے کرام اور فرشتوں کے سوا کسی کو بھی معصوم کہنا ہرگز جائز نہیں بلاشبہ گمراہی وبددینی ہے۔یاد رہے کہ اکابر اولیائے کرام سے بھی اگرچہ گناہ نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ رکھتا ہے مگر ان سے گناہ ہونا شرعاً محال بھی نہیں ہوتا لہٰذا اس حوالہ سے بھی کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔انبیاء اور ملائکہ علیہم السّلام کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں یہی عقیدہ اہلسنّت کا ہے جیسا کہ امام امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بشر میں انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں جو دوسرے کو معصوم مانے وہ اہلسنت سے خارج ہے پھر عرف عام میں بچوں کو بھی معصوم کہتے ہیں یہ خارج از بحث ہے۔(فتاوی رضویہ جلد نمبر ۱۴ صفحہ نمبر ۱۸۷)

اور النبراس میں ہے کہ نبی اور فرشتوں کا معصوم ہونا ضروری ہے ان کے سوا کوئی معصوم نہیں (بحث مسئلہ عصمۃ الانبیاء صفحہ ۲۸۳ اور بحث الملائکہ صفحہ ۲۸۷)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور مَلَک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیا کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے۔ عصمتِ انبیا کے یہ معنیٰ ہیں کہ اُن کے لیے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہولیا، جس کے سبب اُن سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ و اکابر اولیا، کہ اللہ عزَّ وجلَّ اُنھیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ (بہار شریعت، جلد اول، صفحہ ۱۸۲)

لہذا ان کے علاوہ کسی اور کو خواہ اہل بیت کرام کو بھی معصوم ماننا درست نہیں یہ روافض کا طریقہ ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امراء مؤمنین خلفاء ثلاثہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کو خلافت رسول سے جدا کریں حالانکہ ان کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہے۔

عصمت انبیاء کرام پر بہت ساری قرآنی آیات موجود ہے چند ملاحظہ کریں انبیا (علیہم السلام) سے گناہ صادر ہوتو ان کی اتباع حرام ہوگی' حالانکہ ان کی اتباع کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے : " قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ آپ فرما دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہوتو میری اتباع کرو' اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ نبی سے گناہ صادر ہوں تو ان کو (العیاذ باللہ) ملامت کرنا جائز ہوگا اور اس سے نبی کو ایذا پہنچے گی اور انبیا کرام (علیہم السلام) کو ایذاء پہنچانا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :" إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا" بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں' ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔ (5) انبیا (علیہم السلام) کے مخلص بندے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :" وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ اور ہمارے بندوں ابراہیم (علیہ السلام) اسحاق (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) کو یاد کیجئے جو قوت اور نگاہ بصیرت والے ہیں ہم نے ان کو مخلص کردیا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اُس کے مولیٰ ہیں۔ ترمذی شریف اس حدیث پاک کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تحریر فرماتے ہیں کہ "جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اُس کے مولیٰ ہیں" کے تحت فرماتے ہیں : مولیٰ کے بہت (سے) معنیٰ ہیں : دوست، مددگار، آزاد شدہ غلام، (غلام کو) آزاد کرنے والا مولیٰ۔ اس حدیثِ پاک میں مولیٰ کے معنیٰ خلیفہ یا بادشاہ نہیں یہاں (مولیٰ) بمعنی دوست (اور) محبوب ہے یا بمعنی مددگار اور واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسلمانوں کے دوست بھی ہیں، مددگار بھی، اِس لئے آپ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى

وَجْهَهُ الْكَرِيْم کو ''مولیٰ علی'' کہتے ہیں (مرأۃ المناجیح ج۸ ص ۴۲۵)

معلوم ہوا کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم انبیاء کرام سے بلندی میں زیادہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۹ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(اسقاط حمل کب اور کن صورتوں میں جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو عورت حاملہ ہو اور دوا کھا کر بچے نقصان کر لے اس عورت کے بارے میں کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی المستفتی:۔قاری امتیاز رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسقاط حمل کرنے والی دواؤں کا استعمال کر کے حمل ساقط کرنا عذر کے سبب چند صورتوں میں جائز ہے مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہو اور باپ دایہ مقرر کرنے سے عاجز ہو یا حمل سے دودھ خشک ہو جانے کا اندیشہ ہو اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو ان سب صورتوں میں حمل ساقط کرنا جائز ہے اور اس کی مدت ایک سو بیس دن (۱۲۰) یعنی چار مہینے ہیں یہ اس وقت ہے جب کہ بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں اگر اعضاء بننے شروع ہو گئے ہوں تو پھر حمل ساقط کرنا جائز نہیں! ردالمحتار میں ہے۔"وجاز لعذر كالمرضعة إذا ظهر بها الحبل وانقطع لبنها وليس لأبي الصبي ما يستأجر به الظئر ويخاف هلاك الولد: قالوا يباح لها أن تعالج في استنزال الدم مادام الحمل مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو وقدّروا تلك المدة بمائة وعشرين يوما" عذر کے سبب اسقاط جائز ہے مثلاً دودھ پلانے والی عورت حاملہ ہو گئی اور دودھ منقطع ہو گیا اور بچے کے باپ کے پاس اتنا مال نہیں ہے جس کے ذریعے کسی عورت کو دودھ پلانے کے لیے

اجرت پر رکھ سکے اور بچے کے ہلاک ہوجانے کا خوف ہے تو فقہائے کرام فرماتے ہیں ایسی صورت میں اس عورت کے لیے اسقاط مباح ہے جب تک حمل مضغہ یا علقہ ہو اور اس میں عضو پیدا نہ ہوئے ہوں، اور فقہاء کا خیال یہ ہے کہ عضو بننے کی مدت ایک سو بیس دن ہوتی ہے" (جلد ۹ کتاب الحظر و الإباحة، باب الاستبراء وغیرہ، صفحہ ۶۱۵)

فتاویٰ ھندیہ میں ہے "امرأة مرضعة ظهر بها حبل و إنقطع لبنها و تخاف على ولدها الهلاك و ليس لأبي هذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر يباح لها أن تعالج في إستنزال الدم مادام نطفة أو مضغة أو علقة لم يخلق له عضو و خلقه لا يستبين إلا بعد مائة و عشرين يوما، أربعون نطفة. و أربعون علقة. و أربعون مضغة" دودھ پلانے والی عورت حاملہ ہوگئی دودھ منقطع ہوگیا اور اسے اپنے بچے کے ہلاک ہوجانے کا اندیشہ ہے اور بچہ کے باپ کے پاس اتنا مال پیسہ نہیں جس کے ذریعہ وہ کسی عورت کو اجرت پر رکھ سکے تو اس کے لئے اسقاط مباح ہے جب تک کہ وہ بچہ نطفہ یا بستہ خون یا مضغہ ہو اور اس میں عضو نہ بنے ہوں، چالیس دن بستہ خون اور چالیس دن گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے اور بچے کی تخلیق ایک سو بیس دن کے بعد ہی واضح ہوتی ہے۔ (جلد ۵ کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات، صفحہ ۳۵۶)

فتاویٰ رضویہ میں ہے اگر ابھی بچہ نہیں بنا جائز ہے ورنہ ناجائز کہ بے گناہ کا قتل ہے اور چار مہینے میں بچہ بن جاتا ہے۔ (جلد ۲۴، صفحہ ۲۰۱)

اسی میں ہے جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل حرام ہے اور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے اور جان پڑ جانے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہے تو حرج نہیں۔ (جلد ۲۴، صفحہ ۲۰۷)

بہار شریعت میں ہے اسقاط حمل کے لئے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے، بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو، دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہوجائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے (جلد ۳، عیادت و علاج کا بیان، صفحہ ۵۰۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

۷/ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا احادیث سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چمڑے کے موزے پر مسح کرنا کہاں سے ثابت ہے نیز مدت مسح کب تک ہے؟

المستفتی:۔ احمد علی خطیبی قادری مرسنیوی امام مدینہ مسجد سروپ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسح علی الخفین متعدد احادیث مقدسہ سے ثابت ہے ملاحظہ کریں حدیث شریف میں ہے عن عروۃ بن المغیرۃ عن ابیہ قال کنت مع النبی ﷺ فی سفر فاھویت لانزع خفیہ فقال دعھما فانی ادخلتھما طاھرتین فمسح علیھما یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ سے رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا میں نے چاہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے نکالوں تو آپ ﷺ نے فرمایا رہنے دو میں نے انہیں اس حالت میں پہنا ہے کہ میرے پاؤں طاہر تھے پھر حضور نے موزوں پر مسح فرمایا (صحیح البخاری جلد ثانی صفحہ ۳۳/مجلس برکات)

اس حدیث کی تشریح میں شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی تحریر فرماتے ہیں یہ واقعہ غزوہ تبوک کے سفر کا ہے جب نماز صبح کا وقت ہوا تھا اس حدیث میں کہ میں (نبی ﷺ) نے اسے اس حالت میں پہنا کے پاؤں طاہر تھے یعنی ان پر حدث نہیں تھا اس سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں موزے ایسے حالت میں پہنے جائیں کہ ان پر حدث نہ ہو اس کی دو صورتیں ہیں کہ پورا وضو کر کے پہنے ہوں دوسرا یہ کہ صرف پاؤں دھو کے پہنا ہو مگر حدث ہونے سے پہلے وضو مکمل کر لیا ہو (نزھۃ القاری جلد ۲ ص ۸۶)

اور یہ بھی یاد رکھیں مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات مسح کر سکتا ہے اس سے زائد نہیں حدیث شریف میں ہے عن خزیمۃ بن ثابت عن النبی ﷺ قال المسح علی الخفین للمسافر ثلثۃ ایام وللمقیم یوم ولیلۃ (ابوداؤد شریف کتاب الطہارۃ صفحہ ۲۱/زکریا بک ڈپو)

اسکے علاوہ ثبوت مسح خفین کتب احادیث وفقہ میں کثرت کے ساتھ موجود ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۴ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(مکرسنکرانتی کی مبارکباد دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ منکرانتی کی مبارکباد دینا کیسا اور اسکے جو بھی تفصیلات ہے ارسال فرمائیں

المستفتی:۔محمد صدیق نعیمی کشنگنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مکرسنکرانتی ہندوؤں کا تہوار ہے اور اس کو مذہبی تہوار جیسا مناتے ہیں مثلا پوجا پاٹ وغیرہ اور غیر مسلم کے تہوار پر مبارک بادی پیش کرنا حرام اشد حرام اور منجر الی الکفر ہے،جیسا کہ حضرت علامہ مفتی شریف الحق قدس سرہ العزیز عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:و بخروجه الى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلون فى ذلك اليوم (الى ان قال) وباهدائه ذالك اليوم للمشركين ولو بيضة تعظيما لذالك اليوم. اور مجوسیوں کے تہوار نوروز میں شریک ہونے اور اس دن کے مشرکانہ افعال میں انکی موافقت کرنے کی وجہ سے (مزید فرمایا) اور اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے مشرکین کو اس دن تحفہ دینے کی وجہ سے (مسلمان کافر ہو جاتا ہے) اگر چہ تحفہ میں ایک انڈا ہی دے،اور ظاہر ہے مبارکباد دینا ہدیہ دینے سے کم نہیں۔(فتاویٰ شارح بخاری جلد (۲) ص (٥٦٦) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(کیا کریم لگا کر نماز پڑھنا درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر میں بوروپلس یا بورلین لگا کر نماز پڑھوں تو میری نماز درست ہوگی یا نہیں؟ المستفتی:۔محمد ناصر رضا اسماعیلی گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بوروپلس اور بورولین میں اولا یہی ثابت نہیں ہے کہ اسپرٹ یا کوئی حرام اجزاء کی آمیزش ہے اور جب ثبوت یقینی نہیں ہے تو اس صورت میں اس کا استعمال بھی حرام نہیں ہے جیسا کہ فتاویٰ بحر العلوم جلد پنجم ص ٣٦٤ میں انگریزی دوائیں فوٹن پین کی روشنائی میں اسپرٹ ملائی جاتی ہے کہ نہیں کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں؛ اسپرٹ ملانے کا ثبوت یقینی نہیں ہے اس لئے اس کا استعمال حرام نہیں ہے امام محمد فرماتے ہیں "به ناخذ مالم تعرف شئیا حرام بعینه وهو قول ابی حنیفة واصحابه ہاں اگر کسی فرد کے متعلق بالیقین معلوم ہوجائے تو اس کا استعمال البتہ ممنوع ہوگا،اس لئے بوروپلس بورولین اور کسی دوسری کریم کے متعلق جب تک یقین کے ساتھ معلوم نہ ہوجائے کہ اسپرٹ یا کوئی حرام اجزاء ملی ہوئی ہے اس وقت تک اس کا استعمال جائز ہے جب جائز ہے تو اسے لگا کر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ بغیر بورولین اور بوروپلس کے استعمال کئے نماز پڑھنا احوط ضرور ہے، کیونکہ فی زماننا تعصّبانہ طور پر نجاستوں کی ملاوٹ کا زیادہ امکان ہے، فلہٰذا اگر ان کے استعمال کی کوئی صحیح غرض نہ ہو تو احتیاط ہی اولی ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۵؍جمادی الاول ١٤٤٢ھ بروز سوموار

(قرآنی آیات کا انکار کرنا یا حدیث کو نہ ماننا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن کی کوئی بھی آیت یا حدیث پاک کے کسی ایک بھی لفظ کے بارے میں ایسا بولنا کہ میں اس کو نہیں مانتا ہوں یا اس میں ہم آگ لگا دیں گے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد عالم قادری جھارکھنڈ الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن پاک کے ہر ہر لفظ وآیت وسورت پر یقین کرنا اور اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے اسکے کسی لفظ یا آیت کو نہ ماننا یا کمی بیشی جاننا مذہب اسلام سے نکل کر کافر ومرتد ہو جاتا ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرفِ بشری کا دخل مانے یا اُسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔اللہ عزوجل سورہ حجر میں فرماتا ہے:" اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ "بیشک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بیشک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

بیضاوی شریف مطبع لکھنؤ صفحہ ۴۲۸ میں ہے: حفظون ای من التحریف والزیاۃ والنقص تبدیل وتحریف اور کمی بیشی سے حفاظت کرنے والے ہیں۔جلالین شریف میں ہے:لحفظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقص۔یعنی حق تعالٰی فرماتا ہے ہم خود اُس کے نگہبان ہیں اُس سے کہ کوئی اُسے بدل دے یا اُلٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا گھٹا دے۔

جمل مطبع مصر جلد ۳ ص ۵۶۱ میں ہے بخلاف سائر الکتب المنز لۃ فقد دخل فیھا التحریف والتبدیل بخلاف القران فانہ محفوظ عن ذلك لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس و الجن ان یزید فیہ او ینقص منہ حرفا واحد او کلمۃ واحدۃ۔یعنی بخلاف اور کُتب آسمانی کے کہ اُن میں تحریف وتبدیل نے دخل

پایا۔اور قرآن اس سے محفوظ ہے،تمام مخلوق جن وانس کسی کی جان نہیں کہ اُس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔مختصراً(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۱۴)ص(۵۹/۶۰)مکتبہ دعوت اسلامی)

وہ حدیث جو صحیح روایت پر مذکور ہوں اور اس کے نقل پر ائمہ کرام کا اتفاق ہو ایسی حدیث کا انکار بھی کفر ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں: شفاء میں ہے:"وقع الاجماع علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب او خص حدیثا مجمعا علی نقله مقطوعا به مجمعا علی حمله علی ظاهره ایسے شخص کے کفر پر امت مسلمہ کا اجماع ہے جو کتاب للہ کی نص کا انکار کرے یا ایسی حدیث جس کے نقل پر یقین ہے اس کی تخصیص کرے حالانکہ اجماع کے مطابق اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۱۵)ص(۶۳۱)مکتبہ دعوت اسلامی)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۸ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(کیا کاروبار میں جھوٹ بول سکتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اگر یہ کہے کہ کاروبار میں جھوٹ بولنا جائز ہے تو اس پر شریعت میں کیا حکم ہے

المستفتی:۔عبدالقادر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں زید کا یہ کہنا کہ کاروبار میں جھوٹ بولنا جائز ہے یہ شریعت پر افتراء ہے اگر وہ اپنے قول میں سچے ہیں تو دلیل پیش کریں۔

کاروبار میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے جیسا کہ حضرت عبید بن رفاعہ اپنے والد سے

روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ (التجار یحشرون یوم القیامۃ فجارا الا من اتقی وبر وصدق) یعنی قیامت کے دن (بد دیانت) تاجر کا حشر نافرمانوں کے ساتھ ہوگا مگر جو تاجر خدائے تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حرام سے بچے اور جھوٹی قسم نہ کھائے اور سچ بولے تو اسکا حشر فاجروں کے ساتھ نہیں ہوگا ترمذی ابن ماجہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ تجارت میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے البتہ کسی چیز کی قیمت زیادہ مانگنا پھر اس سے کم مانگنا پھر اس سے کم میں دینا جائز ہے یہ جھوٹ نہیں ہے۔ (انوار الحدیث صفحہ ۲۹۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۳ ربیع الآخر ۱۴۴۱ ہجری

(گونگا احکام شرعیہ کا مکلف ہے کہ نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گونگا شخص پر نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ وغیرہ فرض ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ تحسین رضا قادری رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احکام شرعیہ کے مکلف ہونے کے لئے صرف عاقل بالغ مسلمان ہونا ضروری ہے اگر یہ چیزیں ہیں تو اس پر نماز روزہ وغیرہ فرض ہے مگر حسب استطاعت جیسا کہ درمختار میں ہے (شرط لفرضیتها الإسلام، والعقل، والبلوغ لما تقرر فی الأصول أن مدار التكليف بالفروع هذه الثلاثة) (درمختار و حاشیہ ابن عابدین (ردالمحتار) (3/704)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

(۱۶ صفر ۱۴۴۱ ہجری) ۱۶ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(تعطیل کلاں کی تنخواہ لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تعطیل کلاں کی تنخواہ لینا کیسا ہے زید ایک مدرسہ میں مدرس ہے اس مدرسہ کے ناظم اعلیٰ نے زید کو تعطیل کلاں کی تنخواہ نہیں دی اور رسید دیکر کہا کہ اس سے اپنی تنخواہ نکال لو اب زید نے اس سے اپنی تنخواہ نکال لی کیا زید اس پیسے کو حیلہ شرعی کر کے استعمال کر سکتا ہے؟ اور ناظم اعلیٰ کا یہ عمل کیسا ہے برائے مہربانی حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔ فیضان رضا بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تعطیل کلاں کی تنخواہ جائز و درست ہے بہار شریعت میں ردالمحتار سے ہے مدرسہ میں تعطیل کے جو ایام ہیں مثلاً جمعہ، منگل یا جمعرات، جمعہ، ماہ رمضان اور عید بقرعید کی تعطیلیں، جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج و معمول ہیں ان تعطیلات کی تنخواہ کا مدرس مستحق ہے اور ان کے علاوہ اگر مدرسہ میں نہ آیا یا بلا وجہ تعلیم نہ دی تو اُس روز کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔

(بہار شریعت حصہ دہم صفحہ ٦٩)

اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ تعطیلات معہودہ میں مثل تعطیل ماہ رمضان المبارک وعیدین وغیرہا کی تنخواہ مدرسین کو بیشک دی جائے گی (فان المعہود عرفا کالمشروط مطلقاً) (فتاوی رضویہ جلد ہشتم صفحہ ١٤١)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں کہ (حیث کانت البطالۃ معروفۃ فی یوم الثلاثاء والجمعۃ وفی رمضان والعیدین یحل الاخذ) (ردالمحتار جلد سوم صفحہ ٤١٦)

اور اپنے ہندوستان کا عرف یہی ہے کہ جو شوال سے شعبان تک مدرسہ کا مدرس رہے گا وہ تعطیل کلاں کی تنخواہ پانے کا مستحق ہوگا خواہ بعد رمضان اس ادارہ میں تعلیم دے یا نہ دیں البتہ اگر آئندہ اس ادارہ میں نہیں رہنا ہے تو پہلے کمیٹی کو اطلاع کر دے تاکہ وہ کسی دوسرے مدرس کا انتظام کریں اور شروع سال سے تعلیمی نقصان نہ ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ٢٢٤)

مدرس نے رسید سے جو چندہ کیا اس میں جو زکوۃ و فطرہ کی رقم ہے اس کو حیلہ شرعی کے بعد اپنی تنخواہ میں لے سکتا ہے

اور جو رقم صدقات نافلہ کی ہوا سے بغیر حیلہ شرعی تنخواہ میں لے سکتا ہے۔ وقت عقد اگر چندہ کر کے تنخواہ حاصل کرنے کی شرط نہ تھی تو ناظم اعلی کی جانب سے ایسا کرنا ظلم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۵ ربیع الآخر ۱۴۴۰ ہجری

(مزارات اولیاء اللہ پر چادر ڈالنا جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مزارات پر چادر چڑھانا کیسا کیا یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے

المستفتی:۔ داؤد سلیمان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اولیاء اللہ کی قبروں پر چادریں ڈالنا جائز ہے کیونکہ اس کی وجہ سے عام زائرین کی نگاہ میں صاحب قبر کی عظمت ظاہر ہوتی ہے شامی جلد پنجم کتاب الکراہیت باب اللباس میں ہے کہ فتاوی حجہ میں ہے کہ قبروں پر غلاف پردے مکروہ ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ آجکل اگر اس سے عوام کی نگاہ میں تعظیم مقصود ہوتا ہے کہ وہ صاحب قبر کی حقارت نہ کریں بلکہ غافلوں کو اس سے ادب وخشوع حاصل ہو تو جائز ہے کیونکہ عمل نیت سے ہیں شامی کی اس عبارت نے فیصلہ کر دیا کہ جو جائز کام ہے اولیاء اللہ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہو وہ جائز ہے چادر کی اصل یہ ہے کہ حضور کے زمانہ پاک میں بھی کعبہ معظّمہ پر غلاف تھا کہ اس کو منع نہ فرمایا صدیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک پر غلاف سبز ریشمی چڑھا ہوا ہے مقام ابراہیم پر غلاف ہے معلوم ہوا ان چیزوں کے لئے اور اولیاء اللہ کے لئے ان کی قبور پر غلاف وغیرہ ڈالنا مستحب ہے۔

(تفسیر روح البیان پارہ ۱۰ سورہ توبہ زیر آیت)

(انما یعمر مسجد اللہ الخ) علماء اولیاء اور صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا غلاف ڈالنا جائز کام ہیں جبکہ اس سے

مقصود ہو کہ عوام کی نگاہ میں تعظیم ہو اور لوگ ان کو حقیر نہ جانیں جاء الحق مزارات پر چادر چڑھانا امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے مزارات پر چادر چڑھانے کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں للہ تعالیٰ کے ولی کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔ (احکام شریعت حصہ اول ص 42) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۲ جمادی الاولی ۱۴۴۱ ہجری

(گستاخ رسول کی توبہ قبول کی جائے گی یا نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کر کے بعد میں توبہ کرے تو قبول کی جائے گی یا نہیں؟ المستفتی:۔ بشیر صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو الھادی الی الصواب

گستاخ رسول کافر و مرتد ہے صرف توبہ ہی نہیں بلکہ ایسے شخص پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح و تجدید بیعت لازم ہے اگر توبہ نہ کرے تو ایسا شخص واجب القتل ہے لیکن اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی بہار شریعت حصہ اول میں ہے نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے (تفسیر روح البیان)

حضور اعلی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہمارے ائمّہ مذہب کے نزدیک ساب (یعنی گستاخِ رسول) مُرتَد ہے اور اس کے سب احکام مثلِ مُرتَد، مُرتَد اگر توبہ کرے **تُقْبَلُ وَلَا يُقْتَل** (قبول کریں گے اور قتل نہ کریں گے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری منگلور کرناٹک

۱ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(ایک مسلمان اپنے مسلمان دوست کو ہنسی مذاق میں کافروں کے نام سے پکارتا ہے تو اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان اپنے مسلمان دوست کو ہنسی مذاق میں کافروں کے نام سے پکارتا ہے مثلاً شنکر وغیرہ تو اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ قران وحدیث کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں

المستفتی:۔کامل رضا جے پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

کسی مسلمان کو غیر مسلم کے نام سے پکارنا سخت ناجائز وحرام ہے بلکہ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کسی مسلمان بلکہ کافر ذِمّی کو بھی بلا حاجتِ شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو اُسے ایذاء پہنچے شرعاً ناجائز وحرام ہے۔اگر چہ بات فِی نَفسِہٖ سچی ہو (فان کل حق صدق ولیس کل صدق حقا) ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۳ص ۲۰۴)

لہٰذا جس کا جو نام ہو اس کو اُسی نام سے پکارنا چاہئے اپنی طرف سے کسی کا اُلٹا سیدھا نام مثلاً لمبو ٹھنگو کالو وغیرہ نہ رکھا جائے عُموماً اس طرح کے ناموں سے دل آزاری ہوتی ہے اور وہ اس سے چڑتا بھی ہے لیکن پکارنے والا جان بوجھ کر بار بار مزہ لینے کے لئے اسے اسی نام سے پکارتا ہے،ایسا کرنے والوں کو سنبھل جانا چاہئے کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے (ولاتنابزوا بالالقاب ؕ بئس الاسم الفسوق بَعۡدَ الایمان الحجرات) اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا (ترجمہ کنز الایمان)

لہٰذا برے نام سے مخاطب کرنے والا توبہ استغفار کرے اور آئندا ایسے ناموں سے پرہیز کرے اللہ غفور ورحیم ہے (وقال علیہ السلام التائب من الذنب کمن لاذنب لہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی (بہار)

۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۹ بروز بدھ

(ضرورت پڑنے پر کڈنی یا گردہ دینا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ایک مرد دوسرے مرد کو ضرورت پڑنے پر جسم کا کوئی عضو دے سکتا ہے یا نہیں جیسے کڈنی گردہ وغیرہ المستفتی:۔غلام احمد رضا ازہری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کوئی عضو انسانی بیکار ہوجائے اور کسی حیوان کا عضو اسکے لئے کارآمد ہوسکتا ہے تو حلال جانور کو شرعی طور پر ذبح کرکے اسکا عضو لگانا جائز ہے اگر حلال مذبوح سے کام نہیں چل سکتا ہو تو خنزیر کے علاوہ دوسرے غیر حلال جانور کو ذبح شرعی کے بعد اسکا متبادل عضو لگایا جاسکتا ہے اور اگر مذبوح سے کام نہ چل سکے تو بحالت اضطرار غیر مذبوح کا بھی عضو لگایا جاسکتا ہے اب یہاں پر قابل غور بات یہ ہے کہ کیا کسی انسان کی جان یا عضو کی ہلاکت جب یقینی ہو یا قریب بہ یقین ہو اور دوسرے انسان کا عضو لگانے سے شفاء متوقع ہو تو کیا کسی زندہ یا مردہ انسان کا عضو لگانا جائز ہے یا نہیں تو اس بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ دوسرے زندہ انسان کا عضو کاٹ کر حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں ہے ہاں البتہ مضطر کو اس مقدار میں حرام یا مردار حتی کہ انسان میت کا گوشت کھانے پینے کی اجازت ہوتی ہے جس سے وہ جاں بحق ہوسکے لیکن یہ اجازت اسی وقت ہے جب کہ نجات یقنی ہو اب یہ غور کرنا ہے کہ موجودہ دور میں تبدیلی عضو والے علاج سے شفاء یقینی ہے یا نہیں اس بارے میں حکم یہ ہے کہ پیوندکاری سے کامیابی کی جو شرح دی گئی ہے وہ یقینی نہیں ہے دوسری بات یہ کہ یہ شرح بحیثیت مجموعی ہے آپریشن سے شفاء تک گذرنے میں اتنے مراحل ہیں کہ ہر ہر مرحلہ پر ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے پھر مریض خاص کے حق میں صرف ظن اور امید کا حصول ہوتا ہے یقین کا نہیں پھر بہت سے حریص دنیا طلب ڈاکٹروں کی زیادتیاں الگ ہیں جسکی بہت مثال موجود ہیں دوسری بات یہ ہے کہ جو عضو عطاء کرنے والا تندرست وتوانا انسان ہے خاص اسکے حق میں کوئی حاجت واضطرار نہیں کہ وہ اپنا عضو دوسرے کو دے پھر اسے کیونکر اجازت ہوگی کہ وہ اپنے عضو کی بے حرمتی یا خرید وفروخت کا معاملہ کرے خصوصاً جبکہ وہ اپنے جسم وجان کا مالک بھی نہیں کہ اسے ہبہ کرنے یا بیچنے کا اختیار ہو لہذا ان حالات کے پیش نظر عضو

انسان سے عضو انسان کی پیوند کاری کے جواز کا حکم بہت مشکل ہے بلکہ بروقت عدم جواز ہی واقع ہے * خلاصہ کلام یہ کہ انسان اپنے اعضاء آنکھ گردے پھیپھڑے وغیرہ کا مالک نہیں ہے یہ تمام اعضاء بندے کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے لہذا انسان اپنے یہ اعضاء نہ دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے نہ ہبہ وخیرات کرسکتا ہے نہ اپنے کسی عزیز وغیرہ کے لئے بعد وفات یہ اعضاء دینے کی وصیت کرسکتا ہے یونہی دوسرا شخص کسی انسان سے نہ یہ اعضاء خرید سکتا ہے نہ ہی اعضاء کا ہبہ صدقہ یا وصیت قبول کرسکتا ہے نہ لے سکتا ہے دلائل صحیفہ مجلس شرعی جلد سوم میں بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

(مجلس شرعی کے فیصلے صفحہ ۱۸۳) واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۴۰ھ

(شیعوں کے یہاں کی نیاز لینا چاہئے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ محرم میں شیعوں کے گھر سے نیاز وغیرہ آئے تو اسکو کھا سکتے ہیں یا اسے ضائع کردیں

المستفتی:۔ محمد خضر عباس ساہیوال پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شیعوں کے یہاں کی نیاز نہ لی جائے جیسا کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ان (شیعوں) کی نیاز نہ لی جائے ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے (احکام شریعت حصہ اول صفحہ 146)

فلہٰذا ان کے یہاں کی کوئی نیاز نہ لیں اگر غلطی سے لے لئے تو کتوں کو کھلا دیں آئندہ پرہیز لازم واللہ اعلم و رسولہ

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۵ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(داڑھی رکھنا سنت ہے اور اسکی مقدار ایک مشت ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مشت سے داڑھی کم ہے تو اس کے بارے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے اور اور ایک مشت سے داڑھی زیادہ ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے برائے مہربانی اختصار میں جواب نا دیکر مکمل طور سے جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں المستفتی:۔زین العابدین قادری ضلع بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

داڑھی سنت ہے ایک مشت رکھنا واجب ہے اس کی کم سے کم مقدار ایک مشت ہے یعنی ایک مشت ہونے سے پہلے کاٹنا گناہ کبیرہ ہے، ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ حکم متفق علیہ ہے بے شمار احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا قومی شعار ہے۔تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پابندی کے ساتھ داڑھی رکھی پورے ذخیرۂ احادیث میں ایک روایت بھی ایسی نہیں ملتی کہ کسی صحابی نے داڑھی کاٹی ہو۔داڑھی کا ایک مشت ہونا بھی ائمہ اربعہ کے درمیان متفق علیہ مسئلہ ہے۔البتہ جب ایک مشت سے زائد ہوجائے تو مشت سے زائد بالوں کو کٹوا دینا جائز، بلکہ افضل ہے اور ایک مشت سے پہلے داڑھی کٹوانا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں (ویحرم علی الرجل قطع لحیتہ وأما الأخذ منها وهي ما دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة فلم يبحه أحد) (ج۲ص۳۴۸)

لہذا چھوٹی داڑھی (ایک مشت سے کم) رکھنے سے پوری سنت ادا نہیں ہوگی البتہ جب داڑھی ایک مشت زائد ہو جائے تب جتنی زائد ہو اتنی کاٹ سکتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امین قادری رضوی مرادا باد

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(مسلمان کو اپنی دکان کا نام جے ہند فُٹ ویر رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمان کو۔اپنی دکان کا۔نام جے ہند فُٹ ویر رکھنا عندالشرع کیسا ہے؟ علماء کرام رہنمائی فرمائیں نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد نعیم الدین سلامی نقشبندی مراد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جے ہند فُٹ ویر نام رکھنا ناجائز ہے کیونکہ ہندوؤں کا شعار ہے جب کوئی مسلمان یہ نام رکھے گا تو اس سے یہی سمجھ میں آئے گا کہ یہ دکان ہندو کی ہے اس لئے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اس قسم کے دکانوں کے نام رکھیں، حدیث شریف میں ہے وایاکم وزی الاعاجم عجمیوں کے طریقوں سے دور رہو۔(ماخوذ فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ ٤٦٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری منگلور کرناٹک

۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جے ہند فوٹو یر نام رکھنے کو ناجائز کہنے کا ہی قول صحیح ہے۔اس لئے کہ جے کا لفظ گو کہ ہندی مراٹھی زبان ہو مگر عام طور پر مسلمان اس لفظ کو استعمال نہیں کرتے خواہ ممبئی، پونہ وغیرہ کے مراٹھی مسلمان ہی کیوں نہ ہوں، مسلمان جے ہند کی بجائے ’’ہندوستان زندہ آباد‘‘بولتے ہیں، یہ ہوسکتا ہے کہ کم پڑھے لکھے دیہاتی کہیں بول دیتے ہوں، مگر یہ شاذ و نادر ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔اس لئے کفار کا شعار ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہونا چاہئے، اور بلاشبہ یہ ناجائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج بستی

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے میٹھے میٹھے آقا کہنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اپنے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میٹھے میٹھے آقا کہنا کیا یہ جملہ درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد منظور عالم ازہری جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہر اشیا اپنے اسماء واوصاف سے پہچانی جاتی ہے اور ہر ایک کیلئے علامات و پہچان بھی ہوا کرتی ہیں اور جو چیز جس نام کے ساتھ وضع ہوئی وہ اسی نام کے ساتھ مستعمل بھی ہے میٹھا، تیکھا، کھٹا، کڑوا، یہ تمام اسماء ذائقہ کیلئے مستعمل ہیں تو جو چیز جس کیلئے وضع ہوئی اسی میں استعمال کریں تو بہتر ورنہ بے وقوفی کی علامت ہوگی لفظ میٹھا انبیاء علیہم السلام کیلئے استعمال کرنا بالکل بھی درست نہیں کیونکہ جن الفاظ میں فضیلت نہ پائی جائے اسے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کے ساتھ استعمال کرنا بالاتفاق ممنوع ہے جیسا کہ شارح بخاری فقیہ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر ایسے صفات سے کرنا ممنوع ہے جس میں کوئی فضیلت نہ ہو۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۵۳٤)

اور اسی کتاب کی دوسرے صفحہ پہ فرماتے ہیں کہ صیغہ تصغیر کا استعمال مطلقا ممنوع ہے اگرچہ بہ نیت محبت و تعظیم ہو اور اگر معاذ اللہ بہ نیت تحقیر ہو تو کفر ہے (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۵۳۷)

صورت مسئولہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھے میٹھے مصطفی بولنے سے احتراز لازم ہے نہ بولے کیونکہ یہ امام الانبیاء کی بارگاہ ہے اگر تھوڑی بھی گستاخی و بے ادبی ہوگی تو ایمان کا ہی خاتمہ ہے لھذا لفظ میٹھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہمارے اکابرین نے نہ بولا نہ سلف صالحین نے، اور کیا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں الفاظ کی کمی ہیں جو میٹھا بولا جائے جس انداز میں رب العلمین نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں قرآن میں اوصاف حمیدہ بیان فرمائی ہے وہ سب استعمال کریں نا کہ میٹھا، تیکھا۔ واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی اڑیسہ

۲۷ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(جناتوں میں سید ہوتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جناتوں میں سید ہوتے ہیں برائے کرم مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔فقیر زین العابدین قادری ضلع بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنات میں سید نہیں ہوتے ہیں اس لئے کہ لفظ سید حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کے لئے خاص ہے اور جنات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں نہیں ہیں۔جیسا کہ حضور فقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی فیض الرسول ج:2/ص:584/ میں تحریر فرماتے ہیں شریف کا لفظ جو عرب میں سید کے معنی میں بولا جاتا ہے پہلے زمانہ میں علوی،جعفری اور عباسی وغیرہ پر بھی بولا جاتا تھا مگر جب مصر پر فاطمی حکومت کا قبضہ ہوا تو یہ لفظ حضرات حسنین کریمین کی اولاد کے ساتھ خاص ہوگیا اور یہی عرف اب تک چلا آرہا ہے اسی لئے ہندوستان میں بھی سید سے اولاد حسنین ہی مراد لیتے ہیں-اور فتاوی حدیثیہ میں ہے (واعلم ان اسم الشریف کان یطلق علی من کان اھل البیت ولو عباسیا او عقیلیا و منه قول المورخین الشریف العباسی الشریف الزینبی فلما ولی الفاطمون بمصر قصروا الشریف علی ذریۃ الحسن والحسین فقط واستمر ذالك الی الآن)اھ

اور فتاوی فیض الرسول میں ہی اسی جلد اور صفحہ پر دوسطروں کے بعد ہے"جبکہ حسنین کریمین کی اولاد کے لئے لفظ سید خاص ہوگیا تو دوسروں لوگوں کے لئے اس لفظ کا استعمال کرنا درست نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۷ اگست ۲۰۱۹ء بروز منگل

(اولیاء اللہ اوران کی کرامات کا منکر کون ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو کوئی اولیاء اللہ کا منکر ہو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہوگا مع حوالہ جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں اور عنداللہ اجر کے مستحق بنیں

المستفتی:۔ محمد عالم قادری جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قدیر وکریم جل شانہ ارشاد فرماتا ہے (الا ان اولیآء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون - الذین آمنوا وکانوا یتقون - لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ لاتبدیل لکلمات اللہ ذالك ھو الفوز العظیم) (پارہ 11 سورہ یونس رکوع 6)

سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے اس آیت کریمہ سے وجود اولیآء اللہ کا ثبوت بخوبی واضح ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ کے وہ بندے جو ایمان لائے اور تقوی و پرہیز گاری کو اختیار کیا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے ولی اور دوست ہیں ان کی شان یہ ہے کہ انہیں نہ کسی چیز کا خوف ہے نہ ہی کسی چیز کا غم ان کے لئے دنیا و آخرت میں انعام الٰہی اور نوازشات خداوندی کی خوش خبری ہے اب اگر کوئی شخص وجود اولیاء اللہ کا منکر ہے تو حقیقت میں وہ آیات الٰہی کا منکر ہے اور آیات الٰہی کا منکر بلا شبہ کافر ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات کا منکر گمراہ بدمذہب ہے حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کرامت حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے شرح فقہ اکبر صفحہ 95 میں ہے الکرامات للاولیآء حق ای ثابت بالکتاب والسنۃ اولیائے کرام سے کرامتوں کا صادر ہونا حق ہے یعنی قرآن وحدیث سے ثابت ہے (انوار الحدیث صفحہ 485)

فلہٰذا منکر اولیآء اللہ سے مقاطعہ ضروری ہے تاوقتیکہ وہ اپنے فاسد افکار وخیالات سے توبہ نہ کرلے واللہ اعلم

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(تانبے پیتل کے برتن میں کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تانبے یا پیتل کے برتن میں کھانا کھانا کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔ارشد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تانبے،پیتل کے برتنوں میں کھانا کھانا اس وقت صحیح و درست ہے جبکہ قلعی کئے ہوئے ہوں بغیر قلعی کئے انکے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں تانبے کے برتن سے وضو کرنا اس میں کھانا پینا سب بلا کراہت جائز ہے وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا ہاں قلعی کے بعد چاہئے بے قلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہے۔اھ

(ج:1 / ح:1 /ص:336 /مکتبہ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے (و یکرہ الأکل فی نحاس أو صفر)اھ۔اور ردالمحتار میں ہے (ثم قید النحاس بالغیر المطلی بالرصاص و ھکذا قال بعض من کتب علی ھذا الکتاب أی قبل طلیۃ بالقزدیر والشب لأنہ یدخل الصدأ فی الطعام فیورث ضررا عظیما و أما بعدہ فلا)اھ

(ج:9/ص:494 / 495 /کتاب الحظر والاباحۃ/ دارعالم الکتب)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں سونے چاندی کے سوا ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے مثلاً تانبے،پیتل،سیسہ،بلور وغیرہا تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی ہونی چاہیے بغیر قلعی انکے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے۔اھ(ح:16 /ص:396 /ظروف کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۵ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(مصافحہ کرنے کے بعد سینے پر ہاتھ رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مصافحہ کرنے کے بعد سینہ پر ہاتھ رکھنا کیسا ہے جواب سے مع حوالہ نوازیں

المستفتی:۔محمد معروف مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احادیث وفقہ کی کتابوں میں مصافحہ کرنے کے دو طریقے ذکر کئے گئے ہیں۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو۔

دوسرا طریقہ:۔جسکو بعض فقہاء نے بیان کیا اور اسکی نسبت بھی وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے وہ یہ کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے سے اور بایاں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اسکے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔اھ(ح:16 /ص:471 /مصافحہ ومعانقہ وبوسہ وقیام کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

تو اس سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی دوسری کتابوں میں ملتا ہے کہ مصافحہ کرنے کے بعد ہاتھ سینہ پر رکھا جائے اور یہ جو لوگوں میں رائج ہے کہ مصافحہ کرنے کے بعد ہاتھ سینہ پر رکھتے ہیں یہ فعل عبث ہے اور خود ساختہ طریقہ ہے لہٰذا ایسے فعل سے احتراز واجتناب کیا جائے جسکا ذکر فقہ واحادیث اور اقوال ائمہ میں نہ ہو تا کہ لوگ اسے فرض وواجب وغیرہ نہ سمجھنے لگیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۹ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(بیوی نے کفر بک دیا تو شرعاً کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اور ہندہ کے درمیان بحث ومباحثہ ہورہی تھی تو ہندہ نے کہا میں قرآن کو مانتی ہوں اور حدیث کا انکار کیا پھر بعد میں کہہ رہیں تھیں کہ میں حدیث کے بارے میں نہیں جانتی تھی کہ کس کو کہتے ہیں تو اس صورت میں نکاح زائل ہوا کہ نہیں اگر ہوگیا تو بکر سعودی عرب میں ہے تو نکاح کس طرح پڑھایا جائے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی المستفتی:۔سرور عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں ہندہ نکاح سے نہ نکلی بعد اسلام احتیاطی تجدید نکاح پر مجبور کی جائے گی ہندہ پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان فرض ہے کیونکہ انکار حدیث سے انکار رسالت بھی ہوتا ہے اس سے صرف حدیث شریف کا انکار نہیں بلکہ انکار قرآن بھی ہوتا ہے سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو حدیث کا منکر ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا منکر ہے, اور جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے اور جو قرآن مجید کا منکر ہے اللہ واحد قہار کا منکر ہے اور جو اللہ کا منکر ہے صریح مرتد کافر ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد 14 صفحہ 312)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے بلکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی اطاعت اپنی اطاعت قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ (من یطع الرسول فقد اطاع اللہ) (پارہ5رکوع8)

یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔اور فرماتا ہے (ما اٰتاکم الرسول فخذوہ ولا نہٰکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب) (پارہ28رکوع4)

یعنی جو کچھ رسول تمھیں عطا فرمائیں اسے لےلو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے

اورفرماتا ہے(یآیھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و لا تبطلوا اعمالکم)(پارہ26رکوع8)

یعنی اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔

اس کے علاوہ اور بہت ساری آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا حکم۔

حدیث شریف ماننا بالواسطہ خدا ہی کا حکم ہے اور کفر بک کر یہ کہنا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ حدیث کیا ہوتی ہے شرعا مسموع اور قابل قبول نہیں کفر و اسلام کو سمجھنا جو اسلام کی بنیادی باتیں ہر مرد و عورت پر فرض ہے ورنہ نہ جاننے کا بہانہ بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا مذاق مذاق، جہالت و نادانی اور غصہ میں (معاذ اللہ تعالیٰ)

ایسے ایسے کفریات بک جاتے ہیں اور انھیں خبر بھی نہیں ہوتی سب کیا دھرا اکارت ہوگیا، ایمان ہی سلب ہوگیا جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف جلد 12 صفحہ 262 / 263 / 264 مطبوعہ جدید میں مندرجہ ذیل سؤال کہ ہندہ نے غصہ میں آکر کہا کہ چولہے میں جائے ایسی شریعت' یا' مری پڑے ایسی شریعت پر اور کہتی ہے کہ مجھ سے غصہ میں روز مرہ کی بول چال کے مطابق یہ الفاظ نکل گئے، اس سے میری غرض یا نیت اسلام سے خارج ہونے کی نہ تھی اس سؤال کے جواب میں سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہندہ نے پہلا فقرہ کہا ہو یا دوسرا ہر طرح اس کا ایمان جاتا رہا کہ اس نے شریعت مطہرہ کی توہین کی مگر ہندہ نکاح سے نہ نکلی، نہ ہرگز اسے روا ہے کہ بعد اسلام کسی دوسرے سے نکاح کرلے ہاں بعد اسلام زید سے تجدید نکاح پر مجبور کی جائے گی احتیاطًا لاصل المذھب (احتیاط کے طور پر واسطے اصل مذہب کے) تجدید نکاح میں مہر جدید برضائے فریقین معین ہونا یا پہلی تعداد کا لحاظ کچھ ضروری نہیں بلکہ ہندہ سب سے کم مہر پر مجبور کی جاسکتی ہے جس طرح نکاح پر مجبور کی جائے گی۔

درمختار جلد اول صفحہ 210 پر ہے کہ (تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرا لھا بمھر یسیر کدینار و علیہ الفتوی) یعنی اسلام لانے پر مجبور کی جائے گی اور بطور زجر کمترین مہر مثلاً ایک دینار کے بدلے تجدید نکاح پر مجبور کی جائے گی اور اسی پر فتوی ہے۔

ردالمحتار جلد 2 صفحہ 392 پر ہے (فلکل قاض ان یجددہ بمھر یسیر و لو بدینار رضیت ام لا) یعنی یہ قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اس عورت سے کمترین مہر کے عوض تجدید نکاح کرائے اگرچہ ایک دینار ہو، چاہے وہ عورت اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔ مہر کی اقل (کمتر) مقدار دس درہم ہے۔

نوٹ:۔دس درہم کاوزن دوتولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے اور موجودہ اوزان کے بموجب اس کی مقدار 30 ,گرام 618 ملی گرام چاندی ہوتی ہے-چاندی کی موجودہ قیمت (880روپئے تولہ) کے حساب سے دس درہم کی قیمت کم وبیش دوہزارتین سودس (2310)روپئے ہوں گے ۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(فاسق شخص کوسلام میں پہل کرنانیز اسکی امامت کے متعلق سوال وجواب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید غیر فاسق ہے اوراس کے گھر کے سارے افراد فاسق ہیں جن میں بعض فاسق معلن بھی ہیں تو زید گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت سلام کرے یا نہ کرے؟اور فاسق کا فاسق کوسلام میں پہل کرنے کے تعلق سے بھی بیان فرمائیں؟ایک عالم صاحب نے بتایا کہ علامہ طحطاوی علیہ الرحمہ نے فاسق معلن کی امامت کو مکروہ تنزیہی لکھاہے تو انکے فتوے کوآج کے دور میں تسلیم کرنا زیادہ مناسب ہے کیا انکی رائے درست ہے؟مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔بینواتوجروا المستفتی:۔محمدایوب رضوی کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاسق وفاجر شخص اگرعلانیہ گناہ کرتے ہیں تو انکوسلام میں پہل کرنا مکروہ ہے اوراگرعلانیہ گناہ نہ بھی کرتے ہوں تو بھی سلام میں پیشی کرنا بہتر نہیں جبکہ فتنہ کااندیشہ نہ ہوجیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضاخان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: ایسے لوگ جب تک تائب نہ ہو، ابتدا بسلام ممنوع ہے کہ وہ فاسق معلن ہے اور گناہ کبیرہ پر مصر ہے(فی الدرالمختار یکرہ السلام علی الفاسق لومعلنا الخ وفی ردالمحتار عن فصول العلامی لایسلم علی الشیخ المازح الکذاب واللاغی ولاعلی من یسب الناس اوینظر وجوہ الاجنبیات ولاعلی الفاسق

المعلن ولاعلى من يغني اويطير الحمام مالم تعرف توبتهم) درمختار میں ہے کہ فاسق کو سلام کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ وہ اعلانیہ فسق کرتا ہو الخ،اور ردالمحتار میں ہے فصول علامی سے مروی ہے کہ جھوٹے اور مذاق کرنے والے بوڑھے،لغویات بولنے والے،لوگوں کو گالی گلوچ کرنے والے،اجنبی عورتوں کو دیکھنے والے،اعلانیہ فسق کرنے والے،گانے والے اور کبوتر بازی کرنیوالے کو اس وقت تک سلام نہ کیا جائے جب تک اس کی توبہ کا علم نہ ہو جائے۔اور ایسے لوگوں کے ساتھ کھانے پینے سے بھی احتراز کرنا چاہیئے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۱) ص (۴۲۱) مکتبہ دعوت اسلامی)

رہی بات فاسق کا فاسق کو سلام کرنا تو اس میں کوئی حرج نہیں جو جس کو سلام میں پہل کرے کیوں کہ دونوں ایک ہی پلیٹ فارم سے ہیں،قابل غور بات یہ ہے کہ فاسق کی امامت: تو اس پر علماء کرام کا ایک ہی فیصلہ ہے اور وہ یہ کہ مکروہ تحریمی اور اس پر ایک ہی نہیں کئی دلیلیں مذکور ہیں اسکی مختصر تفصیل تحریر کی جاتی ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ہی ہے: اگر فاسق کو لوگوں نے امام بنایا تو وہ تمام گنہگار ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ (كما حققه المحقق الحلبي في الغنية والعلامة الشرنبلالي في المراقي وفي غيرهما فقد بينا في غير موضع من فتاؤنا وهو فضية الذيل فعليه فليكن التعويل) جیسا کہ محقق حلبی نے غنیہ اور علامہ شرنبلالی نے مراقی میں اس کی تحقیق کی اور ان دونوں کے غیر نے اپنی اپنی کتابوں میں تحقیق کی ہے ہم نے اپنے فتاوی میں متعدد جگہ پر اسے بیان کیا ہے اور یہی اس کا خلاصہ ہے اور اسی پر اعتماد ہونا چاہیئے۔(جدید جلد (۶) ص (۲۸۳) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(وہابی یا دیوبندی سے پڑھنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جس جگہ میں رہتا ہے اس جگہ میں کوئی سنی علماء نہیں ہے اور وہ دیوبندی مولوی سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں جب کہ اس مولوی کا عقیدہ معلوم ہے اسے پھر بھی پڑھنا چاہتا ہے تو اس دیوبندی مولوی سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بہت بہت کرم ہوگا۔

المستفتی:۔محمد عثمان علی رضوی جامتاڑا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہابی دیوبندی بمطابق (فتاوی حسام الحرمین، الکوکبۃ الشھابیۃ، سل السیوف الوھابیۃ) کافرو مرتد ہیں اور علماء حرمین شریفین نے ان کے بارے میں بالاتفاق فرمایا ہے (من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر) لہذا ان کے قریب جانا ان کے ادارہ میں تعلیم حاصل کرنا اور انہیں اپنا استاذ بنانا حرام ہے کہ بدمذھب کو استاذ بنانے میں ان کی تعظیم وتوقیر ہے جو ناجائز وحرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے (من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام) جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔ اھ (کنز العمال: 1/ 219)

اور فتاوی امجدیہ میں شرح مقاصد سے ہے (ان حکم المبتدع البغض والاھانۃ والرد والطرد) اھ

(ج:4/ ص:17)

اور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی سے سوال ہوا کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکے کو پڑھانا کیسا ہے؟ تو آپ تحریر فرماتے ہیں حرام، حرام، حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال ومبتلائے آثام۔ اھ

(فتاوی رضویہ ج:9/ ص:207 نصف اول)

لہذا زید پر لازم ہے کہ طلب علم کے لئے کسی سنی صحیح العقیدہ عالم کا انتخاب کرے اور دوبارہ بدمذہب کو اپنا استاذ بنانے سے بارگاہ الٰہی میں صدق دل سے توبہ واستغفار کرے۔ (فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:2/ ص:511/ 512)

اور زید کا یہ کہنا کہ اس کے یہاں سنی علماء نہیں ہیں تو یہ کوئی عذر نہیں الحمد اللہ آج کل ہر جگہ ہمارے سنی علماء کثیر تعداد میں موجود ہیں ان کے پاس جا کر یا ان کو اپنے یہاں بلا کر طلب علم کیا جائے کسی وہابی دیوبندی سے ہرگز ہرگز علم حاصل نہ کیا جائے

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۶ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(سی سی ایل کی زمین پر مدرسہ بنانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سی،سی،ایل کی زمین میں مدرسہ بنایا بنانے میں رقم لگا اس میں کچھ روپئے سی،سی،ایل کے فنڈ سے آئے کچھ مکھیا نے دیا باقی مسلمانوں نے لگا کر مدرسہ تیار کیا۔حضور والا کی بارگاہ میں عریضہ ہے کہ اس مدرسے میں جمعہ وعیدین کی نمازیں قائم ہوسکتی ہیں؟ جواب عطاء فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔محمد ریاض گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سی،سی،ایل یعنی سینٹرل کول فیلڈس لمیٹیڈ کمپنی کی زمین میں مدرسہ بنانے اور اس سے حاصل شدہ فنڈ کی رقم مسجد و مدرسہ میں لگانا جائز ہے۔جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں ہے ایم،ایل،اے،پی یا کلکٹر کے فنڈ سے گورنمنٹ کی دی ہوئی رقم مسجد میں صرف کرسکتے ہیں۔اعلی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ خزانہ والی ملک کی ذاتی ملک نہیں ہوتا تو اس کے لینے میں حرج نہیں جبکہ مصلحت شرعیہ کے خلاف نہ ہو۔(فتاوی رضویہ جلد ششم صفحہ 460)

اور گورنمنٹ کی دی ہوئی رقم اگر ہم اپنے مدرسہ اور مسجد میں نہ لگائیں تو وہ اپنے قانون کے مطابق اسے دوسرے غیر اسلامی کاموں کے لئے دینگے تو ہمارا مال ہمارے دینی کاموں میں صرف نہ ہوا اور کسی دین باطل کی تائید میں خرچ کیا گیا کوئی مسلم عاقل اسے گوارہ کرسکتا ہے۔ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد ہفتم نصف آخر صفحہ 277 میں ہے۔

(فتاوی فقیہ ملت ج:2/ص:142)

اب رہی بات اس میں جمعہ وعیدین کے نماز کی تو اس کے صحیح ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں اگر ان میں سے ایک بھی شرط نہ پائی گئی تو نماز ہوگی ہی نہیں (1) مصر یا فنائے مصر (2) سلطان اسلام یا اسکا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دے (3) وقت ظہر (4) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا (5) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد (6) اذن عام۔

(بہار شریعت ج:1/ح:4/ص:از:762/تا/770)

اورفتاوی ہندیہ میں ہے (ولادائها شرائط فی غیر المصلی -منها المصر و منها السلطان و منها وقت الظهر و منها الخطبة قبلها و منها الجماعة و منها الاذن العام) اھ(ج:1ص:از145تا148)

اب اگر یہ تمام شرطیں پائی جارہی ہوں تو اس میں نماز جمعہ وعیدین پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۲رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ

(خودکشی کرنے والوں کے لئے کیا سزا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ انسان جس حالت میں دنیا سے جاتا ہے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جوخودکشی کر کے جائے گا اسکی بدقسمتی کہ وہ قیامت تک یونہی خودکشی کرتا ہی رہے گا؟ کیا یہ صحیح ہے برائے مہربانی صحیح قول کیاہے رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔عبدالمنان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی یہ بالکل صحیح ہے(قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ)اور اپنی جانوں کوقتل نہ کرو۔(سورۃ النساء آیت ۲۹)

خودکو ہلاک کرنے کی مختلف صورتیں ہیں جن میں ایک صورت خودکشی کرنا ہے،خودکشی حرام ہے۔حدیث شریف میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے،سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنا گلا گھونٹا تو وہ جہنم کی آگ میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جس نے خودکو نیزہ مارا وہ جہنم کی آگ میں خودکو نیزہ مارتا رہے گا۔(بحوالہ؛بخاری،کتاب الجنائز،باب ماجاء فی قاتل النفس،۴۶۰،الحدیث:۱۳۶۵/حوالہ؛صراط الجنان،مطبوعہ مکتبہ مدینہ)

ان ہی سے روایت ہے،سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جو پہاڑ سے گر کر خود

کشی کرے گا وہ نارِ دوزخ میں ہمیشہ گرتا رہے گا اور جو شخص زہر کھا کر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا۔جس نے لوہے کے ہتھیار سے خودکشی کی تو دوزخ کی آگ میں وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اس سے اپنے آپ کو ہمیشہ زخمی کرتا رہے گا۔(بحوالہ بخاری، کتاب الطب، باب شرب السمّ والدواء بہ۔الخ، ۴/ ۴۳،الحدیث: ۵۷۷۸/ حوالہ المرجع السابق)

خودکشی کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔اِس کا مرتکب اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور جہنمی ہے درحقیقت انسان کا اپنا جسم اور زندگی اس کی ذاتی ملکیت اور کسبی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ امانت ہے۔ زندگی اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے جو بقیہ تمام نعمتوں کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔اسی لیے اسلام نے جسم وجاں کے تحفظ کا حکم دیتے ہوئے تمام افرادِ معاشرہ کو اس امر کا پابند بنایا ہے کہ وہ بہرصورت زندگی کی حفاظت کریں۔اسلام نے ان اسباب اور موانعات کے تدارک پر مبنی تعلیمات بھی اسی لیے دی ہیں تاکہ انسانی زندگی پوری حفاظت وتوانائی کے ساتھ کارخانۂ قدرت کے لیے کارآمد رہے۔یہی وجہ ہے اسلام نے خودکشی (suicide) کو حرام قرار دیا ہے۔اسلام کسی انسان کو خود اپنی جان تلف کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(فاتحہ شدہ شیرنی کافر کو دینا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید فاتحہ شدہ مٹھائی پڑوسی کافر کو دے سکتا ہے یانہیں علماء کرام رہنمائی فرما کر کرم فرمائیں المستفتی:۔احقر محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہرلاکھی ضلع مدھوبنیٔ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید اگر ہندوستانی ہے تو اسے فاتحہ شدہ میٹھائی کافر کو دینا شرعاً درست نہیں ہے کیونکہ ہمارے ملک کے کفار حربی ہیں

اور حربی کفار کو فاتحہ شدہ اشیا دینے کے متعلق شہزادہ اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرماتے ہیں

حربی کفار کو نہ فاتحہ کی شیرنی دینی درست نہ غیر فاتحہ کی۔ (فتاویٰ مصطفویہ، صفحہ نمبر ٤٥٣) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ یو پی

۲۷/ جمادی الآخر ۱۴۳۹ھ

(ناحق قتل مسلم عند الشرع کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو قتل کرے وہ بھی ناحق تو عند الشرع اس کے لئے کیا حکم ہے؟ وہ مسلمان رہے گا یا کافر برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد شہباز حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی بھی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو ناحق قتل کرنا حرام سخت گناہ کبیرہ شدیدہ موجب عذاب نار ہے اور قاتل سے قصاص لازم ہے، مگر کفر نہیں، لیکن ملک ہند میں حکومت اسلامیہ نہ ہونے کی وجہ سے قصاص پر عمل نہیں ہوگا البتہ قاتل کا بائیکاٹ کرے تاکہ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو اور وہ تائب ہوکر رجوع الی اللہ ہو جائے، جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کسی سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: لا جرم یہ ناحق قتل مسلم ہوا اور وہ سخت کبیرہ شدیدہ ہے اور قاتل پر قصاص عائد۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۳) ص (٦٣٨) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدۃ أتم وأحکم

کتبہ

محمد راشد مکی پور کٹیہار بہار

۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(داڑھی کا شمار کہاں سے کہاں تک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ڈارھی کا شمار کہاں سے کہاں تک ہے؟ کیا ہونٹ کے نیچے کا حصہ جو ہے کیا وہ ڈارھی میں شمار ہے کیا اس کے بارے میں رہنمائی فرمائیں حوالہ کے ساتھ مہربانی ہوگی

المستفتی:۔نوشاد نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ھو الھادی الی الصواب

داڑھی کہاں سے کہاں تک رکھی جائے اس کی حد کیا ہے اس کے بارے میں علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ھی اسم لما نبت علی الخدین والذقن (فتح الباری جلد عاشر ص ۳۵)

یعنی دونوں رخسار اور تھوڑی پر اگے ہوئے بالوں کا نام داڑھی ہے اور ہونٹ کے نیچے بیچ میں جو بال ہوتے ہیں جسے عربی میں عنفقہ اور اردو میں بچہ داڑھی یا بچی داڑی کہتے ہیں یہ بھی داڑھی ہی کا حصہ ہے انہیں بھی ایک مشت سے کم کرنا یا منڈانا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں (واما شعر الغنفقه فیحرم ازالته کحرمت ازالت شعر اللحیهر) (ردالمحتار جلد نہم ص ۵۸۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۳ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ بروز جمعہ

(غزل مشاعرہ وغیرہا سننا سنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غزل مشاعرہ پڑھنا یا پھر سننا کیسا؟ وہ بھی اسٹیج پر جو لڑکیاں پڑھتی ہیں

اورکوئی کہہ رہاہے کہ غزل مشاعرہ پڑھنا یا پھر سننا جائز ہے تو میں نے ان سے کہا ہے کے دلیل بتاؤ تو اس نے کہا ہے کے اگر حرام ہوتا تو حضورتاج الشریعہ اس کو حرام قرار دیتے تو کیا غزل مشاعرہ پڑھنا یا پھر سننا حرام ہے یا پھر جائز اس کا جواب دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائے بہت مہربانی ہوگی المستفتی:۔عابد حسین مغربی چمپارن بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مشاعرہ فی نفسہ حرام تونہیں البتہ شرعاً انتہائی ممنوع وناپسند ضرور جبکہ فحش پر مبنی ہو،لیکن اگر پڑھنے والی عورت ہوں تو انکا سننا حرام ہے کیوں کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے،متعدد جگہوں پر ہمارے علمائے کرام نے عورتوں کی بلند آواز سے نعت خوانی کو منع کیا ہے،لیکن غزل،مشاعرہ وغیرہا کے متعلق میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: جب سامع ومسموع ومُسمَع ومِسمع ومَسمع وسماع واسماع سب مفاسد سے پاک ہوں تو سننا سنانا سب جائز ہے اگرچہ بالقصد برعایت قوانین موسیقی ہو،خواہ فارسی یا اردو یا ہندی جو کچھ بھی ہو باستثناء قرآن عظیم موسیقی کی نسبت آواز کی طرف وہ ہے جو عروض کی نسبت کلام کی طرف،کلام جب حسن ہو اوزان عروضیہ پر منظوم کردینے سے قبیح نہ ہوجائے گا۔یوہیں الحان کہ مباح ہو قوانین موسیقی کی رعایت سے ناجائز نہ ہوجائے گا۔حدیث میں فرمایا:الشعر کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح شعرائے کلام ہے،جو اچھا ہے وہ اچھا ہے،اور جو برا ہے وہ برا ہے سامع کو وہ چاہئے جس کے قلب پر شہوات ردیہ کا استیلا نہ ہو کہ سماع کوئی نئی بات پیدا نہیں کرتا بلکہ اسی کو اُبھارتا ہے جو دل میں دبی ہو،مسموع میں ضرور ہے کہ نہ فحش ہو نہ کوئی کلمہ خلاف شرع مطہر،نہ کسی زندہ امرد کا ذکر ہو نہ کسی زندہ عورت کی تعریف،نہ ایسی قریب مردہ کا نام ہو جس کے اعزّہ زندہ ہوں اور انہیں اس سے عار لاحق ہو،امثال لیلے سلمے سعاد میں حرج نہیں۔مُسمِع بالضم یعنی پڑھنے یا گانے والا مرد بوڑھا یا جوان ہو،امرد یا عورت نہ ہو۔مِسمع بالکسر یعنی آلہ سماع مزامیر نہ ہوں اگر ہو تو صرف دف بے جلاجل جو ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے۔مَسمع بالفتح جائے سماع مجلس فساق نہ ہو اور اگر حمد ونعت ومنقبت کے سوا عاشقانہ غزل،گیت،ٹھمری وغیرہ ہو تو مسجد میں مناسب نہیں۔سماع یعنی سننا ایسے وقت نہ ہو کہ اس سے نماز باجماعت وغیرہ کسی فرض یا واجب یا امر اہم شرعی میں خلل آئے۔اِسماع یعنی پڑھنا یا گانا ایسی آواز سے نہ ہو جس سے کسی نمازی کی نماز یا سوتے کی نیند یا مریض کے آرام میں خلل آئے۔اور حُسن وعشق ووصل وہجر وشراب وکباب کا ذکر ہو تو عورات تک آواز نہ پہنچے بلکہ

اگر گانے والے کی آواز دلکش ہے تو عورات تک پہنچنے کی مطلقاً احتیاط مناسب ہے۔ یا انجشۃ رویدك بالقواریر اے انجشہ! کانچ کی شیشیوں کا لحاظ کر کے اپنی آواز آہستہ کیجئے۔ حسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۴) ص (۱۲۵) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(کسی کے گھر قرآن پڑھ کر اجرت لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن شریف پڑھانے کا پیسہ لینا کیسا ہے؟ کسی کے گھر پیسہ متعین کر کے سورہ بقرہ پڑھنا کیسا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد رضوان خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اجرت پہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "اصل یہ ہے کہ طاعت وعبادات پر اجرت لینا دینا (سوائے تعلیمِ قرآن عظیم وعلومِ دین واذان وامامت وغیرہا معدودے چند اشیاء کہ جن پر اجارہ کرنا متاخرین نے بناچاری ومجبوری بنظر حال زمانہ جائز رکھا) مطلقاً حرام ہے اور تلاوتِ قرآن عظیم بغرض ایصال ثواب ضرور منجملہ عبادات وطاعت ہیں، تو ان پر اجارہ بھی ضرور حرام ومحذور مزید فرماتے ہیں:" اور اجارہ جس طرح صریح عقد زبان سے ہوتا ہے، عرفاً شرط معروف ومعہود سے بھی ہوجاتا ہے۔ مثلاً پڑھنے پڑھوانے والوں نے زبان سے کچھ نہ کہا، مگر جانتے ہیں کہ دینا ہوگا، وہ سمجھ رہے ہیں کہ کچھ ملے گا، انہوں نے اس طور پر پڑھا، انہوں نے اس نیت سے پڑھوایا، اجارہ ہوگیا اور اب دو وجہ سے حرام ہوا: ایک تو طاعت پر اجارہ یہ خود حرام، دوسرے اجرت اگر عرفاً معین نہیں، تو اس کی جہالت سے اجارہ فاسد، یہ دوسرا حرام۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۹، صفحہ ٤٨٧، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہاں اس کے جواز کے دوطریقے ہیں پہلا یہ کہ پڑھنے والے صاف طور پہ کہہ دیں کہ ہم کچھ نہ لیں گے اور پڑھنے والے صاف انکار کردیں کہ تمہیں کچھ نہ دیا جائیگا اس شرط کیساتھ وہ پڑھیں پھر بطور صلہ پڑھوانے والے جو چاہیں دیدیں یہ لینا دینا حلال ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہیکہ پڑھانے والے کو جتنے دن کی ضرورت ہو اتنے دن کیلئے معین قیمت پر ملازم رکھ لے پھر اس سے کہیں کہ میرا ایک کام یہ کردو کہ اتنی دیر میرے دوکان یا مکان یا جہاں ضرورت ہو جا کر قرآن پڑھا کیجئے اور اس کا ثواب فلاں فلاں کو بخش دیا کیجئے یہ جائز ہوگا اور اس پر اجرت لینا دینا حلال ہے۔ (فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص 227 ھکذا فتاوی رضویہ جلد ششم ص 160 ھکذا احکام شریعت صفحہ 135) واللہ اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی

۳ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۲ نومبر ۲۰۱۸ء بروز سوموار

(کیا بعد وصال انبیاء و اولیاء مدد فرما سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا اولیاء کرام قبر میں جانے کے بعد بھی مدد کر سکتے ہیں مع حوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں المستفتی:۔ محمد مدثر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک اللہ تعالی کے محبوب بندوں انبیاء ومرسلین علیھم السلام اور اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کی ظاہری زندگی میں اور بعد وصال مدد طلب کرنا جائز و درست ہے قرآن وحدیث سے ثابت ہے کیونکہ انتقال کے بعد صرف بعض لوگوں کا جسم بے کار ہو جاتا ہے روح کی طاقتیں تو بڑھ جاتی ہیں میت قبر میں سے اوپر کے سارے حالات دیکھتی ہے اور ہلکی سی آوازیں بھی سنتی ہے تو جو روح اپنی زندگی میں روحانی امداد کر سکتی ہے بعد انتقال بدرجۂ اولی مدد کر سکے گی دیکھو شب

معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مسلمانوں کی مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں یہ مدد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعد وصال شریف سے تقریباً تین ہزار سال بعد کی اب بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کی مدد سے کافر مؤمن بنتے ہیں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات کی مدد سے بنی اسرائیل نے جالوت پر فتح پائی ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے لباس و بال مبارک دھو کر شفا کے لئے پیتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد سے شفا پاتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب آپ کا کرتا مبارک لے کر کنعان گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر اس کو ڈالا تو فوراً ان کی آنکھوں میں بصارت آ گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے محبوبوں کے تبرکات سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے تو ان ذوات قدسیہ سے کیوں نہیں مدد حاصل کی جاسکتی ہے؟ جب ان کی نسبتوں سے مدد حاصل کرنے کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے تو نسبت والے سے مدد طلب کرنا شرک و کفر اور ناجائز کیوں؟ جب اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے تبرکات نافع الخلائق ودافع البلاء و باعث شفا ثابت ہوتے ہیں تو بے شک وشبہ وہ حضرات نافع الخلائق ودافع البلاء و باعث شفاورحمت ہیں اصول دین کے علماء اس میدان میں خصوصیت کے حامل ہیں انھوں نے مقبولان بارگاہ کے وصال کے بعد ان سے توسل کو جائز قرار دیا ہے چنانچہ علمی دنیا کے عظیم عالم دین حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "مطالب عالیہ" میں ,حضرت امام البیان علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "شرح المقاصد" میں ,اور حضرت امام بلاغت علامہ سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "حاشیہ مطالع" میں ,ان حضرات نے اس مسئلے کو نقلی و عقلی دلائل پیش کئے ہیں اور صاحب مزار اور زائر کے درمیان امداد اور فیضان اور دنیا و آخرت میں دونوں کے مقام کے مطابق روحانی تعلق کے فلسفے پر روشنی ڈالی ہے امام محدث حافظ ضیاء مقدسی اپنی کتاب الحکایات المنثورہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حافظ عبد الغنی مقدسی حنبلی کے پھوڑا نکل آیا جب علاج ومعالجہ سے مایوس و گئے تو برکت کے حصول کے لئے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی قبر سے ملا تو وہ پھوڑا درست ہو گیا خطیب بغدادی کی تاریخ میں ہے کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ عراق میں قیام کے دوران حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار سے برکت حاصل کیا کرتے تھے جیسے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے کہ وہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قمیص کے دھوون سے برکت حاصل کیا کرتے تھے وہ پانی لے کر اپنے چہرے اور دیگر اعضاء پر ملا کرتے تھے جیسے کہ اصحاب الطبقات وغیرہ میں ہم نے ذکر کیا ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے ان کے وصال کے بعد بھی مدد مانگی جاوے۔(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ 715 مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

منکرین توسل وامداد بعد وصال انبیاء واولیاء کا صرف اعتراض ہی اعتراض ہے جو سراسر باطل ومردود ہے خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کو چاہئے ایسے لوگوں کی باتوں کی طرف توجہ ہی نہ دیں اگر کوئی بدعقیدہ بدمذہب گمراہ وگمراہ گر اس قسم کی باتیں کرے تو اس سے کہہ دو یہ ہماری جماعت کے اندر کی بات ہے باہر والے کو اعتراض کا حق حاصل نہیں تم پہلے صحیح العقیدہ سنی بن جاؤ پھر مسئلہ خود بخود سمجھ میں آجائے گا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۲ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(فقط لفظ سلام کہنے سے بھی سلام ہوجائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی پورا سلام نہ کرے صرف (سلام) بولے تو جواب دینا واجب ہے؟ **المستفتیہ**:۔ کنیز فاطمہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس صورت میں سلام ہوجائے گا اور اسکا جواب دینا واجب ہے بہار شریعت میں ہے بعض کہتے ہیں سلام اس کو بھی سلام کہا جاسکتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ ملائکہ جب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے (فَقَالُوا سَلٰمًا) انھوں نے آکر سلام کہا،) اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی "سلام" کہا یعنی اگر کسی نے کہا سلام تو سلام کہہ دینے سے جواب ہوجائے گا۔ مذکورہ آیت کریمہ: سورۃ الحجر کی ہے۔(بہار شریعت، جلد سوم، ح شانزدہم)

نوٹ:۔لیکن پورا اسلام کرنا چاہیے جو سنت طریقہ ہے تاکہ ثواب بھی زیادہ ملے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی، مانخورد ممبئی

۱۳ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(وصیت کی تعریف اور اس کے اقسام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وصیت کے اقسام کتنے ہیں مکمل تشریح فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ کونسی وصیت واجب العمل ہے کونسی نہیں

المستفتی:۔عبید اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنادینا وصیت کہلاتا ہے وصیت لغت میں ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم دیا جائے خواہ زندگی میں یا مرنے کے بعد لیکن عرف میں اس کام کو کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد جس کو کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔(تفسیر جلالین سورہ البقرہ آیت ۱۸۰)

وصیت کے اقسام کے تعلق سے خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر مرنے والے شخص کے ذمہ کسی کا قرض ہے یا کسی کی امانت ہے تو موت سے پہلے ان کی واپسی کی وصیت واجب ہے، اسی طرح اگر ذمہ میں نماز، روزہ یا دیگر واجبات کی قضا رہ گئی تو ان نمازوں وغیرہا کی طرف سے فدیہ کی وصیت کرجانا واجب ہے، اپنے عزیز واقارب جو شرعی وارث نہیں ہیں وغیرہم کے لیے وصیت جائز ہے، اہل فسوق ومعاصی کے لیے وصیت مکروہ ہے، وارث کے لیے وصیت ناجائز اور باطل ہے، اور ضرورت مندوں اور وجوہِ خیر کے لیے وصیت مستحب ہے(والوصية أربعة أقسام واجبة كالوصية برد الودائع والديون المجهولة، ومستحبة كالوصية بالكفارات وفدية الصلاة والصيام ونحوها، ومباحة كالوصية للأغنياء من الأجانب والأقارب، ومكروهة كالوصية لأهل

الفسوق والمعاصی اھ وفیہ تأمل لما قالہ فی البدائع والوصیۃ بما علیہ من الفرائض والواجبات کالحج والزکاۃ والکفارات واجبۃ) اھ (درمع الرد جلد ۴ کتاب الوصایہ ص ۶۴۸ طبع ایچ ایم سعید) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۸ر شوال المکرم ۱۴۴۰ ہجری منگل

(کیا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مزار جانے سے منع کیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ واقعی میں اعلیٰ حضرت نے فتاوی رضویہ میں عورتوں کو مزار پہ جانا منع کیا ہے؟ المستفتیہ:۔ سونیا انجم رضویہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فتنہ کے سبب منع فرمایا ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ ۱۶۵ ناشر رضا دار الاشاعت رام نگر نینی تال، یوپی میں ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور منع ہے حدیث شریف میں ہے کہ (لعن اللہ زوارات القبور) یعنی اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں اور اسی مسئلہ کے تحت اسی کے آگے دوسرے سوال کے جواب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ (لعن اللہ زوارات القبور) اور فرماتے ہیں (کنت نہیتکم عن زیارت القبور الا فزوروھا) علماء کو اختلاف ہوا کہ اس اجازت بعد النہی میں عورت بھی داخل ہوئیں یا نہیں؟ اصح یہ ہے کہ داخل ہیں (کما فی بحر الرائق) مگر جوانیں ممنوع ہیں، جیسے مسجد سے، اور اگر تجدید حزن مقصود ہو تو مطلقاً حرام ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں ! یعنی سرکار اعلیٰ حضرت) قبور اقرباء پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نساء ہے اور اولیائے کرام پر حاضری میں احدی الشناعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز، تو سبیل اطلاق منع ہے۔ لہذا

غنیۃ میں کراہت جزم فرمایا ہے۔ البتہ حاضری وخاک بوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعظم المندوبات بلکہ واجبات سے ہے اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ دسمبر بروز منگل

(علماء اہلسنت کی توہین کرنے والا پیر کے لائق یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ فقط حافظ ہے اور اعلیٰ سلسلہ سے خلافت بھی لیا ھوا ہے اور شجرہ کا تمام وظائف اور قصیدہ غوثیہ ودلائل الخیرات ودیگر ذکرواذکار کرتا ہے یا پڑھتا ہے یہی مسجد کا متولی بھی ہے اور زید کے اندر عیب یہ ہے کہ کسی سے کسی بات پر بحث ہوتی ہے تو کہتا ہے جو میرے پیچھے لگے گا اسکو اللہ ہلاک کردے گا اپنے امام کی توہین کرتا ہے اور تمام علماء کی توہین کرتا ہے یہ جملہ کہکر کہ مولوی فقیر کا غلام ہوتا ہے اور تکبر و بداخلاقی کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور دن بھر میں کم سے کم پچاس گالیاں سخت برے الفاظ میں دیتا ہے دوغلا منافق وغیرہ وغیرہ اور کوئی سمجھاتا ہے کہ آپ پیر صاحب ہوکر گالی بکتے ہیں تو کہتا ہے ہر ولی کا اپنا اپنا طریقہ ہوتا ہے یا اپنا اپنا رنگ ہوتا ہے اب بتائیں کہ ایسے پیر کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے جواب ضرور عنایت فرمائیں المستفتی:۔حیدر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

برصدق مستفتی زید جو کہ صرف حافظ ہے پیر بھی ہے لیکن امام اور علمائے اہل سنت کی توہین کرتا ہے سخت فاسق وفاجر ہے ایسا شخص لائق پیری نہیں: پیر کیلئے چار شرائط ہیں۔

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو

(۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

(۳) فاسق معلن نہ ہو۔

(۴) س کا سلسلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو نیز سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (۱) اگر عالمِ (دین) کو اس لئے بُرا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے۔

(۲) اور بوجہِ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دُنیوی خُصومت (دشمنی) کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا (ہے اور) تحقیر کرتا ہے تو سخت فاجر ہے۔

(۳) اور اگر بے سبب (بلا وجہ) رنج (بغض) رکھتا ہے تو مَرِيْضُ الْقَلْبِ وَخَبِيْثُ الْبَاطِنِ (دل کا مریض اور ناپاک باطن والا ہے) اور اس (خواہ مخواہ بغض رکھنے والے) کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ (کتاب) میں ہے: مَنْ اَبْغَضَ عَالِماً مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِيْفَ عَلَيْهِ الْكُفْر) جو بلا کسی ظاہری وجہ کے عالمِ دین سے بغض رکھے اس پر کفر کا خوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 129، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

اگر علمِ دین کی توہین کہ نیت سے کچھ کہا تو کافر ہو جائے گا: اگر علمِ دین کی توہین تو مقصود نہیں مگر آپسی اختلاف کی بنا پر برا کہتا ہے گالی دیتا ہے تحقیر کرتا ہے تو بھی فاسق وفاجر ہے۔ اگر بلا وجہ بُغض رکھتا ہے تو ایمان کی خیر منائے کہ فقہاء نے لکھا کہ صحیح العقیدہ عالمِ دین سے بغض رکھنے والے کا کفر پر خاتمے کا اندیشہ ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت، علیہ الرحمہ عُلمائے دین کی توہین کرنے سے متعلق مزید فرماتے ہیں کہ علماء کی توہین: سخت حرام، سخت گُناہ، اَشَدّ کبیرہ۔ عالمِ دین سُنّی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہے۔ اس کی تحقیر (توہین) مَعاذَ اللہ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے اور محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں گستاخی مُوجِبِ لعنتِ الٰہی وعذابِ الیم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 699، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۸ ر جمادی الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴ جنوری بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(کسی عالم یا حافظ یا مسلمان کو مولانا ڈسکو کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو عالم یا حافظ یا کسی جاہل مسلمان کو مولانا ڈِسکو کہتا ہے؟ شریعت

اس کے متعلق کیا کہتی ہے حوالوں کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس نے یہ لفظ قبیح عالم دین کے حق میں استعمال کیا ہے وہ سخت مردود وحرام کا مرتکب بلکہ کفر کی حد تک پہنچ سکتا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے عالم کی توہین اگر بوجہ علم دین ہے بلا شبہ کفر ہے کما فی مجمع الانہر (جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے) وگرنہ اگر بے سبب ظاہر کے ہے تو اس پر خوف کفر ہے کما فی الخلاصۃ ومنح الروض (جیسا کہ خلاصہ اور منح الروض میں ہے) ورنہ اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں۔حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں(ثلاثۃ لایستخف بحقھم الامنافق بین النفاق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم والامام المقسط ۔ رواہ ابوالشیخ فی کتاب التوبیخ عن جابر بن عبداللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تین آدمیوں کی توہین منافق ہی کرے گا: مسلمان بوڑھا، صاحب علم اور عادل حاکم اسے امام ابوالشیخ نے کتاب التوبیخ میں جابر بن عبداللہ سے اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔(المعجم الکبیر، حدیث ۷۸۱۹ /المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ۸/ ۲۳۸ فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر، جلد ۱۵، صفحہ ۱۶۳)

اسی طرح دوسرے مقام پر مرقوم ہے فقہائے کرام توہین (عالم را کفر داشتہ اند، در مجمع الانہر ست :من قال للعالم عویلم علی وجہ الاستخفاف کفر آنجا اگر تاویل را راہی بود توہین علم دین خود کفر خالص است فقہاء کرام نے عالم کی توہین کو کفر قرار دیا ہے۔

مجمع الانہر میں ہے، اگر کسی نے توہین کی نیت سے عالم کو عویلم (گھٹیا عالم) کہا تو یہ کفر ہے، اگر یہاں تاویل کریں تو علم دین کی توہین خالصتاً کفر ہے۔(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، فصل ان الفاظ الکفر انواع، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۶۹۵)

اسی طرح حافظ قرآن کی توہین بھی اشد حرام ہے کیونکہ حافظ قرآن کی ذات وہ ہے جس کے متعلق احادیث میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب حافظ قرآن مرتا ہے خدا زمین کو حکم فرماتا ہے اس کا گوشت نہ کھانا، زمین عرض کرتی ہے اے رب! میں اس کا گوشت کیسے کھاؤں گی جب تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔ابن مندہ نے کہا اس باب میں حضرت ابو ہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔(الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۱۱۲، مطبوعہ

دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱/ ۲۸۴، بحوالہ فتاویٰ رضویہ، جلد کتاب الجنائز، جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۱۲۵)

جس کی عزت وحرمت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس قدر بلند ترین ہو اس کی شان میں ایسا لفظ قبیح کہنا کس قدر بے ادبی ہے نیز یہ لفظ کسی جاہل کے حق میں بھی اگر استعمال کیا جائے تو گناہ کبیرہ اور فسق ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اسی طرح کسی جاہل مسلمان کو بھی بے اذن شرعی گالی دینا حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (سباب المسلم فسوق رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ اسے امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب سباب المسلم فسوق، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۵۸ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر، جلد ۲۱، صفحہ ۱۲۷)

نیز آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ (کنز العمال) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ یوپی

۱۱ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۸/ ۳ ربیع الاخر ۱۴۴۰ ہجری

(علیہ السلام کا لفظ غیر انبیاء کیلئے بولنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض حضرات اہل بیت اطہار کے لئے علیہ السلام کا لفظ استعمال کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ علیہ السلام کا مطلب کیا ہے؟ کچھ لوگوں نے اسے جائز کہا ہے تو کس بنا پر کہا ہے؟ تسلی بخش جواب عنایت کریں

المستفتی:۔ محمد ہاشمی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

علیہ السلام کا لفظ غیر نبی پر بولا جائے یا نہیں تصریحات علماء میں دونوں طرح کی روایتیں ملتی ہیں چنانچہ قاضی عیاض

مالکی فرماتے ہیں (كذالك يجب تخصيص النبى صلى الله عليه وسلم وسائر الأنبياء بالصلاة والسلام)

(شرح شفا للقاضی ۲/ ۱٤۷)

اس سے پتہ چلا کہ الصلوۃ والسلام صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے دوسروں کے لئے اس کا استعمال ممنوع ہے لیکن ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل فرماتے ہیں " وفى الخلاصة ان فى الاجناس عن ابى حنيفة رضى الله تعالى عنه لا يصلى على غير الأنبياء والملائكة ومن صلى على غير هما لا على وجه التبعية فهى غال من الشيعة التى نسميها الروافض انتهى مفهومه ان حكم السلام ليس كذالك ولعل وجهه ان السلام تحية اهل السلام لا فرق بين السلام عليه وعليه السلام " اس عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ غیر انبیاء کو علیہ السلام کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے پس جن لوگوں کے نزدیک علیہ السلام کا اطلاق غیر نبی پر منع ہے تو سبھی حضرات کیلئے منع ہوگا چاہئے وہ حسنین کریمین شیخین طیبین سبھی کیلئے منع ہوگا اور جن ائمہ کے نزدیک سلام کی خصوصیت نہیں ان کے یہاں سب کیلئے جائز قرار دیں گے علامہ شامی نے علیہ السلام کہنے سے منع فرمایا ہے۔ (شامی جلد خامس ص ٤۹٦)

لیکن شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کو شعار روافض ہونے میں کلام کیا ہے انھوں نے خود تحفۂ اثنا عشریہ میں جگہ جگہ اہل بیت کو علیہ السلام لکھا ہے اسی میں نے ان سے استفسار کیا تو جواب ارشاد فرماتے ہیں سلام کا لفظ غیر انبیاء کی شان میں کہ سکتے ہیں اہل سنت کے کتب قدیمہ اور ابوداؤد صحیح بخاری میں حضرت علی حسنین فاطمہ خدیجہ اور حضرت عباس کے ذکر میں لفظ علیہ السلام ہے اصول الشاشی میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کیلئے والسلام علی ابی حنیفۃ و احبابہ فتاوی عزیزیہ ۱/ ۱٦۵ ان تمام تفصیلات کی روشنی میں معلوم یہ ہوتا ہے کہ حکم یہی ہے کہ غیر نبی کو خواہ اہل سنت ہی کیوں نہ ہو علیہ السلام نہ کہا جائے اس لئے کہ شامی میں ہے " اما السلام فنقل اللقانى فى شرح جواهر التوحيد عن الا الجوينى انه فى معنى الصلاة يستعمل فى غائب ولا غير الأنبياء فلا يقال عليه السلام " لیکن یہ حکم اتنا سخت نہیں ہے کیونکہ خود اس کے اطلاق کے حکم میں اختلاف ہے امام نووی نے مکروہ تنزیہی بتایا ہے شرح اشباہ میں مکروہ تحریمی ہے اور خود ہمارے احناف مثلا شامی اور ملا علی قاری کے اشاروں سے خلاف اولی کی جانب اشارہ ملتا ہے اس لئے اس قسم کے مسائل میں شدت نہ برتنا چاہئے۔ (فتاوی بحر العلوم جلد پنجم ۳۱۱)۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۹ محرم الحرام ۱٤٤۱ ہجری بروز سوموار

(زنا گناہ عظیم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک لڑکی سے پیار کرتا تھا زید نے زنا بھی کیا پھر اس لڑکی سے زید نے شادی کرلی اب زید کو جو زانی کی سزا ہے وہ دی جائے گی یا توبہ ہی کافی ہے زید پر کیا حکم ہے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زنا کیوجہ سے زید پر شرعی حد قائم کرنا درست نہیں زنا کی حد کیلئے ایک شرط ہے کہ اسلامی حکومت ہو اس لئے یہاں حد قائم نہیں کی جاسکتی یہاں تک کہ اگر ہندوستان میں کوئی شخص اپنے اوپر حد قائم کرے تو اس کی اجازت نہیں البتہ زید زنا کیوجہ سے گنہ گار مستحق عذاب نار ہے: اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے (کما قال علیہ السلام التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ) نیز قرآن خوانی فاتحہ خوانی و مسجد میں لوٹا چٹائی دے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہوتی ہیں

(مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا :')

(پارہ ۱۹ سورہ الشعرآء) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا سیتامڑھی بہار

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ بروز بدھ

(عورتوں کے زیورات پہننے کا شرعی حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورتوں کو زیوارت پہننے کا از روے شرع کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ وقار احمد ربانی کشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورتوں کوسونے اور چاندی کے زیورات پہننا جائز ہیں اور دوسرے دھاتوں کے زیورات حرام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ (الذھب والحریر حل لاناث امتی و حرام علی ذکورھا۔ رواہ ابو بکر ابن شیبۃ عن زید بن ارقم والطبرانی فی الکبیر وعن واثلۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھما) حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سونا ،ریشم میری امت کی عورتوں کوحلال اور مردوں پر حرام بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤسنگار کرنا باعث اجر عظیم اوران کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔بعض صالحات کہ خوداوران کے شوہر دونوں صاحب اولیائے کرام میں سے تھے ہرشب بعد نماز عشاء پورا سنگار کر کے دولہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انھیں اپنی طرف حاجت پاتیں،حاضر رہتیں ورنہ مصلی بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہوجاتیں بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ یہ مردوں سے تشبہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ اے علی! اپنی مخدرات (عورتوں) کوحکم دو کہ بے گہنے نماز نہ پڑھیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں اور کچھ نہ پائے توایک ڈوراہی گلے میں باندھ لے۔ بجنے والا زیور عورتوں کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں (مثلا خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی) کے سامنے نہ آتی ہو، نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہونچے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن) (پارہ۱۸رکوع۱۰)

اپنا سنگار اپنے شوہر یا محرم کے سواکسی پر ظاہر نہ کریں۔اور فرماتا ہے کہ (ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن) یعنی،عورتیں پاءوں دھمک کر نہ رکھیں! کہ ان کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو (ارشادات اعلی حضرت بحوالہ عرفان شریعت حصہ اول صفحہ ۲۰/۱۹) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۳/ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱نومبر ۲۰۱۸ء بروز منگل

(اگر عالم دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے تو صریح کفر ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سارے مولانا حرام خور ہیں تو اس شخص پر شریعت کا کیا قانون نافذ ہوگا جبکہ آقا کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص عالم باعمل کو دیکھا اس نے مجھے دیکھا جلد از جلد جواب بھجیں مہربانی

المستفتی:۔ فقیر محمد عرش عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر عالم دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہیں تو صریح کفر ہے اور اگر بوجہ علم اسکی تعظیم فرض جانتا ہے مگر کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا ہے تو سخت فاسق وفاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض الباطن خبیث القلب ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۱٤۰)

لہٰذا جو لوگ صحیح العقیدہ صحیح الاعمال عالم دین کی مخالفت کرتے ہیں درحقیقت حاکم شرعی اور نائب رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ ان کی ہلاکت کا سبب بنے گا حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (کن عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتھلکوا) (تفسیر کبیر جلد اول)

اور اگر از راہ حسد بغض وعناد رکھے تو اندیشہ کفر ہے جیسا کہ امام رازی تحریر فرماتے ہیں (من استخف بالعالم اھلك دینه) جس نے عالم دین کو حقیر سمجھا اس نے اپنے دین کو ہلاک کر دیا۔ (تفسیر کبیر جلد اول)

اور خلاصہ میں ہے (من البغض عالما بغیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر) اور تنویر الابصار میں درمختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ (قال اللہ تعالیٰ والذین اوتوا العلم درجت فالرافع ھو اللہ فمن یضعه یضعه اللہ جھنم) یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عالموں کے درجہ کو بلند فرمائے گا تو عالموں کے درجہ کو بلند فرمانے والا اللہ ہے لہٰذا جو شخص اسکو گرائے گا اللہ اسکو جہنم میں گرائے گا۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ مجمع الانھر میں ہے (من قال العالم عویلم استخفافا فقد کفر) یعنی جو کسی عالم کو

بطور تحقیر مولویا کہے وہ کافر ہے فتاوی رضویہ جلد دہم اور بہت ساری وعیدیں ایسے شخص کے لئے ہے لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے دور رہیں ورنہ شیطان اسکو بھی گمراہ کردے گا (کما قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین)۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۹ صفر ۱۴۴۰ ہجری پیر

(طالب علم سے لیٹ فیس وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چھٹی کے ایام میں بچے تاخیر سے مدرسے میں آتے ہیں جو چھٹی دی جاتی ہے اس کے علاوہ لیٹ آتے ہیں تو ان سے فائن لینا کہاں تک درست ہے؟ المستفتیہ:۔کوثر نمبالہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بعض مدارس میں رخصت معینہ پر تاخیر کرنے والے طالب علم سے فی یوم ۵۰ روپے کے حساب سے یا کم وبیش جو لیٹ فیس وصول کی جاتی ہے وہ جائز ودرست ہے کہ یہ مدرسے کی جانب سے طالب علم کو ملنے والی قیام وطعام کی سہولت کا معاوضہ ہے اور یہ تعزیر بالمال نہیں جو منسوخ وناجائز ہے بلکہ یہ مدرسے کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والے طلبہ سے مفت سہولیات کو چند دنوں کے لئے بند کردینا ہے تاکہ وہ بلا وجہ ناغہ نہ کرے اور محنت سے پڑھے۔(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم صفحہ ۴۲۱)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد گل رضا قادری رضوی نیپال

۹ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۷ نومبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ ص لکھنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو اختصار کے ساتھ لکھنا جیسا کہ ''ص'' لکھنا ناجائز وحرام ہے یہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے حوالہ کی اشد ضرورت ہے برائے مہربانی جہاں تک ہو سکے جلد از جلد جواب دیں

المستفتی:۔ مختار احمد برہان نگر جالنہ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ﷺ کی جگہ صلعم یا ص لکھنا سخت ناجائز وحرام ہے بلکہ اگر استخفاف شان نبی مراد ہے تو کفر ہے جیسا کہ فتاوی افریقہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

علامہ طحاوی علیہ الرحمہ درمختار میں فتاوی تاتارخانیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں "من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفرہ لا تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر" یعنی کسی نبی کے نام کے ساتھ ایسا اختصار کر کے لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا ہوا اور شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیاء کرام علیہ السلام کا شان ہلکا کرنا ضرور کفر ہے معاذ اللہ اگر قصداً استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے کچھ لوگ سستی ونادانی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ۲ اور انبیاء کرام یا اولیاء عظام کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی جگہ ''رض'' لکھنے کو علمائے کرام نے مکروہ وباعث محرومی بتایا ہے۔

علامہ سید طحاوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں " یکرہ الرمز بالترضیٰ بالکتابۃ بل یکتب ذالک کلہ بکلما لہ " اور امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں " ومن اغفل ھٰذا حرم خیرا عظیما وفوت فضلا جسیما " یعنی جو اس سے غافل ہوا خیر عظیم سے محروم رہا اور بڑا افضل اس سے فوت ہوا۔ العیاذ باللہ

رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ ''رح'' لکھنا حماقت ہر مان برکت ہے ایسی باتوں سے احتراز چاہئے (ص ۴۷/۴۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(چوری کا مال خریدنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بھنگار کی دوکان میں جو چوری کا مال خریدتے ہیں کیا وہ جائز ہے یانہیں؟ المستفتی:۔شمشاد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی بھی دکان یا کسی بھی آدمی سے چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ چوری کا مال جان بوجھ کر خریدنا حرام بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو جب بھی حرام اور نہ معلوم ہو اور نہ کوئی قرینہ ہو تو خریدنا جائز پھر اگر ثابت ہو جائے تو اس مال کا استعمال حرام بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اسکے وارثوں کو اور انکا بھی پتہ نہ چل سکے تو فقراء کو۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۷ انوار الحدیث صفحہ ۱۲۰۱) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۴ فروری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی ۲۸ جمادی الاولی ۱۴۴۰ ہجری

(مخنث کی ناجائز کمائی کے احکام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ہجڑوں کا پیسہ مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ میں لگ سکتا ہے ایک ہجڑا جس کا انتقال ہو گیا ہے اس کے انتقال سے پہلے اس نے وصیت کی تھی کہ پانچ لاکھ روپے یہ میرے پاس ہیں وہ مسجد میں لگانا ہیں اور اس کا انتقال ہو گیا تو پھر اس پیسے کا کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں مسجد مدرسہ یا خانقاہ یا قبرستان میں

المستفتی:۔ اسلام میاں مرادآباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر ہجڑوں نے ناجائز وحرام پیسہ کے ذریعے مال حاصل کیا تو ایسے مال کا مسجد میں لگانا حرام جیسا کہ حضور سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ فتاوی رضویہ شریف جلد نہم قدیم ص ۷ / پر ارشاد فرماتے ہیں رنڈیوں کو جو مال گانے ناچنے یا معاذ اللہ زنا کی اجرت میں ملتا ہے ان کے لئے حرام ہے وہ ہرگز اس کی مالک نہیں ہوتیں وہ ان کے ہاتھ میں مال مغصوب کا حکم رکھتا ہے نہ انھیں خود اس کا اپنے صرف میں لانا جائز نہ دوسرے کو وہ مال بعینہ اپنے قرض خواہ کسی چیز کی قیمت خواہ مزدوری کی اجرت میں خواہ ویسے ہی بلا معاوضہ بطور ہدیہ خواہ صدقہ کسی طرح لینا روا نہیں بلکہ فرض کہ جن جن سے لیا انھیں پھیر دیں اور اگر معلوم ہے کہ شخص مذکور کی کمائی کچھ حلال اور کچھ حرام ہے اور تنزیہی ہے کون حرام ہے اور کون حلال جتنا حلال ہے اس کا اس میں سے لینا جائز اور اس سے زائد کا لینا مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ میں مکروہ مذہب صاحبین میں حرام جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف جلد نہم قدیم ص ۸ / اور اگر جائز رقم ہے جب بھی شخص مذکور کے انتقال کی وجہ سے صرف مال کے تہائی حصہ سے وصیت کی تکمیل ہوگی مابقیہ مال اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا اس لئے کہ زندگی میں اس نے پورے مال کو صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا صدقہ نہیں کیا تھا اور صدقہ کر چکا تھا تو وہ ہبہ ہوا اور ہبہ میں قبضہ شرط ہے اور قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے وراثت جاری ہوگی اگر وہ مال حلال ہے تب نہیں تو پورے مال کو فقراء میں بانٹنا ضروری۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۴ ذی قعدہ ۱۴۴۰ ہجری بروز اتوار ۲۰۱۹

(جسم کے کسی حصے پہ ٹیٹو بنوانا ناجائز وحرام ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ یہ جو ہاتھ یا بازو وغیرہ پر کچھ لوگ 786 یا اور کچھ لکھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو جس نے لکھوا لیا وہ کیا کرے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد اشرف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جسم کے کسی حصے پہ متبرک یا غیر متبرک شی جسے ٹیٹو کہا جاتا ہے گودنا یا گودوانا دونوں ناجائز وحرام ہے حدیث پاک میں اس پہ لعنت وارد ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے (عن ابن عمر قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواصلۃ والمستوصلہ الواشمہ والموتشمۃ) لہذا شخص مذکور نے اگر بدن کے کسی حصے پر ٹیٹو بنایا یا بنوایا ہے تو اسے مٹادے اور توبہ استغفار کرے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ) واللہ اعلم

کتبہ

امجد رضا سیتامڑھی بہار

۲۴ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(تاڑی پینا حرام ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تاڑی کے بارے میں کیا حکم ہیں تاڑی پینا جائز ہے کہ نہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی؟ المستفتی:۔محمد شمشاد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تاڑی فی نفسہ مطلقاً حرام نہیں بلکہ جب تک اس میں نشہ نہ آئے وہ پاک وحلال ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ تاڑی فی نفسہ ایک درخت کا عرق ہے جب تک اس میں جوش وسُکر نہ آئے طیب وحلال ہے جیسے شیرہ انگور،لوگوں کا بیان ہے کہ اگر کورا گھڑا وقت مغرب باندھیں اور وقت طلوع اتار کر اسی وقت استعمال کریں تو اس

میں جوش نہیں آتا۔ اگر یہ امر ثابت ہوتو اس وقت تک وہ حلال وطاہر ہوتی ہے، جب جوش لائے ناپاک وحرام ہوئی۔ مگر اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا حرارتِ ہوا بھی چند گھنٹے یا چند پہر ٹھہرنے کے بعد اس عرق میں جوش وتغیر لاتی ہے یا نہیں، اگر ثابت ہوتو شام کے وقت تاڑی چند پیڑوں سے بقدر معتد بہ نکال کر کسی ظرف میں بند کر کے صبح تک رکھ چھوڑیں تو ہرگز متغیر نہ ہوگی جب تک آفتاب نکل کر دیر تک دھوپ سے اس میں فعل نہ کرے جوش نہیں لاتی تو اس صورت میں وہ بیان مذکور ضرور پایہ ثبوت کو پہنچے گا ورنہ صراحت معلوم ہے کہ شام کو جو گھڑا لگایا جائے گا تاڑی اس میں صبح تک بتدریج آیا کرے گی تو وہ اجزاء کہ اول شام آئے تھے طولِ مدت کے سبب حرارتِ ہوا سے ان کا تغیر منظنون ہے اور جوش وتغیر محسوس نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ اجزاء جنھیں مدت اس قدر نہ گزرے کہ ہنوز تغیر کی حد تک نہ پہنچے کثیر وغالب میں اس تقدیر پر اس سے احتراز میں سلامتی ہے (فتاوی رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ۶۳۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

خلاصۂ کلام یہ کہ اگر اس میں نشہ آجائے تو حرام ہے ورنہ طیب وطاہر ہے اور ایک بات یہ کہ دور حاضر یا یوں کہہ لے کہ عرف عام میں جو تاڑی مراد ہے وہ وہی ہے جس میں نشہ ہے جیسے ہمارے بہار وغیرہ میں لہٰذا یہ تاڑی پینا حرام ہے

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۲۰۱۹ء بروز سنیچر

(گائے بکری وغیرہ میں وہ بائیس چیزیں جنکا کھانا جائز نہیں ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ بائس چیزیں کیا ہیں جس کا کھانا ہے اس کی فہرست ارسال فرمائیں اعلی حضرت نے فتاوی رضویہ میں ذکر کیا ہے یا اس کے علاوہ کسی کتاب کا حوالہ مفتیان کرام توجہ فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ افتخار القادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گائے بکری وغیرہ میں وہ بائیس چیزیں جنکا کھانا جائز نہیں ہے 1 خصیہ 2 فرج یعنی علامت مادہ 3 ذکر یعنی علامت نر 4 پاخانہ کا مقام 5 رگوں کا خون 6 گوشت کا خون جو بعد ذبح نکلتا ہے 7 دل کا خون 8 جگر کا خون 9 طحال کا خون 10 پتہ 11 پت یعنی وہ زرد پانی جو پتہ میں ہوتا ہے 12 مثانہ یعنی پھکنا 13 غدود 14 حرام مغز جسکو عربی میں نخاع القلب کہتے ہیں 15 گردن کے دوپٹھے جوشانوں تک کھینچے رہتے ہیں 16 اوجھڑی 17 آنتیں 18 ناک کی رطوبت 19 نطفہ خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جائے یا خود اسی جانور کا ہو 20 وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے 21 گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے خواہ اعضاء بنے ہوں یا نہ بنے ہوں 22 بچہ تام الخلقت یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مرگیا۔ یہ مسائل کتب فقہ مثلاً درمختار ردالمحتار بدائع اور فتاوی رضویہ وغیرہ میں دلائل کے ساتھ مذکور ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ مذکورہ چیزوں کو کھانے سے پرہیز کریں اور گناہوں سے بچیں۔(فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۴۳۲)۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۵ جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

(ناخن کاٹنے کے بعد نالی وغیرہ میں پھینکنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ناخن کاٹنے کے بعد کٹے ہوئے ناخن کو نالی وغیرہ میں پھینک سکتے ہیں یا نہیں یا پھر اسے کیا کیا جائے رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ایس کے سلمان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ناخن تراشنے کے بعد انھیں دفن کیا جانا چاہئے یا انھیں کسی مناسب جگہ میں ڈال دئے جائیں، مگر بیت الخلاء اور حمام میں ڈالنا مکروہ ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے(فاذا قلم اظفارہ اوجز شعرہ ینبغی ان یدفن ذلك الظفر والشعر المجزوز فان رمی بہ فلا بأس وان القاہ فی الکنیف او المغتسل یکرہ)(ھندیہ جلد پنجم ص ۳۵۸)

ناخن تراشنے کی ابتداء داہنے ہاتھ سے ہو اور انتہاء بھی اسی پر ہو۔ بایں طور کہ داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے ابتداء کرے اور سلسلہ وار تمام انگلیوں کے ناخن تراشے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے سلسلہ وار تمام انگلیوں کے ناخن تراشتے ہوئے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن تراشے اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کریں۔اور پیروں میں داہنے پیر کی چھوٹی انگلی سے ابتداء کرے ایسا ہی سلسلہ وار تمام انگلیوں کے ناخن تراشتے ہوئے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پیر کی انگوٹھے سے شروع کر کے اس کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔فتاوی عالمگیری میں ہے(و ینبغی ان یکون ابتداء قص الاظافیر من الید الیمنی و کذا الانتھاء بھا فیبدأ بسبابة الید الیمنی و یختمھا بابھامھا و فی الرجل یبدأ بخنصر الیمنی و یختم بخنصر الیسری) (فتاوی ھندیہ جلد پنجم ص ۳۵۸) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد مجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۴۳۹/۱۱/۲۳

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کن کن جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا ہے کیا اس میں چیونٹی بھی شامل ہے اگر شامل ہے تو کالی چیونٹی یا کالا چیونٹا یا لال چیونٹی یا لال چیونٹا بالتفصیل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں اور عنداللہ ماجور ہوں المستفتی:۔محمد منظور عالم ممبرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ابوداؤد شریف کی حدیث پاک ہے(وعن ابن عباس قال : نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عن قتل أربع من الدواب : النملة والنحلة والھدھد والصرد . رواہ أبو داود والدارمی) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان) چار جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا ہے چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور کلچڑی (ابو داؤد جلد ثانی باب فی قتل الذر ص۷۱۴) (ھکذا فی ابن ماجہ جلد ثانی باب ماینھی عن قتلہ ص ص۲۳۲) (ھکذا فی جامع الاحادیث جلد خامس حدیث نمبر ۳۱۴۰) (وھکذا فی بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام حدیث نمبر ۱۳۲۴)

مفہوم چیونٹی کو مارنے سے منع کرنے کی مراد یہ ہے کہ اس کو اس وقت تک نہ مارا جائے جب تک کہ وہ نہ کاٹے، اگر وہ کاٹے تو پھر اس کو مارنا جائز ہوگا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جس چیونٹی کو مارنے سے منع فرمایا گیا ہے اس سے وہ بڑی چیونٹی مراد ہے جس کے پیر لمبے لمبے ہوتے ہیں اور اس کو مارنا ممنوع اس لئے ہے کہ اس کے کاٹنے سے ضرر نہیں پہنچتا۔ شہد کی مکھی کو مارنا اس لئے ممنوع ہے کہ اس سے انسان کو بہت زیادہ فوائد پہنچتے ہیں بایں طور کہ شہد اور موم اسی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔" ہدہد" ایک پرندہ ہے جس کو کھٹ بڑھئی کہتے ہیں، صرد بھی ایک پرندہ ہے جو بڑے سر، بڑی چونچ اور بڑے بڑے پروالا ہوتا ہے، وہ آدھا سیاہ ہوتا ہے اور آدھا سفید، اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ شکاری پرندہ ہوتا ہے جو چڑیوں کا شکار کرتا ہے، ان دونوں پرندوں کو مارنے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ ان کا گوشت کھانا حرام ہے اور جو جانور و پرندہ کھایا نہ جاتا ہو اس کو مارنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہدہد میں بدبو ہوتی ہے اس لئے وہ جلالہ کے حکم میں ہوگا۔ اہل عرب ہدہد اور صرد کے آوازوں کو منحوس اور بدفالی سمجھتے تھے، اس لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مارنے سے منع فرمایا کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی نحوست کا اعتماد نکل جائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۹ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(ہاتھ اٹھا کر یا صرف اشارے سے سلام کا جواب دینا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ہاتھ سے اشارہ کرکے سلام کرتا ہے۔ کیا اسطرح سلام کرنا عند الشرح جائز ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی: محمد فرقان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے میں آج کل بغیر منھ سے جواب دیئے صرف ہاتھ سے اشارہ کر دینا یا تھوڑا سا سر ہلا دینا کافی سمجھا جاتا ہے اس طرح سلام کرنے سے سلام کرنے کی سنت ادا نہیں ہوتی اور اگر کسی نے سلام کیا اور اس کے جواب میں صرف اشارہ کیا منھ سے وعلیکم السلام یا وعلیک السلام نہ کہا تو گنہگار بھی ہوا۔ اعلحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بندگی آداب تسلیمات وغیرہ الفاظ سے سلام نہیں اور صرف ہاتھ اٹھا دینا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۰ ص ۱۶۸ / غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح صفحہ ۲۶) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۷ رمضان المبارک ۱۴۴۰ ہجری پیر

(کسی مسلمان پر تہمت لگانا حرام ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی پر بہتان لگانا کتنا بڑا گناہ ہے اور اس کا کفارہ کیا ہے؟

المستفتی:۔ غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرامِ قطعی ہے خصوصاً مَعَاذَ اللہ اگر تہمتِ زنا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ج24، ص386)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ بہارِ شریعت" حصّہ 16 صَفْحَہ 538 پر ہے: بُہتان کی

صورت میں توبہ کرنا اور مُعافی مانگنا ضَروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضَروری ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فُلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔(بہارِ شریعت، ج3،ص538)

البتہ اس میں کفارہ نہیں ہے۔۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۴ مارچ اتوار ۲۰۱۹ عیسوی ۱۶ رجب ۱۴۴۰ ہجری

(کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا مرد کیلئے منع ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زعفرانی کلر کا کپڑا پہننا کیسا ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد حشیم الدین رضا دیوگھر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

منع ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلی امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کُسُم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں، ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے (درمختار وردالمحتار جلد ۹ کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس ص ۵۹۰ بحوالہ عمامہ کے فضائل ناشر مکتبت المدینہ باب المدینہ کراچی)

واللہ تعالی اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۲ جون بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی ۸ شوال ۱۴۴۰ ہجری

(ڈھول اور سارنگی کے ساتھ قوالی سننا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قوالی سننا کیسا ہے؟ المستفتی:۔راج محمد واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت علامہ مولانا عبدالمبین صاحب قبلہ نعمانی قادری, اپنی کتاب ارشادات اعلی حضرت میں تحریر فرماتے ہیں کہ: سرکار اعلی حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ عرس میں ڈھول اور سارنگی کے ساتھ قوالی کا حکم کیا ہے؟ اور اس کے حاضرین گناہ گار ہیں یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گناہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں کے گناہ میں کچھ کمی آئے۔ یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا یا اسی کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انھیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول اور سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے؟ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا، نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آتے جاتے؟ لہذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے پر ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے۔ اور اس کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے۔ جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو۔ اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔(رواہ الائمۃ احمد و مسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں از انجملہ اجل واعلی حدیث شریف صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم

فرماتے ہیں کہ:"ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہوں یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو یہ جلیل حدیث۔ متصل ہے حضور تک۔ اور اس کی تخریج امام احمد وابوداؤد وابن ماجہ اور اسمعیلی اور ابونعیم نے صحیح سندوں کے ساتھ کی ہے۔ جس میں کوئی طعن کی جگہ نہیں۔ ائمہ کی دوسری جماعت نے بھی اس کو صحیح فرمایا ہے جیسا کہ حافظ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، اپنی کتاب کف الرعاع میں (نعمانی) بعض جہال، بدمست، یا نیم ملا شہوت پرست، یا جھوٹے صوفی احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں۔ انھیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول، کہاں حکایت فعل۔ پھر کجا محرم (حرام بتانے والا) کجا مبیح! ہر طرح یہی واجب العمل۔ اسی کو ترجیح۔ مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے؟ کاش! گناہ کرتے اقرار کرتے، یہ ڈ ٹائی اور بھی سخت ہے۔ کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ تعالیٰ اس کی تہمت محبوبان خدا اکابر سلسلہء چشتیہ (قدست اسرارھم) کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں کہ مزامیر حرام است!!!"حضرت علامہ مولانا فخر الدین رازی، خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور (محبوب الٰہی) کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں (رسالہ کشف القناع عن اصول السماع) تحریر فرمایا، اس میں صاف طور پر ارشاد فرمایا کہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر (ساز، باجہ) کے بہتان سے بری ہے، وہ صرف قوال کی آواز ہے۔ ان اشعار کے ساتھ جو کہاں صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں للہ! انصاف کیجئے!! اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا؟ یا آج کل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد؟ ظاہرۃ الفساد! ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۳۹ تا ۴۰ رسمانی میرٹ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۶ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا کیسا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیے بہت مہربانی ہوگی حضور

المستفتی:۔فرحان رضا فیضانی مدھوبنی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا یہ وہابی غیر مقلد کا طریقہ ہے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور حدیث کے خلاف بتاتے ہیں جو ان کی جہالت ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۲/ پر فرماتے ہیں کہ (مصافحہ سنت است نزد ملاقات و باید کہ بہر دو دست بود) یعنی ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے کرنا چاہئے۔(اشعۃ اللمعات کتاب الآداب باب المصافحہ والمعانقہ جلد ۴ صفحہ ۲۲)

اور احادیث میں جو لفظ ید ہے اس سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا استدلال کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ایسی دو چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہو جیسے،،ہاتھ، پاؤں، آنکھ، وغیرہ اس میں واحد کا لفظ بول کر دونوں مراد لئے جاتے ہیں مثلاً زید نے ہاتھ سے پکڑا مطلب دونوں ہاتھ سے پاؤں سے چلا مطلب دونوں پاؤں سے وغیرہ باقی اسی پر قیاس کرلیں اور یہ محاورہ ہند وعرب سب میں مسلم ہے ورنہ حدیث میں اطیب الکسب عمل الرجل بیدہ کا مطلب یہ ہوجائے گا کہ صرف ایک ہاتھ کی کمائی بہتر ہے دونوں ہاتھ کی بہتر نہیں اور مشہور حدیث (المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ) کا یہ مطلب ماننا پڑے گا کہ کامل مسلمان وہ ہے جسکے صرف ایک ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور دوسرے ہاتھ سے تکلیف میں اس سے کے معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنت اور بہتر طریقہ ہے مزید تفصیل کے کے لئے حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب صفائح اللجین مطالعہ کریں (انوار الحدیث صفحہ ۳۸۲)۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲ ستمبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ء

(جھینگا کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جھینگا حلال ہے یا حرام فتوی کی شکل میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔محمد ساجد شاہجہانپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جھینگا کھانا جائز ہے مگر بچنا اولیٰ ہے کیوں کہ جس میں اختلاف ہو اس سے بچنا ہی بہتر ہے جیسا کہ حضور مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں مختلف فیہ ہے جو حضرات اس کو مچھلی کی قسم کہتے ہیں حلال کہتے ہیں کیونکہ مچھلی کی تمام اقسام ہمارے نزدیک حلال ہیں اور جو حضرات اس کو غیر مچھلی کہتے ہیں وہ حرام مانتے ہیں کیونکہ مچھلی کے ماسوا تمام آبی جانور ہمارے نزدیک حرام ہیں ایسے مسائل میں اجتناب بہتر ہے" اھ

(فتاویٰ رضویہ ج20 ص339)

اور حضور فقیہ اعظم ہند مفتی امجد علی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں اسی بنا پر اس کی حلت وحرمت میں بھی اختلاف ہے بظاہر اس کی صورت مچھلی جیسی نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے لہذا اس سے بچنا ہی چاہئے" اھ (بہار شریعت ج3 ح15 حلال وحرام جانوروں کا بیان ص 325 مکتبہ دعوت اسلامی)۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار

۹ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(چاندی اور سونے کے برتن میں کھانا اور پینا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چاندی اور سونے کے برتن میں کھانا اور پینا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ شمشاد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا منع ہے اس لئے کہ اس میں تکبر کی بو آتی ہے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ تکبر سے بچے اس لئے کہ اس میں اللہ ورسول کی ناراضگی کا سبب ہے اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سادگی کے ساتھ تقوی وپرہیزگاری کا حکم دیا ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے جیسا کہ بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۲۸ پر صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی رضوی قادری علیہ الرحمہ درمختار کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطردان سے عطر لگانا یا انکی انگیٹھی سے بخور کرنا منع ہے اور یہ ممانعت مرد وعورت دونوں کے لئے ہے عورتوں کو ان کے زیورات پہننے کی اجازت ہے زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۴/اپریل بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی ۸ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری

(چہرہ و ابروؤں کا بال اکھاڑنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چہرے کے بال اور آبروئں کو کم کرنا کیسا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کردیں

المستفتی:۔ شکیل مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رخسار یا حلقوم کے بالائی حصہ کے بالوں کو صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس کے نام پر داڑھی کے بال صاف نہ کئے جائیں ہاں چہرہ کے بال کو اکھاڑنا ضرور ممنوع ومضر ہے چنانچہ علامہ سید محی الدین العزنی فرماتے ہیں کہ (اجتنبت الوشھم ان تعلمه اوتأمربه و كذالك بالتنميص وهو ازالة الشعر من الوجه بالنماس) یعنی گودنا گودنے یا گودوانے سے پرہیز کر کہ حرام ہے اور ایسا ہی نماص (بال اکھیڑنے کا آلہ) کے ذریعہ چہرہ کا بال اکھیڑنے سے بھی۔(فتوحات جلد ٤ ص ٤٩١ مکتبہ فتوحات)

اور ابروؤں کے بال کو مونڈنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ مبادا لتغییر خلق کے جرم کے ارتکاب نہ ہو جائے اور ایسا کرنے والا عندالشرع حرام کارنہ کہلائے۔(فتاوی یوروپ حظر واباحت کا بیان ص ٥٣٥) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سلطان رضا شمسی نیپال

۹ صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری (۹ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(مصافحہ دونوں ہاتھ سے ہونا چاہیئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر دونوں کی ملاقات ہوئی دونوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا مگر دونوں کا طریقہ الگ تھا زید نے دونوں ہاتھ سے کیا جبکہ بکر نے ایک ہی ہاتھ بڑھایا تو زید نے اعتراض کیا کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے ہونا چاہیے بکر نے کہا دونوں میں سے کسی ایک کا دونوں ہاتھ ہونا چاہئے کون حق پر ہے؟ اور مصافحہ کا کیا طریقہ ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد عارف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مصافحہ باتفاق علماء وفقہاء دونوں ہاتھ سے سنت ہے چنانچہ حدیث معجم طبرانی میں ہے(قال علیہ السلام اذا تصافح المسلمان لم تفرق اکفھما حتی یغفر لھما)(الجامع الصغیر شرح فیض القدیر جلداول صفحہ 218 بحوالہ طبرانی فی الکبیر مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت المعجم الکبیر للطبرانی)

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان کی ہتھیلیاں الگ ہونے سے پہلے ان کی بخشش کردی جاتی ہے پس اگر ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوتا تو " کفاھما " ہوتا لفظ اکفھما جس کے معنی ہاتھوں کے ہیں اور زائد کو شامل نہ ہوتا۔

اور بخاری شریف جلد دوم صفحہ 926 نور محمد المطابع کراچی میں ہے کہ صافح حماد بن زید بن مبارک بیدہ)یعنی حماد بن زید نے حضرت ابن مبارک سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔اور جس حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے ایک ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لے کر تعلیم فرمائی تو ظاہر ہے کہ مصافحہ ملاقات کا نہ تھا بلکہ تعلیم کے وقت ایک ہاتھ یا کلائی یا سر پکڑ کر شاگرد کو استاد سمجھاتا ہے اس سے مصافحہ ایک ہاتھ سے سنت ہونے کا نشان نہیں-اور جہاں لفظ" ید" آیا ہے اس سے مراد اسم جنس دونوں ہاتھ ہوتے ہیں۔(ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ 926 نور محمد اصح المطابع کراچی میں ہے کہ ضرب بیدہ علی الارض)

آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا یہ حدیث باب التیمّم میں ہے ظاہر ہے کہ ایک ہاتھ کو زمین پر مارنے سے تیمم جائز نہیں اسی طرح اکثر جگہ پر اس کی تصریح وارد ہے اور غیر مقلدین اکثر احادیث سے بوجہ کم مہارت سیاق عبارت عرب و قرینہ استعمال وغیرہ الٹے معنی کر دیتے ہیں۔(فتاوی دیداریہ جلد ا صفحہ 659/560 فتوی نمبر 247) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۵ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴ نومبر ۲۰۱۸ء بروز سنیچر

(الیکشن کے موقع پر ووٹ دینے کے لئے امیدوار سے پیسے لینا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ الیکشن کے موقع پر جو لوگ ووٹ ڈالتے ہیں تو وہ اپنے ووٹ کے پیسہ لیتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے مسلمان سے بھی لیتے ہیں اور کافر حربی سے بھی المستفتی:۔محمد راشد رضا مرادآبادی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ صورت رشوت کی معلوم ہوتی ہے اور رشوت لینا دینا دونوں حرام ہے لہٰذا ووٹ دیکر رقم حاصل کرنا ناجائز وحرام ہوگا اور اللہ تعالی کی لعنت کا مستحق بھی ہوگا،؛لعن اللہ الراشی والمرتشی؛؛(سنن ابن ماجہ؛۲۵۰۰)

یعنی رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے؛اور حدیث شریف میں ہے ؛لعن اللہ الاکل والمطعم للرشوۃ؛ یعنی رشوت کھانے اور کھلانے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔(جامع الاحادیث ۳۰۰)

حدیث شریف میں ہے؛؛ من جسد نبت سحت فالنار اولی بہ؛؛(شعیب الایمان؛الفصل الثالث فی طیب المطعم؛۵۰۴۱۷)

یعنی ہر وہ جسم جس کی نشونما رشوت جیسی ناجائز اور حرام کمائی سے ہو تو نار دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔

(بحوالہ فتاوی مفتی اعظم جلد چہارم ص ۱۳۸؛؛ناشر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اور فتاوی رضا دار الافتاء میں ہے امیدوار سے ووٹ کے بدلے رقم کا مطالبہ رشوت ہے جو ناجائز وحرام ہے۔

(الجزء الاول صفحہ ۹۳ ناشر؛؛رضا دار الافتاء صمد نگر بھیونڈی تھانہ مہاراشٹر) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(الکوحل آمیزش اسپرے کے استعمال کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل جو لوگ الکحل ملا ہوا اسپرے استعمال کرتے ہیں وہ استعمال کرنا فی الزمانہ عندالشرع کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔ممتاز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سینٹ (پرفیوم) میں اسپرٹ کی آمیزش ہوتی ہے اور اسپرٹ ایک قسم کی شراب ہے جو کہ حرام اور نجاست غلیظہ ہے اس کا لگانا حرام وناجائز ہے خواہ خارج نماز ہو یا داخل نماز۔ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بے شک اسپرٹ جو جان نبیذ ہے شراب ہے بلکہ وہ سب سے گندی شراب ہے تو یہ حرام بھی ہے ناپاک بھی اور اس کی نجاست پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جلد 2 صفحہ 120)

اور فتاوی امجدیہ میں ہے الکحل اور اسپرٹ وغیرہ رقیق وسیال مسکرات کا قطرہ قطرۂ ناپاک وحرام وناجائز ہے حدیث شریف میں ہے ما آسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔(جلد 4 صفحہ 105)

لہذا اگر سینٹ لگا کر نماز پڑھی اور وہ ایک درہم سے زیادہ ہے اگرچہ چند جگہ مل کر وہ مقدار پوری ہو نماز نہیں ہوگی اس کا پاک کرنا فرض ہے اور اگر درہم برابر ہے تو مکروہ تحریمی ہوئی جسے پاک کپڑے پہن کر دہرانا واجب اور اگر وہ درہم کی مقدار سے کم ہے تو اسے پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت ہوگی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب بہار شریعت جلد 2 صفحہ 83 پر فرماتے ہیں کہ کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاست غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد۔ اگر نجاست غلیظہ گاڑھی ہے جیسے پاخانہ لید گوبر تو درہم کے برابر یا کم یا زیادہ کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں اس کے برابر یا کم یا زیادہ ہو اور درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے اور پتلی ہو جیسے آدمی کا پیشاب اور شراب تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے۔ اور شریعت نے کی اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی بتائی یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی اب رک نہ سکے اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے اور اس کی مقدار یہاں کے روپے کے برابر ہے۔(ماخذ: مرکز تربیت افتاء جلد 1 صفحہ 218)

نوٹ: جس پرفیوم کے بوتل میں الکوحل مینشن ہو اس کا استعمال ناجائز، وحرام ہے، اور جسمیں مینشن نہیں اس کا استعمال درست، مزید تحقیق کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(بیوٹی پارلر میں عورتوں کا کام کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بیوٹی پارلر میں خواتین مختلف کاموں کے لئے آتی ہیں جیسے 1۔بھؤں کتروانا 2۔ٹانگوں اور بازو کے بال منڈوانا اول الزکر دونوں کام کرنے اور کروانے والی کے بارے کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر عورت بیوٹی پارلر میں جا کر بال کترواتی ہے یا دانت ریتواتی ہے یا ابرووں کے بنواتی ہے ان تمام کاموں پر اللہ کے رسول نے لعنت فرمائی ہے جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت بھوؤں کے بال نوچ کر ابرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت اور خوبصورتی کے لئے دانت ریتنے والیوں پر یعنی جو عورتیں دانتوں کو ریت کر خوبصورت بناتی ہیں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدل ڈالتی ہے سنن ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا بال ملانے والی اور ملوانے والی اور ابرو کے بال نوچنے والی اور نوچوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے جبکہ بیماری سے یہ نہ کیا ہوا۔انسانوں کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندے یہ حرام ہے حدیث شریف میں اس پر لعنت آئی ہے بلکہ اس پر بھی لعنت ہے جس نے کسی دوسری عورت کے سر پر گوندھی اور اگر بال جس عورت کی چوٹی گوندھی گئی ہے اسی کے ہیں جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگہ یا بال کے علاوہ اور کسی چیز کی چوٹی بنائی تو جائز ہے اسی طرح سے گودنے والی گودوانے والی یا ریتی سے دانت ریتنے والی یا ریتوانے والی یا موچنے سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری عورت کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔

(درمختار)

اسلئے جو عورتیں بیوٹی پارلر میں مذکورہ کام کے لئے جاتی ہیں تو جانا حرام اور اللہ ورسول کی اس پر لعنت ہے اور اگر

مذکورہ کام کے علاوہ کسی صحیح غرض کے لئے جاتی ہیں تو جائز مگر پردہ کا خاص خیال رکھتے ہوئے ساتھ ہی وہاں کام کرنے والی بھی عورت ہو اور مقصود صرف آرائش وزیبائش ہے تو کوحرج نہیں مگر پھر بھی بچنا زیادہ بہتر ہے۔

(بحوالہ بہار شریعت حصہ شانزدہم ص ۱۷۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۷ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری) ۲۳ اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(قزع (یعنی سر کے بالوں میں کہیں کے بال مونڈانا کہیں کے باقی رکھنا) کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل نوجوانوں میں بال کٹانے کا جو فیشن نکلا ہوا ہے کہ اوپر بال بڑے رکھتے ہیں اور نیچے کنارے ایک دم چھوٹا یا صاف کر دیتے ہیں۔ غالباً اسے عربی میں قزع کہا جاتا ہے اب اسطرح بال کٹوانا یا رکھنا کیسا ہے اور اگر امام صاحب ایسا کرتے ہیں تو انکی اقتدا کا کیا حکم ہے جواب سے آگاہ فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔ محمد مشہودی خادم دارالعلوم اہلسنت رضائے مصطفیٰ بودھن ضلع نظام آباد تلنگانہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں اس طریقے سے بال کٹوانا جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ،،قزع،، سے منع فرمایا۔ نافع سے پوچھا گیا، قزع کیا چیز ہے کہا کہ بچہ کا کچھ سر مونڈ دیا جائے اور کچھ متعدد جگہ چھوڑ دیا جائے۔ (صحیح مسلم باب کراہۃ القزع)

اس حدیث کی تشریح میں صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں حدیث میں جو قزع کی ممانعت آئی ہے اس کے یہ معنی ہے کہ متعدد جگہ سر کے بال مونڈنا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا جس کو گل بنانا کہتے ہیں جیسا کہ آج کل اکثر نوجوان چاروں طرف سے بالوں کو ختم کرا دیتے ہیں اوپر کا باقی رکھتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک سائڈ کا ایک دم مونڈا دیتے ہیں اور ادھر اُدھر کا باقی

رکھتے ہیں یہ سب قزع میں شامل ہے جوکہ جائز نہیں۔(فتاوی ھندیہ/بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 587 دعوت اسلامی)

لھذا اگر امام صاحب ایسا کرتے ہیں تو جو حکم سب پر لگے گا وہی حکم امام پر بھی لگے گا رہی بات ان کی اقتدا کی تو اس میں کراہت ضرور ہے اب اگر وہ اس سے اجتناب کرلیں اور آئندہ باز رہنے کا وعدۂ حقہ کرلیں تو اقتدا درست ہے اور اگر اصلاح نہ کریں تو چونکہ صغیرہ گناہ بھی اصرار (یعنی بار بار کرنے) سے کبیرہ ہوجاتا ہے پس انکار کرنے یا اصلاح نہ کرنے سے فسق میں مبتلا ہوں گے، اب ان کی اقتدا درست نہ ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(فال نکالنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو تعویذات کی کتابوں میں فالنا میں ہوتے ہیں کیا اس سے عام لوگ اپنی فالیں نکال سکتے ہیں۔برائے کرم جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد شبیر حسین باڑمیر راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

امام اہلسنت مجدد دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جو شخص فال کھولتا ہو لوگوں کو کہتا ہو تمہارا کام ہوجائے گا یا نہ ہوگا یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہوگا یا بُرا ہوگا اس میں نفع ہوگا یا نقصان؟ تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جواب دیا اگر یہ احکام قطع ویقین کے ساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں اس کی تصدیق کرنے والے کو صحیح حدیث میں فرمایا فقد کفر بما نزل علی محمد یعنی اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی اور اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت (یعنی گناہ) سے خالی نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۳ ص ۱۰۰)

اور مفسر قران حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی تفسیر نعیمی پارہ ۷ آیت نمبر ۹۰ کے تحت فرماتے ہیں کہ فال کھولنا یا فال کھولنے پر اُجرت لینا یا دینا سب حرام ہے نیز قرآن عظیم سے فال دیکھنے کے تعلق سے امام احمد رضا خان رضی اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں اور بعض شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز وممنوع مکروہ تحریمی ہے قرآن عظیم اس لئے نہ اتارا گیا ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عند التحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے۔ (فتاوی افریقہ صفحہ ۷۵/۷۶)

واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(مشت زنی فعل حرام ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہے وہ مشت زنی نہیں کرتا بلکہ وہ سوتے وقت اپنے ساتھ تکیہ یا گدہ رکھ کر سوتا ہے اور اسی سے اپنے تناسل آلہ کو رگڑ کر ناپاک۔ ہو جاتا ہے وہ یہ سوچ کر اپنے ہاتھ سے اپنے مقام۔ خاص کو ہاتھ نہیں لگاتا ہے کہ گناہ ہے پر تکیہ سے رگڑ کر ناپاک۔ ہو جاتا ہے ایسے شخص پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث سے مدلل تفصیلات کے ساتھ جواب سے نواز کر فقیر کو شکریہ ادا کرنے کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ ضیاء صدیقی قادری مبارکپور سہرسہ بہار مقیم سعودی عرب ریاض ثمامہ بطحہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو الھادی الی الصواب

یہ فعل ناپاک ناجائز وحرام ہے اللہ جل شانہ نے اس حاجت کے پورا کرنے کو زوجہ اور کنیز شرعی بتائی ہے اور صاف ارشاد فرمایا کہ (فمن ابتغی وراء ذالك فاولئك هم العدون) جو اس کے علاوہ کوئی طریقہ ڈھونڈھے تو وہی لوگ ہیں

حد سے بڑھنے والے حدیث میں ہے (ناکح الید ملعون) جلق لگانے والے پر اللہ کی لعنت ہے ہاں اگر کوئی شخص جوان تیز خواہش ہو کہ نہ زوجہ رکھتا ہو نہ شرعی کنیز اور جوش شہوت سخت مجبور کرے اور اس وقت کسی کام میں مشغول ہو جانے یا مردوں کے پاس جا بیٹھنے سے بھی دل نہ بٹے غرض کسی طرح وہ جوش کم نہ ہو یہاں تک کہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ اس وقت اگر یہ فعل نہیں کرتا تو حرام میں گرفتار ہو جائیگا تو ایسی حالت میں زنا و لواطت سے بچنے کیلئے صرف بغرض تسکین شہوت نہ کہ بقصد تحصیل لذت وقضائے شہوت اگر یہ فعل ہو جائے تو امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہ فرمائے گا اور پھر اس کے ساتھ واجب ہیکہ اگر قدرت رکھتا ہو تو فوراً نکاح یا خریداری شرعی کنیز کی فکر کرے ورنہ سخت گنہ گار و مستحق لعنت ہوگا یہ اجازت اس لئے نہ تھی کہ اس فعل ناپاک کی عادت ڈال لے اور بجائے طریقہ پسندیدہ خدا و رسول اسی پر قناعت کرے۔

طریقہ محمدیہ میں ہے (اما الاستمنا فحرام الا عند شرط ثلاثه ان یکون عزباوبه شیق وفرط شهوة بحیث لم یفعل ذالك لحملته شدت الشهوه علی الزنااو اللواط والشرط الثالث ان یرید به تسکین الشهوه لاقضاؤها الخ) مشت زنی حرام ہے مگر تین شرائط کیساتھ جواز کی گنجائش ہے ۱ مجرد ہو اور غلبہ شہوت ہو ۲ وہ شہوت اس قدر غالب ہو کہ بدکاری زنا یا لونڈے بازی وغیرہ کا اندیشہ ہو ۳ شرط یہ ہے کہ اس سے صرف تسکین شہوت مقصود ہو نہ کہ حصول لذت۔

تنویر الابصار میں ہے (یکون (ای النکاح) واجبا عند التوقان) غلبۂ شہوت کے وقت نکاح کرنا واجب ہے ردالمحتار میں ہے (قلت و کذا فیما یظهر لو کان لا یمکنه منع نفسه عن النظر المحرم اؤمن الاستمنا بالکف فجب التزوج الخ) میں کہتا ہوں اور اسی طرح جو کچھ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حالت ایسی ہے کہ اپنے آپ کو نظر حرام اور مشت زنی سے نہ روک سکے تو شادی کرنا واجب ہے اگر چہ زنا میں ملوث ہونے کا خطرہ نہ ہو اللہ ہی بڑا عالم ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۲۰۲ / ۲۰۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(بلڈ بینکنگ کی شرعا اجازت نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اسلامک بلڈ بینک" میں خون کا عطیہ دینا یعنی Blood donate کرنا یا کسی اور بلڈ بینک میں بلڈ ڈونیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ آج کل بہت ساری سنی تنظیمیں بھی بلڈ ڈونیشن کیمپ لگوا رہی ہیں۔ المستفتی:۔محمود رضا خان اورنگ آباد مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

انسانی بدن کے اجزا مثلا آنکھ کان گردہ خون وغیرہم کا بیچنا خریدنا عطیہ کرنا شرعا ناجائز وحرام ہے کہ انسان معظم ومکرم پیدا کیا گیا ہے (قال اللہ تبارك وتعالى ولقد كرمنا بنى آدم) اسی طرح ہدایہ باب البیع میں ہے (لان الآدمی مكرم) اگر معاملہ ضرورت کا ہے تو حالت اضطرار میں جب کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو تو ایسی صورت میں الضرورات تبيح المحظورات کے تحت ضرورتا خون دینا جائز ہے رہا بلڈ بینک (خون جمع کرنا) تو شرعا اس کی اجازت نہ ہوگی کہ اس میں بہت سے مفاسد کے دروازوں کو کھولنا ہے مثلا آپ نے جمع کیا کیا یہ ضروری ہے کہ وہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان بھائی کو ہی دیا جائے گا غیروں سے تعلقات کی بنیاد پر وہ غیر مسلم کو بھی دیا جا سکتا ہے نہ دینے کی صورت میں فساد کا بھی امکان ہے اور سب سے اہم چیز یہ بھی ہے کہ خون ایک میعادی وقت تک صحیح رہتا ہے پھر وہ قابل انتفاع نہیں ہوتا اس صورت میں بھی خون کے ضائع ہونے کی صورت ہے بہر حال یہ کر سکتے ہیں کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس میں شرکاء کے اسماء فون نمبر وغیرہ محفوظ کر لئے جائیں تاکہ وقت ضرورت ان سے رابطہ کر کے ان سے خون حاصل کیا جائے اور اپنے بھائیوں کی مدد کی جائے۔(فتاوی رضا دار الیتامی صفحہ ۴۰۳ و ۴۰۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۲ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲ ستمبر بروز سوموار ۲۰۱۹ء

(موبائل فون پر ہیلو Hello بولنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فون پر ہیلو Hello بولنا کیسا ہے؟ المستفتی:۔محمد مستقیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر مخاطب کافر وغیر مسلم ہو تو موبائل فون وغیرہ پر بات کرنے کے لئے لفظ ہیلو وغیرہ کا استعمال ہی مناسب ہے اور مسلمان ہو تو موبائل فون وغیرہ پر بات کرنے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ ابتداء ہیلو Hello کہنے کے بجائے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے موبائل،فون وغیرہ پر سلام سے پہلے ہیلو Hello کرنا اسلامی شعار کے خلاف ہے۔انگریزی میں ہیلو Hello کا لفظ کسی کی توجہ اپنی جانب مبذول کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ہم اپنی روزمرہ زندگی میں کسی کو بلانے کے لئے کہتے ہیں بھائی صاحب سنئے! ہیلو ہیلو یعنی ادھر دیکھئے اور میری طرف توجہ دیجئے اگر موبائل پر ہیلو Hello بولنے کا مقصد یہی ہے تو اس لفظ کے بجائے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے اسلامی شعار پر عمل بھی ہوجاتا ہے اور مخاطب کی توجہ اپنی جانب مبذول بھی ہوجاتی ہے۔

لہٰذا موبائل،فون وغیرہ پر ہیلو ہیلو، Hello Hello نہ کہیں کیونکہ یہ انگریزوں کا طریقہ ہے صحیح اسلامی طریقہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے یہی طریقہ اپنائیں۔اھ (موبائل فون کے ضروری مسائل ص:60/ فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۲ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(کیا تعویذ پہن کر بیوی سے جماع کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب کوئی تعویذ پہنتا ہے اور وہ حالت جنابت میں ہوتا ہے تو تعویذ اس کے بدن سے مس کرتا ہے اور تعویذ میں آیت قرآنیہ، واسماء اللہ جل مجدہ لکھے ہوتے ہیں تو کیا اس میں کوئی بے ادبی کا پہلو نہیں ہے؟؟ برائے کرام علمائے کرام تشریح فرمائیں!۔مع حوالہ جواب سے نوازیں المستفتی:۔محمد ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس تعویذ کے حروف ظاہر ہوں اسے پہن کر" بیت الخلاء وغیرہ نجاست کی جگہوں میں جانا منع ہے" حدیث شریف میں ہے (کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء نزع خاتمه) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے (اس لئے کہ اس پر محمد رسول اللہ نقش تھا)۔(ابوداؤد و ترمذی)

اور اگر حروف نظر نہ آتے ہوں تو انہیں پہن کر جانے میں کوئی حرج نہیں اور تعویذ پہنے ہوئے بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے چاہے حروف ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ نمبر 662) واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۵ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

ظاہری حروف والے تعویذ کی ممانعت ہے تاکہ بے ادبی نہ ہو خواہ حالتِ جنابت ہو یا وقتِ صحبت ہو یا دخول بیت الخلاء کی صورت ہو، اور جب مستور ہو خواہ کسی کھول میں یا کپڑے وغیرہ میں جیسا کہ فی زمانہ موم جامہ کر کے پہننا مروج ہے تو ممانعت نہیں یہی سوال کا جواب ہے جو مجیب کی جانب سے دیے گئے جواب سے واضح ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح

سید شمس الحق برکاتی مصباحی

(پان کھانا جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پان کھانا حرام ہے کیا یا مکروہ ہے؟ المستفتی:۔غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جائز ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ پان کھانا بیشک حلال ہے اور اسی میں دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ پان کھانا مباح ہے اور ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ پان بلاشبہ جائز ہے اور زمانہ شیخ العالم حضرت فرید الدین گنج شکر ومحبوب الٰہی علیہما الرضوان سے مسلمانوں میں بلانکیر رائج ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۴۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲ شعبان ۱۴۴۰ ہجری پیر

(کس قلم سے لکھنا جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ کونسی قلم ہے جس سے لکھنا جائز ہے برائے کرم ارشاد فرمادیں

المستفتی:۔علی رضا کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سونے چاندی کا قلم ہو یا نب ہو اس سے لکھنا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں(یکرہ ان یکتب بقلم ذھب اوفضہ أودوات کذالك)

(البحر الرائق جلد ہشتم ص ۲۱۱ کتاب الراھیہ فصل فی الاکل والشرب)

نیز حضور فقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین احمد قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان بحوالہ بہار شریعت تحریر فرماتے ہیں کہ جس قلم کی نب سونا، چاندی کی ہو اس سے لکھنا جائز نہیں۔اھ (عجائب الفقہ المعروف فقہی پہلیاں ص:208/شبیر برادرز اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(فرضی قبر بنانا، اور اسکے ساتھ اصل جیسا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں مزار شریف بنا ہے جس کو غوث پاک کا مزار کہتے ہیں معلوم کرنے پر کسی نے بتایا کہ یہاں پر غوث پاک کے وضو کی اینٹ بہت سال پہلے کوئی لایا تھا اس اینٹ کے اوپر مزار بنایا ہے اور لوگ بتاتے ہیں کہ کرامت بھی یہاں یہ دیکھی گئی کہ جب جلسہ کرایا تو موسم اچھا رہا مگر دوسرے دن قوالی کرائی تو تیز طوفان آیا اور ایسا دو سال ہوا لوگ دور دور سے آتے ہیں منتیں مانگتے ہیں اور وہ پوری بھی ہوتی ہیں تو کیا اس جگہ جو مزار بنا صحیح ہے یا نہیں رہنمائی فرمائیں المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ قبر بلا مقبور (بغیر قبر کے قبر، بناوٹی قبر) کی زیارت کے لئے وہ افعال کرنا، گناہ ہے اور جب کہ وہ اس پر مصر (اڑے ہوئے ہوں) اور باعلان اسے کر رہے ہے تو فاسق معلن اس جلسہ زیارت میں شرکت جائز نہیں۔

اس معاملہ سے جو خوش ہیں خصوصاً وہ جو ممد و معاون (خرافات میں مددگار و حمایتی) ہیں سب گناہ گار بلکہ وہ بھی جو باوجود قدرت و طاقت خاموش ہیں مگر ان میں کوئی بات کفر نہیں کہ اس سے ایمان و نکاح باطل ہو بہر حال فرضی قبر بنانا اور اس کے ساتھ اصل جیسا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴ جنوری بروز سوموار ۲۰۱۹ء

(بٹ کھانے کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بٹ کھانا کیسا ہے جواب عنایت مہربانی ہوگی؟

المستفتی:۔ محمد شبیر عالم ضیائی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بٹ کھانا بلا کراہت جائز ہے سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب فتاوی رضویہ شریف جلد 20 صفحہ 240 / 241 مطبوعہ جدید میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض کہ حرام ممنوع یا مکروہ ہیں پھر آگے آپ نے ان تمام بائیس اجزاء کا بیان فرمادیا ہے جو حرام یا ممنوع یا مکروہ ہیں مگر ان میں بٹ کا بالکل ذکر نہیں فرمایا ہے پھر یہ ہے کہ اوجھڑی اور بٹ کے بیچ میں ایک چکنی کھال ہوتی ہے جس کی وجہ سے بٹ کے اندر نجاست اثر نہیں ڈالتی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ بٹ کھانے میں شرعاً ممانعت ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۵ ربیع الاخر ۱۴۴۱ ہجری بروز سنیچر

(سر اور داڑھی میں مہندی لگانے کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سر پر اور داڑھی پر مہندی لگانا کیسا ہے؟

المستفتی:۔عمران اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرد کیلئے لال مہندی سر اور ڈاڑھی میں لگانا درست ہے اور مرد وعورت دونوں کیلئے سیاہ خضاب لگانا حرام ہے سر وغیرہ کے بالوں میں خضاب لگانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب لگانا منع ہے ہاں مجاہدین کو سیاہ خضاب لگانا جائز ہے کہ دشمن کی نظر میں اس کی وجہ سے ہیبت بیٹھے گی۔(اسلامی اخلاق وآداب صفحہ نمبر 247 بحوالہ درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ساجد میر گنج

۴ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ

(کسی عالم دین کو ظالم کہنے والے پر شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی اچھے عالم کو ظالم کہنا کیسا ہے مکمل وضاحت کریں

المستفتی:۔عبید اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر کسی عالم کو اسکے علم کی بنیاد پر ظالم کہے تو ایسے شخص پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح لازم ہے کسی عالم دین کو ظالم کہنا

اسے تکلیف پہنچانا نیز سبب توہین ہے جس کے تعلق سے اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ علمائے دین کی توہین کرنا سخت حرام، سخت گناہ، اشد کبیرہ، عالم دین سُنّی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے، اس کی تحقیر وتوہین معاذ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی موجب لعنتِ الٰہی وعذابِ الیم ہے۔ (رضویہ شریف ج ۲۳ ص ۶۴۹) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۸ شوال المکرم ۱۴۴۰ بروز بدھ

(رافضی اپنی بدمذہبی کے فروغ کے لئے شیطانی مکروفریب کے جال بچھاتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ حدیث افک کے متعلق رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ ممتاز احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رافضی حضرات حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے حضور کے باغ فدک کو غصب کرلیا (نعوذ باللہ من ذالک) اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کو نہیں دیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے ہیں وہ جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکار نے فرمایا لانورث ماترکناہ صدقہ، ہم انبیاء کا گروہ کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ ۵۵۰)

اور مسلم شریف ۲/ ۹۱ پر ہے کہ حضور کے وصال کے بعد ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے ذریعہ حضور کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کرائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا نے فرمایا الیس قد قال

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لانورث ماتر کناہ صدقہ یعنی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔

اور بخاری شریف ۲/ ۵۷۵ و مسلم شریف ۲/ ۹۰ میں ہے کہ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ مجمع صحابہ کرام جن میں حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام، اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالی عنھم موجود تھے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے سب کو قسم دے کر فرمایا کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے تو سب نے اقرار کیا کہ ہاں حضور نے ایسا فرمایا ہے ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ترکہ خیبر اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہوا اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین وغیرہ کے اختیار میں رہا مگر ان میں سے کسی نے ازواج مطہرات حضرت عباس اور ان کی اولاد کو باغ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا: لہٰذا ماننا پڑے گا نبی کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کو باغ فدک نہیں دیا نہ کہ بغض وعداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا الزام ہے (ماخوذ خطبات محرم ص ۱۰۳)

ایسا ہی ہدیۂ مجیدیۂ ترجمہ تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۵۷۵ رمؤلف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ میں ہے کہ اس طعن کا یہ کہ اہل سنت کی کتابوں میں ہرگز موجود نہیں کہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا نے دعوی ہبہ کا کیا، اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا نے گواہی دی، مع حسنین رضی اللہ تعالی عنہما کے کہ اس میں بھی اختلاف روایتوں کا ہے یہ سب مفتریات شیعہ سے ہے اس کو اہل سنت کے الزام میں لانا اور جواب چاہنا کمال بیوقوفی ہے بلکہ اہل سنت کی کتابوں میں اس کے برخلاف ہے صرف یہی نہیں بلکہ ان گنت جگہ رافضیوں نے اپنی مکاری، فریب کاری میں شیطان کو بھی اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ لوگ فریب دینے کے لئے حب علی کی جھوٹی حدیثیں نقل کرتے ہیں (کتاب مذکور صفحہ ۷۲)

- شیعہ علماء سنی بن کر جھوٹی حدیثیں وضع کر کے سنیوں کو دھوکا دیتے ہیں (صفحہ ۷۴)
- اہل سنت سے صحابہ کی مذمت میں جھوٹی روایتیں لاتے ہیں (صفحہ ۷۴)
- مطاعن صحابہ (صحابۂ کرام کے طعنے اور عیب میں) کتابیں لکھ کر اہل سنت کی نادر کتابوں کا جھوٹا حوالہ دیتے ہیں (صفحہ ۷۶)
- بعض شیعہ سنی شافعی بن کر کتاب لکھ کر دھوکا دیتے ہیں (صفحہ ۸۲)

○ بعض شیعہ شعر گڑھ کر مشہور کرتے ہیں کہ اہل سنت نے اسے اپنی کتابوں سے نکال ڈالا (صفحہ ۸۴)
○ بعض شیعہ کتاب لکھ کر اہل سنت کے کسی امام سے منسوب کر دیتے ہیں (صفحہ ۸۲)
○ بعض شیعہ سنی بن کر سنیوں کے مفتی اور مدرس ہوئے اور مرتے وقت کہا کہ مذہب تشیع حق ہے، مجھے شیعہ لوگ ہی اٹھائیں (صفحہ ۹۶)
○ بعض شیعہ نے سنی متقی بن کر جھوٹی حدیث اپنے مذہب کی مؤید اہل سنت کی مرویات ثقہ میں ملا دی ہیں (صفحہ ۱۰۵)
○ بعض شیعہ نے سنی معتمد مؤرخ بن کر تاریخ میں کتاب لکھ کر سیر خلفاء میں اپنے مذہب کی بعض جھوٹی باتیں ملا دی ہیں۔ (صفحہ ۱۰۵)
○ بعض شیعہ مؤرخین تواریخ اہل سنت سے نقل کرتے ہیں اور بیچ بیچ میں سنی کے ہمنام شیعہ کی تاریخ سے نقل کر دیتے ہیں۔ (صفحہ ۱۰۶)
○ بعض شیعہ اہل سنت کی کتابوں خصوصا تفسیروں میں اپنے مطلب کی بات درج کر دی ہے (صفحہ ۸۲)

مختصر طور پر ان کے ناپاک کارنامے اس لئے تحریر کرنے کی ضرورت پیش آئی تا کہ مخلص سنیوں کو معلوم ہو کہ کچھ لوگ رافضیوں کی بولی کیوں بولنے لگے ہیں- مزید معلومات کی ضرورت محسوس کرتے ہوں تو مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ فرمائیں کچھ دنوں سے آج تک جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی عظمت پر حملہ ہو رہا ہے یہ رافضیوں کی اہل سنت کے محل میں سنیت کا روپ دھارن کر کے گھس پیٹ کا نتیجہ ہے ایمان کی پختگی اور عقائد کی سلامتی کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قسم کی بات سامنے آئے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس پر غور کیا جائے- اللہ عزوجل اور حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فرمان کی کسوٹی پر اس بات کو جانچا پرکھا جائے ذی استعداد متصلب سنی صحیح العقیدہ کی بارگاہ میں رجوع کریں کسی بھی خانقاہ کا کتنا بھی لمبا چوڑا جبہ و پگڑی بندھا ہوا گر اس کے اقول قرآن وحدیث کے خلاف ہوں تو اس پر ٹھوکر مار دیا جائے کیونکہ ایمان وعقیدہ کسی صوفی، کسی پیر، کسی شیخ، کسی علامہ، کسی مفتی کے قول سے نہیں بنتا بلکہ اللہ ورسول کے قول سے بنتا ہے آخر میں دعا کہ مولی تعالی سنیت پر قائم ودائم رکھے۔ اور رافضیوں کے غارت گر ایمان کی اسکیم اور دلفریب مشن سے محفوظ و مامون فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۷ جون بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی ۲۳ شوال المکرم ۱۴۴۰ ہجری

(کالا جوتا و کپڑا پہننا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کالے جوتے و کپڑے پہننا کیسا ہے و مسجد کی قالین پر نماز پڑھنا کیسا جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد عمر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کالا کپڑا عام طور پر پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مخصوص دنوں کو چھوڑ کر پہننا بلا شبہ جائز ہے مخصوص دنوں سے مراد محرم الحرام کے کچھ ایام ہیں جن میں گمراہ فرقہ روافض شیعہ کالا کپڑا پہنتے ہیں (منقول من تاج الشریعہ علیہ الرحمہ) لہٰذا مشابہت کی بنا پر نہیں پہننا چاہیے کہ حدیث پاک میں ہے، من تشبہ بقوم فھو منہ (سنن ابی داؤد ج2 ص558)

اور کالا جوتا پہننے میں تو شرعاً کوئی حرج نہیں ہے لیکن ایک قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکریم کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ کالا جوتا پہننا غم و فکر میں اضافہ کرتا ہے۔

مسجد کی قالین پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر ناک کا بانسہ یعنی نرم ہڈی اس قدر دب جائے کہ دبانے سے مزید نہ دب سکے۔ (عالمگیری ج ا ص70/ بحوالہ نماز کے چند ضروری مسائل) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد نصیر الدین

۵/ جمادی الاولی ۱۴۴۰ ہجری سنیچر

(سفید بال اکھاڑنا یا قینچی سے نکلوانا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سر کے سفید بال کو اکھاڑ کر پھینکنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔حشیم الدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا کرنا مکروہ ہے اور سفید بالوں کو اکھاڑنے سے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اسے (یعنی) سفید بالوں کو مسلم کا نور فرمایا ہے اور اسکی وجہ سے اللہ تعالی نیکیاں لکھے گا اور درجہ بلند کریگا یہ بشارت بھی عطا فرمائی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ابوداؤد نے براویت عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سفید بال نہ اکھاڑو کیونکہ وہ مسلم کا نور ہے جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا اللہ تعالی اس کی وجہ سے اسکے لئے نیکی لکھے گا اور خطا مٹا دیگا اور درجہ بلند کریگا اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ سفید بالوں کو اکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اسکا رعب طاری ہو تو جائز ہے۔(بہار شریعت جلد چہارم حصہ شانزدہم؛ صفحہ 198 / 193 ناشر قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱۰ مئی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی ۴ رمضان المبارک ۱۴۴۰ ہجری

(دلہن کے قدموں کا دھون چھڑکنا کیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دلہن کو شادی کرکے جب گھر میں لاتے ہیں تو اس کا پاؤں دھوتے ہیں اس کا حدیث میں ثبوت ہے

المستفتی:۔عبدالرزاق ضلع جونپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مستحب ہے چنانچہ میرے آقا حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں دلہن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے

کہ اس کے پاؤں دھوکر مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں اس سے برکت حاصل ہوتی ہے۔(پردے کے بارے میں سوال جواب ص ۲۹۵ انوار الحدیث صفحہ ۲۶۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۳۰ جمادالاولی ۱۴۴۰ ہجری بدھ

(مرد کے لیے کونسی انگوٹھی اور کتنی مقدار والی جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرد کو استعمال کرنے کے لئے چاندی کی کیا مقدار رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔محمد راشد حسین ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرد کو چاندی کی انگوٹھی ساڑے چار ماشہ سے کم وزن کی مقدار والی انگوٹھی جائز ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں کہ مرد کو ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی جائز ہے دو یا زیادہ نگ حرام کہ زیور زنان ہوگیا(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم ص ۴۱۳)

جامع الرموز وردالمحتار میں ہے (انما یجوز التختیم بالفضۃ لو علی ھیئاۃ خاتم الرجال امالونہ فصان او اکثر حرم) اھ(فقہی معلومات ص 36) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

سلطان رضا شمسی بلہاوی نیپال

۱۵ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(مرد کو ریشمی کپڑا پہننا جائز نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک سوال ہے کہ مرد کو ریشمی کپڑے پہننا کیسا ہے؟ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ فیض نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جو دنیا میں ریشم کا کپڑا پہنے گا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

ایک دوسری روایت میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ریشم پہننے سے ممانعت فرمائی، مگر اتنا اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے دو انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا (بخاری ومسلم)

اور بہار شریعت جلد چہارم حصہ شانزدہم صفحہ ۴۷ مطبوعہ قدیم قادری بکڈپو اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف: بحوالہ ہدایہ، درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں، بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو جائز ہے۔ تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم دکھائی دیتا ہے تو اسے بھی پہننا مکروہ ہے عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو لمبائی کا شمار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۷ رجمادی الاولی ۱۴۴۴ ہجری

(نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنے کا مؤثر روحانی نسخہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نفسانی خواہشات" کو کیسے قابو میں رکھیں؟ جب جب شہوت آئے تو کیا کیا جائے؟ المستفتی:۔محمد خضر عباس ساہیوال پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نفسانی خواہشات سے مراد اگر نفسانی شہوات ہے اور شہوت زیادہ ستاتی ہو تو (نکاح) عقد کرلے اس سے نگاہ اور شرم گاہ دونوں کی حفاظت ہوتی ہے عدم استطاعت کی صورت میں روزہ رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے حضور سرور کائنات معلم انسانیت رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یامعشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفروج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ دجآء) (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اے نوجوانو تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ (اجنبی عورت کی طرف سے) نگاہ کو روکنے والا شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے اس لئے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔

(انوار الحدیث ص328)

اور کثرت سے سورۃ الفلق والناس کی تلاوت کرے کہ دلوں میں برے خیالات کا ابھرنا شیطان لعین کی جانب سے ہوتا ہے جو کہ مؤمنوں کا کھلا دشمن ہے فی زمانہ عریاں تصویریں فحش ناول ہمہ وقت جنسی تعلقات کے خیالات اور اجڈ وبے حیا دوستوں کی سنگت اور چٹک دار لذیذ طعام کا اہتمام اور راستہ چلتے وقت عورتوں کو تجسس بھری نگاہوں سے دل میں تعلقات قائم کرنے کی حسرت کے ساتھ ٹکر ٹکر دیکھنا تنہائیوں میں مباشرت کے طور طریقے کی گردان وغیرہ سے دبی ہوئی شہوت یک لخت بیدار ہوجایا کرتی ہے جس کے سبب نفس کو کنٹرول کرنا بہت دشوار اور نفس مباشرت کے لئے بیقرار ہوجاتا

ہے لہذا ان تمام باتوں سے اجتناب از حد ضروری ہے اور نماز وروزے کا اہتمام اور تسبیح وتہلیل تلاوت قرآن پاک اور کتب دینیہ کا مطالعہ وغیرہ کی پابندی لازم ہے تا کہ ناپاک اور شہوانی خیالات وغیرہ سے قلب کو تسکین حاصل ہو اور نفسانی وشیطانی خیالات سے نجات ملے اپنا دامن دولت ایمان سے بھرتے رہو نیکیاں اسلاف نے جو کی ہیں وہ کرتے رہو سرخرو دنیا وعقبی میں رہو گے مومنو! دین پر قائم رہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(اپریل فول کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اپریل فول منانا کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد توصیف رضا مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اپریل فول (April fool day) منانا ناجائز وحرام ہے اس لئے کہ اس میں جن باتوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حرام ہیں جیسے، جھوٹ، دھوکا، گندہ مذاق، تمسخر، وعدہٴ خلافی، بددیانتی، اور امانت میں خیانت، وغیرہ۔ یہ سب مذکورہ امور فرمان الہی اور فرمان رسول ﷺ کی روشنی میں ناجائز وحرام ہیں خلاف مروت۔ خلاف تہذیب اور ہندوستان کے سماج ومعاشرے کے خلاف بھی ہے، اپریل فول ماہ اپریل کی پہلی تاریخ کو جھوٹ بول کر اور دھوکا دے کر ایک دوسرے کو بیوقوف بنایا جاتا ہے اردو کی مشہور لغت،، نور اللغات،، میں اپریل فول کے تعلق سے مصنف مولوی نور الحسن نیر لکھتے ہیں اپریل فول انگلش کا اسم ہے اس کا معنیٰ اپریل فول احمق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں میں یہ دستور ہے کہ پہلی اپریل میں خلاف قیاس دوستوں کے نام مذاقا بیرنگ خط، خالی لفافے یا خالی لفافے میں دل لگی چیزیں رکھکر بھیجتے ہیں

اخباروں میں جھوٹی خبریں چھاپی جاتی ہیں جو لوگ ایسے خود لے لیتے ہیں یا اس قسم کی خبر کو معتبر سمجھ لیتے ہیں وہ اپریل فول بیوقوف قرار پاتے ہیں اب ہندوستان میں اس کا رواج ہوگیا ہے انہی باتوں کو اپریل فول کہتے ہیں (معاذ اللہ) روشن خیالی کے نام پر اس دن لوگوں کو بیوقوف بنانا جھوٹ مکر وفریب کا کھلے عام سہارا لینا اسلام کی تہذیب کے خلاف وسراسر حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے (فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبو قول الزور) پس پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے اور جھوٹی بات سے (القرآن س الحج آیت 30)

اپریل فول میں جھوٹ بول کر فریب دینا حرام ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا اس کے ساتھ فریب (دھوکا) کیا وہ ملعون ہے (جامع ترمذی)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جامع الاحادیث میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مسلمان کے ساتھ بد دیانتی کی اسے نقصان پہنچایا یا اس کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں اپریل فول کی بدترین روایت ہے کہ وقتی اور عارضی طور پر لوگوں کو پریشان کیا جائے مذہب اسلام نے اپنی تعلیمات میں قدم قدم پر اس بات کا حکم دیا ہے کہ ایک مسلمان کی کسی نقل وحرکت یا کسی کام وادا سے دوسرے کو کسی بھی قسم کی جسمانی وذہنی ونفسیاتی یا مالی تکلیف نہ پہنچے (المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ترمذی حدیث 2627)

مذاق میں بھی جھوٹ بولنا دھوکا دینا گناہ ہے لوگ مذاق میں تفریح کے لیے جھوٹ بولتے اور دھوکا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا ہے حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹی باتیں کرنا منع فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے افسوس ہے اس شخص پر اور دردناک عذاب ہے جو محض لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی التشدید فی الکذب حدیث 4990)

سمجھدار کے لیے اتنا ہی کافی ہے اس کے علاوہ اپریل فول میں بہت ساری دیگر وجوہات ہیں جو حرام اشد حرام ہیں اللہ تعالی ہم تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات وسیرت مصطفی بہ بزرگان دین کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ کی تقلید سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(مزامیر کے ساتھ قوالی کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید امامت کرتا ہے محفل سماع کو یعنی قوالی کو جائز کہتا ہے دلیل مانگنے پر حضرت سید عرفان شاہ مشاہدی صاحب کی بیان کردہ ویڈیو لوگوں کو سناتا ہے اس کے علاوہ تمام عقلی دلیلیں پیش کرتا ہے جیسے کہ موبائل کی رنگٹون اور اس کے علاوہ مائک میں جو ایکو ہوتا ہے اس کو بھی موسیقی کہتا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ موسیقی کہتے ہیں کسی آلہ کے ذریعہ آواز کو خوبصورت بنانا ہی موسیقی کہلاتا ہے کیا اس کا دعویٰ صحیح ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور حکم ہو تو ویڈیو پیش کریں المستفتی:۔ نور محمد قادری جونپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کچھ علمائے کرام اور مشائخ عظام کے جواز مزامیر کے دعوے پر قرآن وحدیث کی عبارات بھی تحریر فرما دیتے تو کوئی اور بات ہوتی مگر میں یہ کہے دیتا ہوں کہ یہ صرف افواہ ہی افواہ اور دعویٰ ہی دعویٰ ہے کیونکہ باجوں کی حرمت پر احادیث کثیرہ وارد ہیں، ازانجملہ اجل واعلی حدیث صحیح بخاری شریف میں ہے کہ، حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحرۃ والحریر والخمر والمعازف حدیث جلیل متصل و قد اخرہ أیضا احمد و ابوداؤد وابن ماجہ والاسمعیلی و ابو نعیم باسانید صحیحۃ جماعۃ اخرون من الائمۃ کماقالہ بعض الحفاظ قال الامام ابن حجر فی کف الرعاع) یعنی ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہوں یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو (یہ جلیل حدیث متصل ہے حضور تک) اور اس کی تخریج امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، اسمعیلی، ابونعیم نے صحیح سندوں کے ساتھ کی ہے، جس میں کوئی طعن کی جگہ نہیں، ائمہ کی دوسری جماعت نے بھی اس کو صحیح فرمایا ہے جیسا کہ حافظ امام ابن حجر نے فرمایا اپنی کتاب کف الرعاع میں کچھ لوگ جو مزامیر کے رسیا ہیں وہ من گھڑت واقعہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔

اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم سماع اس مزامیر (باجوں) کے بہتان سے بری ہیں وہ صرف قوال کی آواز ہے جو

کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں (ماخذ: ارشادات اعلیٰ حضرت) خدارا انصاف سے کام لیجئے کہ محبت اولیائے کرام کے زعم میں ان حضرات پر تہمت لگانے کے مجرم تونہیں قرار پائے جارہے ہیں؟ اگر میدان محشر تم سے پوچھا گیا کہ تم میری محبت کے بلند و بانگ دعوے بھی دنیا میں کرتے رہے اور میری مخالفت کرتے ہوئے مجھ پر تہمت بھی لگاتے رہے؟ کیا تجھے پتہ نہیں؟ کہ دراصل ولی اللہ تو وہی ہوتا ہے جو اتباع سنت و شریعت کا پابند ہو۔۔؟ اور تم ہم پر حرام کاری کا الزام بھی عائد کرتے رہے اور ہم سے دعویٰ محبت بھی کرتے رہے؟ تو بھلا سوچو کہ اس وقت تمھارے پاس کیا جواب ہوگا؟ اللہ کرے اتر جائے میری بات۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۶ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(غیر مسلم کے گھر بندش کرنا یا اذان دینا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندو کے گھر جا کے بندش کرنا اور وہاں اذان دینا کیسا ہے برائے کرم تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ دلشاد احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو کافر فتنہ پرور نہ ہو اس کی مدد کرنا چاہے جس شکل میں ہو درست ہے بس نیت وہ اسلام کی خوبی اور حسن اخلاق سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلے (کماقال اللہ تعالیٰ فی کتابہ القدیم لاینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارھم ان تبروھم وتقسطواالیھم ان اللہ یحب المقسطین) اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں یعنی وطن سے نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور ان سے عدل وانصاف کا برتاؤ کرو بیشک

اللہ عدل وانصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے الختصر امن پسند غیر مسلم کے یہاں جا کر گھر کی بندش کرنا اور بندش کا نذرانہ لینا جائز ودرست ہے البتہ اذان دینے سے پرہیز کیا جائے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے (ایاك مایسوء الاذن) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی

(مالی جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گاؤں سماج میں جو بیچا رھوتا ہے اورھونے کے بعد جرمانہ کے طور پر جو پیسہ لیا جاتا ہے تو کیا اس کو لینا جائز ہے اور اس پیسے کو مسجد میں یا مسجد کے باتھ روم کے لئے خرچ کیا جاسکتا ہے اور وہ پیسہ کس کس کام خرمیں چ کیا جاسکتا ہے؟ تفصیل کے ساتھ بتائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ قمرالدین مقام وپوسٹ بیلاسپور تھانہ کرندیگھی ضلع اتر دیناج پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شریعت اسلامیہ میں مالی جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں ہے لہذا جس سے لیا ہے اسے واپس کریں یا وہ اپنے طرف سے دینے والا خود مسجد و مدرسہ میں صدقہ کرے تو درست ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے (التعذیر باخذ المال لایجوز کذا فی فتح القدیر) لہذا اب وہ روپیہ نہ مسجد میں لگ سکتا ہے نہ مدرسہ میں اور نہ کسی دوسرے کام میں ہاں جس سے وصول کیا ہے وہ اپنی مرضی سے جس نیک کام میں لگا دے لگ سکتا ہے زبردستی مال جرمانہ کے طور پر وصول کرنا منع ہے جو لوگ جرمانہ وصول کرتے ہیں گنہگار ہیں انہیں چاہیئے اس فعل سے باز آجائیں اور آئیندہ ایسی حرکت نہ کریں۔

(فتاویٰ بحر العلوم جلد چہارم صفحہ ۴۶۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۱ جمادالاولی، ۱۴۴۴ ہجری جمعہ

(جنات کو علم غیب ہے کہ نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جنّات کو بھی علم غیب ہوتا ہے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کرم ہوگا

المستفتی:۔محمد نعیم الدین سلامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنات کو علم غیب نہیں ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے جیسا کہ اِرشادِ ربانی ہے(تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ)(پ ۲۲،السبا:۱۴)

جنّوں کی حقیقت کُھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے جنات کے لیے گزشتہ خبریں بتانا ممکن ہے کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ بھی پیدا ہوتا ہے۔اس جن کو ہمزاد کہتے ہیں-(مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ و الجنۃ و النار، باب تحریش الشیطان...الخ، ص ۱۱۵۸)

چونکہ یہ ہمزاد بچپن سے اس کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کو بہت ساری باتیں اس شخص کی یاد ہوتی ہیں اور یہی ہمزاد حاضری والے جن کو یہ گزشتہ باتیں بتادیتا ہے جس کی وجہ سے یہ جن درست خبریں دے رہا ہوتا ہے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب،ص ۳۲۲-۳۲۳ ماخوذاً)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(مچھلی زبان کے شرف سے محروم کیوں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مچھلیاں پہلے بولتی تھی لیکن کسی خاص مقصد کے تحت اللہ تعالیٰ نے

مچھلیوں کو بولنے سے محروم کردیا اسکی حقیقت کیا ہے علمائے کرام کرم فرماکر شکریہ کا موقع فراہم کریں

المستفتی:۔واحد قمر گریڈی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں کے منہ میں زبان پیدا کی ہے مگر مچھلی کو زبان نہیں دی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حکم خداوندی سے فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور ابلیس رجیم ہوکر مسخ شدہ صورت میں زمین پر پھینک دیا گیا تو وہ سمندروں کی طرف گیا تو اسے سب سے پہلے مچھلی نظر آئی جسے اس نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتلایا کہ وہ بحر و بر کے جانوروں کا شکار کرے گا تو مچھلی نے تمام دریائی جانوروں تک حضرت آدم علیہ السلام کی کہانی کہہ سنائی بایں وجہ اسے اللہ تعالیٰ نے زبان کے شرف سے محروم کردیا (مکاشفۃ القلوب صفحہ 159 مطبوعہ رضوی کتاب گھر بھیونڈی مہاراشٹر)

معلوم ہوا کہ غیبت و چغلخوری ذلت و رسوائی کا سبب اور نعمت الٰہی سے محروم ہونے کا منحوس ذریعہ ہے اور اسی وجہ سے مچھلی زبان کے شرف محروم ہوئے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(کسی کے اندر کوئی برائی موجود ہو اور کوئی اس برائی کو بیان کرے تو کیا یہ غیبت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غیبت کسے کہتے ہیں اگر کسی کے اندر کوئی برائی اور لوگوں میں اس کا چرچہ کریں تو کیا اسے بھی غیبت کہیں گے۔

المستفتی:۔صادق علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

غیبت کی تعریف علامہ عبدالرحمن بن جوزی علیہ رحمۃ اللہ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں جو بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے(سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن الغیبۃ ماھی ؟قال ان تذکراخاک بمافیہ وھوغائب عنک وان ذکرتہ بمالیس فیہ فقد البھتہ ای فذالک البھتانبحرالدموع (ص۱۵۵)

یعنی اپنے بھائی کوایسی چیز کے ذریعے یاد کرے کہ اگر وہ سن لے یا یہ بات اسے پہنچے تو اسے ناگوار گزرے اگر چہ تو اس میں سچا ہو خواہ اس کی ذات میں کوئی نقص (خامی) بیان کرے یا اس کی عقل میں یا اس کے کپڑوں میں یا اس کے فعل یا قول میں کوئی کمی بیان کرے یا اس کے دین یا اس کے گھر میں کوئی نقص (عیب) بیان کرے یا اس کی سواری یا اس کی اولاد، اس کے غلام یا اس کی کنیز میں کوئی عیب بیان کرے یا اس سے متعلق (یعنی تعلق رکھنے والی) کسی بھی شے کا (برائی کے ساتھ) تذکرہ کرے یہاں تک کہ تیرا یہ کہنا کہ اس کی آستین یا دامن لمبا ہے سب غیبت میں داخل ہیں اور اگر ایسی بات کہی جو اس کے اندر نہیں ہے تو یہ بہتان ہے اور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابوالعلی امجد علی قدس سرہ العزیز نے غیبت کی تعریف اس طرح بیان کی ہے کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا۔(بہارِ شریعت حصّہ ۱۶ ص ۱۷۵)

لیکن اگر کسی کے اندر ایسی خرابی ہو کہ معروف ہو اور لوگوں کو آگاہ، باخبر کرنا مقصود ہو کہ فلاں شخص کے شر سے لوگ محفوظ رہ سکے تو ایسی عادات قبیحہ کو بیان کرنا غیبت نہیں مثلا علانیہ گناہ کرنے والا، کسی کے شر سے بچانا، بدعقیدہ کی بدعقیدگی کو بیان کرنا، وغیرہ وغیرہ مزید معلومات کیلئے۔(بہارشریعت حصہ، شانزدہم کا مطالعہ فرمائیں) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا سیتامڑھی بہار

۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(علم دین حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے حدیث ہے یا نہیں؟ نیز ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا حدیث سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم دین حاصل کرو اگرچہ ملک چین جانا پڑے ہے تو یہ کس حدیث پاک میں ہے؟

(۲) دوسرا سوال یہ ہے کہ آدمی جو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کس حدیث سے ثابت ہے ہے یہ دونوں سوالوں کا جو ہے مکمل

جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں　　　　**المستفتی**:۔عبدالسبحان کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے، یہ حدیث ہے اور اس حدیث کی تصدیق امام اہلسنت نے خود کی ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں طلب علم کے متعلق فرمان حضور عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتا ہے کہ (طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ،فواتح الرحموت بذیل المستصفی مسئلہ الواجب علی الکفایۃ واجب علیا لکل منشورات الرضی قمایران) (جلد(۱) ص (٦٣) علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے نیز (اطلبوا العلم ولو بالصین)(کنز العمال حدیث ۲۸۶۹۸، موسسۃ الرسالہ بیروت جلد (۰۱) ص (۸۱۳)

علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۵) ص (۱۳۹) مکتبہ دعوت اسلامی)

اطلبوا العلم ولو بالصین کی حدیث ہونے پر اقوال مختلف ہیں بعض کے نزدیک حسن وبعض کے نزدیک ضعیف اگر ضعیف ہی تسلیم کیا جائے تو اصول وقواعد کی روشنی میں ضعیف حدیث بھی فضائل کے باب میں معتبر ہے اور مذکورہ حدیث مبارکہ علم کے فضائل پر مشتمل ہے مزید تحقیق کیلئے شہزادہ سرکار فقیہ ملت مفتی ازہار، احمد امجدی مصباحی فاضل جامعہ ازہر مصر کی تحقیقات مطالعہ فرمائیں (تحقیقات ازھری ص ۸۳)(۲)

ایں مسئلہ را بحدیثے جید الاسناد رنگِ اثبات وہیم تقریرش آنچناں کہ در محل وضع از سید عالم صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم دو صورت مروی است یکے زیرِ ناف بستن وددروے احادیث عدیدہ وارداست اجلھا ماروی ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ قال حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی صلاۃ تحت السرہ) اللہ کی توفیق سے کہ اس مسئلہ پر ایک حدیث جید الاسناد پیش کروں اس کی تقریر یوں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہاتھ باندھنے کی دو صورتیں مروی ہیں ایک صورت زیرِ ناف کی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں سب سے اہم روایت وہ ہے جسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنّف

میں ذکر کیا کہ ہمیں وکیع نے موسی بن عمیر سے علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دورانِ نماز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے دیکھا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۷) ص (۱۴۶) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۶ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کس عمر میں بچوں کے بستر الگ کرنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ والدہ کے ساتھ بیٹے کا سونا کیسا ہے؟ بالغ اور نابالغ دونوں کے بارے میں رہنمائی فرمائیں؟ المستفتی:۔ محمد معراج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب لڑکا اور لڑکی کی عمر دس سال ہو جائے تو اس کا بستر الگ کر دینا چاہئے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔ (الدر مختار، ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء ۶۱ ج ۹ ص ۶۲۹/ بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۴۳۶ ناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب بچہ نو برس کا ہو جائے تو اسکا بستر الگ کر دینا چاہئے۔

(کیمیائے سعادت المعروف بہ اکسیر ہدایت صفحہ ۵۹ ۱۳ ادبی دنیا، ۵۱ مٹیا محل دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(والد کا حکم ماننا کب ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ والد صاحب کی اپنے بیٹے کے سسر سے شدید ناراضگی ہوگئ اور رشتہ داروں کی کوشش کے باوجود صلح نہ ہوسکی۔ اب اگر والد اپنے بیٹے اور بہو کو سسر کے گھر جانے سے (یا میل جول رکھنے سے) منع کرے تو بیٹے اور بہو کے لئے کیا شرعی حکم ہوگا؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ جزاک اللہ خیرا۔

المستفتی:۔ غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلا سبب قطع تعلق تو عام مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی ناجائز وحرام ہے۔ اور بلا ضرورت شرعیہ رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلق کرنا سخت ناجائز وحرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے " الرحم شجنة من الرحمان فقال الله من وصلك وصلته، ومن قطعك قطعته " یعنی، رحم کا ایک علاقہ اللہ تعالی سے ہے۔ تو وہ فرماتا ہے جو صلہ رحمی کریگا میں اسے اپنی رحمت سے ملادوں گا اور جو قطع رحمی کرے گا میں اس کو اپنی رحمت سے دور کروں گا۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۹)

(لا يدخل الجنة قاطع ولا منان) قطع رحمی کرنے والا اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں جائے گا (أیضا)

آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زائد چھوڑے کہ دونوں ملیں تو یہ ادھر منھ پھیرے اور وہ ادھر اور ان میں بہتر وہ ہوگا کہ جو پہلے سلام کرے۔ (مشکوۃ شریف)

حدیث شریف کے ارشاد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر سلام کرلیا تو قطع تعلق منقطع ہو گیا اس لئے اگر باپ دینی بصیرت کا حامل ہے اور قطع تعلق کی وجہ دینی شرعی ہے جیسے وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، رافضی وغیرہم وہ رشتہ دار ہے تو اس صورت میں باپ کے حکم پر عمل کرنا فرض ہے لیکن اگر اس کے برعکس ہے جیسے آج کل عام طور پر اصابت فکر، مزاج میں توازن واعتدال، منشائے شریعت معلوم ہونے پر اس کے سامنے سپر انداز ہونے کا رجحان اور مغلوب الغضب نہ ہونے کا تناسب کتنا ہے ہم سب جانتے ہیں لہٰذا موجودہ حالات میں اگر باپ، بیٹے اور بہو کو حکم دیا ہے کہ سسر کے گھر مت جاو، تو

بیٹے کوٹھنڈے دل سے شرح صدر کے ساتھ باپ کی فرمائش پر غور کرنا چاہیے۔ان کے فرمان کی وجوہ شرعی موجود ہیں تو کھلے ذہن کے ساتھ نہ صرف والد کے حکم کی تعمیل کرے بلکہ اپنے لئے سعادت سمجھے اور اگر اس پر یہ امر واضح ہو کہ باپ کا حکم شرعی مصلحت کے تابع نہیں بلکہ اس پر نفسیات غالب ہے تو یہ ظلم اور صریح ناانصافی کا باعث ہے،تو اس پر اس کی تعمیل واجب نہیں ہے-تاہم باپ کا احترام قائم رکھے اور تمام جائز امور میں ان کی فرمابرداری جاری رکھے،اور نہایت ہی نرمی اور تواضع کے ساتھ انہیں اپنا موقف سمجھانے کی کوشش کرے،شائد کسی مرحلے پر اللہ تعالی ان کے ذہن کو قبول حق پر آمادہ فرمالے کیونکہ شریعت کے جو عمومی احکام ہیں ، وہ یہ ہیں (تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان "

حدیث شریف میں (لا طاعة فی معصیة الله ، انما الطاعة فی المعروف) (صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۸۴۰)

یعنی کسی ایسے امر میں مخلوق کی اطاعت لازم نہیں ہے (خواہ اس کا مرتبہ کتنا ہی بڑا ہو) جس میں اللہ تعالی کی نافرمانی لازم آتی ہو،لزوم اطاعت تو بس صرف نیک کاموں میں ہے۔(ماخوذ فتاوی بحر العلوم جلد ۶ ص ۵۵۷) (تفہیم المسائل جلد دوم ۲۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۳ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(کیا جمعہ کے دن سفر نہیں کرنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:-کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کی جمعہ کے دن سفر نہیں کرنا چاہیئے تو کیا اسلام میں اسکا کوئی تصور ہے علماء کرام سے گزارش ہے کی اس کی وضاحت فرمادیں نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد نور الدین قادری یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ ہر سفر پر جانے کو دوشنبہ،پنجشنبہ،شنبہ

بہتر ہیں نہ ایسے کہ ان کی رعایت واجب ہو بلکہ حرج نہ ہو تو اولی ہے اور حرج ہو تو جس دن بھی ہو اللہ پر توکل کرے (سفر پر نکل پڑے) (فتاوی رضویہ جلد 15 کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ 88 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ سفر کے لئے بہتر یہ ہے کہ جمعرات یا سوموار یا سنیچر کے دن نکلے اور اگر ان ایام میں نکلنے میں کسی قسم کا حرج ہو تو کسی بھی دن اللہ پر بھروسہ کر کے نکل پڑے البتہ اس بات کا خیال رکھے کہ اگر جمعہ کے دن سفر پر نکلے تو اگر یہ یقین ہے کہ منزل پر پہنچنے کے بعد نماز جمعہ مل جائے گی تو قبل نماز نکلے ورنہ پڑھ کر نکلے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۱ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(گناہ کے کام میں والدین کی اطاعت کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر باپ اولاد کو کوئی کام کرنے کو کہے اور ان کی ماں ان کو اس کام سے روکے تو اس وقت اولاد کو کیا کرنا چاہئے؟ رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ غلام رضا کراچی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سائل نے یہ واضح نہیں کیا ہے کہ باپ اپنی اولاد کو کون سا کام کرنے کے لئے کہہ رہا ہے اور ماں منع کر رہی ہے تو اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ باپ اگر اپنی اولاد کو کوئی حرام کام کرنے کے لئے کہے تو اولاد کو اس کی بات ماننا حرام ہے کہ کسی کی اطاعت میں احکام شرع کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی کہ یہ گناہ ہے حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی کی اطاعت میں احکام شرع کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی کہ معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں حدیث میں ہے (لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق) (فتاوی امجدیہ جلد چہارم صفحہ 198)

فلہٰذا خلاف شرع حکم میں والدین میں سے کسی کی اطاعت نہیں! البتہ جائز امور کے حکم میں اگر ماں باپ کا اختلاف ہو مثلاً باپ کہے بازار جائے اور ماں منع کرے تو اب یہاں ماں کی اطاعت نہ ہوگی، باپ کا حکم ماننا لازمی ہوگا، کیونکہ ماں بھی باپ کی محکومہ ہے اور بیٹا بھی باپ کا محکوم ہے ایسی صورت میں ماں کے منع پر باپ کی حکم عدولی جائز نہیں! الحاصل موافق شرع امور میں جب والدین میں کسی امر پر اختلاف ہو یعنی ایک منع کرے، دوسرا کرنے کو کہے تو باپ کی اطاعت اولاد پر لازم ہے خواہ باپ منع کا حکم دے یا کرنے کا، اور خلاف شرع امور میں ان میں سے کسی کی بلکہ کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(کیا یہ سچ ہے پہلے شراب حلال تھی بعد میں حرام ہوئی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ شراب پہلے جائز تھی اور اب حرام... تو جائز وحرام کی وجہ کیا ہے برائے مہربانی بیان فرمائیں؟ المستفتی:۔ محمد شہباز حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ شراب پہلے حلال تھی بعد میں حرام ہوئی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن شراب کی حرمت نازل ہوئی اس دن ہمارے پاس فضیخ نامی کھجور کی شراب کے سوا اور کوئی دوسری شراب نہ تھی اس دن میں حضرت ابوطلحہ کے پاس ساقی (شراب پلانے والا) بنا ہوا تھا اور کھڑا ہو کر حضرت ابوطلحہ اور ان کے دوستوں کو شراب پلا رہا تھا اسی دوران ہمارے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آپ لوگوں تک کوئی خبر پہنچی ہے؟ شراب پینے والوں نے پوچھا کہ کیسی خبر؟ اس شخص نے کہا کہ شراب حرام کر دی گئی ہے جیسے ہی لوگوں نے یہ سنا

کہ شراب حرام کردی گئی ہے کسی نے اس کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا کہنے لگے اے انس! شراب کا یہ مٹکہ بہادو میں نے لوہے کا اپنا ایک دستہ لیا اور مٹکوں کے نیچے مار مار کر سارے مٹکے توڑ دیئے اسی دن کا حال یہ تھا کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں ہر طرف شراب بہہ رہی تھی پھر شراب کی حرمت کو جاننے کے بعد لوگوں نے ہمیشہ کے لیے شراب پینا چھوڑ دیا کچھ لوگوں نے کہا وہ لوگ مارے گئے جو اس حال میں انتقال کر گئے کہ ان کے پیٹوں میں شراب موجود تھی اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائے(لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ)۔ (پ۷ س مائدہ آیت ۹۳)

جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ انہوں نے چکھا جبکہ وہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے جو کھایا پیا ہے وہ سب معاف ہے ان پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔ (بخاری شریف ج۱ صفحہ ۳۳۳)

یہاں سے خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ جذبہ اطاعت تھا کہ جیسے ہی انہیں یہ معلوم ہوا کہ شراب حرام کردی گئی ہے ان لوگوں نے فوراً شراب پینا چھوڑ دیا اور اس کو بہادیا۔

(ماخوذ بخاری کے ایمان افروز واقعات صفحہ ۴۷۷ ل اسلامک پبلشر جامع مسجد دہلی)

اب رہی بات یہ کہ پہلے شراب جائز تھی بعد میں ناجائز ہوئی اس کی وجہ کیا ہے تو اس طریقے کی باتیں کر کے اپنے لئے گمراہیت کا پھاٹک کھولنا ہے مسلمان کا عقیدہ یہ ہے أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۔(سورہ نسا۶ آیت ۵۹)

اللہ کی اطاعت کرو اس کے رسول کی اور ان کی جو تم نے حکومت والے ہیں یعنی جب اللہ اور رسول نے شراب کو حرام کر دیا تو یہ حرام ہوگئی گرچہ پہلے حرام نہ تھی کیونکہ اس وقت شراب کی حرمت کا حکم نازل نہ ہوا تھا بعد ہوا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا جانوروں کیساتھ اخلاق کریمانہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ روایت جو ایک جانور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا تھا یارسول اللہ میرا مالک مجھے کھانا کم دیتا ہے کام زیادہ لیتا ہے۔مکمل روایت مع تفصیل ارسال فرمادیں تو کرم بالائے کرم

المستفتی:۔غلام نبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

(عن عبداللہ ابن جعفر قال اردفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ ذات یوم فاسر الی حدیثا لا احدث بہ احدا من الناس، وکان احب مااستتربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحاجتہ ھدفا اوحائش نخل قال فدخل حائطا لرجل من الانصار فاذاجمل فلما رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم حن وذرفت عیناہ فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمسح ذفراہ فسکت فقال من رب ھذاالجمل؟لمن ھذاالجمل؟فجاء فتی من الانصار فقال لی یارسول اللہ فقال افلا تتقی اللہ فی ھذہ البھیمہ التی ملکک اللہ ایاھا فانہ شکا الی انک تجیعہ وتدئبہ(المستدرک علی الصحیحین جلد ثانی ص ۱۲۰/۲۱ مطبع دارالحرین للطباعہ والنشر والتوزیع)

ایسا ہی سنن ابوداؤد کتاب الجہاد میں بھی ہے ترجمہ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر پیچھے بٹھالیا اور خاموشی سے مجھے ایک بات بتائی جو میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قضائے حاجت کے لیے چھپنے کی دو جگہیں بہت زیادہ پسند تھیں۔یا تو کوئی اونچی جگہ ہوتی، یا کوئی کھجوروں کا جھنڈ ہوتا۔آپ ایک بار ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا، جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو رونے کی سی آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟ تو

ایک انصاری جوان آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ’’کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اس نے تجھ کو مالک بنایا ہے‘اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا اور بہت تھکاتا ہے۔

واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۹ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(کسی عالم دین کو نمرود کہنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید و بکر دونوں عالم دین ہیں اور دونوں سگے بھائی بھی ہیں دونوں کا جھگڑا ہو گیا تو تو زید نے بکر کو غصے کی حالت میں نمرود کہہ دیا تو بکر کا کہنا ہے کہ اگر میں نمرود ہوں تو میرے پیچھے جمعہ و پنج وقت کی نماز کیوں پڑھتے ہو؟ تو امر طلب یہ ہے کہ زید (جو کہ عالم ہے اس) پر شریعت کا حکم کیا ہے؟ بالتفصیل حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ آفاق عالم اتر دیناج پور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے (ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فأولئك هم الظالمون) اور برے لقبوں سے نہ پکارو کہ ایمان کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی ظالم ہے آپسی تنازع کے دوران ایک عالم کا دوسرے عالم کو نمرود کہنا نہایت سخت جملہ ہے نمرود ایسا شخص ہے کہ جس کے کافر ومشرک ہونے میں کسی کو شبہ نہیں دوران تنازع جس نے سامنے والے عالم کو نمرود کہا تو اگر کافر سمجھ کر کہا تو وہ خود کافر ہے اگر بطور سب وشتم کہا تو کسی مسلمان کے لئے اس طرح کے جملے کا استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے رہا یہ کہ وہ قائل خود کافر ہوگا یا نہیں اس میں دو صورتیں ہیں اگر اسے

مسلمان جانتا ہے تو کافر نہ ہوا اور اگر اسے کافر اعتقاد کرتا ہے تو خود کافر ہے کہ مسلمان کو کافر جاننا دین اسلام کو کفر جاننا ہے اور دین اسلام کو کفر جاننا کفر ہے ہاں اگر اس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے اور اس نے اسے کافر کہا اور کافر جانا تو کافر نہ ہوگا۔ (درمختار ردالمحتار بحوالہ بہار شریعت حصہ نہم صفحہ 101 مطبوعہ رضوی کتب خانہ بازار صندل خان بریلی شریف)

جب ایک عالم ہی دوسرے عالم کو آپسی خصومت ورنجش میں نمرود وشداد بنانے لگے گا تو عوام کا کیا حال ہوگا صورت مسئولہ میں اگر اس نے مذکورہ عالم کو کافر اعتقاد کر کے نمرود کہا تو خود کافر ہو گیا اس پر توبہ واستغفار وتجدید ایمان لازم ہے اور اگر مسلمان جانتا ہے مگر غصے میں نمرود کہا ہے تو کافر نہ ہوگا تاہم اپنے قول سے رجوع کرے اور اس عالم سے معافی مانگے اور آپسی تنازعات میں ایک دوسرے کو نمرود وشداد وغیرہ بنانے سے توبہ کرے اور آئندہ اس قسم کی باتیں کہنے سے بچنے کا پکا عہد کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۸ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس چیز سے بنایا گیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ممبر کس چیز کی لکڑی کا تھا علماء رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ عبدالرشید

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک خاتون کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام سے میرے لئے لکڑیوں کی کوئی ایسی چیز بنوا دو کہ جس پر بیٹھ کر لوگوں سے گفتگو کر سکوں۔ اس خاتون نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ جنگل سے جھاؤ (کی لکڑی کا) منبر بنا دو، وہ تیار کر کے لایا تو اس عورت نے اسے نبیِّ پاک

صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کر دیا نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم کے حکم کے مطابق اسے رکھا گیا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلَّم اس پر تشریف فرما ہوئے۔

(بخاری، ج ۲، ص ۱۷، حدیث: ۲۰۹۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری سنیچر

(کیا انبیائے کرام علیہم السلام کی قبروں میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ الملفوظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی قبر میں آپ ازواج کا پیش کیا جانا اور آپکا ان سے شب باشی کرنے کا جو ارشاد ہے اس کی کوئی اور دلیل یا حوالہ ہو تو برائے کرم مفصل بیان فرمائیں

المستفتی:۔ محمد ساجد چشتی شاہجہانپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے اس روایت کو حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور مطہرہ میں حیات حقیقی حسی دنیوی کے ساتھ رونق افروز ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں اس پر مخالفین خواہ مخواہ واویلا کرتے ہیں کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے بات دراصل یہ ہے کہ وہابیوں نے اور ان کے علماء نے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو گستاخیاں اور توہین کی ہیں جن کی بنا پر ان کے اوپر حکم کفر عائد کیا گیا ہے ان کفریات کے جوابات تو بن نہ

پڑے پریشان ہوکر اپنی پرانی عادت اور بے بنیاد غلط پروپیگنڈہ کے ساتھ اب یہ کوشش کررہے ہیں کہ کسی طرح اعلیٰ حضرت کے کلام میں بھی کوئی ایسی بات مل جائے جس کی بنیاد پر توہین خدا اور رسول کا مرتکب ٹھہرا کر حکم کفر عائد کیا جاسکے مگر ان کی سعی" سعی لاحاصل" ونا کام رہی اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے معاندانہ مشن میں ہرگز کامیاب نہ ہوسکیں گے اولا تو یوں کہ یہ اعلیٰ حضرت کا اپنا قول نہیں بلکہ حضرت علامہ عبدالباقی رزقانی رضی اللہ عنہ کا قول پیش کیا ہے جو زرقانی جلد سادس ص 169 پر موجود ہے " نقل السبكی فی طبقاته عن ابن فورك انه علیه السلام حی فی قبره علی الحقیقة لا المجاز یصلی فیه باذان واقامة قال بن عقیل ویضاجع ازواجه " سبکی نے طبقات ابن فورک سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حقیقی حیات کے ساتھ بلا شائبہ مجاز زندہ ہیں اس میں اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں عقیل نے کہا کہ یہاں تک کہ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں مگر وہابیوں میں ہمت ہوتو علامہ زرقانی امام سبکی اور ابن عقیل پر کفر کا فتوی لگائیں جنہوں نے اس روایت کو نقل کیا اور اپنی کتابوں میں جگہ دی ثانیا یہ کہ انبیاء کا اپنی ازواج مطہرات سے شب باشی کرنا کوئی عیب یا بری بات نہیں ہے کہ جس کی بنا پر اس کو انبیاء کی توہین قرار دیا جائے "لكن الوهابية قوم لا يعقلون " (ملفوظات پر اعتراضات کا جواب مسلک الملفوظ حصہ چہارم صفحہ 419) بخوف طوالت اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے تفصیلی جواب کے لئے محاسبہ دیوبندیت حصہ اول مؤلف علامہ محمد حسن علی رضوی میلسی پاکستان کا مطالعہ کریں حضرت موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں بدمذہبوں کی اچھی خبر لی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(ولایت وہبی ہے یا کسبی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ولایت یہ وھبی ہے یا پھر کسبی فقط والسلام المستفتی:۔ دلفراز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ولایت محض اللہ ربّ العزت کی عطاء سے ہے نہ کہ کسبی کہ اعمال شاقہ یعنی سخت مشکل اعمال سے حاصل ہوجائے ہاں البتہ اعمال صالحہ اور کوشش ومجاہدہ اس عطیہ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوجاتے ہیں اور کچھ کو ابتداء ہی مل جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور اعلحضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ"ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش ومجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتی ہے"اھ(فتاوی رضویہ ج:21/ص:606)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ"ولایت وہبی شئی ہے نہ یہ کہ اعمال شاقہ (سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کرے البتہ غالبا اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداء مل جاتی ہے"اھ(بہار شریعت ح:1/ص:264/ولایت کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ محرم الحرام ۱۴۴۱ ہجری)۱۰ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(تسمیہ قرآن کریم میں شامل ہے کہ نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قرأن ہے یا قرأن سے جدا ہے اور اگر قرآن ہے تو ناپاکی کی حالت قرآن پڑھنا منع ہے لیکن تیمم میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنا ہے اسکی وضاحت فرمائیں

المستفتی:۔ فیراز احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس کے جزء قرآن ہونے یا نہ ہونے میں مشہور تین قول ہیں اول شوافع کو فہ مکہ کے قراء اور فقہاء اور ابن مبارک رحمھم اللہ کا مسلک ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا بھی جز ہے اور ہر سورت کا بھی تو لازما جزء قرآن تو ماننا ہوگا دوم امام مالک امام اوزاعی مدینہ بصرہ شام کے قراء وفقہا کا مسلک شوافع کے بالکل مختلف ہے کہ بسم اللہ نہ فاتحہ کا جز ہے نہ ہر سورت کا نہ قرآن کا

احناف متقدمین کا بھی یہی مسلک ہے سوم متاخرین احناف کا مسلک یہ ہیکہ بسم اللہ جزء قرآن تو ہے لیکن جزء فاتحہ اور جزء لکل سورہ نہیں۔ (تفسیر بیضاوی مترجم ص ۷۰)

بالکل درست فرمایا آپ نے کہ حالت جنابت میں قرآن پڑھنا منع ہے لیکن بسم اللہ پڑھنا منع نہیں کیونکہ عام حالتوں میں بسم اللہ بنیت تلاوت نہیں بلکہ بنیت دعا پڑھی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی

۹؍ذی الحجہ ۱۴۳۸ بروز جمعہ

(ولیمہ کرنا سنت رسول ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے آقا جناب مُحَمَّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولیمہ میں کیا کیا انتظام تھا۔؟ المستفتی:۔ محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا ایسا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا ایک بکری سے ولیمہ کیا یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا صحیح بخاری کی دوسری روایت انھیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔

(اسلامی اخلاق وآداب ولیمہ اور ضیافت کا بیان ص ۱۴۱ رسیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدیم ص ۵۲۵)

مزید تفصیل کے لیئے مذکورہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۰؍شوال المکرم ۱۴۴۰ ہجری

(ولیمہ کرنا کب سنت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ولیمہ کے لئے وطی کرنا شرط ہے اگر نہیں تو بنا خلوت اور وطی کے ولیمہ کی سنت ادا ہو جائے گی المستفتی:۔ توفیق سیفی چندوسی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ولیمہ کے لئے وطی شرط ہے کہ نہیں اس میں اختلاف ہے لیکن شب زفاف کے بعد ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں بلکہ یہ حدیث شریف اور فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لہذا شب زفاف کے بعد ولیمہ کریں سنت ادا ہو جائے گی اور لغوی معنی کے اعتبار سے بھی یہی مفہوم واضح ہے کہ خاوند بیوی ملنے کے بعد دعوت ولیمہ دی جائے جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ولیمہ ولم سے بنا ملنا جمع ہونا اسی سے التیام زخم کا بھر جانا مل جانا نکاح کے بعد جو دعوت طعام دی جاتی ہے اسے ولیمہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی خاوند بیوی کے ملنے کی دعوت ہے۔حق یہ ہے کہ ولیمہ سنت ہے شبِ عروسی کے بعد کیا جائے بہتر ہے کہ زفاف کے سویرے کو ہو،امام مالک کے ہاں ایک ہفتہ کے اندر اندر کیا جاسکتا ہے حق اور بہتر تو یہی ہے کہ ولیمہ بعد شب زفاف ہو البتہ اگر کسی نے رخصتی کے بعد شب زفاف سے پہلے ہی ولیمہ کر لیا تو بھی نفس سنت ادا ہو جائے گا لیکن بہتر شب زفاف کے بعد ہے جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے حدیث شریف بھی ملاحظہ کریں وَعَنْهُ قَالَ: أَوْلَمَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فأشبع النَّاس خبْزًا وَلَحْمًا رَوَاهُ الْبُخَارِي۔ روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب سے زفاف کیا تو ولیمہ کیا لوگوں کو گوشت روٹی سے سیر کر دیا (بخاری شریف رمراۃ المناجیح جلد ۵ صفحہ ۹۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی در بھنگہ بہار

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(عمامہ کی لمبائی کتنی ہونی چاہیئے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عمامہ شریف کا کپڑا کتنا میٹر ہونا چاہیئے جس سے سنت ادا ہو جائے

المستفتی:۔ محمد صدام حسین صاحب دیوریا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم ہو نہ چھ گز سے زیادہ علمائے کرام فرماتے ہیں عمامہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ۔" عمامہ شریف کی لمبائی کا امر عادت پر ہے جہاں علما وعوام کی جیسی عادت ہو اور اس میں کوئی مانع شرعی نہ ہو اتنا ہی رکھیں۔ کیونکہ علمائے کرام فرماتے ہیں" معاشرے کی عادت سے باہر ہونا مکروہ ہے (فتاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۱۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا سیتامڑھی بہار

۳ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو قرآن کریم کے مخلوق اور غیر مخلوق والے مسئلہ پر کس بادشاہ نے قید کیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو قرآن کریم کے مخلوق اور غیر مخلوق والے مسئلہ پر جب قید کیا گیا تھا تو اس وقت بادشاہ کون تھا کس کے حکم سے آپ کو قید کیا گیا تھا مع حوالہ جواب عنایت فرما کر رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ احمد جموں کشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس وقت بادشاہ خلیفہ مامون رشید تھا اسی کے حکم سے آپ علیہ الرحمہ کو قید کیا گیا تھا۔ ۲۱۲ھ ائمہ مسلمین اور مقتدایان قوم کیلئے انتہائی صبر آزما سال تھا، اسی سال عباسی خلفاء میں سے ایک خلیفہ مامون رشید نے خلق قرآن کے مکروہ عقیدہ کا اظہار کیا اور علماء معتزلہ کی معاونت سے اس عقیدہ کو پھیلاتا رہا۔ ۲۱۷ھ میں اس نے بغداد میں اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم معتزلی کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ، "انا جعلناہ قرانا عربیا،" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو مجعول قرار دیا اور جو مجعول ہو وہ مخلوق ہے۔ لہذا جو شخص قدم قرآن کا عقیدہ رکھتا ہے اس کا عقیدہ قرآن مجید کی نص صریح کا انکار ہے۔ تم بغداد کے تمام علماء اور مقتدر لوگوں کو جمع کرو اور ان پر یہ عقیدہ پیش کرو جو مان لے اس کو امان دو اور جو نہ مانے اس کے جوابات لکھ کر مجھے بھیج دو بہت سے سرکردہ لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور کتنے ہی لوگوں نے جان بچانے کی خاطر خلق قرآن کا عقیدہ قبول کرلیا۔ امام احمد بن حنبل سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہتا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ قاضی اسحاق بن ابراہیم نے یہ جواب مامون رشید کو لکھ کر بھیجا مامون رشید نے جواب لکھا، جو شخص عقیدہ خلق قرآن سے موافقت نہ کرے اس کو درس اور افتاء سے روک دو۔ کچھ عرصہ بعد مامون رشید نے قاضی بغداد کو لکھا جو لوگ عقیدہ خلق قرآن سے موافقت نہ کریں ان کو قید کر کے فوج کے حوالے کردو۔ اگر خلق قرآن کا اقرار کرلیں تو ٹھیک ورنہ ان کو قتل کردیا جائے۔ اس دھمکی سے مرعوب ہوکر احمد بن حنبل، محمد بن نوح اور قواریری کے سوا بغداد کے تمام علماء نے خلق قرآن کا اقرار کرلیا۔ قاضی کے حکم سے امام احمد وغیرہ کو قید کر کے مامون کی طرف بھجوادیا گیا لیکن اس سے پہلے کہ مامون ان مردان خدا پر تلوار اٹھاتا، سیف قضا نے خود اس کا کام تمام کردیا۔ امام احمد کے شاگرد احمد بن غسان کہتے ہیں کہ خلیفہ کے حکم پر مجھے اور امام احمد بن حنبل کو گرفتار کر کے اسکے پاس لے جایا جارہا تھا، راستہ میں امام احمد بن حنبل کو یہ خبر پہونچی کہ خلیفہ ماموں رشید نے قسم کھائی ہے کہ اگر احمد بن حنبل نے خلق قرآن کا قول نہ کیا تو وہ انکو اور انکے شاگرد کو مار مار کر ہلاک کردے گا ۔اس وقت امام احمد نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا۔ اے اللہ آج اس فاجر کو یہاں تک جرأت ہوگئی ہے کہ یہ تیرے اولیاء کو للکارتا ہے۔ اگر تیرا قرآن غیر مخلوق ہے تو تو ہم سے اس مشقت کو دور فرما۔ ابھی رات کا ایک تہائی حصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ سپاہی دوڑتے ہوئے آئے اور کہا اے ابو عبداللہ تم واقعی سچے ہو اور قرآن غیر مخلوق ہے۔ قسم بخدا خلیفہ ہلاک ہوگیا۔ ۲۱۸ھ

میں مامون رشید ہلاک ہوا اور اس کا بھائی معتصم باللہ بن ہارون رشید تخت حکومت پر قابض ہوا۔ مامون کی طرح معتصم بھی اعتزال کا حامی تھا۔ اس نے حکومت سنبھالنے کے بعد عقیدہ اعتزال کی ترویج کی۔ پہلے مختلف حیلوں سے امام احمد کو اعتزال کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ بالآخر ۲۲۰ھ میں اس نے امام احمد بن حنبل کو دربار خلافت میں طلب کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب امام احمد کی عمر ۵۶ سال کی ہوچکی تھی۔ شباب رخصت ہوچکا تھا اور ان کا جسم بڑھاپے کی سرحد میں داخل اور نحیف ونزار تھا لیکن اعصاب فولاد کی طرح مضبوط اور قوت ارادی چٹان سے کہیں زیادہ راسخ تھی۔ خلیفہ کے سامنے ایک طویل مناظرہ ہوا۔ امام احمد کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ قرآن کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اگر یہ حادث ہوتو اللہ تعالیٰ کی ذات محل حوادث بن جائے گی اور یہ محال ہے۔ خلیفہ سے امام احمد کی اس دلیل کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ بالآخر معتزلی قاضی اور اس کے حواری معتزل علماء نے کہا کہ ہم فتوی دیتے ہیں کہ اس شخص کا خون آپ پر مباح ہے۔ آپ اس کو قتل کردیں۔ خلیفہ نے جلاد کو بلایا اور اس سے کہا کہ احمد بن حنبل کے جسم پر کوڑے مارو۔ ایک جلاد جب کوڑے مارتے مارتے شل ہوجاتا تو دوسرا جلاد آجاتا اس طرح بار بار جلاد بدلتے رہے اور امام احمد بن حنبل صبر واستقامت سے کوڑے کھاتے رہے۔ اس فتنہ میں چار علماء ثابت قدم رہے اور آپ سب کے سردار ہیں۔ دوسرے محمد بن نوح بن میمون کہ انکا انتقال راستہ ہی میں ہوگیا تھا۔ تیسرے نعیم بن حماد خزاعی ان کا انتقال قید خانہ میں ہوا ابو یعقوب بویطی، انکا وصال بھی قید خانہ میں ہوا، چوتھے احمد بن نصر خزاعی۔ امام احمد بن حنبل کو جب کوڑے مارے جارہے تھے تو اسی اثنا میں ضرب شدید کی وجہ سے آپ کا ازار بند ٹوٹ گیا، قریب تھا کہ بے ستری ہوجاتی، آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، یا غیاث المستغیثین، یا الہ العالمین، تو خوب جانتا ہے اگر میں حق پر ہوں تو میری پردہ پوشی فرما۔ فوراً آپ کا پاجامہ اپنی جگہ رک گیا۔ دارالخلافت سے اسحاق بن ابراہیم معتزلی کے مکان پر لائے گئے تو آپ روزہ دار تھے۔ کمزوری بہت تھی، لہذا کھانے کیلئے ستو وغیرہ لائے گئے لیکن آپ نے روزہ مکمل فرمایا ظہر کی نماز وہیں ادا فرمائی، قاضی ابن سماعہ نے کہا آپ نے نماز خون آلود جسم وکپڑوں میں پڑھ لی؟ فرمایا: حضرت عمر نے بھی اسی حالت میں نماز پڑھی تھی۔ یہ سنکر قاضی صاحب خاموش ہوگئے (حوالہ: جامع الاحادیث ج اول ص ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷ مطبوعہ مکتبہ مدینہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۱۷ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(اگر کوئی دعوت کرے تو اسکے یہاں کچھ کھانا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے دعوت کی تو کیا دعوت میں کچھ کھانا ضروری ہے یا صرف حاضر ہوکر ہی قبول ہو جائے

المستفتی:۔ محمد معروف مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی خوشی کے موقع پر دعوت کرے تو اسکی دعوت قبول کرنا چاہیے اور دعوت میں جانا چاہیے آور پھر اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا بھی چاہیے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اسکا دل خوش کرنا ہے اور نہ کھائے تو کوئی حرج نہیں - جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ و حدثنا محمد بن المثنى حدثنا عبد الرحمن بن مهدى و حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير حدثنا أبي قالا : حدثنا سفيان عن أبي الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم " اذا دعى أحدكم الى طعام فليجب فان شاء طعم و ان شاء ترك "*یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا" جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیے پھر اگر چاہے کھائے یا نہ کھائے" اھ (مسلم شریف ج:1 /ص:637 / باب الأمر باجابۃ الداعی الی دعوۃ / دعوت اسلامی نیٹ)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ" ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اسکا دل خوش کرنا ہے اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحب خانہ کے لئے دعاء کرے" اھ (ح:16 /ص:391 / ولیمہ اور ضیافت کا بیان / مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ " لا ينبغي التخلب عن اجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان و نحوهما و اذا أجاب فقد فعل ما عليه أكل أو لم يأكل و ان لم يأكل فلا بأس والافضل أن يأكل لو كان

غیر صائم کذا فی الخلاصۃ "اھ (ج:5 /ص:343 / الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافت/ بیروت) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(بغیر سند یافتہ مفتی کا فتویٰ دینا درست ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عالم دین جس نے فضیلت کر کے کچھ دن دین کی خدمت کی پھر اسکے بعد اس نے اپنی تجارت کے لئے باہر یعنی دیس بدیس چلا گیا اور جب اس سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو اس نے قرآن وحدیث کی روشنی میں جوب صحیح دیتے رہے لیکن اس نے تحقیق نہیں کیا اور وہ اپنے آپ کو مفتی خادم البرقی دارالافتا وغیرہ لکھتے ہیں تو کیا بے سند یافتہ مفتی کا فتوی درست ہے یا نہیں؟ اور علمائے کرام کے نزدیک ایسا لکھنے والے کا کیا حکم ہے قرآن حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد کشش نظامی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جو شخص کہ کافی علم رکھتا ہے یا مفتیان کاملین کی صحبت میں رہ کر مسائل کی تحقیق میں کافی مدت گزار چکا ہے اور مسائل پوچھنے پر اس کے اکثر جوابات صحیح ہوتے ہیں تو اسے خود کو مفتی ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ اگر زید کافی علم رکھتا ہے یا مفتیان کاملین کی صحبت میں رہ کر مسائل کی تحقیق میں کافی مدت گزار چکا ہے اور اب مسائل پوچھنے پر اس کے اکثر جوابات صحیح ہوتے ہیں تو اسے اپنے کو مفتی ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کافی علم نہیں رکھتا اور کسی کامل مفتی کے پاس کافی مدت تک مشق بھی نہیں کیا تو وہ مفتی ہرگز نہیں ہوسکتا اور ایسا شخص شریعت کے مسائل بتانے پر جرأت کرتا ہے اور یہ سخت گناہ کبیرہ ہے حدیث شریف میں ہے۔ اجرآکم علی الفتیا اجرا کم علی النار"

(کنز العمال جلد دہم صفحہ 106)

یعنی جو شخص تم میں فتوی پر زیادہ دلیر ہے وہ جہنم پر زیادہ دلیر ہے دوسری حدیث میں ہے " من افتی بغیر علم لعنته الله ملائكة السماء والارض " (کنز العمال جلد دہم صفحہ 193)

یعنی جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا آسمان وزمین کے فرشتوں نے اس پر لعنت کیا ایسے شخص سے نہ فتوی پوچھنا جائز اورنہ اس پر عمل جائز۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف اول صفحہ 231 پر ہے (فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم باب القضا والافتاء صفحہ 217)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ رد وہابیہ اور افتاء یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے (الملفوظ حصہ اول صفحہ 174)

صورت مسئولہ میں مذکورہ عالم اگر کافی علم رکھتا ہے اور مسائل پوچھنے پر اس کے اکثر جواب باصواب ہوتے ہیں تو اسے اپنے آپ کو مفتی ظاہر کرنے کوئی حرج نہیں اگر چہ اس کے پاس مفتی کی سند نہ ہو اصل چیز علم اور مفتیان کاملین کی خدمت میں رہ کر مشق افتاء کی تربیت ضروری ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے نور سے پیدا کیا تو اور نبی کو کس سے پیدا کیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تبارک وتعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے؛ تو باقی نبی کو کس چیز سے پیدا کیا ہے معتبر کتابوں سے جواب عنایت فرمائیں مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد صغیر احمد بھٹکل، کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک اخالق کائنات نے اپنے پیارے حبیب پاک مقصود کائنات، باعث ایجاد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم

کو اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے اور اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نور سے سارے عالم، پوری کائنات، ساری مخلوقات کو پیدا کیا اب خدا جانے انبیاء اس سے مستثنیٰ ہیں یا نہیں، مگر حدیث قدسی سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ ساری مخلوقات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نور سے پیدا کی گئی ہے چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ سرکار فرماتے ہیں کہ " اول ما خلق اللہ نوری و کل الخلائق من نوری وانا من نور اللہ-" یعنی اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے نور سے ساری مخلوقات اور مجھ کو اپنے نور سے۔

یہاں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انبیاء کرام کو استثنا نہیں فرمایا کہ " الا الانبیاء " خدا کی بات خدا ہی جانے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس ارشاد پاک کل الخلائق من نوری سے انبیاء الگ ہیں یا نہیں؟ کوئی محقق عصر اپنی تحقیق پیش فرمادیں تو نوازش ہوگی یاد رہے! کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات بابرکات نورانیت بھی ہے اور بشریت بھی جیسا کہ علمائے اہل (سنت و جماعت کی کتابوں سے ثابت ہے اور آپ کی ظاہری زندگی میں اس کا ظہور بھی ہوا ہے مگر بشریت کی اصل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نہیں پائی جارہی ہے بلکہ بشر میں ہے ہم ایسے بشر ہیں کہ جملہ لوازمات بشریت ہمارے ساتھ ہیں، مثلاً بشر کے جسم کا سایہ ہونا، پسینہ میں بدبو ہونا، جماعی آنا، بدن پر مکھی بیٹھنا، غفلت کی نیند سونا، وغیرہ لوازمات بشریت ہیں مگر میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں مثل بشر ہیں۔

مذکورہ لوازمات آپ میں پائے نہیں گئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: " خلق الانسان من صلصال کالفخار -"

(سورہ رحمن رکوع ۱۱ آیت ۱۴)

یعنی، اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے سے جیسے ٹھیکری (کنز الایمان شریف)

یہ نورانیت کے منافی نہیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ! علیہ وآلہٖ وسلّم جس طرح دنیا میں تشریف لائے سے پہلے نور تھے یوں ہی اس دنیا تشریف لانے کے بعد بھی نور ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے بشر نہ تھے صرف نور تھے اور اب نور ہونے کے ساتھ ساتھ بشر بھی ہیں اور ہاں! بشر ہونے کی وجہ سے سرکار مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نور ہونے میں کوئی فرق نہ آسکا بس یوں سمجھو! کہ جس طرح شیشی میں عطر رکھ دیا گیا ہو اسی طرح گوشت، پوست، ہڈی اور خون سے بنے ہوئے بشری سانچے میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو رکھ دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: " قد جاء کم من اللہ نور " یعنی اے لوگو! واقعی تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا دیکھو! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کو نور کہا دوسری جگہ فرماتا ہے کہ: " قل انما انا بشر مثلکم -" یعنی اے پیارے مصطفی! تم فرماؤ کہ اے لوگو! خدا نہ ہونے میں تو تم جیسا ہی بشر

ہوں قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور سرکار مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نور ہیں۔

لہذا! جو شخص سرکار کے بشر ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے مسلمان نہیں اور جو شخص حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو نور نہ مانے اور اپنے جیسا بشر بتائے وہ مردود و شیطان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۹ رشعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری پیر

(ملک الموت ہر انسان کے پاس موت کی آگاہی کے لئے کتنے قاصد بھیجتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ملک الموت ہر انسان کے پاس موت کی آگاہی کے لئے کتنے قاصد بھیجتے ہیں؟

المستفتی:۔ عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مکاشفۃ القلوب میں زہر الریاض کے حوالے سے تحریر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملک الموت سے بھائی چارہ تھا ایک بار ملک الموت حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ملاقات کے لئے آئے ہو یا روح قبض کرنے؟ تو حضرت عزرائیل نے فرمایا کہ ملاقات کے لئے تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایک بات کہنی ہے وہ یہ کہ جب میری موت قریب آجائے تو روح قبض کرنے آنے سے پہلے مجھے اطلاع کر دینا تو ملک الموت نے فرمایا کہ بہتر، پھر جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا اور ملک الموت روح قبض کرنے پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے وعدہ کیا تھا پہلے میری طرف قاصد بھیجو گے تو ملک الموت نے کہا میں نے ایسا ہی کیا! پہلے تو آپ کے سیاہ بال سفید ہوئے یہ پہلا قاصد تھا، پھر بدن کی چستی تو انائی ختم ہوئی یہ دوسرا قاصد تھا، اور بعد میں آپکا بدن جھک گیا یہ تیسرا قاصد تھا تب ملک الموت نے کہا اے

یعقوب علیہ السلام ہرانسان کے پاس میرے بھی تین قاصد جاتے ہیں ۔ (مکاشفۃ القلوب غفلت کا بیان صفحہ ۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(عورت کب ملازمت کرسکتی ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عورت معلم کی نوکری اسکول میں کرسکتی ہے؟ مدلل جواب عنایت کریں وبینوا وتوجروا

المستفتی:۔ نصرالحق مظفرپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پانچ شرطوں کے ساتھ بحالت مجبوری ملازمت کرسکتی ہے کیونکہ اصل میں تو نفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہے نہ کہ عورت پر جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ

(۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال کلائی وغیرہ کا کوئی حصہ چمکے۔

(۲) کپڑے تنگ وچست نہ ہوں جو بدن کی ہیأت یعنی سینے کا ابھار یا پنڈلی وغیرہ کی گولائی وغیرہ ظاہر کریں۔

(۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو (۴) کبھی نامحرم کے ساتھ خفیف یعنی معمولی سی وقت کے لئے تنہائی نہ ہوتی ہو۔

(۵) اسکے وہاں رہنے یا آنے جانے میں فتنہ کا گمان نہ ہو یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

اوران میں ایک بھی کم ہیں تو ملازمت حرام ہے فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۸ / جہالت وبے باکی کا دور ہے مذکورہ پانچ شرائط پر عمل کرنا فی زمانہ مشکل ترین عمل ہے آج کل دفاتر وغیرہ میں تو معاذ اللہ اکٹھے کام کرتے ہیں اور یوں ان دونوں

کے لئے بے پردگی ، بے تکلفی اور بدنگاہی سے بچنا قریب بہ ناممکن ہے لہٰذا عورتوں کو چاہئے گھر اور دفتر وغیرہ میں نوکری کے بجائے کوئی گھریلو کسب اختیار کیا جائے ۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب صفحہ ۱۶۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۵ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری

(غوث پاک رضی اللہ عنہ بیک وقت رمضان کے مہینے میں ستر مریدین کے یہاں تشریف لے گئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ بیک وقت رمضان کے مہینے میں ستر مریدین کے یہاں تشریف لے گئے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ عبدالرزاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روایت ہے رمضان المبارک کے مہینے میں اتفاقاً ستر آدمیوں نے آپ کو ایک ہی روز اپنے اپنے گھر افطار کرنے کی دعوت دی آپ نے ہر ایک کی دعوت قبول کیا جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے ہر ایک کے گھر جا کر افطاری کی اور اسی وقت اپنے گھر بھی افطاری کی ۔ یہ خبر بغداد میں پھیل گئی آپ کے ایک خادم کے دل میں خیال آیا کہ :۔ "حضرت تو اس وقت اپنے گھر ہی سے نہیں نکلے تو اتنے لوگوں کے گھروں میں جا کر ایک ہی وقت میں افطاری کرنا کیسے ممکن ہوسکتا ہے آپ نے اس کے دل کی بات پر مطلع ہو کر فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ میں ایک ہی وقت میں ان ستر آدمیوں کے الگ الگ ان کے گھروں میں جا کر افطاری کی اور اسی وقت میں نے اپنے گھر میں بھی افطاری کی ہے ۔ (مظہر جمال مصطفائی صفحہ ۲۹۵)

وہ لوگ جو شان ولایت سے واقف نہیں ان کے دلوں میں یہ واقعہ بیٹھنا مشکل ہے وہ کہیں گے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک شخص ستر جگہ حاضر ہو! یہ بات دماغ میں نہیں آتی کرامت تو اسی کو کہتے ہی ہیں جو ذہن و دماغ

میں نہ آئے پاؤلیٹر کے برتن میں لیٹر بھر دودھ نہیں سما سکتا اور جو پاؤلیٹر برتن میں دودھ سما جائے وہ لیٹر بھر نہیں ہوگا ولی کی کر امت نبی کا معجزہ ہوتا ہے اور نبی کا معجزہ خدا کی قدرت ہوتی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ کثرت نوافل سے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ ان کانوں سے سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں وہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ ان ہاتھوں سے پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں وہ ان سے چلتا ہے اور جب کوئی مقرب خدا اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری جلد دوم صفحہ ۹۶۳ / مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۷)

حدیث شریف کا مفہوم یہ ہوا کہ ان کے کانوں ان کی آنکھوں ان کے ہاتھوں ان کے پاؤں اور ان کی باقی اعضاء میں غیر اللہ کا حصہ ہی نہیں رہ گیا جب یہ ثابت ہو گیا تو ہمیں کہنے دیجئے! کہ ایک ہی وقت میں ستر جگہ تو کیا؟ ستر ہزار بلکہ دنیا کے ہر حصے ہر خطے جگہ ایک پل میں موجود ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

(تقدیر کی اقسام واحکام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تقدیر کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے یا بدل بھی سکتا ہے بحوالہ قرآن واحادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں آپ سب کی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد تعلیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تقدیر میں تبدیلیاں رد و بدل بدلاؤ ہوتا ضرور ہے لیکن ہر لکھی ہوئی ہر تقدیر نہیں بدلتی بلکہ بعض تقدیر دعائیں اور

اعمال صالحہ کی بنا پر بدل جاتی ہے تو اس سے معلوم ہوا تقدیر کی بھی قسمیں ہیں جو ایک میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور ایک میں نہیں اب تقدیر کی قسمیں جو ہمارے اسلاف واکابرین نے فرمائی وہ تین قسمیں ہیں جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قضا (تقدیر) تین قسم کی ہے (۱) مُبرَم حقیقی، کہ علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔ (۲) معلّقِ محض، کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ (۳) معلّقِ شبیہ بہ مُبرَم، کہ صُحفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے وہ جو مُبرَم حقیقی ہے اُس کی تبدیلی ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے جیسے ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا الْکَرِیْمِ وَعَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم کہ رحمتِ محضہ تھے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اُن کا نامِ پاک ہی ابراہیم ہے، یعنی ابِ رحیم، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے۔ "یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ" (پ ۱۲، ھود: ۷۴)

ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں (ترجمہ کنز الایمان)

قومِ لوط پر عذاب قضائے مُبرَم حقیقی تھا، خلیل اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اس میں جھگڑے تو اُنھیں ارشاد ہوا:

''اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو، بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔

(بہارِ شریعت، جلد ا حصہ ا ص ۷ مکتبہ فاروقیہ بکڈ پو)

اور وہ جو ظاہر قضائے معلّق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمّت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسّط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے جیسے کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں'' اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا: اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ۔ (بیشک دُعا قضائے مُبرَم کو ٹال دیتی ہے) (بہارِ شریعت، جلد ا حصہ ا ص ۸ مکتبہ فاروقیہ بکڈ پو)

اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تقدیر کے متعلق فرماتے ہیں کہ تقدیر کے لغوی معنی اندازہ لگانا ہے اور اصطلاح میں اس اندازے اور فیصلہ کا نام تقدیر ہے جو رب کی طرف سے اپنی مخلوق کے متعلق تحریر میں آچکا تقدیر تین قسم کی ہیں (۱) مبرم (۲) مشابہ بہ مبرم (۳) معلق پہلی قسم میں تبدیلی ناممکن ہے دوسری خاص محبوبوں کی دعا سے بدل جاتی ہے اور تیسری عام دعاؤں اور نیک اعمال سے بدلتی رہتی ہے (مراۃ المناجیح جلد ۱ ص ۷۷)

مذکورہ بالا حوالاجات سے واضح ہوا کہ مبرم میں تبدیلی ناممکن اور مشابہ بہ مبرم و معلق میں تبدیلی ہوتی ہے جو اکثر کرامات اولیا میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی اڑیسہ

۲۳ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے کون لوگ مراد ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے کون لوگ مراد ہیں کچھ ایسا سنا ہے عالم باعمل علماء بھی سرکار کی آل ہیں مفصل مدلل جواب سے مستفض فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔ محمد نوشاد عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

اس کے بارے میں محققین کے مختلف اقوال ہیں ان میں سے بعض فرماتے ہیں کہ آل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ کی ذریت ہے اور بعض فرماتے ہیں آل سے مراد آپ کی ذریت اور ازواج ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ آل سے مراد فقط بنو ھاشم ہیں اور انہیں میں سے کسی نے کہا کہ آل سے مراد بنو ھاشم اور بنو عبد المطلب ہیں اور انہیں میں کسی نے کہا کہ آل سے مراد آپ کی تمام امت جیسا کہ سنن بیہقی جلد دوم میں منقول ہے آل محمد امتہ اور بعض نے کل مؤمن تقی مراد لیا ہے مگر راجح قول یہ ہے کہ آل سے مراد وہ پاک ہستی ہیں جن پہ صدقہ حرام ہے اور آل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنھم ہیں جیسا کہ راجح قول کے بارے میں صاحب قدوری صفحہ ۳ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں فالصحیح انھم من حرمت علیھم الصدقہ والاصحاب وھو کل مسلم رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اورآہ ومات علی الاسلام۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی

۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار

(اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس مٹی سے پیدا فرمایا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خدا نے انسان کو کس مٹی سے بنایا اور اس مٹی کا نام کیا ہے اور اس مٹی رنگ کیسا ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔نعمت اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس تعلق سے حدیث پاک ملاحظہ کریں (وعن ابی موسی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ خلق آدم من قبضۃ قبضھا من جمیع الارض فجاء بنو آدم علی قدر الارض منھم الاحمر والابیض والاسود وبین ذالک واسھل والحزن والخبیث والطیب ۔ رواہ احمد والترمذی وابو داود) روایت ہے حضرت ابوموسی سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی سے پیدا کیا جو تمام روئے زمین سے لی گئی، لہذا اولاد آدم زمین کے اندازے پر آئی، ان میں سرخ، اور سفید اور کالے اور درمیانے اور نرم وسخت پلید و پاک ہیں اسے احمد وترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے مشکوۃ شریف اس طرح حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہر قسم کی زمین سے تھوڑی، تھوڑی مٹی حاصل کی، اسکو ہر اقسام کے پانی میں گوندھا، چونکہ مٹیاں مختلف تھیں لھذا انسانوں کی صورتیں اور سیرتیں بھی مختلف ہوئیں، جن کی خلقت میں سفید مٹی کے اجزاء غالب آ گئے وہ سفید ہو گئے، کالی مٹی کے اجزاء غالب تو کالے، جہاں دونوں برابر وہ سانولے یا سرخ سفید، ایسے ہی انکی سیرتیں بھی مختلف مٹیوں کے اثرات سے مختلف ہیں، جن میں نرم مٹی کے اجزاء غالب وہ نرم طبعیت، سخت مٹی والوں کی طبعیت سخت، جو گندی مٹی سے ہے وہ طبعیت کے گندے پاک مٹی والے طبعیت کے پاک خیال رہے جس طرح جسم کا اصل رنگ نہیں بدلتا یونہی انسان کی اصل فطرت نہیں بدلتی ہے یہ بھی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے اصلی اجزاء نورانی تھے دوسروں کے ظلمانی، حضور علیہ السلام کو نور اللہ اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ کی روح بھی نور اور جسم بھی نورانی ورنہ صرف روح تو سب کی نور ہے۔(بحوالہ مرآۃ المناجیح تحت مذکورہ حدیث) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۲ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(عشق حقیقی اور مجازی کی تشریح کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عشق حقیقی اور مجازی کی تشریح کریں تفصیل کیساتھ برائے مہربانی

المستفتی:۔وقاراحمد ربان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اپنی انا اور نفس کو کسی فرد واحد کے سامنے پامال کرنے کا نام عشق مجازی ہے اور اپنی انا اور نفس کو سب کے سامنے پامال کردینا عشق حقیقی ہے درویش سے ایک بار کسی نے سوال کیا تھا کہ عشق حقیقی اور عشق مجازی میں کیا واضح فرق ہے دونوں عشق ہی تو ہیں اور دونوں میں چاہا جانا ہی تو شرط ہے؟ درویش مسکرایا اور مٹی کے گھڑے سے ٹھنڈے پانی کا پیالہ نکال کر تھماتے ہوئے کہنے لگا عشق حقیقی اور عشق مجازی میں اتنا ہی فرق ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے عشق مجازی کیا ہے۔تم کسی انسان کے عشق میں پاگل ہوئے جاتے ہو۔چلو ہو گیا عشق اب کیا ہوگا کوئی تمہارے محبوب کی طرف دیکھے تو برا لگے گا۔کوئی اس کا عاشق بنے تو اسے قتل کرنے پر تل جاوگے کوئی اس سے محبت کی باتیں کرے تو اس داستان گو سے نفرت کرنے لگو گے۔عشق مجازی رقیب سے نفرت سکھانے لگتا ہے عشق حقیقی میں ایسا نہیں ہوتا، یہ تو سراپا عشق ہے۔عشق حقیقی میں رقیب سے بھی محبت ہونے لگتی ہے۔محبوب کا ذکر کرنے والے کو تلاش کیا جانے لگتا ہے۔محبوب کے عاشق سے بھی عقیدت ہو جاتی ہے۔عشق مجازی رقیب سے نفرت کا جذبہ ابھارتا ہے لیکن عشق حقیقی رقیب سے قربت پیدا کرتا ہے۔درویشوں کی محفل میں سبھی رقیب ہی تو ہوتے ہیں۔ایک محبوب اور باقی سب عاشق ایک ہی محفل میں ہوں اور ہاتھ چومتے جائیں۔کوئی ایک داستان گو محبوب کا ذکر چھیڑے، اس سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرے تو باقی سب سر دھنے لگتے ہیں۔عشق حقیقی، محبوب سے جڑی ہر چیز میں محبوب دکھلانے لگتا ہے۔عشق مجازی میں محبوب سے جڑی چیزیں رکاوٹ معلوم ہونے لگتی ہیں۔عشق مجازی میں محبوب سنگ دل ہے، اکڑتا ہے، ادائیں دکھاتا ہے، نازنخرے اٹھواتا ہے اور اکثر چھوڑ جاتا ہے یہاں برہنگی کا

سایہ ملتا ہے۔عشق حقیقی میں محبوب لپکتا ہے،قریب آتا ہے اور چاہت میں ماں کی ممتا کو بھی کہیں پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(آل فرعون کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آل فرعون کسے کہتے ہیں؟ یہ کون لوگ تھے؟ مع حوالہ جواب سے نوازیں

المستفتی:۔محمد ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آل اہل سے بنا ہے مگر ان میں فرق یہ ہو گیا کہ اہل کو ہر طرف نسبت کر دیتے ہیں جیسے اہل بیت،اہل شہر،اہل علم مگر آل صرف بڑے آدمی کی طرف نسبت ہوتی ہے خواہ دنیوی لحاظ سے بڑا ہو خواہ دینی کہا جاتا ہے آل عمران،آل نبی،آل فرعون وغیرہ،آل گھر میں رہنے والوں کو بھی کہتے ہیں جیسے بیوی بچے،خدام وغیرہ اور گھر میں پیدا ہونے والوں کو بھی یعنی اولاد اور تابعداروں کو یہاں تیسرے معنی مراد ہیں یعنی فرعون کے نوکر چاکر پولیس والے وغیرہ کیونکہ فرعون کی کوئی اولاد نہ تھی

(تفسیر نعیمی ج:1 /ص:368 /سورۃ البقرۃ/نعیمی کتب خانہ) واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کیا شب برأت میں بیری کے سات پتوں سے نہانے والا سال بھر جادو کے اثر سے محفوظ رہتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شب برأت میں بیری کے سات (7) پتوں سے غسل کرنے کی کیا حقیقت ہے برائے کرم حقیقت واضح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔ محمد شبیر احمد رضوی اندور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

۱۵ رشعبان المعظم (شب برأت) بعد مغرب ۷ بیری کے بتوں سے نہانے کا رواج اقوال بزرگاں سے ثابت ہے اور اسکی فضیلت بھی ہے جیسا کہ حکیم الامت مفسر شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اس رات (شب برأت) کو سات پتے بیری کے پانی میں جوش دیکر غسل کرے تو ان شاء اللہ العزیز تمام سال جادو کے اثر سے محفوظ رہیگا۔ اھ (اسلامی زندگی ص:67 / دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(کیا لاکھوں سلام وکروڑوں دورد کہنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں سلام وکروڑوں دورد پہنچتا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اس بات پہ روشنی مدلل ڈالیں کہ ہم جو سرکار اعلیٰ حضرت کا سلام ودرود پڑھتے ہیں تو اس پہ اعتراض وہابی کرتا ہے کہ پڑھتے ایک بار ہیں اور کہتے لاکھوں سلام کروڑوں درود ہیں اس اعتراض کا جواب انہیں کیا دیا جائے

المستفتی:۔ عبد الکریم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

محض ایک بار مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام،، اور کعبے کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں دورد کہنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں سلام اور کروڑوں دورد پہنچ جاتا ہے، دلائل الخیرات شریف میں اس طرح دورد پڑھنے کی تعلیم دی گئ ہے کہ "اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد عدد ما شاھدته الابصار وسمعته الاذان وصل وسلم کما تحب وترضی ان یصلی علیه وصل وسلم علیه کما امرتنا ان نصلی علیه وصل وسلم علیه کما ینبغی ان یصلی علیه" اے اللہ صلاۃ وسلام بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنی تعداد میں جتنی آنکھوں نے آپ کے رخ انور کو دیکھا اور جتنے کانوں نے آپ کا سلام سنا، آپ پر صلاۃ وسلام بھیج اتنی تعداد میں جتنے لوگوں نے آپ پر دورد بھیجا آپ پر دورد وسلام بھیج جس طرح تو پسند کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے کہ آپ پر دورد بھیجا جائے، آپ پر دورد وسلام بھیج جس طرح تو نے حکم دیا کہ ہم آپ پر دورد بھیجیں، آپ پر صلاۃ وسلام بھیج جس طرح آپ پر دورد بھیجنا آپ کی شایان شان ہے۔

(دلائل الخیرات شریف، صفحہ نمبر 145)

"اللھم صل علی سیدنا محمد عدد الرمل والحصی فی مستقر الارضین وسھلھا وجبالھا من یوم خلقت الدنیا الی یوم القیمة فی کل یوم الف مرة ۔وصل علی سیدنا محمد عدد ما خلقته علی جدید ارضك فی مستقر الارضین شرقھا و غربھا وجبالھا واودیتھا و طریقھا وعامرھا وغامرھا الی سائر ما خلقته علیھا وما فیه من حصاۃ ومدر وحجر من یوم خلقت الدنیا الی یوم القیمة فی کل یوم الف مرۃ" اے اللہ دورد وسلام بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ریت کے ذروں اور کنکریوں کی تعداد کے مطابق جو زمینوں کی قرارگاہ، ہموار میدانوں اور پہاڑوں میں ہیں اس روز سے جب سے تو نے دنیا کو پیدا کیا روز قیامت تک ہر دن ہزار ہزار بار ۔اے اللہ دورد بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے شمار اس کے کہ پیدا فرمایا ہے تو نے اس روئے زمین پر زمینوں کی قرارگاہوں میں ان کے مشرق میں ان کے مغرب میں ہموار میدانوں میں اور پہاڑوں میں اور وادیوں اور راستوں میں اور آبادیوں میں اور ویرانوں میں تمام وہ چیزیں جو تو نے اس پر پیدا کی ہیں اور جو اس میں پیدا کی ہیں کنکریاں، ڈھیلے، پتھر روز تخلیق دنیا سے یوم قیامت تک ہر دن میں ہزار ہزار مرتبہ* (دلائل الخیرات شریف، صفحہ نمبر 329، حوالہ،، فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد

دوم، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ نمبر 352) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فداء المصطفیٰ رضوی صمدی انفاسی سیٹی، بہار

۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

(صبح صادق کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صبح صادق کا وقت کب سے لیکر کب تک ہوتا ہے؟

المستفتی:۔محمد توفیق کرناٹک لکنشور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صبح صادق چمکنے سے طلوع آفتاب تک ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس (35) منٹ نہ اس سے کم ہوگا نہ اس سے زیادہ۔ اکیس (21) مارچ کو ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ بائس (22) جون کو پورا ایک گھنٹہ پینتیس (35) منٹ ہوجاتا ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ بائس (22) ستمبر کو ایک گھنٹہ اٹھارہ (18) منٹ ہوجاتا ہے پھر بڑھتا ہے یہاں تک کہ بائس (22) دسمبر کو ایک گھنٹہ چوبیس (24) منٹ ہوتا ہے پھر کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اکیس (21) مارچ کو وہی ایک گھنٹہ اٹھارہ (18) منٹ ہوجاتا ہے ۔جو شخص وقت صحیح نہ جانتا ہو اسے چاہیے کہ گرمیوں میں ایک گھنٹہ چالیس (40) منٹ باقی رہنے پر سحری چھوڑ دے خصوصاً جون، جولائی میں اور جاڑوں میں ڈیڑھ گھنٹہ رہنے پر خصوصاً دسمبر، جنوری، اور مارچ وستمبر کے اواخر میں جب دن رات برابر ہوتا ہے تو سحری ایک گھنٹہ چوبیس (24) منٹ پر چھوڑ دے اور سحری چھوڑنے کا جو وقت بیان کیا گیا اسکے آٹھ دس منٹ بعد اذان کہی جائے تاکہ سحری اور اذان دونوں طرف احتیاط رہے بعض ناواقف آفتاب نکلنے سے دو پونے دو گھنٹے پہلے اذان کہہ دیتے ہیں پھر اسی وقت سنت بلکہ فرض بھی بعض دفعہ پڑھ لیتے ہیں نہ اذان ہوئی نہ نماز، بعضوں نے رات کا ساتواں حصہ وقت فجر سمجھ رکھا ہے یہ ہرگز صبح نہیں ماہ جون وجولائی میں جبکہ دن بڑا ہوتا ہے اور تقریباً دس گھنٹے کی ہوتی ہے ان دنوں تو البتہ

وقت صبح رات کا ساتواں حصہ یا اس سے چند منٹ پہلے ہو جاتا ہے مگر دسمبر جنوری میں جبکہ رات چودہ گھنٹے کی ہوتی ہے اس وقت فجر کا وقت نواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم ہو جاتا ہے ابتداء وقت فجر کی شناخت دشوار ہے خصوصاً جبکہ گرد وغبار ہو یا چاندنی رات لہذا ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رکھے کہ آج جس وقت طلوع ہوا دوسرے دن اسی حساب سے وقت متذکرۂ بالا کے اندر اندر اذان ونماز فجر اداء کی جائے ۔اھ (بہار شریعت ح:3 /ص:448 / نماز کے وقتوں کا بیان/ مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(کلمۂ ترضی کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کے نام کے آگے رضی اللہ عنہ لگا سکتے ہیں یا نہیں تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ عبدالرحمن دربھنگہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صحابۂ کرام تابعین، علماء ومشائخ کے لئے راجح مذہب پر رضی اللہ تعالی عنہ کہنا جائز ہے جیسا کہ ضروری مسائل بحوالہ درمختار مع شامی جلد ۵ صفحہ ٤٨٠ پر ہے کہ (یستحب الترضی للصحابة والترحم للتابعين و من بعدهم من العلماء والعباد و سائر الاخيار و كذا يجوز عكسه و هو الترحم للصحابة والترضی للتابعين و من بعدهم على الرجح ۔" یعنی صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالی عنہ کہنا مستحب ہے اور تابعین وغیرہ کے لئے رحمۃ اللہ تعالی علیہ مستحب ہے اور اس کا الٹا یعنی صحابہ کے لئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تابعین وغیرہ علماء ومشائخ کے لئے راجح مذہب پر رضی اللہ تعالی عنہ بھی جائز ہے ۔مگر یہ لفظ عرف میں بڑا موقر ہے یہاں تک کہ بہت سے لوگ اسے صحابۂ کرام ہی کے لئے خاص سمجھتے

ہیں، لہذا اسے ہر ایک کے لئے نہ استعمال کیا جائے بلکہ اسے بڑے بڑے علماء و مشائخ ہی کے لئے استعمال کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۹رشوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(جو شخص خود برا کام کرتا ہو تو وہ دوسروں کو اس کام سے روکے یا نہ روکے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس بات پر خود کا عمل نہ ہو اس بات کا دوسروں کو بھی حکم نہ کرو تو کیا زید کا کہنا صحیح ہے؟ المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے کسی کو برا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس برے کام کو کرتا ہے تو اس برے کام سے منع کر دے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں برے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو برے کام سے منع کرنا ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے۔اھ

(بہار شریعت ج:16/ص:617/امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بیان)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے" رجل رأى منكرا و هذا الرائي ممن يرتكب هذا المنكر يلزمه أن ينهى عنه لان الواجب ترك المنكر والنهي عنه فيترك احدهما لا يسقط عنه الاخر كذا في خزانة المفتين و هكذا في الملتقط والمحيط " اھ (ج:5/ص:353/کتاب الکراھیۃ الباب السابع عشر فی الغناء واللھو وسائر المعاصی والامر بالمعروف)

لہذا زید کا کہنا بالکل غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۱ربیع الاول ۱۴۴۱ہجری بروز سنیچر

(دیوار پر قرآن کی آیت لکھنے کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیوار پر قرآنی آیات لکھنا کیا بے ادبی ہے مع حوالہ جواب عطا فرمائیں

المستفتی:۔عبدالرزاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے اور اس سے اصل مقصود اس کے احکام کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہے اس کی تلاوت بھی بہت بڑی سعادت اور حصول ثواب کا ذریعہ ہے قرآن کا احترام واجب ہے قرآن باعث برکت اور اعتقادی اور عملی اصلاح کا ذریعہ ہے یہ تمام ظاہری و باطنی عوارض کے لئے شفاء ہے حصول برکت کے لئے آیات مبارکہ کو دیوار پر لکھنا جائز ہے بشرطیکہ پاک رنگ، چونے یا ایسے مواد کے ساتھ لکھی جائے,جو بارش سے اکھڑ کر بہہ نہ جائے یا تانبے ,لوہے، پلاسٹک کی شیٹ پر لکھ کر اسکرو سے دیوار پر ٹائٹ کر دیا جائے اگر کسی رنگ سے دیوار پر لکھی گئی ہو ورنہ دوبارہ اس جگہ پر رنگ کرنے کے لیے کھرچنا پڑے گا تو ان ذرات کو کسی پاک جگہ دفن کر دیا جائے وہ بلندی اور قابل احترام ہو اس پر کوئی ناپاک چیز لگنے کا خدشہ نہ ہو*

اگر قرآن مجید کی آیات دیواروں پر لکھی جائے تو بعض فقہا نے اس کے جواز کا قول کیا ہے اور بعض فقہا نے اس اندیشے کے پیش نظر مکروہ قرار دیا ہے کہ اس کے ذرات (یعنی چونے یا رنگ ذرات) لوگوں کے پاؤں میں گریں گے اور بے ادبی ہوگی,فتاوی قاضی خان میں اسی طرح ہے (فتاوی عالم گیری ج5 ص323)

پس اگر اس امر کا اہتمام کر لیا جائے کہ اس کے ذرات نیچے نہ گریں تو کراہت اٹھ جائے گی نیز اگر کبھی دوبارہ رنگ کھرچنا ہو تو اسے کھرچ کر کسی محفوظ جگہ دفن کر دیا جائے اور جہاں آیتیں لکھی ہوں وہاں بے وضو ہاتھ نہ لگائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

بروز سنیچر ٦ شعبان المعظم

(کیا رسول خدا نے پاجامہ زیب تن فرمایا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کرتا پاجامہ پہنا ھے نیز پیٹ شرٹ پہننا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمود عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ابوداؤد نے عکرمہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کو دیکھا کہ انکے تہبند کا حاشیہ پشت قدم پر تھا میں نے کہا آپ اس طرح کیوں تہبند باندھتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے روا ہ ابوداؤد ترمذی و ابوداؤد نے اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی مذکورہ حدیث پاک سے ثابت ہے نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا شریف زیب تن فرمانا پاجامہ پہننا سنت ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے (عالمگیری)

اس کوسنت بایں معنی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم نے پہنا ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تہبند شریف پہنا کرتے تھے پاجامہ پہننا ثابت نہیں ہے۔

(بحوالہ بہار شریعت باب اللباس) مدارج النبوت)

پینٹ شرٹ پہننا جائز ہے مگر خلاف سنت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۶ رجب ۱۴۴۰ ہجری بروز اتوار

(قاضی مقرر کرنا کس کا کام ہے اور جہاں اسلامی حکومت نہ ہو وہاں قاضی بنائے جانے کا طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قاضی بنانے کا طریقہ کیا ہے؟ جہاں اسلامی ریاست نہ ہو وہاں قاضی بنائے جانے کا طریقہ کیا ہے؟

المستفتی:۔محمد مدثر عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قاضی مقرر کرنا بادشاہ اسلام کا کام ہے یا سلطان کے ماتحت جو ریاستیں خراج گزار ہیں یعنی وہ حکومتیں جو خراج اداء کرتی ہیں جنکو سلطان نے قضاۃ کے عزل ونصب یعنی قاضیوں کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کا اختیار دیا ہو یہ بھی قاضی مقرر کرسکتی ہیں۔اھ(بہار شریعت ج:12 /ص:893 / قضا کا بیان/ بحوالہ ردالمحتار)

اور جہاں اسلامی ریاست اصلا نہیں وہاں آگر مسلمانوں نے باہمی مشورہ سے کسی مسلمان کو اپنے فیصل مقدمات کے لئے مقرر کرلیا وہی قاضی شرع ہے فی جامع الفصولین بعد ما مر عنه اولا و اما فی بلاد علیها ولاة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمع والاعیاد و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین۔یعنی جامع الفصولین میں اولا مذکور کے بعد ذکر کیا کہ لیکن وہ شہر جہاں کا فروالی ہوں تو وہاں مسلمانوں کی رضا واتفاق سے جمعہ وعیدین کا قیام اور قاضی کا تقرر جائز ہوگا"اھ(فتاوی رضویہ شریف ج:18 /ص:176 / دعوت اسلامی)

اور جہاں سلطان اسلام یا قاضی شرع نہ ہوں تو وہاں ضلع کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم اس کے قائم مقام ہے جیسا کہ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ " اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور مؤکلة الی العلماء و یلزم الامة الرجوع الیهم و یصیرون ولاة فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر اتباع علمائه فان کثروا فالمتبع اعلمهم فان استووا اقرع بینهم ۔یعنی جب سلطان اسلام سے زمانہ خالی ہوتو پھر امور علماء کے سپرد ہونگے اور وہی والی قرار پائیں گے اور امت پر لازم ہوگا کہ انکی

طرف رجوع کرے اور ایک عالم پر اجتماع سب کے لئے دشوار ہو تو ہر علاقہ اپنے اپنے علماء کی اتباع کرے اور اگر ایک علاقہ میں علماء کثیر ہوں تو بڑے عالم کی اتباع ہوگی اور اگر وہ سب مساوی ہوں تو ایک کو قرعہ اندازی کے ذریعے متعین کریں۔اھ (الحدیقۃ الندیہ ج:1/ص:351) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۱ ہجری (۲۰ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(مریض کی عیادت کا سنت طریقہ کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مریض کی عیادت کا سنت طریقہ کیا ہے نیز کیا اس طرح سے حدیث پاک ہے کہ مریض کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا جائے کہ مزاج کیسا ہے اور پوری عیادت یہ ہے کہ مصافحہ کیا جائے علمائے کرام رہنمائی فرمائے بہت مہربانی ہوگی المستفتی:۔محمد نور عالم آسامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ حدیث نگاہ سے تو نہیں گذری ہے البتہ اسی کے مثل ایک حدیث شریف ہے عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشتكى منا انسان مسحه بيمينه ثم قال اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافى لا شفاء الا شفاءك شفاء لا يغادر سقما یعنی حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا تو اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرتے اور فرماتے اے لوگوں کے رب بیماری دور کردے اسے شفاء دے تو شافی ہے شفا تو صرف تیری ہی ہے اسے شفا دے تو شافی ہے بخاری ومسلم اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تحریر فرماتے ہیں کہ بیمار پر ہاتھ پھیرنا سنت ہے تاکہ کلام کی برکت کے ساتھ ہاتھ کی برکت بھی مریض کو پہونچے۔(مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۳۹۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۱ جنوری بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی ۴ جمادی الاولی ۱۴۴۰ ہجری

(عورت، گھر، گھوڑے میں نحوست سے کیا مراد ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَة: فِي الْمَرْأَة والمسكن وَالدَّابَّة) ابن عمر بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست (یعنی بے برکتی) ہے (بخاری، مسلم) اور ایک روایت میں ہے تین چیزوں میں نحوست ہے عورت، گھر اور جانور (متفق علیہ) اس حدیث کی وضاحت فرمادیں جزاک اللہ

المستفتی:۔غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس حدیث شریف جو سوال میں مذکور ہے اسکے متعلق مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بہت سے معانی کئے گئے ایک یہ کہ اگر کسی چیز سے نُحوست ہوتی تو ان تین میں ہوتی، دوسرے یہ کہ عورت کی نُحوست یہ ہے کہ اولاد نہ جَنے اور خاوند کی نافرمان ہو، مکان کی نُحوست یہ ہے کہ تنگ ہو وہاں اذان کی آواز نہ آئے اور اس کے پڑوسی خراب ہوں گھوڑے کی نُحوست یہ ہے کہ مالک کو سواری نہ دے، سَرکش ہو، بہرحال یہاں شؤم سے مراد بدفال (یعنی بدشگونی) نہیں کہ اس کی وجہ سے رِزْق گھٹ جائے یا آدمی مرجائے کہ اسلام میں بدفالی ممنوع ہے۔لہٰذا یہ حدیث لَاطِيَرَةَ کی حدیث کے خلاف نہیں۔خیال رہے کہ بعض بندے اور بعض چیزیں مبارک تو ہوتی ہیں کہ ان سے گھر میں مال میں عمر میں زیادتیاں ہوجاتی ہیں جیسے (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا ترجمہ کنزالایمان: اور اس نے مجھے مبارک کیا۔(پ۱۶، مریم:۳۱)

مگر کوئی چیز اس کے مقابل معنی میں منحوس نہیں، ہاں! کافر، کفر، زمانۂ عذاب منحوس ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: فی یوم نحس ترجمہ کنزالایمان: ایسے دن میں جس کی نُحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی (مراۃ المناجیح، جلد پنجم کتاب النکاح الفصل الاول صفحہ ۲۱ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(سلسلہ مداریہ میں مرید ہونا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں سلسلہ مداریہ سوخت ہے سبع سنابل شریف کی روشنی میں لیکن ایک صاحب کہتے بہت ایسی کتابیں ھیں جن میں لکھا کہ سوخت نہیں ہے بلکہ درست اور رواں دواں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کہتے ہیں غوث اعظم سے بھی پہلے کے حضرت قطب المدار ہیں۔ آپ حضرات اس کا خلاصہ فرما کر رہنمائی فرمائیں المستفتی:۔ محمد معروف رامپور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سلسلہ مداریہ میں مرید ہونا جائز نہیں یہ سلسلہ سوخت ہے جیسا کہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سبع سنابل شریف کہ دوسرے سنبلہ میں تحریر فرمایا ہے اور سبع سنابل شریف وہ کتاب ہے جو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہے جیسا کہ حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی علیہ الرحمہ نے بستر خواب پر عالم واقعہ میں دیکھا ملاحظہ ہو (اصح التواریخ جلد اول صفحہ ۶۸ رفتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم باب الشتی صفحہ 411)

اب رہی بات یہ کہ سرکار غوث اعظم سے بھی پہلے حضرت قطب المدار ہیں تو اسکو یوں سمجھئے میرے امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ سرکار غوث اعظم پہلے ہیں یا سرکار امام اعظم تو آپ نے فرمایا ہمیں کیا حق ہے کہ ان عظیم بزرگوں کے مقام متعین کریں ہم نہ تو سرکار غوث اعظم کی برابر ہیں نہ ہی سرکار امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لہذا ان بزرگوں کہ مقام کیا ہیں یہ طے کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ہمیں چاہیے کہ تمام اللہ کہ ولیوں سے محبت کریں اور انکی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالیں (ماخوذ از ماہنامہ سنی دنیا 2019, مکتبہ رضا اکیڈمی ممبئی رفتاوی رضویہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امین قادری رضوی مرادآبادی یوپی

۲۱ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(دوران کھانا میٹھا کب سنت ہے)

میٹھا کب کھانا سنت ہے، کھانا کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ توصیف رضا۔ مدھوبنی، بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں جب کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو نمکین سے شروع کریں پھر میٹھی چیز کھائیں پھر آخیر میں نمکین چیز پر کھانے کا اختتام کریں برکات سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کھانا کھانے کے سنن وآداب صفحہ 298)

مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ میٹھا کھانے کے بیچ میں کھانا سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۳ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ ۲۶ دسمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

(عالم کی تعریف کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عالم کسے کہتے ہیں عالم کی تعریف کیا ہے مع حوالہ واضح فرمائیں

المستفتی:۔ حافظ اکبر جمالی گیا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان عالم کی تعریف بیان کرتے ہوئے احکام شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کے

مدد کے۔ (حصہ دوم صفحہ ۲۳۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱/مارچ بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی ۲۳ جمادالاخر ۱۴۴۰ ہجری

(غیر مقلدوں کی جانب سے تین سوالات کے جوابات)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہم اہلسنت وجماعت رفع الیدین کیوں نہیں کرتے 2 ہم اہلسنت وجماعت اور تمام حنفی مسلک والے جتنے بھی ہیں اقامت میں دو تکبیر کہتے ہیں جب کہ اہل حدیث ایک ہی تکبیر بولتے ہیں اور حدیث کا حوالہ دیتے ہیں تو ہم دو مرتبہ تکبیر کہتے ہیں اقامت میں اس کا کوئی ثبوت ہے تو وہ حدیث پیش فرمائے 3 یہ کہ ہم اہلسنت وجماعت میں عیدین کی نماز ہوتی ہے اس میں چھ زائد تکبیروں کے ساتھ لیکن اہل حدیث بارہ تکبیر پڑھتے اور حدیث کا حوالہ دیتے ہے اور ہم لوگ چھ زائد تکبیر کہتے ہیں اس کا کوئی حوالے حدیث میں ہے تو وہ حدیث پیش فرمائے ان تینوں سوالات کا جواب قرآن وحدیث کے حوالے سے عنایت فرمائیں کیونکہ کسی اہل حدیث نے یہ سوال کیا اور جواب طلب کیا اس لئے اس کا جواب مکمل ثبوت کے ساتھ دیجئے تا کہ اس کو جواب دیا جائے المستفتی:۔ جابر رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احناف اہل سنت کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا خلاف سنت اور ممنوع ہے۔ جس پر بے شمار احادیث اور قیاس مجتہدین وارد ہیں۔ ان میں سے کچھ عرض کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:"ایک دفعہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمھارے سامنے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نہ پڑھوں! پس آپ نے نماز پڑھی اس میں سوا تکبیر تحریمہ کے کبھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اس رفع یدین نہ کرنے پر بہت سے علماء، صحابہ، تابعین کا عمل ہے یاد رہے کہ یہ حدیث چند وجوہ سے بہت قوی ہے۔

(۱)اس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں جو صحابہ میں بڑے فقیہ عالم ہیں

(۲) آپ جماعت صحابہ کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پیش کرتے ہیں اور کوئی صحابی اس کا انکار نہیں فرماتے معلوم ہوا سب نے اس کی تائید کی اگر رفع یدین سنت ہوتا تو صحابہ اس پر ضرور اعتراض کرتے کیونک ان سب نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دیکھی تھی۔

(۳)امام ترمذی نے اس حدیث کو ضعیف نہ فرمایا، بلکہ حسن فرمایا۔

(۴)امام ترمذی نے فرمایا کہ بہت سے علماء صحابہ و تابعین رفع یدین نہ کرتے تھے ان کے عمل سے اس حدیث کی تائید ہوئی

(۵)امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر عظیم الشان مجتہد وقت نے اسے قبول فرمایا اور اس پر عمل کیا۔

(۶)عام امت رسول کا اس پر عمل ہے۔

(۷) یہ حدیث قیاس و عقل کے بالکل مطابق ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھایا۔(ابوداؤد شریف)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:"میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی بار تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، پھر نہ اٹھائے۔(طحاوی شریف)

امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے رفع یدین کی ممانعت پر بہت سی حدیثیں ہیں وقت کی تنگی کے باعث بطور اختصار نقل کی ہے اگر مزید معلومات کا شوق و ذوق ہو تو موطا امام محمد، طحاوی شریف، صحیح البہاری کا مطالعہ فرمائیں۔

(2)حق یہ ہے کہ اذان و اقامت کے کلمات دو دو بار ہیں- نہ اذان میں ترجیع ہے، نہ اقامت (تکبیر) کے کلمات ایک ایک بار- پہلی بار تکبیر چار بار، آخر میں کلمہ لا الہ الا اللہ ایک بار باقی تمام الفاظ دو دو بار جیسا کہ ابومخذورہ موذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پرپوتے حضرت ابراہیم ابن اسمٰعیل ابن عبدالملک ابن ابی مخذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا عبدالملک ابن ابی مخذورہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ انھوں نے اپنے والد ابومخذورہ کو فرماتے سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اذان کا ایک ایک لفظ بتایا اللہ اکبر اللہ اکبر آخر تک اس میں ترجیع کا

ذکر نہ فرمایا۔(طبرانی معجم اوسط)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان میں ترجیع کا حکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ دیا لہذا! ترجیع سنت کے خلاف ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اذان بھی دو دو بار ہے تکبیر بھی دو دو بار اور آپ (حضرت علی) ایک شخص پر گزرے جو اقامت ایک ایک بار کہہ رہا تھا تو آپ نے فرمایا اسے دو دو بار کر ایک ایک بار برا ہے۔(بیہقی شریف)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت ہے جس میں حضرت عبداللہ ابن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب کا واقعہ مذکور ہے جو انھوں نے اذان کے متعلق دیکھی تھی، انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ:" میں نے فرشتے کو خواب میں دیکھا جس نے قبلہ کی طرف منھ کر کے اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لاالہ الااللہ الخ کہا پھر کچھ ٹھہر کر اذان کی طرح تکبیر بھی کہی الخ حدیث کے آخری الفاظ۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ یہ اذان حضرت بلال پر تلقین کرو! پس حضرت بلال نے انہی کلمات سے اذان دی۔(ابوداؤد شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہ تو خواب والے فرشتے نے اذان میں ترجیع کی تعلیم دی نہ اسلام کی پہلی اذان میں ترجیع تھی جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں عبداللہ ابن زید کی تعلیم سے کہی یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت بھی اذان کی طرح دو دو بار ہے-لیکن اس میں قد قامت الصلوٰۃ بھی ہے- یاد رہے کہ اذان کی تعلیم رب العالمین نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو خواب میں فرشتہ کے ذریعہ دی اس خواب میں نہ تو اذان میں ترجیع ہے نہ اقامت، ایک ایک بار- معلوم ہوا کہ الحمد للہ! سنی حنفی اذان وہ تکبیر ہے جس کی تعلیم رب نے دی ہے

(3) روایت ہے سعید ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اور حذیفہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز عید و بقرعید میں تکبیریں کیسے کہتے تھے؟ تو ابوموسی نے فرمایا کہ آپ نماز جنازہ کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے-حضرت حذیفہ نے کہا کہ یہ سچے ہیں۔(ابوداؤد شریف)

اس حدیث کے تحت مفسر قرآن حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کہ اول رکعت میں ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیر عید اور دوسری رکعت میں تین تکبیریں اور ایک تکبیر رکوع یہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے ابن ہمام نے فرمایا کہ اس موقع پر ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے کہ میں

بصرے میں یوں ہی تکبیر کہا کرتا ہوں یاد رہے کہ یہ حدیث در حقیقت دو حدیثوں کا مجموعہ ہے- کیونکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصدیق کرنا مستقل حدیث ہے نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ چار تکبیریں کہتے تھے۔آپ کا یہی مذہب ہے۔(ماخذ:المرآت شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم، جاء الحق حصہ دوم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی فیضی مہاراشٹر

۱۶/۱۲/۱۴۳۹ ذی الحجہ

(اللہ تعالیٰ کو سلام کرنا بھیجنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید سلام پڑھتا اور یہ شعر پڑھتا ہے ننھے علی اصغر کے خدا کو ہمارا سلام ہو تو شعر پڑھنا کیسا ہے جواب عنایت فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقع عنایت فرمائیں المستفتی:۔شاکر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ کو سلام مخاطب کر کے سلام کرنا یا بھیجنا منع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے لاتقولوا السلام علی اللہ فان اللہ هو السلام " یہ نہ کہو، سلام ہو اللہ پر، اسلئے کہ اللہ سلام ہے (مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۳۱ / حوالہ فتاوی شارح بخاری ج ۱ ص ۱۲۷)

اور ہاں یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ پر سلام بھیجنا گویا کہ اللہ کے لئے سلامتی تو یہ صریح کفر ہے کیونکہ اللہ کا محتاج ہونا لازم آئے گا (معاذ اللہ) حالاں کہ ہم سب سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ بے شک سب انسان اللہ کے حضور فقیر محتاج ہیں بلا شبہ اللہ غنی حمید ہے مالک الملک ہے کوئی اس کا شریک نہیں جیسا کہ قرآن میں اللہ خود ارشاد فرماتا ہے قل اللهم ملك الملك تؤتى الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعزمن تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير تولج الليل فی النهار وتولج النهار فی الليل وتخرج الحی من الميت وتخرج الميت من الحی وترزق من

تشاء بغیر حساب " اے محبوب آپ فرمادیجئے اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ ہیں بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے تو دن کا حصہ رات میں ڈالے رات کا حصہ دن میں ڈالے اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی عطا کرے (کنزالایمان، پارہ ۳ سورہ ال عمران آیت نمبر ۲۶)

تنبیہ:۔ انبیاء کرام و الیاء کرام و بزرگان دین کو جو تصرفات و مراتب حاصل ہیں یہ انکے ذاتی نہیں بلکہ رب کے طرف سے ہیں یعنی عطائی ہیں اسی لیے اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ تم فرمادو قل لا املك لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ " فرمادو میں اپنی جان کے بھلے برے کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے یعنی اس نے جتنے کا مالک بنایا اور مالک بنائے گا یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے (سورہ اعراف آیت ۱۸۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۹ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(محی الدین، شمس الدین اور بدرالدین وغیرہ نام رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ محی الدین شمش الدین بدرالدین یہ نام رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ محمد علی

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسے نام رکھنا جن میں خودستائی اور زبردست تعریف ہو مکروہ ممنوع ہے اور محی الدین، شمس الدین اور بدرالدین بھی ایسے نام ہیں جن میں خودستائی اور زبردست تعریف ہے لہٰذا یہ نام رکھنا مکروہ ومنع ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے " فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ " یعنی تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں" اھ

(پ:27/ آیت:32/ سورۂ نجم)

اور ردالمحتار میں ہے " و من قوله ولا بما فيه تزكية المنع عن نحو محى الدين و شمس الدين مع فيه من الكذب و الف بعض المالكية فى المنع منه مؤلفا و صرح به القرطبى فى شرح الاسماء الحسنىٰ و نقل عن الامام النووى أنه كان يكره من يلقبه بمحى الدين " اھ (ج:6/ص:418)

اور مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں" نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمیٰ کا معظم فی الدین ہونا بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، بدر الاسلام وغیرہ ذالک سب کو علماء کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ وممنوع رکھا اکابر دین قدست اسرارہم کہ امثال اسلامی مشہور ہیں یہ انکے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفا انہیں ان لقبوں سے یاد کیا جیسے شمس الایمہ حلوائی فخر الاسلام بزدوئی تاج الشریعہ، صدر الشریعہ" اھ (احکام شریعت ج:1/ص:77)

البتہ اگر ان ناموں کے شروع میں محمد یا اخیر میں احمد کا اضافہ کرلیا جائے تو کراہت نہیں (بحوالہ فتاوی فقیہ ملت ج:2/ص:290/کتاب الحظر والاباحۃ/شبیر برادرز اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(حجامہ کسے کہتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حجامہ کسے کہتے ہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ عبید اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حجامہ یعنی پچھنا لگانا یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایک بہترین علاج بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے خود پچھنے لگوائے اور دوسروں کو ترغیب دی۔ امام بخاری اپنی صحیح میں حجامہ پر پانچ ابواب لائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو ملائکہ نے آپ سے عرض کی کہ اپنی امت سے کہیں کہ وہ پچھنے لگوائیں جیسا کہ حدیث پاک ہے (حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ إِلَّا قَالُوا يَا مُحَمَّدُ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ) جبارہ بن مغلس، کثیر بن سلیم، حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں جس جماعت کے پاس سے بھی میں گزرا اس نے یہی کہا اے محمد! اپنی امت کو پچھنے لگانے کا حکم فرمائیے۔

(سنن ابن ماجہ جلد سوم باب طب)

"حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ يَذْهَبُ بِالدَّمِ وَيُخِفُّ الصُّلْبَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ" ابوبشر بکر بن خلف، عبد الاعلیٰ، عباد بن منصور، عکرمہ، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا ہے وہ بندہ جو پچھنے لگاتا ہے۔ خون نکال دیتا ہے۔ کمر ہلکی کر دیتا ہے اور بینائی کو جلا بخشتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد سوم باب طب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۵ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(رخصتی کے وقت اللہ حافظ، خدا حافظ کہنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی انسان سے ملاقات ہوئی اور اس سے گفتگو کرنے کے بعد رخصتی ہوتے وقت اللہ حافظ، خدا حافظ بولنا کیسا ہے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی**:۔ محمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رخصت ہوتے وقت مسنون یہ ہے کہ سلام کرے, اور درج ذیل دعا پڑھے أَستَودِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمانَتَكَ وَخَواتِيمَ عَمَلِكَ یعنی میں تمہارا دین تمہاری امانت اور آخری عمل (حسن خاتمہ) کو اللہ تعالی کے حوالے کرتا ہوں۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ, اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو رخصت کرتے تو اُسکا ہاتھ تھام لیتے, اور مذکورہ بالا دعا پڑھتے۔ (ترمذی باب مایقول إذا ودّع إنسانا)

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ, روانگی کے وقت اسی کے مطابق پہلے سلام، پھر یہ دعا پڑھیں۔ سلام اور دعا چھوڑ کر صرف, خدا حافظ یا اللہ حافظ کو اسکی جگہ پر استعمال کرنا خلاف سنّت اور مکروہ ہے ہاں! اگر کوئی شخص سلام کے ساتھ ساتھ یہ, یا اس طرح کے دوسرے ہم معنی الفاظ بھی کہہ دے تو, اس میں کوئی حرج نہیں اس میں گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عمر فاروق ربّانی

۱۰/رجب المرجب 1440 ہجری پیر

(ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ بات نہ کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انسان میں اگر جھگڑا ہو جاتا ہے تو بات کرنا بند کر دیتے ہیں سالوں سال تک کہ یہاں تک کہ شادی بیاہ اور میت میں بھی نہیں جاتے ہیں ایسا کرنا اسلام میں کیسا ہے؟

المستفتی:۔ شکیل رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تین دن سے زائد مسلمان کو آپسی تنازعات کی سبب سلام وکلام ترک کرنا ناجائز وگناہ ہے اور کتب احادیث میں اس پر وعیدیں بھی وارد ہیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے الخ (عن ابی هريرة رضى الله تعاله عنه قال۔ قال رسول الله ﷺ " لايحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق الثلث، فمن هجر فوق ثلث فمات دخل

النار) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور وہ اسی حال میں مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا (الجامع الصحیح للبخاری باب الھجرت الصحیح للمسلم جلد ۲ باب تحریم الھجر فوق ثلاثۃ ایام ص ۳۱۶ / فتاوی رضویہ شریف جلد ۳ ص ۲۵۲)

"عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ قال۔ قال رسول اللہ ﷺ لایحل للرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلث لیال، یلتقیان فیعمرض ھذا ویعرض ھذا وخیر ھما الذی یبدأ بالسلام" حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے راہ میں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیرے وہ ادھر منہ پھیرے اور ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے یعنی ملنے کی پہل کریں (الجامع الصحیح للبخاری جلد ۲ باب الھجرۃ ص ۸۹۸)(صحیح للمسلم جلد ۲ ص ۳۱۶)(فتح الباری للعسقلانی جلد اول ص ۴۹۱)(مشکوۃ المصابیح للتبریزی ص ۵۰۲۸)

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لایحل لمؤمن ان یھجر مومنا فوق ثلث فان مرت بہ ثلث فلیلقہ فلیسلم علیہ فان رد علیہ السلام فقد اشتر کافی الاجر فان لم یرد علیہ فقد باء بالأثم وخرج المسلم من الھجر "* حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی مسلمان سے تین رات سے زیادہ قطع تعلق کرے جب تین راتیں گزر جائیں تو لازم ہے کہ اس سے ملے اور اسے سلام کرے اگر سلام کا جواب دیگا تو دونوں ثواب میں شریک ہونگے اور وہ جواب نہ دیگا تو سارا گناہ اسی کے سر رہا یہ سلام کرنے والا قطع کے وبال سے نکل گیا۔ (السنن ابی داؤد شریف جلد ۲ باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ ص ۶۸۳)(السنن الکبری للبیھقی جلد ۱۰ ص ۶۲) (فتاوی رضویہ شریف جلد ۳ ص ۲۵۲)(جامع الاحادیث جلد اول کتاب الادب و حسن معاشرت ص ۴۳ تا ص ۴۴) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سلطان رضا شمسی نیپال

۹/ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(قرآن مجید کے جو پارے پڑھنے کے لائق نہیں اسے کنواں یا حوض میں ڈالنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید کے کچھ پارے پڑھنے کے قابل نہیں ایک شخص نے کہا کہ اس کو حوض یا وہ کنواں جس میں لوگ پانی استعمال نہیں کرتا ہو تو حوض یا کنواں میں ڈالنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں بہت ضروری ہے

المستفتی:۔محمد ارشاد عالم راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بوسیدہ قرآن شریف حوض یا کنوآں میں ڈالنا درست ہے بلکہ انہیں اس طرح بہا دیا جائے کہ زمین کی تہ میں چلا جائے تا کہ کسی طرح کی بے حرمتی نہ ہو لیکن بہتر وافضل یہ ہیکہ انہیں پاک کپڑے میں لپیٹ کر قبر نما بنا کر دفن کر دینا چاہئے: خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :المصحف اذا صار بحال لایقرأ فیه یدفن کالمسلم (درمع الرد جلد اول کتاب الطہارہ ص ۱۷۷)

ایسا ہی ھندیہ جلد پنجم ص ۳۷۵ میں ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۸ جنوری بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(کیا یہ روایت درست ہے کہ خاتون جنت سے سوالات قبر کے متعلق قبر سے آواز آئی کہ یہاں حسب ونسب نہیں اعمال دیکھی جاتی ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی

اللہ عنہا کو جب قبر میں اتارا تو ایک صحابی رسول وہاں تھے تو انہوں نے قبر سے کہا یہ تو خاتون جنت ہے تو کیا ان کا بھی حساب ہوگا تو قبر سے آواز آئی میں عمل دیکھتی ہوں مجھ سے کسی نے سوال کیا ابھی برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں عین وکرم ہوگا

المستفتی:۔ محمد سرفراز احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں یہ روایت برحق ہے جب حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنھا کو قبر میں اتارا گیا تو اس وقت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے جوش غم میں قبر سے کہا: اے قبر تجھے کچھ خبر بھی ہے؟ یہ بیٹی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ ماں ہے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنھما کی یہ سردار ہے جنت کی بیویوں کی تو قبر سے آواز آئی: اے ابوذر قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہے یہاں تو نیک اعمال کا ذکر کرو یہاں تو وہی آرام پائے گا جس کے آعمال نیک ہونگے جس کا دل مسلمان ہو (مشکوۃ الانوار، گلدستہ طریقت/حوالہ کیا آپ جانتے ہیں صفحہ ۱۹۷ فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

تنبیہ:۔ اس روایت سے کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ سیدہ طیبہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کے اعمال میں کچھ کمی ہے بلکہ اس روایت کے ذریعے ان لوگوں کو درس دیا گیا ہے جو احکام شرع مثلا نماز وروزہ وغیرہ سے غافل ہوکر کے صرف اپنے حسب ونسب پر فخر کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۸ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(سیدنا اور سیدی کہنے میں کوئی حرج نہیں اور کسی اور پیر کو حضور سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کے علاوہ پیران پیر کہنا درست نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی پیر کو پیران پیر کہنا یا کسی سنی بڑے عالم کو سید یا سیدنا کہنا جو غیر سید

ہے کیسا ہے یا جولوگ کہتے یا مانتے ہیں سید یا سیدنا یا پیران پیر وغیرہ وغیرہ انکے لئے شریعتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔ابوسعد جونپور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پیران پیر سے مراد چونکہ حضور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ ہی ہوتے ہیں اس لئے کسی دوسرے کے لئے پیران پیر" کہنا درست نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کی شان وشوکت اور عظمت وکرامت کا تاج اس کے سر سے اتار کر کسی ایسے کے سر پر رکھ دیا جائے جو اس کا اہل نہ ہو۔ اور اس صدی سے لے کر، اس صدی تک صوفیاء ومشائخ اور علمائے اسلاف و اخلاف کی جماعت نے کسی دوسرے کے لئے پیران پیر" کا لقب استعمال نہیں کیا - کیونکہ لفظ" پیران پیر کا تاج صرف اور صرف حضور سرکار بغداد رضی اللہ تعالی عنہ کے سر مقدس پر ہی سوہتا ہے- اور لفظ" پیران پیر" سن کر ذہن آپ ہی کی طرف مبذول ہوتا ہے- اور لفظ" سید، سیدی، سیدنا" کے استعمال کا الگ الگ محل ہے- سید کا معنی ہے" سردار" اور یہ لفظ صرف آل رسول ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے جو حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی اولاد سے ہیں- جو غیر سید کے لئے استعمال جائز نہیں اور" سیدنا" کا معنی ہے" ہمارے سردار" اور" سیدی" کا معنی ہے" میرے سردار" لہذا یہ لفظ کسی بھی صحیح العقیدہ سنی عالم دین، استاذ، پیر کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے- لفظ" سید" اور لفظ" سیدنا وسیدی" منطق کی زبان میں عموم خصوص مطلق" کی نسبت ہے- جیسے انسان اور حیوان: کل انسان حیوانو بعض الحیوان لیس بانسان یعنی ہر انسان حیوان ہے اور بعض حیوان انسان نہیں یا" ہر انسان حیوان ہے" مگر" ہر حیوان انسان" نہیں- اسی طرح ہر سید، سید (سردار) ہے مگر ہر سیدنا وسیدی سید نہیں جیسے آج کل ہم اپنے جلسوں میں اختتام پر سلام پڑھتے ہیں تو آخر میں یہ بھی پڑھتے ہیں کہ:" ڈال دی قلب میں عظمت مصطفی سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام" تو یہاں پر" سیدی" سے مراد" سید" نہیں-" سیدی" خاص ہے، عام نہیں- اور" سید" عام ہے- آپ سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی کتابوں میں بھی پڑھا ہوگا: سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی، وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم" صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم حضرت بلال کو بھی یا سیدنا بلال، یا سیدی بلال (رضی اللہ تعالی عنہ) کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(ایک مرید کو دو پیر سے مرید ہونا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ راحت نام کا ایک آدمی کچھوچھہ شریف سے بہت پہلے مرید ہو چکا ہے اب وہ بریلی شریف سے مرید ہونا چاہتا ہے اب وہ بریلی شریف سے مرید ہوسکتا ہے کہ نہیں جواب دیں آپ تمام حضرات کی کرم نوازی ہوگی احسان ہوگا

المستفتی:۔غلام احمد رضا خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک مرید کے دو پیر نہیں ہو سکتے۔(فتاوی رضویہ جلد نہم نصف دوم ص 111)

اکابر فرماتے ہیں جس طرح ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے ایک وقت میں ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہوسکتے اسی طرح ایک مرید کے دو پیر نہیں ہو سکتے لھذا جو شخص ایک پیر سے مرید ہے دوسرے پیر سے مرید نہیں ہوسکتا البتہ طالب ہوسکتا ہے۔(فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص 428) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ

۴ ربیع الاول ۱۴۴۰ ہجری

(قرآن اور حدیث قدسی میں کیا فرق ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن وحدیث قدسی کے مابین کیا فرق ہے جواب عطا کر کے میرے دل کو نور علم سے مزین کرے

المستفتی:۔سگ عطار محمد فیضان رضا عطاری پالن پور گجرات ہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیثِ قدسی اور قرآن میں فرق بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ حدیثِ قدسی خواب، اِلہام سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ قرآن بیداری ہی میں آئے گا۔ نیز قرآن کے لفظ بھی رب کے ہیں، حدیث کا مضمون رب کا، الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے (مرآۃ المناجیح جلد اول صفحہ ۵۷ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۲ جون ۲۰۲۰ء بروز سوموار

(جنت میں لے جانے کا دعویٰ کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے جو سنی صحیح العقیدہ ہے جمعہ کے دن دوران تقریر کہا کہ جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے میدان جنگ میں تمہیں جانے کی ضرورت نہیں تمہیں تلوار چلانے کی ضرورت نہیں گھر بیٹھے ہیں سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے اور پھر کہا اپنا نام لے کر میں ممبر رسول پر کھڑا ہو کر بڑی ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ کل قیامت کے دن میرا دامن پکڑ لینا اگر تم سب کو میں جنت میں نا لیکر چلا جاؤں تو کہنا معلوم یہ کرنا ہے حضور مفتی صاحب کی بارگاہ میں کیا امام کا اپنے آپ کو جنتی کہنا اور لوگوں کو جنت میں لے جانے کا دعوی کرنا کیا شریعت کی رو سے بالکل صحیح ہے اگر صحیح نہیں ہے تو شریعت کا امام کے بارے میں کیا حکم ہے جواب سے نوازیں باحوالہ بڑی کرم نوازی ہوگی

المستفتی:۔ غلام احمد لطیفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام مذکور کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ بوقت حاجت مذہب اسلام نے جنگ کو فرض قرار دیا ہے نیز جنتی ہونے اور ساتھ میں لے جانے کا دعوی کرنا یہ کسی حد تک صحیح نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو اکابر صحابہ اولیاء اللہ اس دعوی کے کہیں زیادہ حقدار ہوتے نیز کس کا خاتمہ کب کہاں کس حال میں ہوگا اللہ اس کے رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ھذاماظھرلی وھو سبحانہ وتعالی اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۹ مارچ بروز سنیچر ۲۰۱۹) (۱ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(مزار شریف پہ حاضری دینے کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مزار شریف پر حاضری کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

المستفتی:۔ سلمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاضل بریلوی اور امور بدعت صفحہ ۲۷ بحوالہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ٤ صفحہ ۲۱۲ پر ہے کہ مزار شریف پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے، اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ (چہرہ مبارک کی طرف یعنی پورب کی طرف اپنا چہرہ کرکے) میں کھڑا ہو اور متوسط آواز میں باادب سلام کرے السلام علیک یا سیدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد للہ شریف تین بار، آیت الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار، اور وقت فرصت دے تو سورہ یسین اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الہی ! اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے ! جو تیرے کرم کے قابل ہے !! نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے۔ اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہونچا ! پھر اپنا مطلب جو جائز شرعی ہو، اس کے لئے دعا کرے۔ اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اسی

طرح سلام کر کے واپس آئے - مزار کو ہاتھ نہ لگائے ، نہ بوسہ دے - اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے اور ارشادات اعلی حضرت بحوالہ احکام شریعت" میں ہے کہ:" بلاشبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے - اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے - اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے - اور احوط منع ہے - خصوصا مزارات اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل (بوسہ دینا) کیونکر متصور ہے بعض علماء اجازت دیتے ہیں مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اس سے احتراز ہی چاہیے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ (مسح نکند قبر را بدست و بوسہ ندہد آں را) یعنی قبر کو ہاتھ سے مسح نہ کرے اور نہ اس کو بوسہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی فیضی مہاراشٹر

۳/۱/۱۴۴۰ محرم الحرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب الاکل والاشربہ

کھانے پینے کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر گروپ

(غیر مسلم اگر کسی تہوار پہ میٹھائی دے تو حکم یہ ہے کہ اس دن نہ لے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی ہندو اپنے تہوار وغیرہ پر کچھ دے۔تو اس کا کھانا کیسا بالخصوص دیوالی پر ہمارے یہاں کا رواج ہے، کہ لوگ جہاں سے سامان وغیرہ لیتے۔ہیں وہ بطور تحفہ مٹھائی وغیرہ دیتے۔ہیں تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

المستفتی:۔محمد شاہد بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

اگر کوئی غیر مسلم ہولی یا دیوالی کے موقع پر میٹھائی یا کوئی کھانے کا سامان پیش کرے تو اس دن نہ لے ہاں اگر دوسرے دن دیں تو لے لے یہ نہ سمجھے کہ ان خبثا کے تہوار کی میٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

(ملفوظات اعلی حضرت ح اول ص ۱۶۴) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۳ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۳ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(کیا دودھ اور مچھلی اکٹھا کھانے سے طبیب کائنات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مچھلی کھانے کے بعد دودھ نہیں پینا چاہیے کیوں کہ اس سے برص کی بیماری ہوتی ہے کیا اس کے متعلق ایسی کوئی حدیث موجود ہے جس میں یہ بات موجود ہو؟ جواب عنایت فرمائیں مع حوالہ

المستفتی:۔دلنواز احمد عبیدی چمپارن بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مچھلی اور دودھ اکٹھا کھانے سے برص (سفید داغ) کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔مگر اب تحقیق سے یہ ثابت ہو چکی ہے کہ، ہر دودھ سے نہیں بلکہ بکری کی دودھ مچھلی کے ساتھ کھانے سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے۔رہبر زندگی مع طب نبوی بحوالہ حافظ ابن قیم کتاب زاد المعاد میں ہے کہ:حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ اور مچھلی کو (کھانے میں) ہرگز ہرگز جمع نہ فرماتے تھے اور نہ ہی دودھ اور کسی ترش چیز کو جمع فرماتے، اور نہ ہی دو گرم غذائیں، نہ ہی دو سرد غذائیں، نہ دو چپکنے والی غذائیں اور نہ دو قابض غذائیں، نہ دو جلاب آور غذائیں، نہ دو ثقیل غذائیں، اور نہ دو رقیق غذائیں اور نہ دو ایسی غذائیں جمع فرماتے جو ایک ہی خلط میں حل ہو جانے والی ہوں اور نہ ہی دو مختلف چیزیں جیسے ایک قبض کرنے والی اور دوسری جلاب آور، یونہی ایک زود ہضم اور ایک دیر سے ہضم ہونے والی اور نہ ایک بھنی ہوا اور دوسری (پانی میں ڈال کر) پکی ہوئی اور نہ ایک تازہ اور ایک باسی جمع فرما کر تناول فرماتے۔

مذکورہ بالا روایت میں معلم کائنات، فخر موجودات، طبیب عالم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دو اشیاء کو جمع کر کے تناول نہ فرمانے کی حکمت یہ ہے کہ مچھلی کی کوئی ایسی بھی قسم ضرور ہے کہ اگر مچھلی کھا کر اوپر سے دودھ پی لیا جائے تو تمام جسم پر برص (سفید داغ) پیدا ہوتے ہیں اور یہ بدنما سفید سفید دھبے ابتدا میں تو قابل علاج ہوتے ہیں لیکن بعد ازاں اگر سفید جگہ سوئی چبھونے سے بجائے خون کے سفید پانی نکلے، تو مرض تقریباً لا علاج ہو جاتا ہے بعض اوقات سفید دھبوں کی جگہ بال بھی سفید ہو جاتے ہیں مریض دھوپ میں کھڑا ہو، تو جسم پر بہت جلن اور چبھن سی محسوس ہوتی ہے اس طرح انسان کی پرسکون زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔(کتاب مذکور)

ڈاکٹر البرٹ نے ایک کتاب ”فیڈ اینڈ کیئر“ (Feed and Care) لکھی جس میں تمام غذاؤں کو استعمال کرنے کا طریقہ وفوائد اور ان کی احتیاطیں بتائی ہیں اس کے مطابق تمام غذاؤں کا علم ایک صحت مند ذہن کے لئے بہت ضروری ہے حالانکہ ہمارے پیغمبر اعظم حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے چودہ سو سال سے پہلے اپنی امت کو بتلا دیا تھا ڈاکٹر البرٹ کہتا ہے کہ مجھے کچھ مچھیرے ملے، جن کی جلد سفید تھی ان کو برص تھی، میں نے پوچھا یہ تکلیف کیسے شروع ہوئی؟ بتایا چونکہ مچھلی کے شکاری ہیں اور مچھلی کھانے کے بعد بکری کا دودھ پی لیا تھا اس کے بعد جلد کی رنگت تبدیل ہوگئی تجربے میں یہ

بات سامنے آئی ہے کہ برص، ہر دودھ اور مچھلی اکٹھا کھانے سے نہیں ہوتی بلکہ مچھلی اور بکری کا دودھ اکٹھا کھانے سے ہوجاتی ہے (سنت نبوی اور جدید سائنس حصہ اول صفحہ ۲۱۸ بحوالہ حکیم ایس ایم اقبال، اخبار جہاں)

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم چونکہ اپنی امت کے لئے رحمت اور رؤف ورحیم ہمارے ماں باپ سے بھی بہت زیادہ مہربان ہیں، اس لئے زندگی کے ہر ہر موڑ پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے اس لئے دودھ اور مچھلی کو اکٹھا کھانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے نقصان اور ضرر کا اندیشہ ہے جس کی اب جدید سائنس کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ مچھلی دودھ (اگر بکری کا ہو) تو اس سے واقعی جلد کی رنگت بدلنے (سفید داغ) کا خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر

۱۱ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(بیل پھل کو ناپاک کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقے میں یہ بات کافی چرچہ میں ہے کہ بیل پھل ناپاک ہوتا ہے اسے کھانے والا ناپاک ہوجاتا ہے یہ بات کہاں تک درست ہے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔ محمد عارف بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیل پھل ایک پاکیزہ پھل ہے اور جوڑوں کے درد وغیرہ کے لئے بہت فائدہ مند پھل ہے جو لوگ بیل پھل کو ناپاک کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ بیل پھل کھانے والا ناپاک ہوجاتا ہے وہ لوگ جاہل ہیں۔ کیوں کہ بلا تحقیق کے کسی پاک اور حلال شئی کو ناپاک کہنا جہالت ہے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب تک کہ کوئی چیز موجب غسل نہ پائی جائے غسل فرض نہیں ہوتا۔ (ماخوذ بہار شریعت حصہ دوم طہارت کا بیان)

اللہ عزوجل فرماتا ہے (يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ) اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (پارہ دوم سورہ بقرہ آیت ۱۶۸)

صاحب تفسیر خزائن العرفان حضور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اس کی رزاقیت سے بغاوت ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر ۴۱ مطبع انجمن پیغام رضا شیموگہ کرناٹک) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اسکا کیا شرعی حکم ہے؟

المستفتی:۔ تحسین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے اس کھانے میں پورے طور سے ڈبو دے اور کھانے کو کھالیں پھینکنا درست نہیں جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فلیغمسہ کلہ ثم لیطرحہ فان فی احد جناحیہ شفاء وفی الآخر داء) (بخاری شریف جلد ثانی کتاب الطب باب اذا وقع الذباب فی الاناء)

یعنی اگر تم میں سے کسی کے کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے مکمل طور پہ ڈبودو پھر نکال لو اس لئے کہ اس کے ایک

پر میں شفا ہے اور دوسرے پر میں بیماری ہے مکھی جب کسی کھانے میں گرتی ہے تو اپنے ایک پر کو اوپر اٹھائے رہتی ہے اور دوسرے پر کو کھانے میں اس لئے حکم ہو **فلیغمسه کله** اور اگر طبیعت نہیں چاہئے تو کسی جانور وغیرہ کو کھلا دے اسے ضائع کرنا جائز نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز سوموار

(جو جانور حلال ہیں انکو کھانا کہاں سے ثابت ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چوپائے جانور جیسے گائے بھینس اونٹ وغیرہ اور دو پیر والے جانور جیسے مرغی فاختہ کبوتر وغیرہ یہ سب جانور کو کھانے حکم اور ثبوت کہاں سے ہے اور چوپائے جانور جیسے شیر کتا لومڑی وغیرہ اور دو پیر والے جانور جیسے کوا وغیرہ ان سب جانور کو کھانے کی ممانعت کہاں سے ہے اور کیوں کھانے کی ممانعت ہے تفصیل سے قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے اقوال سے جواب عطا فرمائیں کرم نوازی ہوگی۔

المستفتی:۔ خادم علماء محمد شمیم اختر کٹیہار بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایت الحق والصواب

(حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلاَّ مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُواْ بِالأَزْلاَمِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِن دِينِكُمْ فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ) (القرآن الحکیم)

تم پر مردار (یعنی بغیر شرعی ذبح کے مرنے والا جانور) حرام کر دیا گیا ہے اور (بہایا ہوا) خون اور سؤر کا گوشت اور وہ

(جانور) جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو اور گلا گھٹ کر مرا ہوا (جانور) اور (دھار دار آلے کے بغیر کسی چیز کی) ضرب سے مرا ہوا اور اوپر سے گر کر مرا ہوا اور (کسی جانور کے) سینگ مارنے سے مرا ہوا اور وہ (جانور) جسے درندے نے پھاڑ کھایا ہو سوائے اس کے جسے (مرنے سے پہلے) تم نے ذبح کر لیا، اور (وہ جانور بھی حرام ہے) جو باطل معبودوں کے تھانوں (یعنی بتوں کے لیے مخصوص کی گئی قربان گاہوں) پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم پانسوں (یعنی فال کے تیروں) کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرو (یا حصے تقسیم کرو)، یہ سب کام گناہ ہیں۔ آج کافر لوگ تمہارے دین (کے غالب آ جانے کے باعث اپنے ناپاک ارادوں) سے مایوس ہو گئے، سو (اے مسلمانو!) تم ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرا کرو۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔ پھر اگر کوئی شخص بھوک (اور پیاس) کی شدت میں اضطراری (یعنی انتہائی مجبوری کی) حالت کو پہنچ جائے (اس شرط کے ساتھ) کہ گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو (یعنی حرام چیز گناہ کی رغبت کے باعث نہ کھائے) تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے (يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللهُ فَكُلُواْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُواْ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُواْ اللهَ إِنَّ اللهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ) لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں، آپ (ان سے) فرما دیں کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور وہ شکاری جانور جنہیں تم نے شکار پر دوڑاتے ہوئے یوں سدھار لیا ہے کہ تم انہیں (شکار کے طریقے) سکھاتے ہو جو تمہیں اللہ نے سکھایا ہے سو تم اس شکار میں سے بھی کھاؤ سو وہ شکاری جانور تمہارے لئے مار کر روک رکھیں اور شکار پر چھوڑتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ حساب میں جلدی فرمانے والا ہے (عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ) امام زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر پھاڑ کھانے والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے (بخاری، الصحیح)

(عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر کچلیوں والے درندے کو کھانا حرام ہے۔ (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۹۳۳ نسائی شریف رقم الحدیث ۴۸۳۶)

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام کچلیوں والے درندوں اور ناخون والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم الصحیح ۳۳ ۱۵۳۴ /رقم ۱۹۳۴ / ھکذا فی الکتب فتاوی والفقیہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا سیتامڑھی بہار

۲۱/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

(سڑا ہوا گوشت کھانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر حلال گوشت سڑ جائے کہ اس بدبو آنے لگے تو اس کا کھانا حرام ہے یا ناجائز ہے یا مکروہ ہے۔جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔محمد اقدس رضا کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حرام ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے۔(بہار شریعت جلد ۳ حصہ شانزدہم صفحہ ۲۱؛حظر واباحت کا بیان؛قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(جنگلی یا پولٹری فارم کا خرگوش کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنگلی خرگوش کھانا کیسا ہے اسی طرح پولٹری خرگوش پولٹری مرغی کی طرح

اسکوبھی تیارکیا جاتا ہےاس کولوگ گھر میں بھی پالتے ہیں نر مادہ بچے سب ہوتے ہیں اسکا کھانا از روئے شرع کیسا ہے مدلل جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔ المستفتی:۔محمد عارفین رضوی پونہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خرگوش خواہ جنگلی ہو یا پولٹری فارم کا ہواسکا گوشت کھانا حلال ہے جیسا کہ حضورفقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین احمد قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی فیض الرسول میں تحریر فرماتے ہیں کہ خرگوش جانور کا گوشت کھانا حلال ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکا بھنا ہوا گوشت تناول فرمایا ہےاورصحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کوبھی اسکے کھانے کی اجازت دی۔جیسا کہ ہدایہ جلد چہارم صفحہ 425 / میں ہے کہ (لا بأس بأكل الأرنب لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل منہ حین اھدی الیہ مشویا و امر اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم بأکل منہ)

(ج:2/ص:429/ کتاب الذبائح/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

اورمجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خرگوش ضرور حلال ہے اسے حرام جاننا رافضیون کا مذہب ہے۔اھ (ج:20/ص:322/ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(تیر سے شکار کئے ہوئے پرندے کا گوشت کھانا حلال ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید شکاری ہے اس نے کسی حلال پرندے کو تیر سے شکار کیا اوروہ فورا ہی مرگیا تو کیا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی:۔محمد اقبال رضوی مرادآبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں وہ شکار حلال ہے لیکن یاد رہے کہ شکار سے جانور حلال ہونے کے لیے پندرہ شرطیں ہیں، جن میں پانچ شرط شکار کرنے والے میں بیاں ہیں ان میں ایک شرط یہ ہے کہ بسم اللہ شریف قصداً ترک نہ کیا ہو مزید یہ جانیں، شکار حلال ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی موت دوسرے سبب سے نہ ہو یعنی کتّے یا باز یا تیر وغیرہ جس سے شکار کیا اسی سے مرا ہو اور اگر یہ شبہ ہو کہ دوسرے سبب سے اس کی موت ہوئی تو حلال نہیں ہوگی، تیر سے شکار کو مارا وہ اُوپر سے زمین پر گرا، یا وہاں اینٹیں بچھی ہوئی تھیں ان پر گرا اور مر گیا یہ شکار حلال ہے اگر چہ یہ احتمال ہے کہ گرنے سے چوٹ لگی اور مر گیا ہو اس احتمال کا اعتبار نہیں کہ اس احتمال سے بچنے کی صورت نہیں۔ اور اگر پہاڑ پر یا پتھر کی چٹان پر گرا پھر لڑھک کر زمین پر آیا اور مرا، یا درخت پر گرا، یا نیزہ کھڑا ہوا تھا اُس کی اَنی پر گرا، یا پکی اینٹ کی کور پر گرا ان سب کے بعد پھر زمین پر گرا اور مر گیا تو نہ کھایا جائے کہ ہوسکتا ہے اُن چیزوں پر گرنے کی وجہ سے مرا ہو امام احمد علیہ الرحمہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسی چیز کو کھاؤ جس کو تمہاری کمان یا تمہارے ہاتھ نے شکار کیا ہو، ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو اگر چہ وہ آنکھوں سے غائب ہو جائے جب تک اس میں تمہارے تیر کے سوا دوسرا نشان نہ ہو۔

(المسند، للإمام أحمد بن حنبل/ماخوذ از بہار شریعت، جلد اول، ح ہفدہم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی ۷۲

۲۲/۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(مرغا کا پیر کھانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرغا کا پاؤں کھانا کیسا ہے؟؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرغے کا پاؤں کھانے میں شرعا کوئی قباحت نہیں جبکہ شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو جیسا کہ بکرے وغیرہ کے پایہ چمڑے کے ساتھ کھانے کوئی قباحت نہیں تو اس میں تو بدرجہ اتم قباحت نہیں جیسا کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ "حلال جانور کا چمڑا کھانا جائز ہے بشرطیکہ مذبوح شرعی کا چمڑا ہوامام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ" مذبوح حلال جانور کی کھال بیشک حلال ہے شرعا اس کا کھانا ممنوع نہیں اگرچہ گائے بھینس بکری کی کھال کھانے کی قابل نہیں ہوتی ہے درمختار میں ہے کہ (اذا ما ذکیت شاۃ فکلھا سوی سبع ففیھن الوبال فحاء ثم خاء ثم غین و دال ثم میمان و ذال انتھی فالحاء الحیاء وھو الفرج و الخاء الخصیۃ و الغین الغدۃ و الدال الدم المسفوح و المیمان المرارۃ و المثانۃ و الذال الذکر) اھ

(فتاوی رضویہ جلد ۸ صفحہ ۳۴۲)

لہذا خصی بکری وغیرہ کا پایہ جو چمڑے کے ساتھ پکاتے ہیں اس کا کھانا جائز ہے اور اس کے شوربے کا بھی یہی حکم ہے

(فتاوی فقیہ ملت جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

لہذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ مرغے کا پاؤں کھانے میں شرعا کوئی حرج نہیں کیونکہ حلال جانور میں جن سات چیزوں کے کھانے سے منع کیا گیا ہے اس میں پیر کا ذکر نہیں ہے جس سے ثابت ہوا کہ مرغے کا پیر کھانا جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۴ ربیع الاخر ۱۴۴۱ ہجری ۲۲ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

(حلال جانور کا چمڑا کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ بکری کا پایہ پکاتے ہیں تو اسکے پیر کا چمڑا اسہی سے صاف نہیں

کرتے ہیں بلکہ اسکے بال کو جلا کر پکا لیتے ہیں ایسی صورت میں اسکا کھانا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔محمد اشفاق احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ حلال جانور کا چمڑا ذبح شرعی کے بعد کھانا جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم میں ہے حلال جانور کا چمڑا کھانا جائز ہے بشرطیکہ مذبوح شرعی کا چمڑا ہو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مذبوح حلال جانور کی کھال بیشک حلال ہے شرعاً اسکا کھانا ممنوع نہیں ہے اگرچہ گائے بیل بکری وغیرہ کی کھال پکانے کے قابل نہیں ہوتی ید رمختار میں ہے (اذا ما ذکیت شاۃ فکلھا سوی سبع ففیھن الوبال فحاء ثم خاء ثم غین ودال ثم میمان وذال انتھیٰ فالحاء الحیاء وھو الفرج والخاء الخصیۃ والغین الغدۃ والدال الدم المسفوح والمیمان المرارۃ والمثانۃ والذال الذکر) (فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۳۴۲)

لہذا خصی وغیرہ کا پایہ جو چمڑے کے ساتھ پکاتے ہیں اس کا کھانا جائز ہے اور اس کے شوربے کا بھی یہی حکم ہے۔(فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۲۳۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۳ر رمضان ۱۴۴۰ھ

(وہ کونسا گدھا ہے جس کا گوشت کھانا جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ کونسا گدھا ہے جس کا گوشت کھانا جائز ہے برائے مہربانی اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد افضل رضا نظامی مظفرپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حمار وحشی حلال ہے اور پالتو گدھا بھی حلال تھا مگر اب (جس دن خیبر فتح ہوا) حرام کر دیا گیا (کذافی المواہب بحوالہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ 434 مطبوعہ ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

مدارج کے جلد اول میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حمار وحشی کا گوشت تناول فرمایا ہے اسے گورخر اور نیل گائے بھی کہتے ہیں شیخین نے اسے روایت کیا ہے (مدارج النبوت جلد اول صفحہ 769 مطبوعہ ادبی دنیا 510 مٹیا محل دہلی)

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے پالتو گدھا بھی حلال تھا مگر جس دن خیبر فتح ہوا پالتو گدھا حرام کر دیا گیا اور وحشی گدھا حلال ہے جس کو گورخر اور نیل گائے کہتے ہیں اور اس کا گوشت حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تناول فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(نذر عرفی کے جانور کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے زبان سے کہا کسی بھی مصیبت میں یا بیماری میں یا اللہ میں اس مصیبت یا بیماری سے شفا مل جائے تو جان کے بدلے جان دونگا تو وہ اپنی جان تو نہیں دیا لیکن ایک جانور کی قربانی پیش کی تو کیا اس کا گوشت اپنے گھر والے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس گوشت کا کیا حکم ہے؟ حدیث قرآن میں جواب عطا فرمائیں کرم نوازش ہوگی

المستفتی:۔ محمد مختار عالم ویسٹ بنگال ضلع اتر دیناجپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں کھا سکتے ہیں اور کھلا بھی سکتے ہیں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ مذکورہ نذر نذر شرعی نہیں کہ شرع مطہر میں نذر شرعی کسے کہتے ہیں جس میں الفاظ شرائط وایجاب ادا کی گئی ہوئی مثلاً یوں کہا ہو کہ اگر صحت یابی پالوں گا تو جانور ذبح کروں گا، یا یوں کہ بیماری سے شفا ملنے پر اللہ کیلئے نذر پیش کروں گا تو ایسی صورت میں نذر شرعی ہو جاتی جس کا ادا واجب اور اس کا مستحق صرف غرباء ومساکین ہی ہیں، صاحب نذر کو اس میں سے کچھ بھی اپنے تصرف میں خرچ کرنا حلال نہیں جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: ردالمحتار میں ہے(فی الخانیۃ ان برءت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ فبرأ لایلزمہ شیئ الاان یقول فللہ علی ان اذبح شاۃ اہ وھی عبارۃ متن الدرر وعللھا فی شرحہ بقولہ لان) خانیہ میں مذکور ہے کہ جب کسی نے کہا کہ اگر میں اس مرض سے تندرست ہو جاؤں تو بکری ذبح کروں گا، تو تندرست ہونے پر اس پر ذبح کرنا لازم نہیں ہوگا مگر جب یوں کہے کہ للہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر لازم ہے کہ میں بکری ذبح کروں گا (تو پھر نذر ہوگی اور پورا کرنا لازم ہوگا) (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۳) ص (۶۰۱) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدۃ أتم وأحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۹ رصفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(حلال جانور کا گردہ کھانا جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جانوروں کے گردے اور کپورے کھانے کے بارے کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ فیاض پاکپتن شریف پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حلال جانوروں کے گردے کھانا جائز ہے اور کپورے کھانا حرام ہے ہر حلال جانور کے بائیس اجزاء مکروہ یا حرام

ہیں سات اجزاء جو مشہور ہیں وہ یہ ہیں (۱) بہتا خون (۲) آلہ تناسل (۳) خصیے یعنی کپورے (۴) شرم گاہ (۵) گلٹی (۶) مثانہ اور (۷) پتہ۔ (ردالمحتار)

گردے کھانا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزگی طبع اور نفاست فطری کے باعث گردوں کو پسند نہ فرماتے تھے۔ (احسن الفتاوی المعروف فتاوی خلیلیہ جلد سوم صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(گردہ اور کلیجی کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گردہ کلیجی کھانا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد آصف رضا اٹاوہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

صاحب بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور و معروف کتاب بہار شریعت میں, سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب الکبد والطحال, الحدیث نمبر 3314, ج 4 ص 32 کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ امام احمد و ابن ماجہ و دارقطنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں۔ دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں، اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔ (بہار شریعت حصہ 15 ص 325, موبائل ایپ)

اور حضرت علامہ مفتی محمد تطہیر رضا بریلوی اپنی کتاب میں الملفوظ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ سیدی سرکار

اعلی حضرت مجدد بریلوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ گردے کا کھانا جائز ہے لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند نہ فرمایا اس وجہ سے کہ پیشاب اس میں ہوکر مثانے میں جاتا ہے۔(الملفوظ ص 341 مطبوعہ رضوی کتاب گھر بریلوی)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حلال جانوروں کے گردے کھائے جاسکتے ہیں انہیں کھانا حرام نہیں ، لیکن گردے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند تھے اس لئے نہ کھانا بہتر ہے۔(غلط فہمیاں اور انکی اصلاح ص 193) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ

(بیوی بھائی بہنوں کے درمیان تقسیم ترکہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید لاولد ہے اس نے اپنے وصال کے وقت چھوڑا اپنی بیوی خالدہ اور ایک بھائی اور چار بہنیں جن میں سے ایک بہن انتقال کرگئ ہے اور اس بہن کی اولاد موجود ہے تو زید کے ترکہ میں کس کو کتنا حصہ ملے گا پھر چھ مہینے کے بعد زید کی بیوی خالدہ انتقال کرگئ اب خالدہ نے چھوڑا ایک بھائی اور تین بہنیں تو خالدہ کے ترکہ میں سے کس کو کتنا حصہ ملے گا جلدی جواب عنایت فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد نظام الدین ضلع برودہ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسولہ میں برصدق مستفتی وانحصار ورثہ فی المذکورین بعد تقدم ماتقدم علی الارث کل جائداد کے چار حصے کئے جائیں اور ایک حصہ بیوی کو دیا جائے اس لئے کہ پارہ چہارم سورہ نساء آیت میراث میں ہے (ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد) اس کے تحت اگر کوئی اولاد وغیرہ نہیں ہے تو بیوی کا چوتھائی حصہ ہے اس لئے خالدہ کو کل مال کا چوتھائی ملے گا اور اب اگر زید کے انتقال کے وقت چاروں بہن زندہ تھی تو چاروں کا حصہ ہوگا ورنہ جو زندہ تھی اس کا حصہ متعین اور جو انتقال کرگئی وہ محروم اس لئے اگر تین بہن اور ایک بھائی ہے تو مابقیہ تین حصہ کو پھر دوبارہ پانچ حصص میں تقسیم کرکے دو حصہ ایک بھائی کا اور تین حصہ تینوں بہنوں کو ایک ایک حصہ ملے گا (کما قال اللہ تعالی " للذ کر مثل حظ الا ثنین) اور خالدہ کے انتقال کے بعد خالدہ کی جائداد کی تقسیم کیلئے الگ سے سوال کریں پھر اس کا جواب دیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۴ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۴ ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(بھائی کی خریدی ہوئی زمین میں چھوٹے بھائی کا حصہ مانگنا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تین بھائی ہی ں جن میں دو بھائی بڑے ہیں جنھوں نے گھر کے اخراجات کیساتھ تقریبا پانچ بگھہ زمین بھی خریدا ہے۔نیز چھوٹے بھائی کی تعلیم میں بھی تقریبا چار لاکھ روپئے صرف ہوے ہیں۔اب پانچ بگھہ زمین جوخریداری ہوئی ہے والد کے نام رجسٹری ہوئی ہے۔اسمیں چھوٹے بھائی بھی ایک تہائی حصہ کا حقدار بننا چاہتے ہیں۔حالانکہ نہ تو وہ موروثی ہے نہ چھوٹے بھائی کا ایک روپیہ لگا ہے۔از روئے شرع بتائیں۔کہ چھوٹے بھائی کا زمین میں حصہ مانگنا درست ہے؟ المستفتی:۔محمد راحت رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آپ کے سوال میں چند بنیادی باتیں ہیں ان کا حل معلوم ہو جائے تو صورت مسؤلہ کا شرعی حکم بھی معلوم ہو جائے گا(۱)ماں؛باپ؛بیٹا؛بیٹی؛شوہر؛بیوی؛ایک خاندان کے لوگ ساتھ ملکر کام کر رہے ہیں اس جدوجہد سے جو پیداوار ہوئی اس کا مالک کون ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ کاروبار ایک ہو اور سب بچے بچیاں؛بیوی باپ کی عیالداری اور اس کی پرورش میں ہوں تو سارا مال باپ کا ہوگا اور بچے بیوی اس کے مددگار ہوں گے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے الاب وابنہ یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شئی کان الکسب کله للاب ان کان الابن فی عیاله لکونه معینا له إلا تری انه لو غرس شجرة تکون للاب و کذا الحکم للزوجین اذالم یکن لهما شئی ثم اجتمع بمعملها أموال کثیر فهی للزوج وتکون المرأة معینة له إلا إذا کان لها کسب علی حدة فهو لها"

(شامی،فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ،۶/ ۳۹۲)

اس عبارت میں لڑکی کا ذکر نہیں مگر حکم ان کا بھی یہی ہے کہ گھر کے مشترکہ کاروبار میں لڑکی کی کوشش سے جو آمدنی ہو اس کا مالک بھی باپ ہی ہوگا اسی طرح اس حکم میں استثنا میں بھی اولاد کا ذکر نہیں بیوی کا ذکر ہے کہ اس کی علیحدہ کوئی جدوجہد جو اس کاروبار سے الگ ہو تو وہ اس کی ملک ہوگی مگر حکم اولاد کا بھی یہی ہے ان کی تجارت یا مزدوری مشترکہ کام سے الگ ہو تو اس کی آمدنی باپ کی ملک سے خارج اور کام کرنے والے کی ذاتی پونجی ہوگی؛پس اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہوئی ا

مشترکہ کاروبار کی تمام پونجی کا مالک باپ ہوگا اولاد اور بیوی اس کے مددگار مانے جائیں؛۲ ان میں سے جس کا کاروبار اس مشترکہ کاروبار سے الگ ہوگا مالک وہی ہوگا باپ کو اس کی ملکیت میں دخل نہ ہوگا فتاویٰ خیریہ میں ہے " ھی للابن حیث کان له کسب مستقل بنفسه " (بحوالہ فتاویٰ بحر العلوم جلد ششم ص۰ ٤)

خلاصہ یہ ہے کہ اگر باپ کے ساتھ رہتے ہوئے آپ نے کمایا اور اس سے زمین خریدی تو وہ سب باپ کی ملکیت ہے، اب چھوٹے بھائی کی تعلیم میں جو اخراجات ہوئے وہ مشترکہ کمائی سے ہوئی اس بنا پر اس پانچ بیگھہ زمین میں جتنے وارث ہیں سب کا حصہ ہوگا۔

اور اگر آپ نے مشترکہ طور پر کام نہیں کیا ہے بلکہ الگ دونوں بھائی کام کئے ہیں تو دونوں بھائیوں کی ملکیت ہوگی اس میں کسی کا حق نہ ہوگا مگر چونکہ بعد میں آپ نے والد کے نام رجسٹری کرا کر باپ کو مالک بنا دیا تو اب وہ باپ کی ملکیت ہو گئی ۔پس دونوں صورت میں والد کی ملکیت مانی جائے گی اور ایسی صورت میں وارثین میں تقسیم ہوگا۔چونکہ آپ نے وارثین کی تعداد نہیں بتائی ہے اس لئے تقسیمِ ترکہ نہیں کیا جاسکتا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۹ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(اگر کوئی شخص بیوی ایک بیٹی اور تین بیٹے چھوڑ کر انتقال کر گیا تو جائداد کیسے تقسیم ہوگی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر باپ کا انتقال ہوگیا اس نے بیوی ایک بیٹی اور تین بیٹے چھوڑے اور مال میں ایک بیگھہ زمین اور دس ہزار روپے تو انکی تقسیم کی صورت کیا ہوگی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد خالد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعد ما تقدم علی الارث وانحصار ورثہ فی المذکورین باپ کی متروکہ جائداد کے کل آٹھ حصے کئے جائیں گے ان میں سے

ایک حصہ بیوی کو دیا جائے گا اور پھر بچے ہوئے سات حصوں کو "للذ کر مثل حظ الانثئین کے مطابق دو دو حصے تینوں بیٹوں اور ایک حصہ بیٹی کو دیا جائے گا۔

فتاوی بزازیہ جلد ششم صفحہ 453 / میں ہے (نصیب الزوجۃ مع الولد او ولد الابن الثمن بکل حال) اھ ملخصا

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " و ان کانوا اخوۃ رجالا و نساء فللذ کر مثل حظ الانثئین) اھ (پ:6/ر:4)

اور فتاوی عالمگیری مع بزازیہ جلد ششم صفحہ 448 / پر ہے (اذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فیکون للابن مثل حظ الانثئین کذا فی التبین) اھ (ماخوذ از (فتاوی فقیہ ملت ج:2/ص:389)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۱ اگست بروز بدھ ۲۰۱۹ء

(دادا کے مال متروکہ میں پوتی محروم ہوگی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جائیداد کی تقسیم کے حوالہ سے ہے کہ زید نے 2 کروڑ کی جائداد چھوڑی اس جائداد کو مندرجہ ذیل لوگوں میں کیسے تقسیم کرنا ہے۔ایک بیوی 2 بیٹے۔3 بیٹیاں اور فوت شدہ بیٹے کی لڑکی یعنی زید کی پوتی ؟ کل 7 لوگ ہیں

المستفتی:۔ غلام حسین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں میت کے متعلق چار اقسام کے حقوق مرتب ہوتے ہیں اول میت کی اوسط طریقے سے تجہیز وتکفین کی جائے گی پھر اگر میت نے قرض چھوڑا ہے تو میت کے مال متروکہ سے قرض کی ادائیگی کی جائے گی پھر اگر میت

نے وارثین کے علاوہ کے لئے کوئی وصیت کی ہے تو ثلث مال سے وصیت کی تکمیل کی جائے گی پھر مابقیہ مال کو سارے وارثوں تقسیم کرینگے مسئلہ مذکورہ میں اگر دو کروڑ کی جائداد ہے تو کل مال کے آٹھ حصے کئے جائیں اور ایک حصہ بیوی کا ہوگا اور چار حصے میں دونوں لڑکوں کو دو دو حصے کر کے ملیں گے اور تین حصہ تینوں لڑکیوں ایک ایک کر کے ملے گا اور اگر زید کا تیسرا لڑکا باپ کی موجودگی میں انتقال کیا ہے تو زید کے مال متروکہ میں زید کی پوتی محروم ہوگی اور اگر زید کچھ دینا چاہتا تھا تو زندگی میں اس یتیم پوتی کو ہبہ کر کے قبضہ دلا سکتے تھے یا وصیت کر دیتے تو پوتی کو وصیت کی وجہ سے مال متروکہ سے مال مل جاتا اور اگر زید کے انتقال کے بعد لڑکا فوت ہوا ہے تو وراثت زید میں اس لڑکا کا بھی حصہ ہوگا اب اگر دو کروڑ روپیہ کی شکل میں ہے تو آٹھواں حصہ 25 لاکھ بیوی کا حصہ ہوگا اور 50۔۔50 لاکھ دونوں لڑکوں کو اور 25۔۔۔25۔۔۔25 لاکھ تینوں لڑکیوں کا حصہ ہوگا (ماخوذ فتاوی بحر العلوم جلد ششم رفتاوی فیض الرسول جلد دوم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۰/ ذالقعدہ ۱۴۴۰ ہجری سنیچر

(وراثت کے احکام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا والد اور والدہ دونوں مرتد ہو گئے اور زید سنی صحیح العقیدہ ہے زید کا کہنا ہے کہ میرے باپ کی جو زمین ہے اس میں میرا حق ہے ہے میں اس کو لے کر کے رہوں گا اگر چہ میرے والد اور والدہ مرتد ہو گئے لیکن بکر کہتا ہے ہے کہ تیرا والد جب مرتد ہو گیا یا توسنی صحیح العقیدہ ہے تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ تو اپنے باپ کی زمین لے اسپر تیرا کوی حق نہیں ہے آخر صحیح کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں میں مدلل جواب عنایت فرمائیں مفتیان اکرام علمائے اہلسنت

المستفتی:۔ عبدالسبحان کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

وہ اسباب جن کی وجہ سے وراثت سے محروم ہوجاتے ہیں مَوانِعِ اِرث کہلاتے ہیں، اور ایسے اَسباب چار ہیں

رِقّیت یعنی غلام ہونا قتل، یعنی وارث کا اپنے مُورِث کو قتل کر دینا۔ اختلافِ دین، یعنی وارِث اور مُورِث کے درمیان اِسلام اور کُفر کے اعتبار سے دین کا مختلف ہونا۔ اختلافِ دارَین۔ وارِث اور مُورث کا ایک دوسرے سے دار کا اختلاف ہونا جیسا کہ امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ حدیث پاک کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں (عن ابراھیم النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل نسب توصل علیہ فی الاسلام فھو وارث مورث) حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہروہ نسب جس کا اسلام میں اعتبار کیا گیا وہ ذریعہ وراثت ہوگا

(عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال : قال رسول اللہ صلی ا للہ تعالیٰ علیہ وسلم :لا یرث المسلم الکافر، و لا الکافر المسلم) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

(عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھما انہ قال : یا رسول اللہ ! این تنزل فی دارك بمکۃ ؟ فقال : ھل ترك عقیل من رباع او دور، و کان عقیل و رث ابا طالب ھو و طالب و لم یرثہ جعفر و لاعلی رضی اللہ تعالیٰ عنھما شیئا، لانھما کانامسلمین و کان عقیل و طالب کافرین، فکان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول :لا یرث المؤمن الکافر) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کل مکہ معظّمہ میں اپنے محلہ کے کون سے مکان میں نزول اجلال فرمائیں گے؟ فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ راوی حدیث حضرت امام زید العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہوا یہ تھا ابو طالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے پایا۔ اور حضرت جعفر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا۔ اس لئے کہ دونوں حضرات ابو طالب کی موت کے وقت مسلمان تھے اور طالب کافر اور حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہونچتا۔ (شرح المطالب ص ۲۷ ر بحوالہ جامع الاحادیث جلد ص ۴۰۱۱ مکتبت المدینہ کراچی)

الحاصل مرتد مسلمان کا وارث نہیں ہوتا یہ تو اجماعی مسئلہ ہے البتہ مسلمان کسی مُرتد کا وارِث ہوتا ہے یا نہیں اِس میں تفصیل یہ ہے کہ صرف اِرتداد سے قبل کمائے گئے مال میں وارِث ہوگا اور اِرتداد کے بعد کمائے مال میں نہیں۔ یعنی اُس مرتد

شخص نے مرتد ہونے سے پہلے اِسلام کی حالت میں جو مال کمایا ہوا اُس میں مسلمان وارِث ہوگا اور جو مرتد ہونے کے بعد مال کمایا ہوا اُس میں مسلمان وارِث نہیں ہوگا صدرالشریعہ بدرالطریقہ ابوالعلی امجد علی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں اگر کوئی مسلمان معاذ اللہ مرتد ہوگیا تو مرتد ہونے کیوجہ سے اس کے اموال اس کی ملکیت سے خارج ہوجاتے ہیں پھر اگر دوبارہ اسلام لے آئے اور کفر سے توبہ کرلے تو مالک ہوجائیگا اور اگر کفر ہی پر مرگیا تو زمانہ اسلام کے جو اموال ہیں ان سے زمانہ اسلام کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور باقی مال مسلمان ورثہ لے لیں گے اور ارتداد کے زمانے میں جو کمایا ہے اس سے ارتداد کے زمانے کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور اگر کچھ بچ جائے تو اسے غرباء پر تقسیم کردیا جائیگا (ہدایہ جلد دوم ص ۶۰۱)(عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۵)(بحوالہ بہار شریعت جلد سوم ح ۲۰ ص ۱۱۱۳) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(چار لڑکوں اور تین لڑکیوں مع والدہ جائداد کیسے بٹے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا انتقال ہوا اس نے ایک بیوی چار بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں ۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورین میں زید کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا بینوا توجروا المستفتی:۔ محمد ہاشم رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی وانحصار ورثہ فی المذکورین میت کے مال متروکہ میں چار طرح کے حقوق مرتب ہوتے ہیں اول میت کی اوسط طریقے سے تجہیز وتکفین دوم میت اگر مقروض ہے تو قرض کی ادائیگی سوم اگر وصیت ہے ثلث مال سے وصیت کی تکمیل چہارم مابقیہ مال کو سارے وارثوں میں تقسیم کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کل جائداد کے آٹھ حصے کئے جائیں جن میں سے ایک حصہ اس کی بیوی کو دیا جائے جیسا کہ پارہ چہارم سورہ نساء آیت میراث میں ہے (فإن كان لكم

ولد فلھن الثمن) ایک حصہ نکالنے کے بعد پھر بقیہ مال کے گیارہ حصے کئے جائیں اور چاروں لڑکوں کو دو دو حصہ کرکے آٹھ حصص دے دئیں جائیں اور تینوں لڑکیوں کو ایک ایک حصہ کرکے تین حصے ان لڑکیوں کو دئے دئے جائیں (للذکر مثل حظ الانثیین) کے تحت (فتاوی فیض الرسول جلد دوم ص ۷۶۵) (وفتاوی بحر العلوم جلد ششم/ وسراجی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۲ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ جولائی بروز منگل ۲۰۱۹ء

(لڑکے لڑکیوں اور بیوی کے درمیان ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو کی پانچ بچے و پانچ بچیاں اور ہندہ بیوی کو اور ۷۵۰۰۰۰۰ پچھتر لاکھ روپیہ چھوڑ کر انتقال کر گیا اب چونکہ زید کے چھوڑے ہوئے رقم میں سے ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ اسیر حضور تاج الشریعہ محمد اسلم رضا قادری رضوی صدیقی بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں تقسیم کی صورت یہ ہے کہ زید کے مال متروکہ سے تجہیز وتکفین کے بعد اگر زید پر قرض ہے تو وہ ادا کرے اور وصیت کی ہے تو اس کے تہائی مال سے وصیت کی تکمیل کی جائے؛ قرآن عظیم میں ہے *من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین* پھر مابقیہ مال ورثا میں تقسیم کریں وارثوں کی تفصیل جو آپ نے تحریر کی ہے اس حساب سے مال متروکہ کا آٹھواں حصہ ہندہ (بیوی) کو ملے گا یعنی کل مال پچھتر لاکھ میں سے آٹھواں حصہ؛؛ نو لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو ہندہ کو ملے گا پھر مابقیہ مال متروکہ پینسٹھ لاکھ باسٹھ ہزار پانچ سو میں سے ہر ایک لڑکا کو آٹھ لاکھ پچھتر ہزار

ملے گا اور ہر ایک لڑکی کو چار لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو ملے گا *للذکر حظ الانثین* کے تحت۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۳ جمادی الاول ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(بہو و پوتے کو حصۂ شرعی نہ دینا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کی بیوی اور ایک بیٹا ہے انتقال ہونے والے شخص کے والد کا کہنا ہے کہ بیٹے کے چھوڑے ہوئے مال میں سے میری مرضی کے بغیر بہو اور اسکے بیٹے کو کچھ نہیں ملے گا علمائے کرام سے سوال عرض ہے کہ انتقال ہونے والے شخص کے چھوڑے ہوئے مال میں سے والد اور بہو اور بیٹے میں کس کا کتنا حق ہے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں المستفتی:۔ انعام الحق رضوی الہ آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی وانحصار ورثہ فی المذکورین (میت کے مال متروکہ میں چار طرح کے حقوق مرتب ہوتے ہیں اولاً تجہیز و تکفین دوم اگر میت پر کوئی قرض ہے تو اس کی ادائیگی سوم میت نے وصیت کی ہے اگر وہ ورثا کے علاوہ ہیں تو تہائی مال سے وصیت کی تکمیل چہارم مابقیہ مال کی ورثا میں تقسیم کل مال متروکہ کو چوبیس حصوں میں تقسیم کر کے تین حصے بیوی کو ملیں گے پھر مابقیہ میں سے چار حصص میت کے باپ کو ملے گا اور جو کچھ بچا ہے یعنی سترہ حصے لڑکا کو ملیں گے اور باپ کا یہ کہنا کہ میری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ملے گا یہ شرعی حکم میں مداخلت ہے کسی کمزور کا شرعی حصہ دبا لینا بہت بڑا جرم ہے اور اللہ تعالی اس شخص سے سخت مواخذہ فرمائے گا اس لئے اس کی پکڑ سے ڈریں اپنے بہو اور پوتے کا شرعی حصہ ان کے حوالے کر دیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی ہرپور وَا با چپٹی سیتا مڑھی بہار

۸ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(ایک بیوی ایک لڑکا اور دولڑکی کے درمیان ترکہ کس طرح تقسیم ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرحوم زید کے ورثا میں ایک بیوی اور ایک لڑکا اور دولڑکیوں کے درمیان میں (27600) ستائیس ہزار چھ سو کو کیسے تقسیم کیا جائے گا؟ جلد از جلد جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔سعید بھائی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و انحصار الورثۃ فی المذکورین،مرحوم زید کے ترکہ کی تقسیم اس طرح ہوگی ، بیوی کا بحکم قرآن اولاد کی موجودگی میں کل ترکہ کا آٹھواں حصہ ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "فان کان لکم ولد فلھن الثمن اور اولاد کا بحکمِ قرآن ایک بیٹے کا دو بیٹیوں کے حصّے برابر ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے "فلذکر مثل حظ الانثیین" پس اس حساب سے ترکہ کے کل 27600 میں سے آٹھواں حصہ بیوی کو یعنی 3450 روپیہ دیا جائے گا،اور باقی 24150 روپئے کی باقی بچی رقم کے کل 4 حصّے کر کے دو حصے یعنی 12075 روپئے لڑکے کو جب کہ ایک ایک حصہ یعنی 50:6037 روپئے ایک ایک لڑکی کو دیا جائے گا۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

سید شمس الحق برکاتی مصباحی

۱۱ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(یہ خیال کہ اگر عصر و مغرب کے درمیان کچھ کھالے تو فوت شدہ بچہ بھوکا رہے گا درست ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نابالغ بچے کے انتقال کے بعد اسکے والدین یا ان میں سے کسی کو مغرب سے قبل کھانا کھانے کی ممانعت ہے؟ مع حوالہ جواب جلد عنایت فرمادے اشد ضرورت ہے۔

المستفتی: ۔محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ خیال کہ عصر اور مغرب کے درمیان اگر ماں کچھ کھا پی لے تو اس کا فوت شدہ بچہ کچھ نہ پائے گا اور بے کھائے پیے سو جائے گا خالص جاہلانہ خیال ہے شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ کچھ جاہل عورتوں نے اپنے جی سے گڑھ لیا ہے، ان پر لازم ہے کہ فورا فورا ایسے باطل اور جاہلانہ خیال سے توبہ ورجوع کریں۔

(فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد دوم، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ ٤١٦) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی بہار

۱۳ جون بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

(کسی شخص کو کعبہ وقبلہ کہنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کو کعبہ وقبلہ کہنا کیسا؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: ۔محمد محسن رضا رضوی جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہر کسی کو قبلہ و کعبہ کہنا جائز نہیں کیونکہ کعبہ وقبلہ بول کر اسکی تعظیم وتکریم مراد ہوتا ہے یعنی کہ احتراما بولا جاتا ہے اور یہ الفاظِ مخصوصہ مخصوص حضرات ہی کے لئے بولے جائیں مثلا علماء کرام و بزرگا دین یعنی جو رب کے مقرب بندے ہیں حدیث شریف میں ہے ،عَنْ أَبِي يوسف مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی الله عنه : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ : إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ (سنن ابی داؤد صفحہ ٦٦٥ / زکریا بک ڈپو)

حضرت موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بوڑھے مسلمان کی توقیر کرنا، حامل قرآن کا احترام کرنا جب کہ وہ قرآن میں غلو کرنے والا اور اس سے روگردانی کرنے والا نہ ہو اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا منجملہ طور پر اللہ کی تعظیم کرنا ہے اور فتاوی تربیت افتاء میں ہیکہ کعبہ وقبلہ اپنے والدین؛ اساتذہ؛ پیرومرشد؛ یا محترم شخصیت کو کہنا جائز ہے (بحوالہ فتاویٰ تربیت افتاء جلد دوم ص؛622)

مگر کسی فاسق بے نمازی غیبت چغلخور وغیرہ کرنے والے کے لئے ہرگز نہ بولا جائے کہ وہ لائق تعظیم نہیں بلکہ لائق تذلیل ہے خلاصہ یہی ہے کہ الفاظ مذکورہ مؤمنین صالحین کے لئے ہی بولے جائیں ہر کس وناکس کے لئے نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی بریلی شریف

۱۹ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(اجتماعی دعا میں بلند آواز سے آمین کہنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سورۂ فاتحہ

کے بعد بلند آواز سے آمین کہنا منع ہے تو نماز کے علاوہ میلاد شریف کے بعد کوئی بلند آواز سے دعا کرے وہاں بلند آواز سے آمین کہنا کیسا ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں اور شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں فقط والسلام

المستفتی:۔محمد شعبان رضا قادری بہرائچ شریف یوپی الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک آمین بالجہر کی ممانعت تلاوت قرآن پر چپ رہنے اور غور کرنے کی وجہ سے ہے کہ قرآنی حکم اور سنتِ نبوی کی پیروی کے بموجب ہے اور نماز سے باہر دعا پر آمین کہنا سنت سے ثابت ہے کیونکہ دعا تلاوت وقرأت قرآن نہیں کہ اس پر چپ رہنا اور سننا دونوں واجب ہوں،فلہٰذا فقط نماز میں آمین بالجہر کہنا منع ہے بقیہ اجتماعی دعا ہو یا تنہا آمین بالجہر کہنا جائز بلکہ مستحسن ہے اور اجماعی دعا کی فضیلت حدیث شریف میں ہے کہ ایسی صورت میں سب کی دعا قبول ہوجاتی ہے،جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:عن حبیب بن مسلمۃ فھری رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع ملا فیدعو بعضھم و یؤمن بعضھم إلا اجابھم اللہ تعالی، حضرت حبیب بن سلمہ فہری رضی اللہُ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:ایک جگہ جمع ہوکر لوگ دعا کریں کہ کوئی دعا کرے اور سب آمین کہیں تو سب کی دعا قبول ہوتی ہے۔(جامع الاحادیث جلد(۴)ص(۳۰۵) مکتبہ شبیر برادرز لاہور)

آمین دعا ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام دعا کررہے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قد اجیبت دعوتکما یعنی تم دونوں کی دعا قبول ہوئی تو یہاں آمین کہنے کو بھی دعا فرمایا اور دعا میں اخفاء اولی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے " ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ،،یعنی اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ اور رسول اللہ صل اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا " خیر الدعاء الخفی وخیر الرزق ما یکفی،، ترجمہ بہترین دعا وہ ہے جس میں اخفاء ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے (ترمذی شریف مترجم جلد دوم ص 821)

لہٰذا دعا میں بھی آمین آہستہ کہنا بہتر ہے اور اگر کوئی بلند آواز سے کہتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۹ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(مدت نفاس ختم ہونے کے دو تین روز بعد آنے والا خون کیا حیض ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو نفاس کا خون 40 دن جاری رہا۔ پھر 2، یا 3 دن بعد حیض کی تاریخ ہوئی اور خون آیا اور 7، 8 دن رہے تو یہ حیض کا خون ہوگا یا استحاضہ کا جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد رضوان عالم رضوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہ خون استحاضہ کا ہے حیض کا نہیں کیوں کہ حیض ونفاس کے درمیان میں پندرہ دن کا وقفہ ہونا لازمی ہے حضور صدرالشریعہ تحریر فرماتے ہیں دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضرور ہے یوں ہی نفاس وحیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ استحاضہ ہے (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۳۷۲ مکتبہ مدینہ دھلی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۴ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(کیا سرمہ طور پہاڑ سے بنا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرمہ جو بنا ہے کیا وہ کوہ طور پہاڑ سے بنا ہے زید کہتا ہے موسی علیہ السلام جب اللہ سے ہم کلامی کرتے تھے تو تجلیات ربی سے طور پہاڑ جل کے خاک ہوگیا اور اس سے ہی سرمہ بنا آخر صحیح کیا ہے؟

المستفتی:۔عبدالغفور مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسی کوئی روایت میری نظر سے نہیں گزری کہ تجلیٔ الٰہی سے کوہ طور جل کر راکھ ہو گیا تھا اور اسی سے سرمہ بنا بلکہ سرمہ مختلف ملکوں میں پایا جاتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ :" فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا۔" ترجمہ کنزالایمان شریف، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو اسے پاش پاش کر دیا۔

(پارہ ۹ سورہ اعراف)

یعنی تجلیٔ الٰہی سے کوہ طور ٹکڑے ٹکڑے چور چور ہو گیا نہ کہ وہ جل کر راکھ ہو گیا (طب نبوی اور جدید سائنس حصہ اول صفحہ ۱۲۵ پر ہے کہ سرمہ ایک سیاہ رنگ چمکدار پتھر ہے جو مصر، افریقہ، ایران اور عراق میں پایا جاتا ہے ہندوستان میں یہ وزیا نگرم کے علاقہ میں ملتا ہے- پاکستان میں سرمہ کا پتھر باجوڑ، چترال اور کوہستان کے علاقہ میں پایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ کہ دنیا کا بہترین سرمہ اصفہان اور چترال میں پایا جاتا ہے۔

معلوم ہوا دوسرے معدنیات کی طرح یہ بھی کسی کسی جگہ قدرتی طور پر کالے رنگ کے پتھر پائے جاتے ہیں اور اسی سے سرمہ بنایا جاتا ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی سانگلی مہاراشٹر

۶/جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(دارالعلوم کو اسکول یا جماعت خانہ بنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک دارالعلوم تھا اس کو بند کر کے زید نے اسکول بنایا اور اب اسکول بند کر کے جماعت خانہ بنا کر کرایہ پر دیتا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔شعیب رضا نوری گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس زمین پر دارالعلوم قائم ہوا اگرچہ وہ زمین چندہ کرکے خریدی گئی یا کسی شخص نے وقف کیا تھا تو اب دارالعلوم کو اسکول میں تبدیل کرنا یا جماعت خانہ میں تبدیل کرکے بھاڑا وصولنا جائز نہیں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ جب مدرسہ کے نام پر زمین خریدی گئی اوراس پر مدرسہ کی ایک عمارت بھی تعمیر ہوگئی تو وہ زمین مدرسہ کے لئے وقف ہوگئی خواہ وہ زمین کسی نے وقف کی ہو یا چندہ کی رقم سے مدرسہ کی زمین خریدی گئی ہولہٰذا اب مدرسہ کی زمین پر نہ مسجد تعمیر کرسکتے ہیں اور نہ ہی شادی خانہ وغیرہ بنا سکتے ہیں کیونکہ تغییر وقف جائز نہیں لا یجوز تغیر الوقف (درمختار ج2 ص490) ردالمحتار میں ہے الواجب ابقاء الوقف ما کان علیہ‘‘ اھ (ج2 ص388)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی ہے اس کو دوسری غرض کی طرف پھیرنا جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد6 ص455 بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم کتاب الوقف صفحہ 158)

دارالعلوم کو اسکول یا جماعت خانہ میں تبدیل نہ کرے کہ یہ ناجائز ہے اور جو ایسا کرے گا سخت گناہ گار مستحق عذاب ہوگا مسلمانوں پر ضروری ہے کہ دارالعلوم کی حفاظت کرے اوراس کو دینی تعلیم کے لئے برقرار رکھے ناجائز تصرف کرنے والے کو اس سے روکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۳ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے پر تلاوت قرآن کا ثواب ملے گا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ترجمہ قرآن پاک پڑھنے سے تلاوت قرآن پاک کا ثواب

ملے گا یا نہیں شریعت کی روشنی میں مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد نعیم الدّین سلامی نقشبندی مرادآبادیوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ترجمہ قرآن پڑھنے سے تلاوت قرآن کا ثواب نہیں ملتا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ترجمہ بندے کا کلام ہے پس خدا کا کلام اور بندۂ خدا کا کلام برابر نہیں جب کلام برابر نہیں تو ثواب برابر کیسے ہوسکتا ہے جیسا کہ صاحب تفہیم المسائل اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:إنا انزلنه قرءنا عربیا لعلكم تعقلون،ہم نے اسے واضح عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھو،قرآن مجید کی تلاوت عربی زبان میں یہ الگ اور مستقل عبادت ہے،اس کے معنی کو سمجھنا اوراس پر عمل کرنا یہ بلاشبہ بہت بڑی سعادت بلکہ نزول قرآن کا مدعاءمقصود ہے ترجمۂ قرآن کو مطلب قرآن سمجھنے کے لئے پڑھنا،اجر وسعادت کی بات ہے لیکن ترجمہ قرآن کلام اللہ نہیں،اس لئے اسے اردو انگریزی یا کسی اور زبان میں بہ نیت تلاوت پڑھنے سے تلاوت قرآن کا ثواب نہیں ملے گا،اس لئے کہ ترجمہ قرآن بندے کا کلام ہے اللہ کا نہیں،(تفہیم المسائل جلد(۱)ص(۱۴۹) مکتبہ ضیاءالقرآن پبلیکیشنز لاہور) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد راشد مکی کٹہار بہار

۱۴ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(گرمی یا ٹھنڈی کی شدت کیوں ہوتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جہنم سانس لیتی ہے اور سانس چھوڑتی ہے تو گرمی اور ٹھنڈی تو بہت سارے علاقے ہیں جیسے ممبئی بنگلور وغیرہ وہاں ٹھنڈ پڑتی ہی نہیں اس کے بارے میں سمجھائیں بہت بڑی مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد افتخار عالم قنوج یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ بات درست اور حدیث پاک سے ثابت ہے کہ گرمی یا ٹھنڈی کی شدت وتیزی جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہوتی ہے چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے :عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة، فإن شدة الحر من فيح جهنم واشتكت النار إلى ربها فقالت يا رب أكل بعضي بعضا . فأذن لها بنفسين نفس في الشتاء، ونفس في الصيف، فهو أشد ما تجدون من الحر، وأشد ما تجدون من الزمهرير" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب گرمی سخت ہوتو نماز ظہر کو ٹھنڈی کرلیا کرو (تاخیر سے پڑھو) کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش کے سبب ہوتی ہے، جہنم نے اپنے پروردگار سے درخواست کرکے کہا: اے پروردگار! میرا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھا رہا ہے، تو پروردگار نے اُسے دو سانس لینے کی اجازت دی؛ ایک سانس سرما میں اور ایک سانس گرما میں، تو جو سخت گرمی تم محسوس کرتے ہو اُسی سانس کی وجہ سے ہے اور جو سخت سردی تم پاتے ہو اُسی وجہ سے ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر)

اب رہی یہ بات کہ کہیں ٹھنڈی نہیں ہوتی ہے کہیں گرمی نہیں لگتی ہے تو یہ جان لیں کہ وہ علاقے جہاں اس دوران میں بھی سردی ہوتی ہے تو یہ استثنائی صورتیں اور موانع موجود ہیں۔ مثلاً سخت گرمی کے دوران میں جب بارش ہوجائے تو موسم ٹھنڈا ہوجاتا ہے اسی طرح اونچے پہاڑ، گھنے درخت اور برف ان موانع میں سے ہیں جن کی وجہ سے گرمی کی شدت کم ہوجاتی ہے۔ استثنائی صورتوں کی وجہ سے اصول نہیں بدلتے۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے: انا خلقنا الانسانَ من نطفة أمشاج نبتليه فجعلنه سميعا بصيرا" بے شک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا کیا، ہم اسے آزمانا چاہتے ہیں۔ پس ہم نے اسے سننے والا (اور) دیکھنے والا بنایا ہے۔ (سورۃ الدھر ۲)

حالانکہ بہت سے لوگ بہرے یا اندھے بھی پیدا ہوتے ہیں اور ساری زندگی بہرے یا اندھے ہی رہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۵/ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(کیا حضور غوثِ پاک رفع یدین کرتے تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ حنبلی تھے تو رفع یدین کرتے تھے یا نہیں اور اگر کرتے تھے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور بھی ولی اللہ ہیں سب انہیں کے سلسلے سے ہیں تو سب رفع یدین کرتے تھے کیا؟ تو رفع یدین کرنا صحیح ہے یا نہیں تفصیلی جواب بحوالہ عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد شاکر علی کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت پیران پیر روشن ضمیر سیدنا غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سے حنبلی تھے۔سرکار اعلیٰ حضرت پیشوائے اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے پوچھا گیا کہ کیا غوث پاک پہلے حنفی تھے بعد میں حنبلی ہوئے تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ روایت صحیح نہیں ہے۔غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سے حنبلی تھے،اور بعد کو جب عین شریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتویٰ دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اس کی تقویت فرمائی (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ رصفحہ ۲۲۷ قدیم)

رہا یہ کہ حضور پرنور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود نماز میں رفع یدین کرتے تھے یا نہیں تو رفع یدین کرنے نہ کرنے کے بابت روایت ہماری نظر سے نہیں گزری ویسے جب سرکار کو خود منصب اجتہاد مطلق حاصل تھا تو ظاہر یہی ہے کہ سرکار اپنے اجتہاد کے بمطابق ادا کرتے رہے ہوں گے اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو حنفی المسلک تھے آپ اسی مسلک کے بمطابق ادا کرتے تھے حنفی کو رفع یدین کرنا منع ہے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ احناف اہل سنت کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت

دونوں ہاتھ اٹھانا خلاف سنت اور ممنوع ہے (جآء الحق حصہ دوم صفحہ 508 مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۹ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(کیا یہ بات صحیح ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغیر وضو نام لینے والا ہلاک ہوجاتا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ واقعہ صحیح ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغیر وضو نام لینے والا ہلاک ہوجاتا تھا؟ برائے کرم مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد فیضان رضا دھونرہ بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں درست ہے گلزار معانی میں مذکور ہے کہ ابتداء میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جلالیت کا بہت غلبہ تھا اور اس غلبہ کی یہ حالت تھی کہ جو شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بغیر وضو کے لیتا ہلاک ہوجاتا تا ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ عبد القادر اس حالت کو چھوڑ دو کیونکہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگ اللہ تعالیٰ اور میرا نام بھی بغیر ادب اور حرمت کے ذکر کریں گے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مصطفیٰ پر رحم فرمایا اور اس حالت کو ترک کیا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب غوث پاک کی یہ حالت مشہور ہوئی تھی تو لوگ موت کے خوف سے آپکا نام بغیر وضو کے نہ لیتے تھے تو بغداد کے اولیاء کرام نے حضرت غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ لوگوں کے حال پر رحم فرمائیں اور اس سختی کو معاف فرمادیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا میں تو اس حالت کو پسند نہیں فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ عبد

القادر تو نے میرے نام کی عزت کی اور ہم تیرے نام کی عزت کریں گے اور جو عزت کرتا ہے وہ معزز بن جاتا ہے مشائخ عظام فرماتے ہیں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بغیر وضو کے لیتا ہے وہ تنگ دستی اور مفلسی کا شکار ہو جاتا ہے اور جو آپکے نام کی نذر مانتا ہے اسے ضرور ادا کرنا چاہیے تا کہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے۔(بحوالہ تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر مترجم ص:62/ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۳ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(بعد انتقال والدین کے کتنے حقوق ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ والدین کے انتقال کے بعد اولاد پر کتنے حق ہیں والدین کے وضاحت کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

والدین کے رحلت کے بعد چند حقوق ہوتے ہیں جن کو میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے کچھ اس طرح گنایا ہے سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز غسل وکفن ونماز ودفن ہے اور ان کاموں میں سنن ومستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی امید ہو۔ ان کے لئے دعا واستغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔صدقہ وخیرات واعمال صالحہ کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا،حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا،اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا،اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا

میں حد درجہ کی جلدی کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔ ان پر کوئی فرض رہ گیا تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا، حج نہ کیا ہو تو ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا وعلٰی ہذا القیاس۔

ہر طرح ان کی برأت ذمہ میں جدو جہد کرنا۔ انہوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگر چہ شرعًا اپنے اوپر لازم نہ ہو اگر چہ اپنے نفس پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعًا تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشخبری پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔ ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو نہیں ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسے ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔ ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا، وہاں یٰسٓ شریف پڑھنا ایسی آواز سے کہ وہ سنیں اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام وفاتحہ نہ گزرنا۔ ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔ ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ ان کا اعزاز واکرام رکھنا۔ کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔ سب میں سخت تر وعام تر ومدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے انہیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا، اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے، نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور دمکتا ہے، اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے، ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انہیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔

حدیث میں ہے کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں۔ فرمایا* نعم اربعة الصلاة علیهما والاستغفار لهما وانفاذ عهدهما من بعدهما واكرام صديقهما وصلة الرحم التي لارحم لك الا من قبلهما فهذا الذي بقي من برهما بعد موتهما۔ رواه ابن

النجار عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع القصۃ،ورواہ البیھقی فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایبقی للولد من بر الوالد الا اربع الصلوٰۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عھدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ۔*

ہاں چار باتیں ہیں: ان پر نماز، اوران کے لئے دعاءِ مغفرت، اوران کی وصیت نافذ کرنا، اوران کے دوستوں کی بزرگ داشت، اور جو رشتہ صرف انہیں کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا، یہ وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے (ابن نجار نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مع قصہ کے روایت کیا۔اور بیہقی نے اپنی سنن میں انہیں روایت کیا، اور بیہقی نے اپنی سنن میں انہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے: والد کے ساتھ نیکی کی چار باتیں ہیں: اس پر نماز پڑھنا اور اس کے لئے دعا مغفرت کرنا، اس کی وصیت نافذ کرنا، اس کے رشتہ داروں سے نیک برتاؤ کرنا، اس کے دوستوں کا احترام کرنا۔(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۴) ص (۳۹۱) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۹ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(کیا نومولود بچے کے بال ناپاک ہوتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نومولود بچے کے سر کے بال جب تک منڈے نہ جائیں وہ بال ناپاک ہوتے ہیں؟ دلائل کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں بینوا توجروا المستفتی:۔محمد ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عوام میں جو معروف ہیکہ نومولود بچے کا بال جب تک نہ منڈائے پاک نہ ہوگا یہ غلط ہے بلکہ بچے کو نہانے کے

بعد بچہ کا بال وجسم پاک ہوجاتا ہے البتہ پیدائشی بال منڈوانا سنت ہے نومولود بچے کے سر کے بال یا جسم کا کوئی بھی حصہ بذاتہ خود ناپاک نہیں ہوتا ہے البتہ نجاست لگنے کی وجہ سے ناپاک ہے اب اگر اس نجاست کو دور کردیا جائے تو وہ پاک ہوجائے گا۔

حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں جو چیزیں بذاتہ خود نجس نہیں بلکہ کسی نجاست کے لگنے سے ناپاک ہوئیں توان نجاست کو ہر رقیق بہنے والی چیز سے دھوکر پاک کر سکتے ہیں۔

(بہار شریعت حصہ ۲ ص ۳۹۷ مکتبہ مدینہ دہلی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۵ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(ہمبستری اور قضائے حاجت کے وقت فرشتے انسان سے جدا ہوجاتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمبستری کے وقت ورفع حاجت کے وقت کراما کاتبین انسان سے جدا ہوجاتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی:۔ محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہرلاکھی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں یہ بات صحیح ہے کہ ہمبستری اور قضائے حاجت کے وقت کراما کاتبین دونوں فرشتے انسان سے جدا ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضور صدر الافاضل فخر الاماثل الشاہ سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ الباری تفسیر خزائن العرفان میں آیۃ کریمہ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید، یعنی کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو" کے تحت فرماتے ہیں "خواہ وہ کہیں ہو سوائے قضائے حاجت اور وقت جماع کے اس وقت یہ فرشتے آدمی کے پاس ہٹ جاتے ہیں ان دونوں حالتوں میں آدمی کو بات کرنا جائز نہیں تاکہ اس کے لکھنے کے لئے

فرشتوں کو اس حالت میں اس سے قریب ہونے کی تکلیف نہ ہوا ھ (پ:26/ع:15/آیت:17/سورۂ ق)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۳ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(جو پیر کہے شریعت الگ ہے طریقت الگ ہے اس سے مرید ہونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو پیر یہ کہے ہم طریقت والے ہیں شریعت والے الگ ہیں اور کہتا ہو میرے مرید ہو جائے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے جنت میں میں لے جاؤں گا ایسے شخص سے مرید ہونا چاہئے یا نہیں ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے علمائے کرام شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔ محمد نعیم الدین سلامی نقشبندی مراد آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شریعت ہی طریقت ہے طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور ہے محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہوسکتا" کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم *وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصاکم بہ لعلکم تتقون* (پارہ 8 سورۃ الانعام آیت 153)

اور اے محبوب! تم فرما دو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے تاکہ تم پرہیزگاری کرو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ دیکھو قرآن مجید نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے اور اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔

تین سطر بعد فرماتے ہیں کہ طریقت ہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال و نا سزا ہے جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا طریقت حقہ راہ ابلیس نہیں قطعاً راہ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعت مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے۔ طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شریعت بڑے بڑے کشف راہبوں جوگیوں سنیاسیوں کو ہوتے ہیں پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نار جحیم وعذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔ چار سطر بعد فرماتے ہیں کہ شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی احتیاج ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 17 کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ 125 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نیز فرماتے ہیں کہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت۔

ولہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا*المتعبد بغیر فقه کالحمار فی الطاحون*(حلیة الاولیاء لابی نعیم) بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔ (المرجع السابق صفحہ 127)

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ گئے ہیں سید الطآئفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا*صدقوا القد وصلوا ولکن این الی النار* وہ سچ کہتے ہیں بیشک پہنچے مگر کہاں تک جہنم کو۔ البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہوگئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلم شریعت اٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ 78 مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو دہلی)

نیز فرماتے ہیں کہ پیری کے لئے چار شرطیں ہیں قبل از بیعت ان کا لحاظ فرض ہے۔

اول سنی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

سوم فاسق معلن نہ ہو۔

چہارم اس کا سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔(المرجع السابق صفحہ 79)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہو گیا کہ طریقت منافی شریعت نہیں بلکہ وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے کوئی ولی کتنا ہی عظیم ہو شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا جب تک ہوش وحواس باقی ہیں شریعت کی پابندی لازم ہے۔

صورت مسئولہ میں بنام پیر جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم طریقت والے ہیں شریعت والے الگ ہیں تو ایسا شخص جھوٹا مکار ڈھونگی گمراہ آور گمراہ گر ہے ایسے شخص سے مرید ہونا قطعاً جائز نہیں اور اس کا یہ کہنا کہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں تو اس کے اس جملے سے نماز کا صاف انکار معلوم ہوتا ہے اور نماز کا منکر کافر ہے۔

لہذا شخص مذکور پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے نماز کا انکار یقیناً کفر ہے لیکن نہ پڑھنے والے پر حکم کافر تو عائد نہیں ہوگا لیکن فاسق معلن مستحق قہر غضب وباعث لعنت وملامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۳ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(غیر مسلم کو کاروبار میں پاٹنر بنانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مسلمان غیر مسلم کو کسی بھی کاروبار میں اپنا پاٹنر بنا سکتا ہے؟

المستفتی:۔محمد آصف مصطفائی مکرانہ راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کاروبار میں غیر مسلم کو پاٹنر بنانا اس شرط پر جائز ہے کہ اس سے دین میں کوئی ضرر نہ ہو ورنہ حرام ہے چنانچہ صدر

الا فاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں۔لیکن معاملہ کرنا خرید وفروخت کے لیے یا پڑوس کی وجہ سے یا ہمراہی کے سبب سے، اس طور پر کہ اس سے دین میں ضرر نہ ہو حرام نہیں۔اس قسم کے معاملات میں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ محل وموقع پر حسب حاجت مکارم اخلاق کا برتاؤ بھی جائز ہے تا کہ وہ بھی اہل اسلام کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں۔(فتاوی صدر الافاضل، جلد اول صفحہ ۲۷۷ ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

الانتباہ:۔کفار سے اس فتوے میں مراد اہل کفر وشرک غیر مسلمین ہیں منافقین ومرتدین زمانہ وہابی دیوبندی رافضی وغیرہم مرتدین نہیں ! کیوں کہ ان سے سلام کلام باہمی خورد ونوش اور معاملہ داری بھی موالاتِ قلبی یعنی دلی دوستی کی طرح حرام ہے، صرف شرعاً مجبوری اور اضطرار میں ہی ان سے معاملہ داری درست ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

۲۱ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ

(عورتوں کو سیندور لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمہ خواتین کو سیندور کا استعمال کرنا ازروئے شرع کیسا ؟

المستفتی:۔عارض محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہرلاکھی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سیندور لگانا مثلہ میں داخل اور حرام ہے نیز اس کا جرم پانی بہنے سے مانع ہوگا جس سے غسل نہیں اترے گا۔(فتاوی امجدیہ جلد چہارم ص60) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۹ جولائی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

(عصر کے بعد کھانا کھانے کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عصر کے بعد کھانا کھانے کی ممانعت ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمّد مختار احمد برہان نگر جالنہ مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شریعت میں بعد نماز عصر کھانا کھانے کی ممانعت نہیں اور شرع شریف میں کسی چیز کا ناجائز وحرام ثابت نہ ہونا ہی یہی اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔بخاری مع فتح الباری جلد 19 صفحہ ۴۰۲ / پر ہے کہ ’’ان جمیع الاشیاء علی الاباحۃ حتی یثبت المنع قبل الشارع‘‘یعنی تمام چیزیں جائز ومباح ہیں جب تک کہ کسی چیز کے لئے شارع سے منع ثابت نہ ہو۔یہ سمجھنا کہ عصر کی نماز کے بعد کھانا کھانا جائز نہیں غلط فہمی ہے بلکہ اہل علم بعد نماز عصر کھانے کو عصرانہ کہتے ہی ہیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(عندالشرع آسیب زدہ شخص کا قول معتبر ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آسیب زدہ شخص کی بات عندالشرع معتبر ہے؟

المستفتی:۔محمد رضا مرادآبادیوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آسیب زدہ کی باتوں کا عندالشرع کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ اکثر جھوٹ بولتے ہیں اور انکی باتوں پر اعتبار کر کے کسی مسلمان پر تہمت لگانا یا بدگمانی کرنا حرام ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں جن اور شیاطین بعض وقت آدمی پر خلل کرتے ہیں کبھی بے ہوش کر دیتے ہیں اور کبھی اس کی زبان سے بولتے ہیں طرح طرح کی حرکات کرتے ہیں مطلب ان کی بات پر اعتبار نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۹/ ماخوذ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء ج ۲ ص ۵۴۱ تا ۵۴۲) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(قصداً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجنے والا شخص کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قصداً درود شریف نہ پڑھے تو کیا وہ ایمان سے خارج ہو جائیگا جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ طفیل رضا بھدرک اڑیسہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

رب قدیر وکریم جل شانہ ارشاد فرماتا ہے *ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یآیھا الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما* (پارہ 22 سورۃ الاحزاب آیت نمبر 56)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت صدر الا فاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد درودِ شریف پڑھنا سنت ہے۔(تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر 768)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود وسلام بھیجنا اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ اور اس کے فرشتوں کی سنت ہے اور ایمان والو کو حضور اقدس کی ذات والا صفات پر درود وسلام بھیجنا اللہ تبارک تعالیٰ کی تاکیدی حکم ہے اور یہ سچائی ہے کہ جب بندہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود وسلام بھیجنے کی عادت بنالیتا ہے تو اس کے ایمان میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور اس کے دل میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑھتی رہتی ہے۔اور محبت رسول ہی جان ایمان ہے سنیت کی پہچان ہے۔

صورت مسئولہ میں شخص مذکور قصداً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام نہیں بھیجتا تو سخت گنہگار ہے حکم خداوندی کا تارک ہے۔ایمان سے خارج تو نہیں کہا جاسکتا تاہم سخت گنہگار ہے۔

لہذا اپنے رویہ کو فورا بدلے اور عقیدت ومحبت کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں روز آنہ درود شریف پڑھنے کا معمول بنالے۔

مومنو پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوۃ والسلام

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(لواطت کے ثبوت کے لئے کتنے گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس طرح زنا کے ثابت کرنے کے لیے چار چشم دید گواہوں کا

یک زبان گواہی دینا شرط ہے تو لواطت ثابت کرنے کے لیے کتنے گواہ اور کیا طریقہ کار ہے وضاحت سے جواب ارشاد فرمائیں اگر ساتھ حوالہ مل جائے تو اور بہتر ہو جائے گا

المستفتی:۔علی حیدر چشتی شیر ربانی نگر شرقپور شریف پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لواطت یعنی مرد کا کسی مرد یا لڑکے کے ساتھ بدفعلی کے ثبوت کے لئے دو عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے* واشھدوا ذوی عدل منکم *(پ:28/سورۂ طلاق)

اور شامی مبحث اللواطۃ جلد سوم صفحہ 156 /مطبوعہ نعمانیہ میں ہے * یکفی فی الشھادۃ علیھا عدلان لا اربعۃ *(فتاوی فقیہ ملت ج:1 /ص:113) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۸/اکتوبر بروز سوموار ۲۰۱۹ سنہ عیسوی

(کیا غنیۃ الطالبین غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی تصنیف کی ہوئی ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فیس بک میں ایک پوسٹ پڑھا ہوں کہ غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ آپ کی طرف غلط منسوب کیا گیا ہے کیا یہ بات مبنی بر حقیقت ہے؟ رہنمائی فرمائیں کرم ہوگا

المستفتی:۔محمد نصیر الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ھو الھادی الی الصواب

غنیۃ الطالبین کے تعلق سے امام عشق ومحبت الشاہ امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔اولاً کتاب غنیۃ

الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجرد ہے۔ اور امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین عذاب نے الحاق کر دیا ہے، فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں: وایّاك ان تغتربما وقع فی الغنیۃ لامام العارفین و قطب الاسلام والمسلمین الاستاذ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ دسہ علیہ فیہا من سینتقم اللہ منہ والا فھو برء من ذلك، یعنی خبردار دھوکا نہ کھانا اس سے جو امام اولیاء سردارِ اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنیۃ میں واقع ہوا کہ اس کتاب میں اسے حضور پر افتراء کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اس سے بدلہ لے گا، حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بَری ہیں۔ (الفتاوی الحدیثیۃ مطلب ان مافی الغنیۃ للشیخ عبدالقادر مطبعۃ الجمالیہ مصر ص ۱۴۸)

ثانیاً اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت و جماعت کو بدعتی، گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے کہ: خلاف ماقالت الاشعریۃ من ان کلام اللہ معنی قائم بنفسہ واللہ حسیب کل مبتدع ضال مضل بخلاف اس کے جو اشاعرہ نے کہا کہ للہ تعالیٰ کا کلام ایسا معنی ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور للہ تعالیٰ ہر بدعتی، گمراہ و گمراہ گر کے لیے کافی ہے۔

(الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل فی اعتقاد ان القرآن حروف مفہومۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۱)

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکار غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت کو بدعتی، گمراہ گمراہ گر لکھا ہے اس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی محلِ تشویش نہیں۔

ثالثاً پھر یہ خود صریح غلط اور افترا بر افترا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ: ھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ وہ بعض حنفی ہیں۔ (الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل واما الجہمیۃ الخ ادارہ نشر و اشاعت علوم اسلامیہ پشاور ۱/۹۱)

اس نے نہ حنفیہ پر الزام آ سکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر، آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے، جیسے زمخشری صاحبِ کشاف و عبدالجبار و مطرزی صاحبِ مغرب و زاہدی صاحبِ قنیہ و حاوی و مجتبیٰ، پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا۔ بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیت پر کیا الزام آیا۔ نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا، جانے دو رافضی خارجی معتزلی وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا۔

رابعاً:۔ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار میں بسندِ صحیح حضرت ابوالتقی محمد بن ازہر صریفینی سے ہے مجھے رجال الغیب کے

دیکھنے کی تمنا بھی مزارِ پاک امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مردانِ غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ پیچھے ہوئے ان کے لیے دریائے دجلہ کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پار ہو گئے انھوں نے قسم دے کر روکا اور ان کا مذہب پوچھا، فرمایا: حنفی مسلم وما انا من المشرکین ہر باطل سے الگ مسلمان، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

یہ سمجھے کہ حنفی ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لیے حاضر ہوئے حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے ان کے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا: اے محمد! آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں۔ (بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ من عجائب احوالہ مختصرا دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۵۲)

کیا معاذ اللہ گمراہ بدمذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن کی ولایت کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی، وہ وہابی رسالہ نظر سے نہ گزرا، یہاں چند امور واجب اللحاظ ہیں۔

اولاً وہ کلمات جو ان کتب سے مخالف نے نقل کیے اسمعیل دہلوی کے کلمات ملعونہ کے مثل ہوں ورنہ استشہاد مردود، یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض متحمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکم قرآن انہیں معنی حسن پر حمل کریں گے، اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کر چکا ہو تو اس کی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ: کل اناء یترشح بما فیہ صرح بہ الامام ابن حجر المکی رحمۃ اللہ تعالی۔ ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے، امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

ثانیاً وہ کتاب محفوظ مصوٗن ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمنِ دین کے الحاق کا احتمال نہ ہو جیسے ابھی غنیۃ الطالبین شریف میں الحاق ہونا بیان ہوا، یونہی امام حجۃ الاسلام غزالی کے کلام میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں جن کا شافی بیان امام عبد الوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کیے، اسی طرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافظ وغیرہما اکابر کے کلام میں الحاقات ہونا شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثناء عشریہ میں بیان فرمایا، کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ بے کم و بیش مصنف کی ہے پھر اس قلمی نسخہ سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہ ہوگی اور ان کی اصل وہی مجہول قلمی ہے جیسے فتوحات مکیہ کے مطبوعہ نسخے ثالثاً اگر بہ سند ہی ثابت ہو تو تواتر و تحقیق درکار امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں لاتجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق، نعم یجوز ان یقال

قتل ابن ملجم علیًا فان ذٰلك ثبت متواترا بلا تحقیق مسلمان کی طرف گناہِ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو قتل کیا، کیونکہ یہ خبر متواتر سے ثابت ہے۔ (احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الافۃ الثامنۃ اللعن مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ ۳/۱۲۵)

جب بے تحقیق تام عام مسلمان کلمہ گو کی طرف گناہ کی نسبت ناجائز ہے تو اولیاء کرام کی طرف معاذ اللہ کلمہ کفر کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہو سکتی ہے۔

رابعاً سب فرض کرلیں تو اب وہابی کے جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی توہین بری نہیں کہ فلاں فلاں نے بھی کی ہے کیا یہ جواب کوئی مسلمان دے سکتا ہے، بفرض غلط توہین جس سے ثابت ہو وہ ہی مقبول نہ ہوگا نہ یہ کہ معاذ اللہ اس کے سب توہین مقبول ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلند و عظمت والے اللہ کی توفیق سے۔ (فتاوی رضویہ جدید جلد ۲۹ ص ۲۲۳) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۲۲ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ بروز سوموار

(کیا غزوہ احد میں رسول اللہ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے اگر ہوئے تھے تو کتنے دانت شریف اور اوپر کے یا نیچے کے باحوالہ جواب عطا کریں کرم ہوگا

المستفتی:۔ محمد تنویر احمد ہرپورواگوٹ سیتا مڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غزوہ احد تین ہجری میں واقع ہوا ہے اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لب زیریں لہولہان ہوگیا اور آگے

کے نچلے دندان مبارک شہید ہو گئے۔(مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۷۴ تواریخ حبیب الہ ص ۶۳:*سیرت المصطفے ص ۱۸۱: معارج النبوت ص جلد سوم ص ۱۵۸ ضیاء النبی جلد سوم ص ۵۰۷)

مختلف الفاظ کے ساتھ مرآۃ المناجیح جلد ۸ ص ۱۰۵ میں ہے :عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسرت رباعیۃ یوم احد وشج فی راسہ : حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکڑی شہید کردگئی رواہ مسلم صاحب مراہ بحوالہ اشعۃ اللمعات فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی چوکڑی کا ایک دانت شریف کا ایک کنگرہ ٹوٹا یہ دانت شہید نہ ہوا یہ دو اقوال ہیں مذکورہ مصنفین مطلق دندان مبارک کی شہادت کا قول کرتے ہیں اور صاحب مراہ بحوالہ اشعۃ اللمعات دانت شریف کا کنگرہ ٹوٹا یہ دانت شہید نہ ہوا یہ روایت کرتے ہیں اولا دندان شریف کا کنگرہ ٹوٹا ہو یا مطلق دانت شریف دونوں کیلئے شہید کا لفظ استعمال ہوگا چاہئے وہ شہادت کلی طور سے ہوئی ہو یا جزئی وہ شہادت ہے رہا یہ جملہ کے دانت شریف کا کنگرہ ٹوٹا یہ دانت شہید نہ ہوا یہاں مطلقا شہادت کی نفی نہیں ہے بلکہ داندان مبارک کے جڑ سے شہید نہ ہوا کی نفی ہے ورنہ دانت شریف کا کنگرہ تو شہید ہوا ہی ہے، یہ ثابت، اور اب جن مصنفین نے مطلق روایت کی ہے اس سے بھی یہی مراد ہیں کہ دانت شریف کے کچھ حصے شہید ہوئے اسلئے کہ ان مصنفین کا شہادت کا اطلاق کرنا بھی صحیح ہے اسلئے کہ جزئی شہادت پائی جارہی ہے اور یہ کہنا بھی درست کے نبی دوعالم کے دندان مبارک غزوہ احد میں شہید ہوئے ہیں اب رہا یہ سوال کہ نبی دوعالم کے مسکرانے والی حدیث تو جنھوں نے دانت مبارک کی شہادت کی روایت کی ہے وہ نچلے دانت شریف کی کی ہے اور مسکرانے میں نچلا دانت پورے طور سے ظاہر نہیں ہوتا ہے اسلئے مسکرانے اور دندان مبارک کی شہادت والی روایت میں کوئی منافات نہیں ہے : دوسرا سوال یہ کے دندان مبارک شہید ہونا عیب ہے اور اللہ تعالی نے تمام عیوب سے منزہ آپ کو پیدا فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حالت جہاد میں عضو کے کسی حصہ کا کام آجانا عیب نہیں بلکہ مقبولیت وتقرب کی دلیل ہے اس بنا پر اسے عیب نہیں کہہ سکتے ہیں اور دندان مبارک کے جھڑنے والی کوئی روایت نہیں ہے دونو ٹوٹنے والی ہی روایت ہے اور صاحب مراہ کی اپنی رائے نہیں ہے وہ صاحب اشعۃ المعات کے قول کو پیش کیا ہے اسلئے دونوں اقوال میں کوئی منافات نہیں ہے دونوں صحیح اور دندان مبارک کے شہادت کی نسبت نبی دوعالم کی جانب کرنا درست ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق ۶ اپریل بروز سنیچر ۲۰۱۹ء

(بزرگوں کے نام سے فرضی چلہ بنانا اور اس کی زیارت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فرضی چلہ بنانا کیا ہے جائز یا ناجائز اور بنانے کے بعد اس کو توڑنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد صدیق نعیمی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

فرضی مزار بنانا جائز نہیں اور اس کی زیارت کرنے والوں پر خدائے تعالیٰ کی لعنت ہے۔فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ 144 پر ہے درکتاب السراج بروایت خطیب آوردہ لعن اللہ من زار بلا مزار۔اھ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 611)

اور اسی فتاویٰ کے کئی صفحات کے بعد ہے کہ جب تک ثبوت صحیح شرعی سے کسی بزرگ کا مزار ہونا ثابت نہ ہو جائے وہاں محض خیال قائم کرنے اور غیر معتبر لوگوں کے کہنے سے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہاں بزرگ کا مزار مان لیں۔

(فتاویٰ مذکور صفحہ 686)

لہذا جس طرح فرضی مزار بنانا جائز نہیں ہے اور اس کی زیارت کرنے والوں پر خدائے تعالیٰ کی لعنت ہے اسی طرح کسی بزرگ کے نام سے فرضی چلہ بنانا بھی جائز نہیں اس لئے اس کو ہٹانا نہایت ضروری ہے تاکہ لوگ اندھی عقیدت میں بھٹکنے سے بچیں اب تو جگہ جگہ نئے نئے چلے سننے میں آرہے ہیں حیرت کی بات تو یہ ہے کہ وہ بزرگان دین جن کا ان جگہوں پر کبھی گزر نہیں ہوا مگر ان کے نام کے چلے موجود ہیں حالانکہ عرف عام میں چلہ گاہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں پر اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ کے کسی ولی نے کچھ دیر عبادت یا قیام کیا ہو مگر اب تو دنیا پرست لوگوں نے پیٹ بھرنے نوٹ بٹورنے کے لئے جگہ جگہ چلے بنائے دھونی سلگائے مورچھل لے کر بیٹھے ہیں صورت مستفسرہ میں ان مصنوعی فرضی چلہ گاہوں پر جانا درست نہیں اور ایسے فرضی چلہ کو ہٹانا نہایت ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(پیر کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پیر ہونے کے کیا کیا شرائط ہیں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد شبیر عالم کلیر شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پیر میں چار باتیں ہونا شرط ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہوجائے اس کے لئے چار شرطیں ہیں۔

(1) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔

(2) شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچائے گا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

(3) عالم ہو۔ اقول:۔ علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے لئے کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف کفرو اسلام وضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بدمذہب نہیں تو کل ہوجائے گا فمن لم یعرف الشر فیوما یقع فیہ۔

(4) فاسق معلن نہ ہو۔ اقول: اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ فجر وفسق باعث فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب دونوں کا اجتماع باطل بتبیین الحقائق (فتاویٰ افریقہ صفحہ 147 / 148)

فلہٰذا جس پیر میں یہ چار شرطیں پائی جائیں وہ پیر ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک بھی کم ہے اس سے مرید ہونا جائز نہیں اور وہ کامل پیر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۷ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالی عنہ کو معصوم کہنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالی عنہ کو معصوم کہہ سکتے ہیں یہ نبی اور کیا معصوم کہنا الگ ہے اور سمجھنا الگ جواب عطا فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی :۔محمد احمد خان قادری بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالی عنہ کو معصوم اس معانی میں جس میں شیعہ حضرات کہتے ہیں کہنا منع ہے اسلئے کہ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ معصوم عن الخطاء انبیاء کرام کی ذات ہے یعنی نبی اور فرشتہ معصوم ہوتے ہیں کوئی گناہ ان سے نہیں ہوسکتا نبی اور فرشتہ کے علاوہ کسی امام اور ولی کو معصوم ماننا گمراہی ہے اگر چہ اماموں اور بڑے بڑے اولیاء کرام سے بھی گناہ نہیں ہوتے ہیں لیکن کبھی کوئی گناہ ہوجائے تو شرعا محال بھی نہیں ہے۔(بحوالہ شرح عقائد بہار شریعت وغیرہم)

اب رہا حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالی عنہ کو معصوم کہنا تو واقعات کربلا بیان کرتے ہوئے ادیب شہیر حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے لالہ زار میں حضرت علی اصغر کو معصوم لکھا ہے مگر حاشیہ پر نوٹ لگا یا ہے کہ اس مضمون میں معصوم کا لفظ ان معنوں میں مستعمل نہیں ہے جن معنوں میں شیعہ حضرات کے یہاں رائج ہے۔(بحوالہ لالہ زار ص ۴۱۲)

اس سے سمجھ میں آیا کہ اگر چھوٹے بچے کو معصوم کہتے ہیں تو کہہ سکتے ہیں مگر بچنا زیادہ بہتر ہے اور حضرت علی اصغر کربلا میں جام شہادت نوش فرماتے وقت چھ ماہ کے شیر خوار تھے اس لحاظ سے معصوم کہتے ہیں اور شیعہ معصوم اصطلاح عربی والا بولتے ہیں اسلئے انکا بولنا ناجائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۱ اپریل بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی ۲۴ رجب ۱۴۴۰ ہجری

(غیر سید کا اپنے آپ کو سید کہنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک سنی عالم اور مقرر بھی ہے جو کہ اپنے آپ کو سید کہتا اور لوگوں سے کہلواتا بھی ہے اور جو لوگ اس کو سید نہیں کہتے ہیں ان پر غصہ بھی کرتا اور وہ اپنے گاؤں میں ہر سال جلسہ بھی کرواتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ فقیر (شاہ) برادری سے تعلق رکھتا ہے اب سوال یہ کہ کیا حکم ہے ایسے عالم کہ بارے میں اور اس شخص کے بارے جو انہیں جان بوجھ کر سید کہتے ہیں اور انکے جلسے میں شرکت کرتے ہیں فقط والسلام

المستفتی:۔ احقر جمیل اختر رضوی مدرس مدرسہ رفیقیہ اشرفیہ رضویہ امام گنج علی نگر دربھنگہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نسب بدلنا اور جو لوگ سید نہ ہوں ان کا اپنے آپ کو سید کہنا سخت ناجائز و حرام، خدائے تعالی اور فرشتوں کی لعنت کا سبب ہے حدیث شریف میں ہے من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا ھذا مختصر :یعنی جو اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب کرے اس پر خدائے تعالی، تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ (ترمذی شریف، جلد ۲، صفحہ نمبر ۳۳)

اگر واقعہ ایسا ہی ہو تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کی سید جیسی تعظیم ہرگز نہ بجالائیں اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ اپنا نسب بدل کر اللہ تعالی، تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت کے مستحق نہ بنیں اور توبہ کریں اور اگر وہ واقعی سید ہوں تو وہاں کے ذمہ دار علماء کے سامنے اپنا سید ہونا ثابت کریں تا کہ مسلمانوں کا خلجان دور ہو اور ان کی تعظیم وتکریم سیدوں جیسی کریں۔ (ماخوذ از فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد ۲، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ نمبر ۳۵۳ تا ۳۵٤)

جو علما اسکی حقیقت جانتے ہیں پھر بھی اسے سید کہتے ہیں وہ بھی توبہ کریں اور انکے غیر سید ہونے کا اعلان کریں۔ واللہ اعلم

کتبہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفا بہار

۱ مارچ بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی ۲۳ جمادی الآخر ۱۴۴۰ ہجری

(عورت کا بغیر چوڑی کے رہنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بغیر چوڑی والی عورتوں کے ہاتھ سے کھانا پینا کیسا ہے زید کا کہنا ہے کہ بغیر چوڑی والی عورت کے ہاتھ سے کھانا پینا جائز نہیں مکمل حوالے کے ساتھ جواب جلد عنایت فرمائیں بڑی نوازش ہوگی

المستفتی:۔ساحل رضا جمشید رضوی امام سنی رضا جامع مسجد مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت کا اپنے شوہر کیلئے بناؤ سنگھار کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے اور اس عورت کے حق میں نفل نماز سے افضل ہے عورت کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے یہ زینت کی چیز ہے اس کا ثبوت کئی احادیث سے ملتا ہے ذیل میں دو حدیث شریف ذکر کی جارہی ہے ابوداؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی کہ ہند بنت عقبہ نے عرض کی یا نبی اللہ مجھے بیعت کر لیجیے تو فرمایا تجھے بیعت نہ کرونگا جب تک تم اپنی ہتھلیوں کو نہ بدل دے (یعنی عورتوں کو چاہیئے کہ ہاتھوں کو رنگین کرلیا کریں۔

ابوداؤد ونسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور کو دینا چاہا حضور نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا تو اس نے کہا عورت کا تو فرمایا کہ اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو مہندی سے رنگے ہوتی مذکورہ حدیث شریف سے یہ ثابت کہ عورتیں اپنے ہاتھوں میں مہندی یا زیور وغیرہ پہن کر رہیں تاکہ مردوں کے ہاتھ سے امتیاز ہوسکے ویسے بھی عورت کا قدرت رکھنے کے باوجود بالکل بغیر زیور کے رہنا مکروہ ہے کہ یہ مردوں سے تشبہ ہے:* ام المومنین حضرت صدیقہ عورت کا بغیر زیور کے نماز پڑھنا مکروہ جانتیں۔(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم ص ۵۷)

کانچ کی چوڑیاں جائز ہیں بلکہ شوہر کیلئے سنگار کی نیت سے مستحب ہے شوہر یا ماں باپ کا حکم ہو تو "واجب لحرمۃ العقوق ولوجوب طاعۃ الزوج فیما یرجع الی الزوجیۃ" (فتاوی رضویہ شریف جلد نہم ص ۲۳۵ مکتبہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اس لئے شخص مذکور کا یہ کہنا کہ بغیر چوڑی پہنے ہوئی عورت کے ہاتھ کا کھانا جائز نہیں یہ شریعت پر افتراء ہے اور کہنا غلط ہے اس سے پرہیز کریں اسکے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ / اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ء

(وعظ پر اجرت لینا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کے موجودہ دور میں کچھ مقرر حضرات وعظ پر اجرت مقرر کر لیتے ہیں تو اس کا لینا کیسا ہے کیا اس کا لینا جائز ہے شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔تصور رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دور حاضر میں وعظ، امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید، اور تعلیم فقہ پر اجرت لینا جائز ہے۔فتاوی رضویہ کتاب الاجارہ میں ہے: اصل حکم یہ ہے کہ وعظ پر اجرت لینی حرام ہے، درمختار میں اسے یہود و نصاری کی ضلالتوں میں سے گنا مگر کم من حکم یختلف باختلاف الزمان کما فی العالمگیریۃ۔کلیہ غیر مخصوصہ کہ طاعات پر اجرت لینا ناجائز ہے ائمہ نے حالات زمانہ دیکھ کر اس میں سے چند چیزیں بضرورت مستثنیٰ کیں امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید، تعلیم فقہ کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلانکیر معاوضہ کے ساتھ جاری ہیں، مجمع البحرین وغیرہ میں ان کا پانچواں وعظ گنا وبسفقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں میں چند چیزوں پر فتوی دیتا تھا اب ان سے رجوع کی ازاں جملہ میں فتوی دیتا تھا کہ عالم کو جائز نہیں کہ دیہات میں دورہ کرے اور وعظ کے عوض تحصیل کرے مگر اب اجازت دیتا ہوں لہذا یہ ایسی بات نہیں جس پر نکیر لازم ہو۔

(جلد ۸، صفحہ نمبر ۱۸۵)

لہذا جو مولانا مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز پر اجرت مقرر کی ہے یا وعظ پر اجرت مقرر کر کے لیتے ہیں تو یہ جائز

ہے اس پر اعتراض جائز نہیں (حوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد دوم، کتاب الاجارۃ صفحہ ۲۹۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی بہار

۳ جمادی الاخر ۱۴۴۰ ہجری

(بیوی ناجائز تعلقات رکھتی ہے اس کی وجہ مرد پر کیا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی کے زید کے علاوہ غیر شخص سے ناجائز تعلقات ہیں نیز زید کو اس بات کا علم ہے کہ وہ غیر مرد سے ناجائز تعلقات رکھتی ہے اس صورت میں زید کے گھر کھانا کھلانا رشتہ ناتہ اور میل جول رکھا جائے یا نہیں؟ المستفتی:۔محمد آصف سیلاقوئی ضلع دہرادون صوبہ اتراکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسی صورت میں جب کہ زید کو اس بات مکمل طور پر علم ہے کہ اس کی بیوی غیر مرد سے ناجائز تعلقات رکھتی ہے تو زید پوری کوشش کرے سمجھائے اور روکے اگر نہیں مانتی تو تنبیہ کے طور پر ناراضگی اور اس سے قطع تعلق کچھ دن کیلئے کرلے اور اگر پھر بھی اپنی حالت سے توبہ نہ کی تو اب چھوڑ دے اب زید پر کوئی شرعی حد عائد نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کے گھر کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا، رشتہ، از روئے شرع سب جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں، قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کوئی جان دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہ اٹھائے گی لیکن اگر زید اس پر راضی ہے یا اپنی زانیہ بیوی کا ساعی ہے تو وہ مستحق سزائے شرع ہے۔اور ایسی صورت میں زید کے گھر کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، رشتہ وغیرہ سے تنبیہا بائیکاٹ کیا جائے گا۔قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم ظالم لوگوں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں آگ چھولے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۳) ص (۶۲۸) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(حضور معراج پر نعلین پاک پہن کر تشریف لے گئے یا اتار کر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور معراج پر نعلین پاک پہن کر تشریف لے گئے یا اتار کر؟اس کا جواب ارسال کریں

المستفتی:۔محمد کاشف رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کہ حضور معراج میں عرش پر نعلین مبارک پہن کر گئے یہ روایت موضوع ہے جیسا کہ صاحب فتاویٰ شارح بخاری تحریر فرماتے ہیں کہ یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم معراج کی رات نعلین شریفین پہن کر گئے تھے۔(بحوالہ فتاوی شارح بخاری،عقائد نبوت،جلد 1 ،صفحہ 306) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۰ ہجری

(جو سنی ہوگا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو مانے گا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے میں سُنّی ہوں اور کہتا ہے کہ میں سلام بھی پڑھتا ہوں یا نبی سلام علیک اور کہتا ہے کہ میں اعلٰحضرت کا کلام مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام نہیں پڑھوں گا اور کہتا ہے میں اعلٰحضرت کو مانتا ہو لیکن اعلٰحضرت کی تعریف نہیں کرونگا اور کہتا ہے کہ تم لوگ اعلٰحضرت کا نام سلام میں زیادہ لیتے ہو ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفیٰ سیّدی اعلٰحضرت پہ لاکھو سلام اور اس کا کہنا ہے کہ اعلٰحضرت کو سیّدی کہتے ہوا اعلٰحضرت سیّد نہیں ہیں تو سیّدی نہیں کہنا چاہیے اور کہتا ہے کہ محرم میں سلام میں مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام نہیں پڑھنا چاہیے اب کیا وہ سُنّی ہے کی نہیں جواب مدلّل عنایت فرمائی

المستفتی:۔نفیس رضا رودولی شریف فیض آباد یوپی الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز سے محبت علامت سنیت اور ان سے بغض وعداوت گمراہی وبیدینی کی علامت ہے حضرت علامہ مولانا سید محمد علوی قاضی القضاۃ (مکۃ المکرمہ) فرماتے ہیں " نحن نعرفه بتصنيفاته وتاليفاته حبه علامة السنية وبغضه علامة البدعة "یعنی ہم حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کو ان کی تصنیفات وتالیفات سے پہچانتے ہیں ان کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض بدمذہبی کی پہچان ہے۔(سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ 322 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اور حضرت بدر ملت مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علمائے حق کے نزدیک آپ (امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ) سے محبت رکھنا سنیت کی پہچان ہے اور آپ سے جلنا اور بغض رکھنا بددین ہونے کی پہچان ہے۔(حوالہ سابق صفحہ 113)

نیز مفتی صاحب موصوف لکھتے ہیں علمائے اسلام نے اعلیٰ حضرت کے فتوائے مقدسہ کی تصدیق وتوثیق ہی پر بس نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عظیم وجلیل فضائل سے یاد کرتے ہوئے اپنا سردار وپیشوا تسلیم کیا۔(حوالہ سابق صفحہ 230)

صورت مستفسرہ میں زید کا یہ کہنا کہ امام احمد رضا کو مانتا ہوں مگر تعریف نہیں کروں گا سفید جھوٹ ہے کیونکہ شخصیت کو ماننے کا تقاضہ ہے کہ ان کا ذکر ان کی تعریف کرے اور ان کے ذکر وتعریف سے خوش ہو رہا سیدی اعلیٰ حضرت کہنا تو ان کو اپنا پیشوا وسردار ماننے کے اعتبار سے سیدی اعلیٰ حضرت کہتے ہیں محرم الحرام میں بلاشبہ مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھنا جائز ودرست ہے زید بے قید کا قول غلط ہے اور یہ کہنا کہ امام احمد رضا کا لکھا سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام نہیں پڑھوں گا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت کا لکھا سلام ہر طرح کی خامیوں سے پاک ہے اور مقبول عوام وخواص ہے لہذا زید اپنے خیالات فاسدہ سے توبہ کرے اور زبان ودل سے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کو اپنا پیشوا وسردار تسلیم کرے عدم تسلیم کی صورت میں اس کی بددینی میں شبہ نہیں جیسا کہ سطور بالا سے ظاہر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۴ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(اسلام میں کتنے اور کون کون سے کھیل جائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اسلام میں کتنے اور کون کون سے کھیل جائز ہے؟

المستفتی:۔مولانا انور رضا مصباحی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کھیل کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے کھیل کی حدیث میں اجازت ہے۔(۱) بیوی سے کھیلنا (۲) گھوڑے کی سواری کرنا (۳)اور تیر اندازی کرنا۔

جیسا کہ درمختار میں ہے کہ ”کرہ کل لہو لقولہ علیہ السلام کل لھو المسلم حرام الا ثلاثۃ ملاعبتہ اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ“(ج:9/ص:566/کتاب الحظر والاباحۃ/باب الاستبراء وغیرہ/دار عالم الکتب)

اور دوڑ میں مقابلہ کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ جوا کے ساتھ نہ ہو ردالمحتار میں ہے کہ فی الجواھر قد جاء الاثر فی رخصۃ المسارعۃ لتحصیل القدرۃ علی المقاتلۃ دون التلھی فانہ مکروہ “(ج:9/ص:566/کتاب الحظر والاباحۃ/باب الاستبراء وغیرہ/دار عالم الکتب)

اسی طرح کشتی لڑنا اگر لہو ولعب کے طور پر نہ ہو بلکہ جسم میں قوت لانے اور کفار سے لڑنے کی نیت سے ہو جائز و مستحسن بلکہ کار ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو۔(بہار شریعت جلد شانز دہم ص ۳۷۹)واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم باالصواب

کتبہ

مولانا محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۳ جنوری بروز جمعرات ۲۰۱۹

۲۶ ربیع الآخر ۱۴۴۰ ہجری

(بزرگوں کے نام پہ چراغ جلانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر 16 چراغ لگا کر فاتحہ کرتے ہیں 16 چراغ لگانے کی وجہ کیا ہے وضاحت فرمادیں المستفتی:۔عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاتحہ اسلام میں ایک کارخیر ہے البتہ یہ سولہ چراغ جلانا یا بتیس چراغ جلانا یہ سب بے اصل ومن گھڑت اور وضع جہال ہے اور اپنے مال کو ضائع کرنا ہے اللہ تعالی قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے"إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ"بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔(پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل)

تفسیر:اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ فضول خرچی نہ کرو جب کہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں کیوں کہ ان کے راستے پر چلتے ہیں اور چونکہ شیطان اپنے رب کا بہت بڑا ناشکرا ہے۔لہذا اس کے راستے کو اختیار نہیں کرنا چاہیے۔(مدارک،بحوالہ صراط الجنان فی تفسیر القرآن)

اور حدیث شریف میں نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں"من احدث فی أمرنا ھذا مالیس منه فھورد"یعنی جو ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نکالے جس کی اس میں اثر نہ ہوتو وہ مردود ہے۔(ابن ماجہ)

تنبیہ:۔اگر چراغ جلانے کا کوئی مقصد ہو یعنی اس سے کسی راہ گیر وغیرہ کو فائدہ پہنچے یا دینی تعلیم حاصل کرنے پڑھنے پڑھانے والوں کو راحت ملے یا کسی جگہ ذکر وشکر عبادت وتلاوت کرنے والوں کو اس سے نفع پہنچے تو ایسی روشنیاں کرنا بلاشبہ جائز بلکہ کار ثواب ہے اور جب اس نے ثواب ہے کسی بزرگ کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کے نیت بھی کی جاسکتی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۱۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(مچھلی کو دانے دے کر شکار کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مچھلی کو دانے دے کر شکار کرنا کیسا ہے، چونکہ دانے دینا تو ایک طرح سے دھوکہ دینا ہوا، کیا صحیح کیا غلط؟ آپ لوگ اس کی اصلاح کریں، عین نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد ارمان علی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دانے سے مچھلی کا شکار جائز ہے یہ دھوکہ نہیں بلکہ یہ طریقہ تو بہتر وعمدہ ہے کیونکہ شکار کے جو طریقے رائج ہیں ان میں سے کچھ طریقے جائز اور کچھ ناجائز ہے مثلا مچھلیاں پکڑنے کے لیے کچھ لوگ زندہ کیڑے کانٹے پہ لگاتے ہیں یہ جائز نہیں کہ اس میں ان کو بلاوجہ تکلیف دینا ہوا جو منع ہے جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مچھلی کا شکار کہ جائز طور پر کریں، اس میں زندہ گھیسا پرونا جائز نہیں، ہاں مار کر ہو یا تلی وغیرہ بے جان چیز تو مضائقہ نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد 20 صفحہ 343 / رضا فاونڈیشن لاہور)

اور خلیفہ اعلی حضرت سرکار صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈکی، کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں، ایسا کرنا منع ہے کہ اُس جانور کو ایذا دینا ہے، اسی طرح زندہ گھینسا (پتلا لمبا زمینی کیڑا) کانٹے میں پِرو کر شکار کرتے ہیں، یہ بھی منع ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 17، جلد 3، صفحہ 694، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حاصل کلام دانے یا دیگر جائز طریقے سے مچھلی کا شکار کرنا دھوکہ دینا ہوا نا وہ شکار کردہ مچھلی ناجائز ہوئی بلکہ شکار بھی جائز اور مچھلی بھی جائز، مچھلی مطلقا حلال رزق ہے بس شکار کے طریقے جائز وناجائز جو اوپر بیان ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(تعویذ پہننا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تعویذ پہننا قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔سید ارشاد علی کالپی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تعویذات میں اللہ تعالیٰ کے کلام کی آیات تحریر ہوتی ہیں جس کو باندھنا یا پہننا جائز ہے کیونکہ قرآن مجید بیماریوں اور مصائب سے نجات کا سرچشمہ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے" وننزل من القرآن ماھو شفآء ورحمة للمؤمنین ولایزید الظالمین الا خسارا "(پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 82)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیزیں جو ایمان والوں کے لئے شفاء ورحمت ہیں اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں۔

(1) علامہ قرطبی تفسیر احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بالغ بچوں کو معوذات یاد کراتے تھے اور نابالغ بچوں کو معوذات لکھ کر گردن میں لٹکاتے۔(ابن عبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی سنہ 668 ہجری رتفسیر احکام القرآن مطبوعہ دار الکتاب مصر جلد 10 صفحہ نمبر 22)

(2) علامہ سید محمود البغدادی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید سے دم اور تعویذ کا منکر یعنی انکار کرتا ہے اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں اور سیدنا امام مالک رضی آللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس تعویذ میں اسمائے الٰہیہ لکھے ہوں اس کو برکت کے لئے مریض کی گردن میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں اور سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معوذات اور قرآن مجید کی آیات کو لکھ کر گردن میں لٹکانے کی رخصت یعنی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور پھر یہی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ معوذات اور قرآنی آیات اور اسمائے الٰہی لکھ کر گردن میں لٹکانے پر قدیم اہل اسلام کا تمام بلاد میں معمول رہا ہے۔(بحوالہ ابی عبداللہ بن محمد جلد 10 صفحہ 316 دار الکتاب مصر)

لہذا مفسرین کرام کی عبارات سے واضح ہوگیا کہ قرآن مجید روحانی اور جسمانی امراض کے لئے شفاء ہے اور قرآن مجید کی آیات اور اسمائے الٰہیہ لکھ کر مریض کو اس کا تعویذ بنا کر گلے میں لٹکانا صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین کرام کا معمول رہا ہے۔(بحوالہ صراط الابرار صفحہ نمبر 130 / 131)

بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا جائز بلکہ اچھا کام ہے ممانعت صرف ان تعویذوں کی ہے جن میں شرکیہ کلماتِ تحریر ہوں لہذا ایسے مستحسن کام کو شرک وبدعت کہنا گمراہی اور جہالت کی علامت ہے۔(حوالہ سابق صفحہ 133)

آج کل بدمذہبوں کی شرارت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اپنے دل سے جس کو چاہا حلال کہ دیا جس کو چاہا شرک وبدعت اور گمراہی کہ دیا اس لئے ایسے لوگوں کے جھانسے میں نہیں انا چاہیئے یہ لوگ خود گمراہ ہیں اور اپنی شرارت وجہالت سے دوسروں کو بھی گمراہی کے دلدل میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم و رسولہ

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے لفظ "سواری" کا استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شعر میں کہا گیا ہے کہ

لوگ کیا جانیں حسن وحسین کا مرتبہ جنکی سواری خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنتے ہیں

تو کیا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سواری کا لفظ استعمال کرنا جائز ہے؟ المستفتی:۔رضوان رضا پڈرونہ، کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں! حسنین کریمین طیبین طاہرین قمرین نیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے محبوب رب المشرقین والمغربین کو سواری کا لفظ استعمال کرسکتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم حامل الحسن بن علیؓ علیٰ عاتقه فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نعم الراکب ھو "یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیم حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کسی صحابی نے کہا نعم المرکب رکبت یا غلام اے صاحبزادے تیری سواری بہت اچھی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "و نعم الراکب ھو" اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے یعنی اے صحابی یہ تو تو نے دیکھا کہ سواری کتنی اچھی ہے لیکن یہ بھی تو دیکھ کہ سوار کتنا اچھا ہے" اھ (مشکوۃ شریف ج:2 /ص:579 / باب مناقب اھل بیت/ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

اور ایسا ہی خطبات محرم ص:272 / کتب خانہ امجدیہ مہراج گنج ضلع بستی/ میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(عورتوں کو مٹی کھانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ یہ جن عورتوں کا دوران حمل مٹی یا پوجا کھانے کا دل کرتا ہے اور بعض عورتیں تو کھاتی ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟ المستفتی:۔غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عام مٹی کھانا مکروہ ہے بلکہ فقہاء کرام سے حرام تک کا قول وارد ہے کیونکہ اس سے انسانی صحت کو خطرہ ونقصان پہونچنے کا قوی امکان ہے قاضی خان میں ہے" یکرہ أكل الطين لأن ذلك يضره فيصير قاتلاً نفسه"البتہ اگر ہلکا سا چاٹ لیا جائے تاکہ خواہش پوری ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، زیادہ کھانا نقصان سے خالی نہیں۔(جلد ۳ ص نمبر ۴۰۳) پوجا یعنی سپاڑی وغیرہ، تو اس کے کھانے میں بھی کوئی قباحت وحرج نہیں عموماً حالت حمل میں جو بھی کھانے کا دل

کررہا ہوتا ہے وہ ہلکا سا کھالینے سے پورا ہو جاتا ہے لہذا کوئی حرج نہیں، البتہ اتنا زیادہ کھایا کہ نقصان دہ ہے تو جائز نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد مشیر اسد بائسی پورنیہ بہار

۱۱ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

ملتانی مٹی، مٹی سے بنے ہوئے؛ چولہا؛ کی مٹی عموما عورتیں حالت حمل میں کھاتی ہیں اگر تھوڑے مقدار میں کھاتی ہیں جو صحت وتندرستی کیلئے مضر نہیں ہے تو کھا سکتی ہے مگر نہ کھانا ہی بہتر ہے۔اور صحت کیلئے مضر ہے جب تو بہر صورت بچنا لازم و ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح و صواب

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بھار

(غیر مسلم کے دکان یا مکان میں تلاوت قرآن کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی غیر مسلم کے مکان میں قرآن پاک کی تلاوت کرسکتا ہے یا اسکے مکان پر سورہ بقرہ پڑھ سکتا ہے یا جو ایسا کرتا ہو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔ارشاد رضا شاہ آباد رامپور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غیر مسلم کے دوکان یا مکان پہ جاکر قرآن کی تلاوت کرنا جائز و درست ہے، بشرطیکہ وہاں ان کے دیوی دیوتاؤں کی تصویریں نہ ہو، اور نہ ہی کسی جاندار کی تصویر ہو۔

نائب مفتی اعظم ہند حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں یہاں

(ہندوستان) اس زمانے میں ہندوؤں کے گھر کسی مباح کام کے لئے جانے کی اجازت ہے تمام مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد ہے، اس لئے کسی ہندو کے گھر جا کر قرآن مجید پڑھنا جائز و درست ہے جبکہ ہندو کے اس گھر میں جس میں قرآن خوانی ہوئی ہے دیوتاؤں کی تصویریں نہ ہوا ور کسی جاندار کی تصویر نہ ہو۔(فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۵۰/ ۵۵۱)

صورت مستفسرہ میں یہ بات بھی قابل لحاظ رہے کہ اگر دکان میں تلاوت کرے تو دکان کسی جائز کام کے لئے ہو حرام کام کے لئے نہ ہو، جیسے شراب وغیرہ۔اور وہاں تلاوت قرآن سے نیت یہ ہونی چاہیئے کہ اللہ رب العالمین اس کے ذریعہ اسے ہدایت واسلام کی توفیق دے، اس کے لئے برکت کی دعا نہ کرے۔اور اگر وہاں جانے سے اختلاف وانتشار کا اندیشہ ہو تو ہرگز نہ جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۲ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب دھوبی والے واقعہ کی تحقیق)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا ایک دھوبی تھا جو قبر میں ہر سوال کے جواب میں کہتا تھا کی میں غوثِ پاک کا دھوبی ہوں تو یہ واقعہ کہاں تک درست ہے؟ وضاحت فرمادیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد عقیل خان ردولوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ واقعہ بیان کرنا خلاف احتیاط ہے جس سے بچنا ضروری ہے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی عبدالواجد قادری رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ غالباً یہی واقعہ یا اس کے مثل تفریح الخاطر میں ہے لیکن اس کے بیان میں تحقیق ضروری ہے یونہی مبہم طور پر بلا توضیح کے بیان کرنا خلاف احتیاط ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔(فتاویٰ یورپ کتاب الصلو صفحہ 220)

اورفتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ یہ روایت بے اصل ہے اس کا بیان کرنا درست نہیں۔لہذا جس نے اسے بیان کیا وہ اس سے رجوع کرے اور آئندہ اس روایت کے بیان نہ کرنے کا عہد کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو کسی معتمد کتاب سے اس روایت کو ثابت کرے۔(فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ نمبر 411)

لہذا اس واقعہ کے بیان کرنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے اس لئے اس واقعہ کو بیان کرنے سے بچنا ضروری ہے اور اگر کوئی اس روایت کو بیان کرتا ہے تو اس پر ضروری ہے کہ وہ کسی معتمد کتاب سے ثابت کرے عدم اثبات کی صورت میں رجوع کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۷ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(کیا حضرت امام حسین امامت کبری پر فائز تھے)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ امامت کبری کے منصب پر فائز تھے ایک مولانا صاحب نے بیان کیا ہے؟ جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی   المستفتی:۔سید مقبول احمد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم بعون الملک الوہاب

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ امامت کبری کے منصب پر فائز نہیں تھے اسلئے کہ تکمیل الایمان میں لکھا کہ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے نیابت مطلقہ کا حق خلفا راشدین کو ہے اور آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کو حاصل ہے دیگر یہ کہ محض مستحق امامت ہونا امام کیلئے کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اہل حل وعقد نے اسے امام مقرر کیا ہو یا امام سابق نے۔(بہار شریعت حصہ اول ص ۵۱)

یہ شرط نہیں پائی جارہی ہے اس لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ امامت کبری کے منصب پر فائز نہیں تھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۵ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ اتوار

سید الشہدا ءامام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ یقینا ارباب سلوک وطریقت کے امام اورعزیمت وروحانیت کی امامت کبری پر فائز المرام بلکہ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔مگر عرف واصطلاح میں جسے امامت کبری کہا جاتا ہے یعنی خلافت اورولایت عامہ وہ تمام تر استحقاق کے باوجود آپ کے لیے نہ ہوئی۔واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح والمجیب نجیح

محمد فیضان المصطفیٰ

سابق استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی مؤمقیم حال امریکہ

(والدین اور استاذ میں کن کا حق مقدم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ استاذ کا مرتبہ بڑا ہے یا پھر ماں باپ کا مرتبہ بڑا ہے زید کہتا ہے کہ استاذ کا مرتبہ بڑا ہے بکر کہتا ہے کہ نہیں ماں باپ کا مرتبہ بڑا ہے اس لئے کے ماں باپ نے پیدا کیا ہے تو ماں باپ کا مرتبہ بڑا ہوگا نہ کہ استاذ کا علمائے کرام اس پر توجہ فرمائیں اور زید یہ بھی کہتا ہے کے اعلی حضرت نے فتویٰ رضویہ شریف کے اندر استاذ کے مقام کو ماں باپ کے مقام سے مقدم کیا ہے اعلی حضرت امام احمد رضا خان فتاوی رضویہ شریف کے اندر استاذ کے تعلق سے آپ کیا فرماتے ہیں

المستفتی:۔قاری محمود القادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا قول درست ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یقدم

حق معلمه علی حق ابویه وسائر المسلمین ویتوضع لمن علمه خیرا ولو حرفا الخ ،،یعنی استاد کے حق کو اپنے ماں باپ حتی کہ تمام مسلمانوں سے مقدم رکھے اور وہ جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف ہو اس کے لئے تواضع کرے اور لائق نہیں ہے کہ کسی وقت انکی مدد سے باز رہے اپنے استاد پر کسی کو ترجیح نہ دیں اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں میں سے ایک رسی کھول دی استاد کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہوں اور شاگرد حاضر ہو تو انکے دروازے پر ہاتھ نہ مارے بلکہ انکے باہر آنے کا انتظار کریں ،مختصر۔(فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ)

عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور خصوصاً شاگرد کے حق میں نائب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہاں اگر کسی خلاف شرع کام کا حکم دیں تو ہرگز نہ کریں "لا طاعة لاحد فی معصیة الله تعالیٰ ،،اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔(مسند احمد بن حنبل فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۱۴)

اور اسی مذکورہ کتاب میں دوسری جگہ ہے کہ "یقدم حق المعلم علی حقهما فهو سبب حیوة الروح ،،یعنی استاذ کے حق کو والدین کے حق پر مقدم رکھنا چاہئے کیونکہ والدین کے ذریعے بدن کی زندگی ہے اور استاذ روح کی زندگی کا سبب ہے عین العلم میں ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کریں انکی نافرمانی نہ کریں کہ بہت بڑا گناہ ہے اور استاذ کے حق کو والدین کے حق پر مقدم رکھنا چاہئے کیونکہ وہ روح کی زندگی کا ذریعہ ہے اور جامع صغیر کی شرح میں ہے کہ جو شخص لوگوں کو علم سکھائے وہ بہترین باپ ہیں کیونکہ وہ بدن کا نہیں بلکہ روح کا باپ ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۲۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۵ مارچ بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی ۱۷ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(غوث اعظم کو پیران پیر کیوں کہا جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو پیران پیر کیوں کہتے ہیں؟

المستفتی:۔ نظام اختر پیلی بھیت شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

حضور غوث الاعظم عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیئے پیران پیر کہا جاتا ہے کہ آپ پیروں کے بھی پیر ہیں پیران ؛ جمع ہے پیر کی (نور اللغات)

چوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان انبیاء غوث اعظم درمیان اولیاء

جس طرح حضور نبیٔ کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء (علیھم السلام) کے درمیان افضل ہیں ۔اسی طرح حضور سیدنا غوث الاعظم عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء کے درمیان افضل ہیں ۔ھذا ما ظھر لی وھو سبحانہ تعالی واتم واحکم واللہ اعلم باالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(۲۲ ربیع الاخر ۱۴۴۱ ہجری) ۲۰ دسمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

(غیر عالم کو عالم کہہ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی غیر عالم کو عالم کہے یا عالم کی صحبت میں رہنے والے کو عالم کہے کیا یہ کہنا یعنی کی عالم کہنا شریعت کی نظر میں درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی

المستفتی: ۔عفان ازہری شاجہان پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مشائخ عظام کی نظر عامیانہ نظر نہیں ہے،ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں وہ جنکو عالم کہہ دیتے ہیں وہ ضرور شرعا عالم ہی ہوگا،اب یہ جانیے کہ عالم ہونے کیلئے نہ درسِ نظامی شرط ہے نہ اس کی محض سند کافی بلکہ علم چاہئے ۔امام

اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مُستقِل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے علم کتابوں کے مُطالعہ سے بغیر کسی کی مدد کے۔ اور عُلَماء سے سُن سُن کر بھی حاصِل ہوتا ہے۔

(تَلْخِیص اَز اَحکامِ شریعت حصّہ ۲ ص ۲۳۱)

معلوم ہوا عالم ہونے کیلئے درسِ نظامی کی تکمیل کی نہ سند ضروری ہے نہ ہی کافی نہ ہی عَرَبی فارسی وغیرہ کا جاننا شرط ہے، بلکہ علم درکار ہے امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سند کوئی چیز نہیں بُہتیرے سَنَد یافتہ مَحْض بے بَہرہ (یعنی عِلْم دین سے خالی) ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی ان کی شاگردی کی لیاقت بھی اُن سَنَد یافتوں میں نہیں ہوتی، عِلْم ہونا چاہئے۔

(بحوالہ فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۶۸۳)

الحمدللہ فتاوٰی رضویہ شریف، بہارِ شریعت، قانونِ شریعت، نِصابِ شریعت، مراۃ المناجیح، علم القران، تفسیر نعیمی، اِحیاء العلوم (مترجم) اور اِس طرح کی کئی اُردو کتابیں ہیں جن کو پڑھ کر سمجھ کر اور عُلمائے کرام سے پوچھ پوچھ کر بھی حسبِ ضَرورت عقائد و مسائل سے آگاہی حاصِل کر کے "عالِم" بننے کا شَرَف حاصِل کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ساتھ ہی ساتھ "درسِ نظامی" کرنے کی سعادت بھی حاصِل ہو جائے تو سونے پر سُہاگا۔ (حوالہ: کربلا کا خونی منظر) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۲۷ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(کیا توبہ کرنے سے کبیرہ و صغیرہ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ توبہ کرنے سے کون کونسے گناہ معاف ہوتے ہیں صغائر یا کبائر؟

المستفتی:۔ عبدالکریم مسکن گوا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

توبہ کرنے سے سارے گناہ چاہیں وہ کبیرہ ہو یا صغیرہ سب معاف ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے"

التائب من الذنب کمن لا ذنب له " توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔(ابن ماجہ)

لیکن یہ توبہ کیسی ہونا چاہیے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے"یاایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا"

اےایمان والواللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہوجائے۔(سورہ تحریم،آیت ۷ کنزالایمان)

توبہ نصوح (نصیحت) کے تعلق سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا توبہ نصوح کیا ہے؟ فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا گناہ ہوگیا پھراس پر نادم ہونا اللہ تعالی سے معافی چاہنا پھر گناہ کی طرف مائل نہ ہونا۔(تفسیرابن کثیرج ۵ ص ۱۰۰)

پتہ چلا ہم کو اپنی توبہ کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کیسی توبہ کرتے ہیں اگر ہماری توبہ توبہ نصوح ہو تو اس کے لیے ہم کو گزرے ہوئے گناہوں سے پرہیز کی ضرورت ہے بلکہ کبھی بھی ان گناہوں کی طرف نہ پلٹیں تاکہ مولیٰ کے فرمان پر صحیح عمل ہو سکے۔(توبہ کے شرائط)امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے ایک اعرابی کو یہ کہتے ہوئے سنا"اللھم استغفرك واتوب الیك" اے اللہ میں تجھ سے استغفار و توبہ چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ایسی زبان سے توبہ استغفار چاہنا جھوٹوں کا کام ہے اس نے عرض کیا پھر حقیقی توبہ کس طرح ہوگی آپ نے فرمایا حقیقی توبہ کی چھ شرطیں ہیں۔

(۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت (شرمندگی)

(۲) فرائض اگر قضا ہوں تو ان کا اعادہ (لوٹانا)

(۳) پختہ ارادہ کرنا کے پھر وہ گناہ ہرگز نہیں کروں گا۔

(۴) مظالم کا رد یعنی لوٹی اور غضب کی کی ہوئی چیزوں کا لوٹ آنا۔

(۵) حقوق العباد کی ادائیگی یعنی جس کے حق میں غلطی ہوئی ہے اس کو راضی کرنا۔

(۶) اپنے نفس کو طاعت الٰہی پر ڈال دینا کہ لمحہ بھر بھی مہلت نہ ہو کہ جیسے کہ اس غلطی پر اسے سزا دی جائے اور اسے طاقت کا مزہ چکھانا جیسے اس نے معصیت کے مزے لوٹے ہیں۔(تفسر روح البیان ج ۱۴ ص ۵۸۲)

اب اگر اس قسم کی بندہ توبہ کر رہا ہے تو وہ مقبول بارگاہ خدا ہے ورنہ توبہ کر کے پر دوبارہ اس گناہ کو کرنا توبہ نہیں ہے۔تفسیر روح البیان ہی میں ہے جو شخص توبہ کرنے کے بعد پھر اسی گناہ پر قائم رہتا ہے تو اس کے توبہ کے بعد کا ایک گناہ قبل توبہ کے ستر گناہوں پر بھاری ہے۔(ماخوذاز برکات شریعت حصہ ۲ صفحہ ۷۵۷ تا ۷۴۶ ناشر مکتبہ الطیبہ مرکز اسمٰعیل حبیب

مسجد ۱۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۵ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(کیا حضرت اویسِ قرنی رحمۃ اللہ علیہ حضور کا زمانہ پایا مگر دیدار نہ کر سکے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضرت اویس قرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اقدس کے ہیں یا بعد کے تھوڑا وضاحت فرمادیں

المستفتی:۔ محمد شعیب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت اویس ابن عامر ہیں، کنیت ابو عمرو ہے، قرن جو یمن کا شہر ہے وہاں کے رہنے والے ہیں، (ایک بستی کا نام ہم جو یمن میں واقع ہے، یہ ایک شخص قرن بن رومان بن نامیہ بن مراد کے نام منسوب تھی، جو حضرت اویس قرنی کے اجداد میں سے تھا۔ حضور انور کا زمانہ پایا مگر دیدار نہ کر سکے، حضور انور نے آپ کو مدینہ آنے کی بشارت دی تھی، حضرت عمر فاروق اور دوسرے صحابہ سے ملاقات ہے، گوشہ نشینی اور زہد وتقویٰ میں مشہور تھے، 37 ہجری میں جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ شریک ہوئے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، مفتی احمد یار خان، جلد 8 صفحہ 538) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(چھ رجب المرجب کو چھٹی کیوں منائی جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رجب المرجب کی 6 تاریخ کو جو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی چھٹی منائی جاتی ہے تو کس وجہ سے فاتحہ خوانی کا اہتمام ہوتا کیا آپ نے اس تاریخ میں وصال فرمایا تھا یا اور کوئی وجہ ہے

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

۶ ر رجب کو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ہے۔مصدقہ روایات کے مطابق آپکا وصال باکمال 6 رجب 627 ہجری 1329ء کو ہوا چنانچہ جس دن سرکار غریب نواز علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا اسی شب کو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نماز عشاء ادا کر کے اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور صبح جب دروازہ کھولا گیا تو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کا وصال ہو چکا تھا وہ دن تھا 6 رجب المرجب 627ھ کا حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کی عمر اس وقت ستانوے 97 سال کے قریب تھی یہی وجہ ہے کہ ۶ رجب کو آپکے نام پر فاتحہ خوانی وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا۔

(حوالہ سوانح وارشادات غریب نواز ص 6) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۶ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حالت جنابت میں مسجد نبوی میں آنے کی اجازت دی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صرف حالت جنبی میں

کن صحابہ کا مسجد نبوی میں آنے کا حکم دیا ہے اور کس مصلحت کے ماتحت حکم دیا ہے جبکہ جنب کی حالت میں مسجد میں جانا منع ہے برائے کرم مدلل جواب سے نوازیں قرآن وحدیث کی روشنی میں

المستفتی:۔ضیاء صدیقی قادری مبارک پور سہرسہ بہار الھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمۃ الزہرہ اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حالت جنابت میں مسجد نبوی میں دخول کی اجازت دی جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”ترمذی وابویعلیٰ وبیہقی میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا ”یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرك“ یعنی اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد بحال جنابت داخل ہو۔اھ۔

اور اسی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ”معجم کبیر طبرانی وسنن بیہقی وتاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ " الا ان ھذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ازاوجہ و فاطمۃ بنت محمد و علی الا بینت لکم ان تضلوا ھذا روایۃ الطبرانی " یعنی سن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات وحضرت بتول زہرا اور مولا علی کو صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم۔سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرما دیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ۔یہ طبرانی کی روایت ہے۔(ج:30/ص:534/535/دعوت اسلامی)

رہی یہ بات کہ کس مصلحت کے تحت اجازت دی گئی تو اس کی صراحت تو مذکور نہیں ہاں البتہ اتنا جان لینا ضروری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شارع علیہ السلام ہیں جب چاہیں جسے چاہیں کوئی بھی حکم دے سکتے ہیں اور احکام شرعیہ میں تبدیلی کر سکتے ہیں ماوشما کو چوں چرا کی کیا مجال۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(عرس منانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید سنی صحیح العقیدہ ہے مسجد کا امام بھی ہے اسکا دعویٰ ہے کہ عرس منانا حرام ہے دلیل مانگنے پر فتاویٰ رضویہ کا حوالہ پیش کرتا ہے کیا یہ دعویٰ اسکا صحیح ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔حافظ شمس الدین جونپوری یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید سنی صحیح العقیدہ کا دعوی بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ص ۲۰۹ رکہ عرس منانا حرام ہے بیشک فتاوی رضویہ میں موجود ضرور ہے لیکن سرکار اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی نہیں بلکہ کسی مولوی وہابی دیوبندی کا ہے جو کہ سائل نے سرکار اعلی حضرت کی بارگاہ میں ارسال کر کے سرکار اعلی حضرت سے جواب طلب کیا ہے اور آپ نے جوابا فرمایا کہ وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے۔عرس کے جواز پر ہمارے علماء وفقہا کے بیشمار دلائل موجود ہیں لیکن یہاں اختصارا جواب تحریر کیا جاتا ہے سب سے پہلے عرس کی تعریف وبعدہ جواز پر قلم بند کرتا ہوں کسی بزرگ کی یاد منانے کے لئے اور ان کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے ان کے مُحبّین ومریدین وغیرہ کا ان کی یومِ وفات پر سالانہ اجتماع ’’عُرس‘‘ کہلاتا ہے عرس منانے ودن کا تعین کا ثبوت فقہائے کرام نے حدیث مبارکہ وفعل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے استخراج فرمایا ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل ومحدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عرس کے جواز پر رقم فرماتے ہیں کہ محبوبان خدا کی یادگاری کے لیے دن مقرر کرنا بے شک جائز ہے۔حدیث میں ہے:کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی قبور شھداء اُحد علی راس کل حول۔ نبی کریم صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لاتے تھے شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اعراس اولیاء کرام کے لیے مستند مانا،اور شاہ ولی للہ صاحب نے کہا ازینجاست حفظ اعراس مشائخ مشائخ کے عرس منانا اس حدیث سے ثابت ہے۔(فتاوی رضویہ،جلد ۲۹ ص،۲۰۳،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

اور بزرگانِ دین کے اعراس میں ذکرُ اللہ،نعت خوانی وقرآنِ خوانی اور اس کے علاوہ دیگر نیک کام کر کے ان کو ایصالِ ثواب

کیا جاتا ہے اور ایصالِ ثواب جائز، مستحسن اجر وثواب کا ذریعہ ہے لیکن خیال رہے عرس منانا از روئے شرع مطلقا ناجائز وحرام نہیں بلکہ دورے حاضرہ میں جہلا مجاور اور اس میں ہونے والے خرافات جیسے مزاروں کا طواف، سجدے مزار، قوالی مع مزامیر، ودیگر جو خرافات پر مشتمل ہے وہ بلا شبہ ناجائز وحرام ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ بزرگان دین کے عرس میں شب کو آتش بازی جلانا اور روشنی بکثرت کرنا بلا حاجت اور جو کھانا بغرض ایصال ثواب پکایا گیا ہو۔ اس کو لٹانا کہ جو لوٹنے والوں کے پیروں میں کئی من خراب ہو کر مٹی میں مل گیا ہؤاس فعل کو بانیان عرس موجب فخر اور باعث برکت قیاس کرتے ہیں۔ شریعت عالی میں اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر شیخ الاسلام والمسلمین الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آتش بازی اسراف ہے اور اسراف حرام ہے' کھانے کا ایسا لٹانا بے ادبی ہے اور بے ادبی محرومی ہے' تضیع مال ہے اور تضییع حرام۔ روشنی اگر مصالح شرعیہ سے خالی ہو تو وہ بھی اسراف ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد، ۲۴، ص ۱۱۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مذکورہ توضیح تشریح اس بات پر دال ہیکہ بزرگان دین کا عرس منانا جائز ہے ہاں اس میں ہونے والے خرافات جو عندالشرع ناجائز وحرام ہے وہ عرس کے علاوہ بھی حرام ہے۔ لہٰذا زید کا یوں مطلقا عرس کو حرام کہنا اور سرکار اعلی حضرت کی جانب منسوب کرنا غلط ہیکہ وہ جواب سرکار اعلی حضرت کا ہی نہیں اس کے باوجود زید اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ ظاہر کرے اور عرس کو حرام کہے تو یاد رکھنا بزرگان دین کے عرس کا ہی منکر ہوگا اور منکر عرس کو سرکار اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وہابی سے تعبیر فرمایا ہے فرماتے ہیں اس ملک میں میلاد خوانی، زیارتِ قبور، فاتحہ اور تسبیح وتہلیل کا منکر وہابیوں کے سوا کوئی نہیں، یونہی نفس عرس کا منکر بھی ان کے علاوہ کوئی نہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد، ۲۹، ص ۲۰۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور) واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(گھر کا رخ کدھر ہونا چاہئے نیز لمبے سجدے کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مغرب کی طرف رخ کر کے گھر بنوا سکتے ہیں؟

(2) پڑھنے میں آیا ہے کہ لمبے سجدے کرنا چاہئے اس سے کیا مراد ہے مزید سجدے میں کچھ پڑھنا ہوگا یا نماز کے بعد؟

المستفتی:۔علی رضا کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(1) گھر کا رخ کدھر بھی ہو شرعاً کراہت نہیں۔

(2) جی ہاں لمبے سجدوں کا حکم حدیث پاک سے وارد ہے،لیکن حالت سجدہ میں پڑھنا وہی تسبیح ہے جو پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ دیگر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔(سبحان ربی الاعلی) جیسا کہ حکیم الامت علامہ مفتی محمد احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب سجدہ کرتے ہوئے ہوتا ہے تو اس میں دعائیں زیادہ مانگو۔(مسلم)

شرح: یعنی رب تو ہم سے ہر وقت قریب ہے ہم اس سے دور رہتے ہیں، البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے لہذا اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں۔اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں سجدہ قیام سے افضل ہے۔خیال رہے کہ نوافل کے سجدوں میں ہمیشہ دعا مانگے،فرائض کے سجدوں میں کبھی کبھی، بعض لوگ سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے ہیں یعنی دعا کے لیے سجدہ کرتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

(مرآۃ المناجیح جلد ۲ ص ۱۲۰) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(قبلہ کی طرف پیر پھیلانا خلاف ادب ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کعبۃ المکرمہ کی طرف پاؤں کرنا کیسا ہے نیز قبلہ دوئم کی طرف پاؤں کرنا کیسا ہے۔

المستفتی:۔غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ھو الھادی الی الصواب

قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا خلاف ادب ہے، اگر بلا عذر قصداً وارادتاً ایسا کیا جائے تو مکروہ تحریمی ہے، اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ ہے یہاں تک کہ فقہاء نے تو قصدا کعبۃ اللہ کی طرف پاؤں پھیلانے والے کی گواہی تک کو قبول نہیں کیا، جب کہ گواہی صرف اسی عمل کے ارتکاب سے مردود ہوتی ہے جو عمل فسق کے دائرہ میں داخل ہوتا ہو۔ البتہ اگر قصدا یا تساھلا معمولی اور ہلکا سمجھتے ہوئے نہ ہو تو پھر گناہ نہیں، البتہ خلافِ ادب ضرور ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "ویکرہ تحریماً استقبال القبلۃ بالفرج کما کرہ مد رجلیہ فی نوم او غیرھا الیھا ای عمدا لانہ اساءۃ ادب قال تحتہ سیاتی انہ بمد الرجل الیھا ترد شھادتہ"

(فتاوی شامی جلد اول ص ۶۵۵)

بیت المقدس قبلہ اول تھا بعد میں اس کا حکم منسوخ ہو گیا ہے لہذا بے ادبی کے قصد وارادے کے بغیر سونا جائز ہے۔

ھو اللہ تعالی اعلم

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ جون بروز منگل ۲۰۱۹ء

(قرآن کریم کے اکثر احکام مردوں کے خطاب سے ہیں تو کیا ان میں عورتیں داخل ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن میں جب بھی اللہ نے اپنے محبوب کے امتیوں کو یاد فرمایا تو لفظ (آمنوا) سے اور آمنوا چونکہ جمع مذکر کا صیغہ ہے تو کیا یہ صرف مردوں کے لئے ہے مگر پھر بھی مؤنث کی شمولیت ہے۔

مثال: "یا أیھا الذین آمنوا وعملوا الصالحات الخ ۔ یا أیھا الذین آمنوا اطیؤا اللہ وا لخ ۔ وغیرھم ذالك ۔

المستفتی:۔ بدر الزماں قادری اسماعیلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں عورتیں مردوں کے تابع ہوتی ہیں اسی لئے قران کریم کے اکثر احکام مردوں کے خطاب سے ہیں عورتیں اس میں تبعا داخل ہیں جیسا کہ حضور الشاہ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمان تفسیر نعیمی میں تحریر فرماتے ہیں کہ دعائیہ کلمے حضرت آدم اور حضرت حوا (علیہ السلام) دونوں کو عطاء ہوئے تھے لیکن آدم علیہ السلام کا ذکر ہوا کیونکہ عورتیں مردوں کی تابع ہوتی ہیں اسی لئے قران کریم کے اکثر احکام مردوں کے خطاب سے ہیں عورتیں اس میں تبعا داخل ہیں" اھ (ج:1/ص:311) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۵ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ ستمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مقدس سینہ کتنے مرتبہ اور کب چاک کیا گیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سینہ مبارکہ کتنی مرتبہ چاک کیا گیا نیز کب کب کیا گیا وہ بھی جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ المستفتی:۔ محمد مبشر نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رسول اللہ صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو چار مرتبہ چاک کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے سورہ؛ الم نشرح؛ کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ چار مرتبہ آپ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور و حکمت کا خزینہ بھرا گیا پہلی مرتبہ جب آپ حضرت حلیمہ کے گھر تھے اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں دوسری بار دس برس کی عمر میں ہوا تا کہ جوانی کی پر آشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔ تیسری بار غار حرا میں شق صدر ہوا اور آپ کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تا کہ آپ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ چوتھی مرتبہ شب معراج میں آپ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا تا کہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔ (بحوالہ سیرۃ المصطفی صفحہ ٦٥

محمد اختر رضا قادری رضوی (نیپال)

۱۸ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(عالم کا مرتبہ بڑا ہے یا ولی کا مرتبہ بڑا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عالم کا مرتبہ بڑا ہے یا ولی کا تفصیلی جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں

المستفتی:۔ غلام احمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ولی کا مرتبہ بڑا ہے چونکہ یہ عالم بھی ہے اور ولی بھی ہے کوئی جاہل ولی ہو ہی نہیں سکتا، ولایت بے علم کو نہیں ملتی، خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیے ہو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین ملت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں: ’’حاشا! نہ شریعت وطریقت دو راہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں، علامہ مناوی ’’شرح جامع صغیر‘‘ پھر عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی ’’حدیقہ ندیہ‘‘ میں فرماتے ہیں: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم الباطن لا یعرفہ إلاّ من عرف علم الظاھر ’’(الحدیقۃ الندیۃ‘‘، النوع الثاني، ج۱، ص۱۶۵) علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وما اتخذ اللہ ولیاً

جاھلاً، اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا۔

(بحوالہ ''فتاوی رضویہ''، ج۲۱، ص۵۳۰۔)

فی ''الیواقیت والجواھر'': (اعلم أنّ عدد منازل الأولیاء فی المعارف والأحوال التی ورثوھا من الرسل علیھم الصلاۃ والسلام، مائتا ألف منزل وثمانیۃ وأربعون ألف منزل وتسعمائۃ وتسعۃ وتسعون منزلاً لا بد لکل من حق لہ قدم الولایۃ أن ینزلھا جمیعھا ویخلع علیہ فی کل منزل من العلوم ما لا یحصی، قال الشیخ محیی الدین: وھذہ المنازل خاصۃ بھذہ الأمۃ المحمدیۃ لم ینلھا أحد من الأمم قبلھم ولکل منزل ذوق خاص لا یکون لغیرہ)(بحوالہ ''الیواقیت والجواھر''،(المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص۳۴۸، حوالہ، بہار شریعت جلد اول حصہ اول ولایت کا بیان مطبوعہ مکتبہ مدینہ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۲۷ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(مسلمان یاجوج ماجوج کے تیروکمان سات سال تک جلائیں گے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ یاجوج و ماجوج جب مرجائیں گے تو مسلمان ان کے تیروکمان وترکش کو کتنے برس تک جلائیں گے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ عبید اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یاجوج ماجوج کے تیروکمان اور ڈھال کو مسلمان سات سال تک جلائیں گے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں ہے ''حدثنا ھشام ابن عمار حدثنا یحیی بن حمزہ حدثنا ابن جابر عن یحیی ابن جابر الطاء حدثنی عبدالرحمن ابن جبیر بن نفیر عن ابیہ انہ سمع النواس بن سمعان یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیوقد المسلمون من قسی یاجوج ماجوج ونشابهم واترستهم سبع سنین" حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب مسلمان یاجوج ماجوج کے تیر کمان اور ڈھال سات سال تک جلائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۳۴۴ باب فتنت الدجال وخروج عیسی ابن مریم وخروج یاجوج وماجوج حدیث نمبر ۴۰۷۶) واللہ اعلم وعلیہ احکم واتم

کتبہ

محمد امجد رضا سیتامڑھی بہار

۲۳ جمادالآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۷ فروری بروز بدھ ۲۰۱۹ء

(یہ کہنا کہ قسمت اپنے ہاتھوں میں ہے کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی کہے قسمت اپنے ہاتھوں میں ہے تو ایسا کہنے والے پر حکم شرع کیا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ واصف رضا کولکاتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر قائل نے اپنی من مانی سے کہا تو سراسر غلط پر مبنی ہے کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لہٰذا کہنے والا توبہ و اِستغفار کرے آئندہ ایسا نا کہنے کا عزم مصمم کرے اور اگر اس نیت سے کہا کہ تقدیر دعاء کی برکت سے بدل جاتی ہے تو درست ہے کہ اسکی تائید حدیث پاک سے ملتی ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: دُعا کی حدیثیں تو خود متواتر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِیَرُدُّ القَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ، رواہ الترمذی و ابن ماجہ, والحاکم بسند حسن عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ (تقدیر کسی چیز سے نہیں ٹلتی مگر دعا سے (یعنی قضا معلق) (اس کو ترمذی ابن ماجہ اور حاکم نے سند حسن کے ساتھ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں"لایغنی حذر من قدر،والدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل ان البلاء ینزل فیتلقاہ الدّعاء فیعتلجان الی یوم القیمة رواہ الحاکم والبزار والطبرانی فی الاوسط عن ام المومنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنھا قال الحاکم صحیح الاسناد وکذا قال"تقدیر کے آگے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی،اور دعا اس بلا سے جو اتر آئی اور جو ابھی نہیں اتری دونوں سے نفع دیتی ہے،اور بے شک بلا اترتی ہے دعا اس سے جا ملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی لڑتی رہتی ہیں،یعنی بلا کتنا ہی اترنا چاہے دعا اسے اترنے نہیں دیتی۔(اس کو حاکم،بزار اور طبرانی نے اوسط میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔حاکم نے کہا اس کا اسناد صحیح ہے اور یونہی ہے کہا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۲۹)ص(۳۱۲) مکتبہ دعوت اسلامی)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ سوال کیا ہر تقدیر بدل سکتی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا؟ جواب پہلے تو یہ جان لیں کہ تقدیر کی تین قسمیں ہیں(۱)مبرم حقیقی(۲)معلق محض(۳)معلق شبہ بہ مبرم۔

جس میں سے اول یعنی مبرم حقیقی کے علاوہ باقی دونوں کسی کامل بندہ خدا کی دعا سے ٹل سکتی ہے ممکن ہے،لیکن مبرم حقیقی کا ٹلنا ناممکن ہے۔

مکمل تفصیلات کیلئے بہار شریعت جلد اول حصہ اول ص(۱۲) مکتبہ دعوت اسلامی کا مطالعہ سودمند ثابت ہوگا۔

واللہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۶ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(جسمِ انسانی سے روح کا خروج کتنی بار ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جسمِ انسانی سے روح کا خروج کتنی بار ہوتا ہے؟

المستفتی:۔سلمان رضا ادے پور راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ رب العزت قرآن مجید وفرقان حمید میں دو مواقع کا ذکر فرمایا جب جسم انسانی سے روح کا خروج ہوتا ہے اول وقت النوم دوم وقت الموت فرمان الٰہی ہوتا ہے ''اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَاۚ-فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّىؕ-اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ،، اللہ جانوں کوان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے اور جو نہ مریں انہیں ان کی نیند کی حالت میں پھر جس پر موت کا حکم فرمادیتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسرے کو ایک مقررہ مدت تک چھوڑ دیتا ہے۔ بیشک اس میں ضرور سوچنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ (القرآن الکریم سورۃ الزمر آیۃ ۴۲)

مذکورہ آیت مقدسہ کی تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی زندگی کی مدت پوری ہو جانے پر روح قبض کر کے وفات دیتا ہے اور جن کی موت کا وقت ابھی تک نہیں آیا انہیں ان کی نیند کی حالت میں ایک قسم کی وفات دیتا ہے، پھر جس پر حقیقی موت کا حکم فرمادیتا ہے تو اس کی روح کو اس کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا اور جس کی موت مقدر نہیں فرمائی تو اس کی روح کو موت کے وقت تک کیلئے اس کے جسم کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ بیشک اس میں ضرور ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو سوچیں اور سمجھیں کہ جو اس پر قادر ہے وہ ضرور مُردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

(خازن، الزمر، تحت الآیت ۴۲)

اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے روایت ہے رسولِ اکرم صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''النوم اخت الموت'' نیند موت کی بہن ہے۔

(معجم الاوسط، باب المیم من اسمہ: مقدام ۶ / ۲۹۳ الحدیث: ۸۸۱۶)

اسی وجہ سے تعلیم امت دیتے ہوئے سرکار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یوں (دعا) فرماتے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ،، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف (ہمیں قیامت کے دن) لوٹنا ہے۔ (بخاری، کتاب الدّعوات، باب وضع الید الیمنی تحت الخدّ الایمن، ۴ / ۱۹۲، الحدیث: ۶۳۱۴)

واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی جاجپوراڑیسہ

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(سرکار غریب نواز بارگاہ غوث میں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار بڑے پیر غوث الاعظم دستگیر اور حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے مابین ملاقات کب اور کیسے ہوئی تھی تھوڑی توضیح فرمادیں۔

المستفتی:۔نعمان رضا قادری ہزاری باغ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مفتی محمد فیض اویسی صاحب قبلہ اپنی کتاب بنام سوانح وارشادات خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ معتبر روایات کے مطابق حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ سے باطنی فیوض وبرکات بھی حاصل کی آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کم وبیش پانچ ماہ تک شہنشاہ بغداد سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہے اور باطنی علوم ومعارف کے خزانوں سے مالا مال ہوتے رہے اس عرصہ میں آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ آپ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ ساتھ ایک حجرہ میں تقریباً ۵۷ دن تک مقیم رہے اس دوران حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کو روحانی مدارج طے کرانے خواجہ غریب نواز بنانے میں حضور غوث پاک کا اہم کردار ہے، یہی وجہ ہے کہ جب سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ "یعنی میرا قدم تمام اولیاء کے گردن پر ہے تو اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز منازل سلوک کرنے کے لئے خراسان کے پہاڑوں میں خلوت نشین تھے جوں ہی یہ فرمان سنا تو فوراً اپنی گردن جھکا کر عرض کیا "بل قدماك علی رأسي وعيني" یعنی بلکہ آپ کا قدم میرے سر آنکھوں پر۔

تفصیل کے لئے مطالعہ کریں سوانح وارشادات غریب نواز ص ۳۰۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ ہجری (۸ دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

حضور سلطان الہند خواجہ اجمیری رضی المولی تعالی عنہ کی ملاقات حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے ثابت ہے

(سیرت العارفین ص ۵ / بحوالہ فتاوی بحر العلوم جلد دوم ص ۵۰۴) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح وصواب

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

(وہابیوں کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور ان سے میل جول کا شرعاً حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابی کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور ان کی تعریف بیان کردیں اور کسی سے میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی:۔ محمد شمس الدین خان مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہابی دو ٹانگوں کے جانوروں کی دو قسمیں ہیں، غیر مقلد وہابی، مقلد وہابی، بارہویں صدی ہجری میں نجد ایک شاتم رسول، باغی مصطفیٰ، دریدہ دہن، بے لگام شرابی کی طرح بکنے والا، گستاخ اہل بیت واولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پیدا ہوا جس نے نام نہاد توحید پرستی کے زعم میں اجماع امت سے بغاوت کی اس نے ایک کتاب بنام "کتاب التوحید" لکھی جو دراصل ابلیسی توحید پر مشتمل ہے۔ پھر دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام تھا "محمد اسمٰعیل" اس نے ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب "کتاب التوحید" کا اردو میں خلاصہ کیا جس کا جس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا جو درحقیقت "تفویۃ الایمان" ہے۔ اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والوں، اس سے عقیدت ومحبت رکھنے والوں، اسے فالو کرنے والوں کے دو گروہ بنے۔ ایک تو وہ جنھوں نے اماموں کی تقلید کا انکار کیا، وہ "غیر مقلد وہابی" کہلاتے ہیں۔ وہ جنھوں نے دیکھا کہ اس طرح اپنے کو ظاہر کرنے سے مسلمان ہم سے نفرت کرتے ہیں انھوں نے اپنے آپ کو حنفی ظاہر کیا نماز، روزے میں ہماری طرح سامنے آئے ان کو "گلابی وہابی" یا "دیوبندی وہابی" کہتے ہیں۔ (دیباچہ جاء الحق حصہ اول صفحہ ۵)

بہر حال ان دونوں کا عقیدہ وہی ہے جو ابن عبد الوہاب نجدی اور اسمٰعیل دہلوی کا ہے اس لئے ان دونوں سے دوری

بہت ضروری ہے ان سے یاری دوستی ایمان کے جانے کا بہت بڑا خطرہ لاحق ہے یار بد، مار سے بھی بدتر ہے اللہ تعالی سادہ لوح سنی مسلمانوں کو ان کے دام فریب سے بچائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(انجانے میں گناہ ہوجائے تو کم گناہ ہوتا ہے یا برابر؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ کسی سے انجانے میں گناہ سرزد ہوجائے تو کم گناہ اور اگر جان بوجھ کر گناہ کرے تو زیادہ گناہ ہوتے ہیں لہذا کیا زید کا قول درست ہے؟ مفتیان کرام کرم فرما کر بیان فرمائیں کہ جانے وانجانے میں کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو گناہوں کا کیا معاملہ ہے۔ المستفتی:۔محمد شہباز حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جی ہاں زید کا قول درست پر مبنی ہے جیسا کہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: روایت ہے حضرت ام سلمہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے شروع اللہ کے نام سے اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں خدایا ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم پھسلیں اور بہکیں یا ستائیں یا ستائے جائیں یا جہالت کریں یا ہم پر جہالت کی جائے۔(احمد، ترمذی، نسائی/حدیث نمبر 59)

اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ابوداؤد، ابن ماجہ کی روایت یوں ہے کہ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میرے گھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہ نکلے مگر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے ہوئے پھر کہتے الٰہی میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ بہکوں یا بہکایا جاؤں یا ظلم کروں یا ستایا جاؤں یا جہالت کروں یا مجھ پر جہالت کی جائے۔

شرح: یعنی اس نکلنے کی ابتداء اللہ کے نام سے کرتا ہوں تا کہ نکلنا برکت والا ہو۔بلا ارادہ گناہ ہوجانا ذلت ہے اور ارادۃً

قصداً گناہ کرنا ضلالت یا گناہ صغیرہ ذلت ہے گناہ کبیرہ ضلالت یا عملی غلطی ذلت ہے اور اعتقادی غلطی ضلالت۔

(مرآۃ المناجیح جلد ۴ ص ۵۹) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(متاخرین اور متقدمین کسے کہتے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ متاخرین اور متقدمین کسے کہتے؟

المستفتی:۔ محمد افضل رضا نظامی جواس راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جن علماء کرام نے امام اعظم ابو حنیفہ اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ پایا اور ان سے فیض حاصل کیا انکو متقدمین کہتے ہیں اور جن علماء کرام نے ائمۂ ثلاثہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فیض حاصل نہ کیا انکو متاخرین کہتے ہیں۔ اور اکثر جابجا فقہاء کے استعمال سے یہی سمجھے جاتے ہیں اور یہی ظاہر ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ سے امام شیبانی تک متقدمین اور شمس الائمہ حلوانی سے حافظ الدین بخاری تک متاخرین کہتے ہیں۔ اور ذھبی کی میزان میں یوں ہے کہ متقدمین اور متاخرین کا حد فاصل تیسری صدی کا شروع ہے یعنی تیسری صدی کے پہلے کے لوگ متقدمین اور دوسری صدی کے بعد کے لوگ متاخرین کہلاتے ہیں۔

(مقدمہ مفید المفتی ص:77) ماخوذ از (فتاوی مشاہدی ج:1/ ص:54/ 55/)

اور نور الایضاح کے مقدمہ میں ہے کہ " المراد بالمتقدمین من فقهائنا هم الذين أدركوا الأئمة الثلاثة و من لم يدركهم فهو من المتاخرين هذا هو الظاهر من اطلاقاتهم فی كثير من المواضع - و

ذکر عبد النبی الأحمد نگری فی جامع العلوم أن الخلف عند الفقهاء من محمد بن الحسن الی شمس الأئمة الحلوانی والسلف من أبی حنیفة الی محمد والمتأخرون من الحلوائی الی حافظ الدین البخاری اھ

(مقدمہ نور الایضاح ص:12 /مجلس البرکات) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو غوث اعظم کیوں کہتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غوث اعظم رضي اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کی غوثِ اعظم کا مطلب ہوتا ہے سب سے بڑا مددگار تو سائل کا کہنا ہے کی سب سے بڑا مددگار صرف اللہ ہے کہتا کی قرآن سے ثابت ہے کی اللہ سب سے بڑا مددگار ہے تو اِسکا جواب عنایت فرمادیں کی غوثِ اعظم کس نسبت سے کہا جاتا ہے انکا کہنا کی غوثِ اعظم نہی کہنا چاہئے مدلل جواب عنایت فرمادیں بڑی مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔ محمد عقیل خان رضوی ردولوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ بات درست ہے کہ سب سے بڑا مددگار ومہربان اللہ رب العزت کی ذات ہی ہے، مگر اسی کے عطا کردہ طاقت و قوت سے اس کے بندے بھی اس کے مخلوق کی مدد کرتے ہیں فریاد کو سنتے ہیں اور مخلوق سے مدد طلب کرنا کوئی شرعی قباحت لاحق نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا: یا أیہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلاۃ اے ایمان والو مدد طلب کرو صبر اور نماز سے۔ فلہٰذا جب رب العزت نے خود ہی غیرے خدا سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا تو اولیاء کاملین سے مدد کیوں نہیں طلب کی جا سکتی ہے پھر انسان کا مقام تو وہ ہے رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا خود ہی ارشاد فرمایا کہ: وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْۤ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ

عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِیۡلًا (۷۰) اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

رہی بات غوث الاعظم کہنے کی تو اس میں بھی شرعی رو سے کوئی حرج نہیں کہ غوث کے معنی ہیں (فریاد کو پہنچنے والا) اور غوث الاعظم کے معنی ہیں (بڑا فریادرس) غوث الاعظم اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہُ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ وہ ہے کہ سارے اغواث واقطاب وابدال آپ مریدین میں سے ہیں اور آپ کا قدم ناز تمام اولیاء کاملین کی گردنوں پر ہے۔

میرے امام عشق ومحبت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کہتے ہیں

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

نیز کوئی بھی بندہ کسی بھی ولی کو پکارتا ہے تو اسے خدا سمجھ کر نہیں بلکہ بندہ خدا سمجھ کر مخلوق خدا سمجھ کر مدد طلب کرتا ہے اور غیرے خدا سے مدد طلب کرنے میں کوئی خرابی نہیں جس کے جواز پر آیات قرآنی موجود ہے جو کہ اوپر ذکر ہوا۔ فلہٰذا غوث الاعظم کہنا بلاشبہ جائز ودرست ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدۃ أتم وأحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۶ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(کسی زندہ شخص کو مرحوم کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے زندہ کو مرحوم کہہ دیا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ محمد شہباز حنفی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وفات یافتہ بزرگوں کے لئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عوام مسلمین کے لئے مرحوم ومغفور دعائیہ جملے لکھے جاتے اور

بولے جاتے ہیں اگر چہ مذکورہ جملے مردہ زندہ سب کے لئے لکھ سکتے ہیں مگر چونکہ مذکورہ جملے عرف عام میں انتقال کرنے والوں کے لئے مستعمل ہے اس لئے باحیات حضراتِ کے لئے لکھنا کہنا غلط ہے جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ رحمۃ اللہ علیہ دعائیہ جملہ ہے اسے مردہ زندہ سب کے لئے لکھ سکتے ہیں لیکن چونکہ جملہ مذکورہ عرف عام میں انتقال کرنے والوں کے لئے مستعمل ہے لہذا زندہ کے لئے اس کو لکھنا غلط ہے (فتاویٰ فقیہ ملت کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ 277)

صورت مستفسرہ میں کسی باحیات شخص کو مرحوم کہنا غلط ہے اس کے لئے حکم یہ ہے اب آئندہ کسی باحیات شخص کو مرحوم نہ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(ٹوپی پہننا کہاں سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت ٹوپی پہننا کھاں سے ثابت ہے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ شمیم رضا نورانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ٹوپی پہننا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے جو کہ عادت کریمہ تھی چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے اسکو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ (السراج المنیر ج ۴ ص ۱۱۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں کان والی اور حضر میں پتلی یعنی شامی ٹوپی پہنتے تھے علامہ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ٹوپی کے باب میں یہ سب سے عمدہ سند ہے۔ (فیض القدیر جلد پنجم ص ۲۴۶) واللہ اعلم

کتبہ

نصیر الدین برکاتی مصباحی

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱ جنوری ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(کپڑا سوکھنے کے بعد بھی اسے باہر چھوڑ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کپڑا سوکھ جانے کے بعد اسے باہر ایک دن یا ایک دن سے زیادہ چھوڑنے کا حکم شرع کیا ہوگا؟ المستفتی:۔محمد شمس الدین گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: شرع مطہر کسی وقت کسی سوال کے جواب سے عاجز نہیں لیکن یہ بھی ہے حدیث میں ہے:" نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نقل المسائل " رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے بے ضرورت مسائل پوچھنے سے منع کیا ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۵ صفحہ ۳۰۴ / رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کپڑا سوکھنے کے بعد اسے باہر نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ باہر کپڑا، پڑا رہے تو ممکن کہ کوئی پرندہ اس پر بیٹ کردے یا کوئی درندہ مثلاً بندر اٹھالے جائے اس لیے سوکھنے کے بعد اٹھالینے میں ہی عافیت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۷ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ

(نیک کام میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے چندے میں بولی لگانا مثلاً اگر کسی نے ایک ہزار دیئے تو میں دس ہزار دونگا یا میں نے دس ہزار دیا ہے تو آپ بھی دس ہزار روپئے دو نہ دینے کی وجہ سے اسے ذلیل کرنا گناہ ہے یا مسجد کے نام پر ثواب ہوگا جواب حدیث کی روشنی میں دیں؟ کیونکہ ہمارے یہاں مسجد کا کام چل رہا ہے کچھ لوگ ایسے ہیں جو خود تو بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں پر دوسروں کو پریشان کر رہے ہیں زبردستی کر رہے ہیں کہ آپکو بھی

زیادہ سے زیادہ دینا پڑے گا کیا یہ طریقہ صحیح ہے۔؟ المستفتی:۔محمد تنویر دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد وامور خیر کیلئے چندہ کرنا جائز وباعث ثواب ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں مسجد کیلئے وامور خیر کے لئے چندہ کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد،۱۶، صفحہ،۴۶۹، رضافاونڈیشن)

اور چندہ میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا سبقت حاصل کرنا بھی عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے جیسا کہ غزوہ تبوک میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی نیت سے بڑھ چڑھ کر چندہ دیا لیکن غریب مزدور سے جبرا چندہ وصول کرنا جائز نہیں یوں ہی غریب ونادار مسلمانوں پر انکی استطاعت سے بڑھکر چندے ڈالنا {فکس کرنا} ان پر گاؤں بستی کا دباؤ بنا کر وصولی کرنا نہ دینے پر انکو ذلیل ورسوا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے حدیث شریف میں " قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مَنْ آذَى مُؤْمِناً فَقَدْ آذَانِي وَ مَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَ مَنْ آذَى اللّٰهَ فَهُوَ مَلْعُونٌ فِي التَّوْرَاةِ وَ الْإِنْجِيلِ وَ الزَّبُورِ وَ الْفُرْقَانِ وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ : فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِين " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مومن کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھ کو تکلیف دی گویا اس نے اللہ کو ناراض کیا ایسا شخص ملعون ہے اور یہ ذکر تورات میں انجیل میں زبور میں قرآن میں ہے اور دوسری روایت میں ہے اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں وتمام لوگوں کی لعنت برستی ہیں لہذا ان مسلمانوں کے ساتھ متولی یا کمیٹی کے کسی فرد نے بدتمیزی ودلشکنی کی ہے تو معافی مانگے اللہ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا "(پارہ ۳ سورہ بقرہ)

اسلام کا کوئی بھی قانون ایسا نہیں کہ جو مسلمان کی جان اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ بنے۔صورت مسئلہ میں حسب حیثیت لوگوں سے چندہ وصول کیا جائے اور نرمی کے ساتھ وصول کرے نہ دینے پر کسی طرح کی تکالیف، ایذا و رسائی، ذلیل وخوار، زور دباؤ، جبراً، ظلم وستم بالکل نہ کرے بلکہ جو بھی خوشی سے رضامندی سے دیں قبول کریں زیادہ کی ترغیب دینا جائز ہے مگر اس کے ساتھ جور وظلم اور قانون بنانا کہ ہم اتنا دیتے ہیں تم بھی دو یا اتنا دینا ہوگا یہ قطعا ناجائز

ہے اس سے اجتناب کریں ہاں ترغیب دیکر زیادہ سے زیادہ راضی وخوشی کے ساتھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(حائضہ عورت قران کا ترجمہ پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حائضہ عورت قران کا ترجمہ پڑھ سکتی ہے یا نہیں

المستفتی:۔ عبداللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس طرح جنب اور حیض ونفاس والی عورت کو قرآن مجید دیکھکر یا زبانی پڑھنا اور اسکا چھونا اگرچہ اسکی جلد یا حاشیہ یا چولی کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگانا ناجائز وحرام ہے اسی طرح قرآن مجید کے ترجمہ کو پڑھنا یا چھونا ناجائز وحرام ہے اگرچہ ترجمہ کسی بھی زبان میں ہو۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ" قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اسکے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کے جیسا حکم ہے" اھ (ح:2/ص:327/غسل کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

اسرار احمد نوری بریلوی

۲۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(جس کمپٹیشن میں علماء کرام کی توہین ہوتی ہو اس میں حصہ لینا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مکالمہ لکھنے والی کومپیٹیشن میں حصہ لیا جس میں اسے ایک عالم کے ساتھ جاہل کی طرح گفتگو کرنی ہے اور علمائے کرام وعلم دین کی توہین کرنی ہے جبکہ مقصود مکالمہ توہین علم نہیں بلکہ لوگوں کی عبرت کے لیے اسے اس طرح سے کردار ادا کرنا ہے اور آخر میں پیغام عبرت دینا ہے طلب امر یہ ہے کہ زید کا اس کومپیٹیشن میں حصہ لینا اور اس جاہل کا کردار ادا کرنا کیسا؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔بینوا توجروا

المستفتی:۔ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کو اس طریقے کے کمپٹیشن میں کسی بھی طرقے کا حصہ لینا ناجائز وحرام ہے اس طریقے کی حرکات قبیحہ کسی مسلمان کے ساتھ بھی روا نہیں تو ایک عالم دین کے لئے کیوں کر جائز ہوسکتا ہے کیونکہ مذاق میں کسی کا دل دُکھانا جائز نہیں میں پوچھتا ہوں اگر زید کے باپ سے ایسے نازیبا کلمات بولے جائیں گے جس کی وجہ سے اس کا دل دکھے تو زید کو کیسا محسوس ہوگا؟ تو ایک عالم دین سے مذاق اور ایسی مذاق کہ جس سے اسکی تحقیر ہو یہ حقیقتاً تحقیر ہے اور اسکو تکلیف پہچانا ہے اور عالم کو تکلیف پہنچانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "من اذی فقیھا فقد آذی رسول اللہ ﷺ ومن آذی رسول اللہ ﷺ فقد آذی اللہ" یعنی جس نے عالم دین کو ایذا دی اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی اور جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی تو بے شک اس نے اللہ کو ایذا (ناراض) دی اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے رسول صلی اللہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں یہ فرمایا ہے بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (مقام علم وعلماء صفحہ ۱۶۹)

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: کسی کو ذلیل کرنے کے لیے اور اس کی تحقیر

کرنے کے لیے اس کی خامیوں کو ظاہر کرنا، اس کا مذاق اڑانا، اس کی نقل اتارنا یا اس کو طعنہ مارنا یا عار دلانا یا اس پر ہنسنا یا اس کو بُرے بُرے اَلقاب سے یاد کرنا اور اس کی ہنسی اُڑانا یہ سب حرکتیں حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں لہٰذا ان حرکتوں سے توبہ لازم ہے، ورنہ یہ لوگ فاسق ٹھہریں گے باز نہ آئے تو یقیناً وہ قہرِ قہّار و غضبِ جبّار میں گرفتار ہو کر جہنم کے سزاوار بنیں گے (جہنم کے خطرات ص ۱۷۰)

لہٰذا زید جس کمپٹیشن میں حصہ لیا ہے اور علماء کی شان میں اگر بے باکیاں کی تو ان علماء سے معافی طلب کرے اور آئندہ اس قسم کے حرکات سے بچنے کا عہد کرے ورنہ ایسے گستاخان کے لئے عذاب جہنم کافی ہے عوام کو صحیح پیغام دینے کے لئے ایک یہی طریقہ نہیں رہ گیا ہے کہ جس سے علماء کرام کی توہین مقصود ہوا گرچہ اسکی نیت صاف ہو لہٰذا عوام الناس تک درست پیغام پہنچانے کے لئے اور دوسرے ذرائع تلاش کئے جائیں جن میں شرعی خرابی نہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(جنب کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس شخص پر غسل فرض ہے اس کا پسینہ جو حالت ناپاکی میں اسے آیا پاک ہے یا ناپاک، اگر وہ پسینہ پاک کپڑے پر لگ جائے تو کیا حکم ہوگا جواب عطا فرمائیں عنایت ہوگی۔

المستفتی:۔ عبد المصطفےٰ بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنب کا پسینہ پاک ہے ایسی حالت میں پاک کپڑے پسینے سے تر بھی ہو جائے تو ناپاک نہیں ہونگے حضور

امام اہلسنت اسی کے مثل ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں نہیں (یعنی پسینہ ناپاک نہیں) جنب کا پسینہ مثل اس کے لعابِ دہن کے پاک ہے۔ فی الدر المختار سوٴر الآدمی مطلقا ولوجنبا او کافرا طاھر وحکم العرق کسوٴر رد مختار میں ہے: آدمی کا جھوٹا مطلقاً پاک ہے چاہے جنبی ہو یا کافر ہو، اور پسینے کا حکم جھوٹے جیسا ہے (بحوالہ: درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۴۰: حوالہ؛ فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۳۸۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۲۰ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(مشت زنی کرنا کیسا ہے؟ نیز اس کے احکام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حمام میں اپنے ہاتھوں سے اپنی منی نکالا اور اسی وقت استنجاء کی جگہ پانی سے دھولیا تو کیا وہ شخص پاک رہے گا یا نہیں حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ حافظ محمد شاہ روخ رضا خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں غسل فرض ہوگیا یعنی ناپاک ہوگیا اگرچہ نجاست پانی کے ذریعے صاف ہوگئی ہو کیوں کہ منی کا اپنے عضو خاص سے شہوت کے ساتھ یعنی (کود کر) نکلنا ہی غسل کو فرض قرار دے دیتا ہے شرح وقایہ میں ہے "وجبہ (الغسل) انزال منی ذی دفق و شھوۃ عند الانفصال" (جلد اول صفحہ ۸۳) (ھکذا فی فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت وغیرھم)

تنبیہ:۔ مشت زنی کرنا حرام اشد حرام ہے ایسا شخص مرتکب گناہ کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے حدیث شریف میں ایسے شخص کو ملعون کہا گیا اور ایک حدیث شریف سرکار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں " سبعة لا ينظر الله إليهم يوم القيامة، ولا يجمعهم مع العالمين، ويدخلهم النار أول الداخلين، إلا أن يتوبوا، إلا أن يتوبوا:

الناکح یدہ، والفاعل والمفعول بہ، والمدمن الخمر، والضارب والدیہ حتی یستغیثا، والمؤذی جیرانہ حتی یلعنوہ، والناکح حلیلۃ جارہ. سات لوگ ایسے ہیں کہ جن کی طرف اللہ تعالی نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں عالموں کی صف میں جمع فرمائے گا اور انکو جہنم میں داخل ہونے والوں سے پہلے جہنم میں داخل فرمائے گا مگر وہ توبہ کرلے مگر وہ توبہ کرلیں (یعنی یہ لوگ اگر صدق قلب توبہ کرلیں تو جہنم سے نجات پا جائیں گے) (اور سات میں وہ جو) ہاتھ سے زنا یعنی مشت زنی کرنے والا اور فاعل ومفعول لواطت کرنے وکرانے والا اور شراب کو عام کرنے والا والدین کو مارنے ستانے والا اور پڑوسیوں کو ایزا دینے والا یہاں تک کہ وہ اس پر لعنت کریں اور مشت زنی کرنے والا اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ حاملہ ہوں گے اور اس کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ "اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہے کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے آگی بڑھنے والے ہیں۔ (کنزالایمان المؤمنون آیت ٦)

علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں،، اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے قضاء شہوت کرنا حرام ہے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اللہ تعالی نے ایک امت کو عذاب کیا جو اپنی شرم گاہوں سے کھیل کرتے تھے (خزائن العرفان صفحہ ٤٩٥)

اسکے علاوہ اس فعل قبیح کے مرتکب پر بے شمار وعیدین وارد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۱ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(کافر کی زمین سے نفع اٹھانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک کافر کی زمین اس شرط پر رکھی تم کو ایک لاکھ روپئے

دیتا ہوں اور جب تم روپئے واپس دوگے تو تمہاری زمین واپس مل جائے گی اور میں اس سے نفع حاصل کرتا رہونگا کیا یہ درست ہے جلد از جلد جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں المستفتی:۔شعیب رضا نوری گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غیر مسلم کی زمین کو رہن رکھنا جائز ہے کہ یہاں کے (ہندوستان) کافر حربی ہیں اور مسلمان اور کافر کے درمیان سود تحقق نہیں حضرت علامہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " ان ھم الا حربی وما یعقلھا الا العالمون " (تفسیر احمدیہ۔صفحہ نمبر/۳۰۰)

اور مسلمان وکافر کے درمیان سود کا تحقق نہیں الحدیث ۔ لا ربا بین المسلم والحربی (مصدقات محدث کبیر صفحہ نمبر/۱۲۷)

اور فقیہ ملت میں ہے کہ غیر مسلم کی زمین گروی رکھ کر اس کی فصل لے سکتے ہیں کہ یہاں کے غیر مسلم حربی کافر ہیں ۔اور حدیث شریف میں (لا ربا بین المسلم والحربی) یعنی مسلمان اور حربی کے درمیان سود نہیں۔اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کافر حربی سے سود لیا جائے،تو سود نہ ہوگا۔" لان مالہ غیر معصوم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا کما فی الھدایہ وغیرھا. (فتاوی مصطفویہ ترتیب جدید صفحہ نمبر/۴۲۶)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں رہن جائز ہے جبکہ انہیں محدود رکھے اگر خدانخواستہ اس کی عادت پڑ جائے کہ مسلمانوں سے اس طرح کے معاملے کرنے لگے تو ناجائز وحرام ہے ۔(فتاوی امجدیہ جلد سوم صفحہ نمبر/۳۴۴/فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ نمبر/۲۲۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری عفی عنہ

۲۱ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(قرآن مجید نیچے ہو تو اونچی جگہ بیٹھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب زمین پر بیٹھ کر کوئی تلاوت قرآن کر رہا ہو تو اس وقت پلنگ

پر کسی کو بیٹھنا یا لیٹنا بے ادبی تو نہیں؟ المستفتی:۔ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن مجید نیچی جگہ پر ہو اور خود اوپر بیٹھنا یا کسی اور کو اوپر بیٹھنا یا لیٹنا سراسر بے ادبی ہے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے اس کا احترام مسلمانوں پر لازم ہے، حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرتِ علّامہ مفتی محمد امجد علی قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔(بہار شریعت حصہ ۱۶ قرآن مجید اور کتابوں کے آداب)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۱ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کے سیر کی مدت کتنی ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب اللہ کے نبی معراج کی رات اللہ سے ملاقات کے لئے گئے تو کتنا عرصہ گزرا سال گزرے تھے یا دن یا کچھ لمحے کیا معاملہ تھا جو ہیں اسے بتا دیجئے حوالے کے ساتھ کسی دیوبندی کو دینا ہے آپ کی مہربانی ہوگی المستفتی:۔محمد عمر رضا مرادآبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

معراج کی مدت بعض نے چار ساعات بعض تین ساعات اور بعض نے اس سے بھی کم کہا ہے۔(اسلامی حیرت انگیز معلومات صفحہ 211)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۳ ستمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

(لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اپنے بیوی بچوں کی وجہ سے ہلاک ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ایسی کوئی حدیث ہے جسمیں آخری زمانہ میں اپنے بیوی بچوں کی خواہشات پر خرچ کرتے کرتے وہ ہلاک ہوجائے گا؟ اگر ہے تو وضاحت فرمائیں المستفتی:۔محمد فاروق الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی اس طرح کی ایک حدیث شریف ہے کہ انسان اپنے پڑوسی یا بچوں وغیرہ کے ہاتھوں ہلاک ہوگا حدیث پاک کا

مفہوم یہ ہے تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مومن کو اپنا دین بچانے کیلئے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ اور ایک غار سے دوسرے غار کی طرف بھاگنا پڑے گا، اس وقت روزی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ناراضگی ہی سے حاصل کی جائے گی۔ جب ایسا زمانہ آجائے گا تو آدمی اپنے بیوی بچّوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا، اگر اس کے بیوی بچّے نہ ہوں تو وہ اپنے والدین کے ہاتھوں ہلاک ہوگا، اگر اس کے والدین نہ ہوئے تو وہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ! وہ کیسے؟ فرمایا: وہ اُسے اُس کی تنگ دستی پر عار دلائیں گے تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والے کاموں میں مصروف کردے گا (زھد کبیر ۱۸۳) (اسلامی شادی صفحہ ۴۰ / مکتبۃ المدینہ کراچی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۹ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(خلافت راشدہ کی مدت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خلفائے راشدین جو ہیں ان کو خلافت جو ملی ہے ایک بعد دیگر سن اور ہجری کے اعتبار سے تفصیل کے ساتھ کے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ ایاز سنگمنیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی رضی اللہ عنھم اجمعین ان چاروں خلیفہ کے عہد کو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے جن کی مجموعی مدت تیس سال رہی ہے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۲ سال ۳ ماہ دس دن (۱۲/ ربیع الاول ۱۱/ ہجری تا ۲۲/ جمادی الاخری ۱۳/ ہجری) خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۱۰/ سال ۶/ ماہ چار دن (۲۲/ جمادی الاخری ۱۳/ ہجری تا ۲۶/ ذی الحجہ

۲۳؍ہجری) خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۱۱؍سال ۱۱؍ماہ ۱۸؍ایام (۳؍محرم ۲۴ھ تا ۲۵؍ذی الحجہ ۳۵؍ہجری) خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۴؍سال آٹھ ماہ ۲۵؍ایام (۲۶؍ذی الحجہ ۳۵؍ہجری تا ۲۱؍رمضان ۴۰؍ہجری) تک رہی (البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۸۷)

اور چھ ماہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کو شامل ہیں واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

(۲۵ محرم ۱۴۴۱ ہجری) ۲۵ ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کس بادشاہ کی حکومت تھی، اور انکا وصال مبارک کہاں ہوا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے دور میں کس بادشا کی حکومت تھی اور کس بادشاہ نے آپ کو گرفتار کیا تھا اور آپکا وصال مبارک جیل میں ہوا تھا یا جیل سے باہر؟ اس کے بارے میں علمائے کرام سے گزارش ہے کہ رہنمائی فرمائیں! شریعت کی روشنی میں نوازش ہوگی فقط والسلام المستفتی:۔ محمد ساجدین نیپال گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کتنے بادشاہ یا خلفا کی حکومت رہی اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں، البتہ کتاب کے مختصر مطالعہ سے ایک بادشاہ اور ایک خلیفہ کے بارے میں معلوم ہوسکا ہے جبکہ اس سے زیادہ بھی ہوسکتے ہیں، ایک بنی امیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد کے والیٔ عراق یزید بن عمرو بن ہبیرہ جو امام صاحب علیہ الرحمہ کے دور میں تھا، منقول ہیکہ اسنے امام صاحب کو بلانے کو بھیجا کہ انکو بیت المال کا ناظم و ناظر مقرر کرے، آپ نے اس سے (مصلحت شرعی کی بنیاد پر) انکار فرمایا، اس نے اس پر آپ کو ظلما کوڑے مارے۔ دوسرا خلیفہ منصور کا دور

گزرا منقول ہے کہ کوفہ کے قاضی کا جب انتقال ہوا تو خلیفہ منصور نے امام صاحب کو اس عہدہ پر فائز کرنا چاہا پہلے کی طرح امام صاحب نے (مصلحت کے تحت) اس سے بھی انکار فرمایا جس پر خلیفہ نے امام صاحب کو جیل خانہ میں قید کر دیا اور امام صاحب کو راضی کرانے کے لئے ان پر ظلم کرتا رہا مگر پھر بھی امام صاحب نے انکار شدید کیا حتٰی کہ دسویں دن امام صاحب نے قید خانہ ہی میں مار (ظلم) کے صدمہ یا زہر کی مصیبت سے باتفاق ارباب تواریخ سنہ ۱۵۰ ہجری کو ستر برس کی عمر میں دار فانی کو الوداع کہہ کر داعئ اجل کو لبیک کہا یعنی وصال فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالٰی ہمارے امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی کی قبر مبارک میں رحمت و نور نازل فرمائے آمین۔(الخیرات الحسان، صفحہ ۱۲۵ / ۱۳۴) وھو سبحانہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد علی نعیمی مرادآبا

۲۱ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(آتش نمرود میں کونسا جانور پرندہ پانی ڈال رہا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ سلام کو آگ میں ڈالا گیا اس وقت کون کون سے پرندے نے مدد کی وضاحت درکار ہے

المستفتی:۔ علی رضا کراچی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آتش نمرود میں ڈالا گیا تو مینڈک اپنے مونھ میں پانی لا کر آتش نمرود کو بجھا رہا تھا۔

(حیاۃ الحیوان جلد دوم صفحہ ۸۶)

اور ایک پرندہ ہدہد ہے جو اپنے چونچ سے پانی کا قطرہ آتش نمرود میں ڈال رہا تھا کی آگ بجھ جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نقصان نہ پہنچے (تفسیر نعیمی پارہ ہشتم صفحہ ۱۹۹ / مخزن معلومات صفحہ ۸۹) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

غیاث الدین قادری دولہا پور گونڈہ

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد مؤمن تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی تقریر میں عظمت والدین پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماں باپ کافر ومشرک تھے پھر بھی انھوں نے ہمیشہ والدین کو تعظیم کے ساتھ مخاطب کیا بکر نے کھڑے ہوکر کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے نہ کہ کافر ومشرک, اور انھیں کافر ومشرک کہا ہے لہذا قائل اور سامع سبھی توبہ کرلیں زید کا کہنا ہے کہ میری مراد ماں باپ سے ان کے چچا وغیرہ ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید وبکر دونوں میں سے کس کی بات صحیح ہے اور دونوں میں سے کس پر شریعت کا کیا حکم ہوگا؟ بینواوتوجروا

المستفتی:۔خادم رضا انگلش میڈئم اسکول نائیگاوں ناندیڑ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں زید کا اپنی تقریر کے دوران یہ کہنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماں، باپ، کافر ومشرک تھے غلط ہے حضرت ابراہیم کی شان میں بے ادبی ہے قرآن شریف کی آیت ہے (وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً (پارہ ۷،سورہ الانعام) اور اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ) (پارہ ۱۶ سورہ مریم)

ان دونوں آیتوں میں اب سے مراد چچا ہے اسلئے کہ عربی میں اب سے چچا مراد لینا عام ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے (نعبد الهك واله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق الها واحد) اس میں حضرت اسماعیل کو حضرت یعقوب کے ابا میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یکہ آپ عم ہیں اسی طرح حدیث شریف میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو اب، یعنی باپ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد کیا (ردوا علی ابی) یہاں ابی سے حضرت عباس مراد ہیں۔

(خزآئن العرفان تفسیر ضیاء القرآن)

امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفی، مفردات امام راغب، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، وغیرہم نے فرمایا یے کہ آزر حضرت ابراہیم کا چچا تھا آزر بت پرست تھا آپ کے والد کا نام تارخ ہے جو مومن موحد تھے۔

تفسیر ابن کثیر نے بھی یہی کہا ہے بحوالہ تفسیر نعیمی مذکورہ آیت کی تفسیر میں جلالین کے حاشیہ پر کہا گیا ہے (آزر اسم عم ابراهيم واسم ابيه تارح) اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے اب خطیب کا یہ کہنا کہ میں نے بھی چچا مراد لیا ہے بالکل غلط اسلئے کہ اردو میں باپ بول کر چچا مراد نہیں لیا جاتا ہے ہاں کچھ علاقوں میں بولتے ہیں تو بڑے، یا چھوٹے ابا بولتے ہیں اس میں امتیاز کیلئے بڑے یا چھوٹے کا اضافہ کرتے ہیں اسلئے خطیب کی یہ تاویل نا قابل قبول اور بتانے پر بھی نہ ماننا اور بہت بڑی کم نصیبی اسلئے خطیب علی الاعلان توبہ کرے اور اپنی غلطی تسلیم کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۳ فروری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی 7 جمادی الآخر ۱۴۴۰ھ

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کے اسمائے گرامی کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور والدہ کا کیا نام ہے اور وہ کس دیش میں پیدا ہوئے جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھلو

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام ''تارخ'' اور والدہ ماجدہ کا نام ''ثانی'' اور بعض نے ''نوفا'' اور بعض نے ''لیوثا'' اور بعض نے ''امیلہ'' اور ایک روایت میں بونا بنت کرین ابن کرثی بتایا۔ اور آپ کی ولادت شہر بابل سے متصل قصبہ کوفی ہوئی اور تفسیر خزائن العرفان میں فرمایا کہ آپ کی جائے پیدائش اہواز کے علاقہ میں مقام سوس ہے۔ (اسلامی حیرت انگیز معلومات ص:109 / 110) (بحوالہ تفسیر ابن کثیر، تفسیر نعیمی، الاتقان، بدایہ، العجائب الکرمانی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۳ اگست بروز سنیچر ۲۰۱۹ء

(حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا خاندانی تعلق؟اور باپ، دادا کا نام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کے والد اور آپ کے دادا کا کیا نام

المستفتی:۔توصیف مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آپ کا خاندانی تعلق عجمی نسل سے ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آپ کس نسل سے ہیں جیسا کہ اولیاء رجال الحدیث صفحہ ۱۵ بحوالہ تاریخ بغداد ترجمہ ابوحنیفہ میں ہے کہ تمام مؤرخین کے نزدیک اتنی بات تو مسلم ہے کہ آپ کا خاندانی تعلق عجمی نسل سے ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آپ کس نسل سے ہیں؟ اور عرب میں کیونکر؟ اس سلسلے میں آپ کے پوتے اسمعیل بن حماد کا بیان ہے کہ ہمارا شجرۂ نسب اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہے اور ہم لوگ نسل فارس سے ہیں اور ہم کبھی بھی کسی کی غلامی میں نہیں آئے۔ ہمارے داد ثابت کوفہ میں پیدا ہوئے تو ان کے والد انھیں لے کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور امیر المومنین نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے حق میں خیر وبرکت کی دعا فرمائی اور ہم کو امید ہے کہ وہ دعا بے اثر نہیں رہی ظاہر ہے کہ گھر کا حال گھر والا ہی سب سے زیادہ جانتا ہے۔لہذا اس سلسلے میں اسمعیل بن حماد ہی رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان سب سے زیادہ قابل وثوق ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۸ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے اعوان وانصار کی تعداد کتنی تھی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شہدائے کربلا کی کل تعداد کتنی ہے؟ خاندان نبوت کی تعداد کتنی اور جاں نثاروں کی تعداد کتنی ہے؟ کتب معتبرہ کے حوالے کے ساتھ جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کربلا میں جانے والے اعوان وانصار کے ساتھ اہل بیت اطہار کے بیاسی افراد تھے جیسا کہ خطبات محرم میں بحوالہ، طبری، مفتی جلال الدین علیہ نقل فرماتے ہیں امام عالی مقام/ ۳؛ ذی الحجہ/ ۶۰، جری/ کو اپنے اہل بیت اور موالی، وخدام، کل بیاسی ۸۲ / افراد کے ساتھ مکہ شریف سے عراق کے لئے روانہ ہوگئے (خطبات محرم ص ۳۷۸)

کربلا میں جام شہادت نوش فرمانے والے، اہل بیت کے افراد واشخاص، میں کل سترہ ۱۷ / شاہزادے ہیں جیسا کہ خطبات محرم ص ۳۷۹ / رقم طراز ہیں صاحبزادگان اہل بیت میں کل سترہ ۱۷ / حضرات امام عالی مقام کے ہمراہ مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔اور حضرت علی اوسط، جن کو؛ امام زین العابدین؛ کہتے ہیں ان کی عمر شریف/ ۲۲ سال تھی، اور بیمار تھے حضرت امام زین العابدین، عمر بن حسن، محمد بن عمر بن علی، اور دوسرے کم عمر صاحبزادے قیدی بنائے گئے۔(

سوانح کربلا بحوالہ خطبات محرم ص ۳۸۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ ہجری ۲۸ ستمبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کتنے غزوے میں شریک ہوئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے کئے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد رضوان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غزوات یعنی جن جن لشکروں میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شریک ہوئے ان کی تعداد میں مورخین کا اختلاف ہے مواہب لدنیہ میں ہے کہ غزوات کی تعداد ستائیس ہے اور روضۃ الاحباب میں یہ لکھا ہے کہ غزوات کی تعداد ایک قول کی بنا پر اکیس اور بعض کے نزدیک چوبیس ہے اور بعض نے کہا کہ پچیس اور بعض نے لکھا ہے چھبیس ہے۔

(زرقانی علی المواہب ج1 ص388)

مگر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالی عنہ سے جو روایت تحریر کی ہے اس میں غزوات کی کل تعداد؛؛ انیس بتائی گئ ہے اور ان میں سے نو غزوات میں جنگ بھی ہوئی ہے۔(سیرۃ المصطفی صفحہ 157)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱ر صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ء

(الدولۃ المکیۃ حضور اعلی حضرت نے کب اور کتنے وقت میں تحریر فرمایا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اعلی حضرت قدس سرہ العزیز نے جو الدولت المکیہ لکھا ہے وہ کب اور

کس موقع سے لکھا ہے اور کتنے گھنٹے میں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد مستقیم رضا انجم، گڑھوا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میرے امام حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے (الدولة المكية بالمادة الغيبية) ۱۳۲۳ ھجری ۱۹۰۵ عیسوی میں دوسرے حج کے موقع پر تصنیف فرمایا؛ اس کتاب میں مسئلہ علم غیب پر عالمانہ انداز میں شرح وبسط کے ساتھ بحث کی گئی ہے اور میرے امام نے دلائل وبراہین سے یہ ثابت کیا ہے کہ؛ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بعطائے الہی تمام علوم غیبیہ حاصل ہیں؛ ہوا یہ کہ کچھ ہندوستانی ایمان فروش مولوی وگستاخان رسول جو علم غیب مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے منکر تھے انہوں نے مکہ معظّمہ میں یہ مسلہ چھیڑا اور سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے خلاف وہاں کے اکابر علماء کو ورغلانے کی لا حاصل کوشش کی کہ یہ شخص (یعنی اعلی حضرت) علم الہی اور علم مصطفی میں فرق وامتیاز نہیں کرتے ہیں علم مصطفی کو علوم الہیہ کے برابر ومساوی قرار دیتے ہیں؛ پھر شریف مکہ کے توسط سے علم غیب سے متعلق پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء پیش کیا انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ وہ حالت سفر میں ہیں کتابیں ساتھ نہیں ہیں وہ ان سوالوں کا تسلی آمیز جواب نہیں لکھ سکیں گے مگر؛ میرے امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بغیر کسی کتاب کی مدد کے صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے کی مختصر سی مدت میں ان سوالات کا ایسا مدلل ومفصل اور معرکتہ الآرا جواب تحریر فرمایا اور دلائل کے انبار لگا دئے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم | جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھائے دے ہیں

جب اسے علمائے حرمین نے دیکھا تو انگشت بدنداں رہ گئے؛ پھر اس پر انہوں نے ذوق وشوق سے تقریظات لکھیں اور اسکی تصدیق وتوثیق بھی فرمائی اور اس کتاب کی ایسی شہرت وپزیرائی ہوئی کہ مخالفین کے مکروہ عزائم خاک وخون میں مل گئے اوران کے دجل وفریب کا جال تارتار ہو گیا اور ان کے کذب وافترا کی سازشیں ناکام ہوگئیں، اور فیض یزدانی سے اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے علمی انوار وکمالات عرب وعجم میں چمک اٹھے؛؛ اور بدر ملت علیہ الرحمہ (الدولته المکیه) اعلی حضرت امام احمد رضا کی ایک زندہ جاوید کرامت قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ رسالہ دولت المکیہ اعلی حضرت کی زندہ جاوید کرامت ہے کہ آپ نے بخار کی شدت میں بغیر کسی کتاب کی مدد کے محض اپنی خداداد یادداشت کے

بل پر تفاسیر احادیث اور کتب آئمہ کی اصل عبارتوں کے حوالا جات کثیرہ نقل فرماتے ہوئے صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں تصنیف فرمایا جس میں حقائق ودقائق معارف وعوارف کے بحر زخار لہریں مار رہے ہیں اور اس کے دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ باغیوں کی سرکوبی کے لئے تازہ دم لشکر ہیں رسالہ مذکورہ کا طرز تحریر گویا معانی بدیعہ کی پاکیزہ لڑیوں میں عربی ادب کے خوش نما موتی پروئے ہیں۔ (سوانح اعلی حضرت؛ ص ۳۰۵؛رضا اسلامک مشن بریلی شریف/ماخذ از الملفوظ مکمل/حصہ دوم صفحہ ۲۲۸ تا ۲۳۰/ناشرامام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف،سال اشاعت ۱۴۳۹ھ/۲۰۱۷ء) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱۱/رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(خانہ کعبہ کی تعمیر کتنی مرتبہ ہوئی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خانۂ کعبہ کی تعمیر کب ہوئی اور کس کس نے کرائی؟ جواب عنایت فرماکر شکریہ کا موقع عنایت کریں المستفتی:۔عبداللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خانہ کعبہ کی تعمیر متعدد بار ہوئی جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ "تاریخ مکہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "خانہ کعبہ" کی تعمیر دس مرتبہ تعمیر کیا گیا۔خانہ کعبہ کو سب سے پہلے فرشتوں نے ٹھیک "بیعت المعمور" کے سامنے زمین پر بنایا۔اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی۔اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں نے اس عمارت کو بنایا اس کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہما الصلوۃ والسلام نے اس مقدس مقام کو تعمیر کیا۔اس کا تذکرہ اللہ تعالی نے قران میں بھی بیان فرمایا ہے۔قوم عمالقہ کی عمارت اس کے بعد قبیلہ جرہم نے اس کی عمارت بنائی۔اس کے بعد قریش کے مورث اعلی "قصی بن کلاب" کی تعمیر اس کے بعد قریش کی تعمیر جس میں خود ہمارے نبی حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی اور قریش کے ساتھ خود بھی اپنے دوش مبارک پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دور خلافت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تجویز کردہ نقشے کے مطابق تعمیر کیا۔ یعنی حطیم کی زمین کو کعبہ میں داخل کر دیا اور دروازہ سطح زمین کے برابر نیچا رکھا اور ایک دروازہ مشرق کی جانب اور ایک دروازہ مغرب کی جانب بنایا۔اس کے بعد عبدالملک بن مروان اموری کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کو شہید کر دیا اور ان کے بنائی ہوئی کعبہ کو ڈھا دیا اور پھر زمانہ جاہلیت کے نقشے کے مطابق کعبہ بنا دیا جو آج تک موجود ہے۔لیکن حضرت علامہ حلبی علیہ الرحمہ نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ نئے سرے سے کعبہ کی تعمیر صرف تین مرتبہ ہی ہوئی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر زمانہ جاہلیت میں قریش کی عمارت اور ان دونوں تعمیروں میں دو ہزار سات سو پینتیس (2735) برس کا فاصلہ ہے۔حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر جو قریش کی تعمیر کے بیاسی (82) سال بعد ہوئی۔ حضرات ملائکہ اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کی تعمیر کے بارے میں علامہ حلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح روایتوں سے ثابت ہی نہیں ہے۔باقی تعمیروں کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ یہ عمارت معمولی ترمیم یا ٹوٹ پھوٹ کی مرمت تھی تعمیر جدید نہیں تھی۔ (حاشیہ بخاری شریف جلد اول باب فضل مکہ ص 215) (سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کا بیان ص 70)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

سلطان رضا شمسی بلہاوی نیپال

۲۷ دسمبر ۲۰۱۹ء مطابق ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر کی بچی ہوئی مٹی سے کیا پیدا فرمایا گیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر کی بچی ہوئی مٹی کا کیا ہوا تھا برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد افضل رضا نظامی جواس ادیپور راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر کی بچی ہوئی مٹی سے کھجور کا درخت پیدا کیا گیا اسی لئے کھجور کو آدمی کی پھوپھی کہا جاتا ہے جیسا کہ تفسیر روح البیان مترجم میں ایک حدیث منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی پھوپی کھجور کا عزت واحترام کرو اس لئے کہ وہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی بقایا مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔

(تفسیر روح البیان مترجم پ:7/سورہ انعام ص:614/مکتبہ اویسیہ رضویہ میرانی روڈ بہاول پور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۵ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۰ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب یوم پیدائش اور وصال کی تاریخ برائے مہربانی عنایت فرمائیں معتبر حوالہ کے ساتھ جواب عنایت کریں　المستفتی:۔محمد فیضان رضا پورن پور پیلی بھیت یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم پیدائش کے متعلق اسلامی حیرت انگیز معلومات صفحہ 354/ میں بحوالہ مدارج النبوۃ ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت عام الفیل کے تیرہ سال بعد محرم کی چاندرات کو ہوئی۔اور آپ کے وصال کی تاریخ میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ اسلامی حیرت انگیز معلومات صفحہ 357/ میں بحوالہ اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف میں ہے آپ 26 ذی الحجہ بروز منگل 23ھ کو زخمی ہوکر یکم محرم 24ھ بروز اتوار کو وصال فرما کر مدفون ہوئے۔اور اسی میں بحوالہ نزھۃ المجالس ہے 6/ذی الحجہ 23ھ/بروز بدھ کو زخمی ہوئے تھے۔ا

اور اسی میں بحوالہ تاریخ اسلام ہے 27/ذی الحجہ 23ھ کو زخمی ہوئے اور یکم محرم 24ھ بروز ہفتہ کو وصال فرما کر مدفون ہوئے۔اھ

اور تاریخ الخلفاء صفحہ 139 میں ہے ابوعبیدہ بن جراح کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدھ کے دن 26 ذی الحجہ 23ھ کو شہید ہوئے اور ہفتہ کے دن محرم کی چاندرات کو دفن کئے گئے۔اھ

اور حضور فقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب خلفاء راشدین میں بحوالہ بخاری شریف کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب قصۃ البیعۃ والاتقان علی عثمان بن عفان اور بحوالہ اسد الغابۃ ج:4/ص:190/تحریر فرماتے ہیں 26 ذوالحجہ 23ھ بدھ کے دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے اور تین دن بعد دس برس چھ ماہ چار دن امور خلافت کو انجام دیکر 63 سال کی عمر میں وفات پائی اھ

اوراسی طرح خطبات محرم صفحہ 146 میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۴۰ مطابق ۲۸ اگست بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال اور اقوال ائمہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بڑے پیر روشن ضمیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا وصال کی تاریخ کیا ہے۔ابھی تک میں نے یہی پڑھا تھا کہ تاریخ وصال 11 ربیع الاخر 561 ہجری ہے لیکن جمعہ کے دن دوران تقریر امام صاحب نے فرمایا کہ ان کی وصال کی تاریخ نہیں ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ عنہ وجہ تخلیق کائنات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فاتحہ اس تاریخ کو دلایا کرتے تھے اسی سبب سے اس تاریخ کو فاتحہ خوانی مشہور ہوگئی حضرت کی بارگاہ میں گذارش ہے کہ مع حوالہ وضاحت فرمائیں۔ المستفتی:۔محمد ریاض گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سن و ماہ میں کوئی اختلاف نہیں البتہ تاریخ میں اختلاف ہے جیسا کہ سیرت غوثیہ صفحہ ۲۴۱/پر ہے کہ تاریخ وصال و

بروایات بسطہ ابن جوزی ابن رجب حنبلی، حافظ ابن نجار، حافظ ذہبی وعلی القادری وغیرہم، تاریخ ۱۰ ماہ ربیع الثانی سن ۵٦۱ ہجری اور بعضوں نے ۹ ربیع الثانی لکھی ہے۔ جن لوگوں نے ۳۰ کا چاند دیکھا انھوں نے ۹ فرمایا اور جن حضرات نے ۲۹ کا چاند دیکھا ۱۰ تحریر فرمایا۔ دو چار لوگوں نے ۱۱ بھی تحریر فرمایا ہے، جو آپ کے دفن کی تاریخ تھی۔ مگر محدثین کی کثرت ۱۰ ربیع الثانی سن ۵٦۱ پر ہے (یوم وصال لیلته السبت) یعنی وہ رات جس کی صبح ہونے پر شنبہ تھا۔ سن وصال ۵٦۱ روز دفن لیلته الاحد یعنی وہ رات جس کی صبح یکشنبہ تھا اور ربیع الثانی کی ۱۱ تاریخ تھی۔ سال وصال بالاتفاق سن ۵٦۱ ھ ہے۔

امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں اور امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مراۃ الجنان میں حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال صرف سال تحریر فرمایا ہے جو ۵٦۱ ھ ہے۔ دن اور مہینہ کا ذکر نہیں کیا ہے حضرت علامہ جامی علیہ الرحمہ نے بھی نفحات الانس میں حضور ۵٦۱ ھ کا ذکر کیا ہے۔ اور کمال عشق کے اعداد سے ۵٦۱ ہی نکلتا ہے بقول ابن نجار شنبہ کی شب بعد نماز عشاء بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی اور بروایت شب شنبہ ۹ ربیع الثانی کو حضرت واصل بحق ہوئے البتہ! آگے چل کر امات کے بیان میں حضور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندار جمند حضرت شیخ عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول لکھا ہے کہ ماہ ربیع الثانی میں آپ نے وصال فرمایا بظاہر مولانا جامی علیہ الرحمہ کے اس طرح مہینہ کا تعین کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں کسی متفق علیہ روایت کا آپ کو علم نہیں ہوا ہے۔ بہر کیف! سال وصال بالاتفاق ۵٦۱ ھ ہی ہے عمر شریف ۹۰ سال ۷ ماہ کی ہوئی ماہ ربیع الثانی بھی سب کو مسلم ہے البتہ تاریخ میں تاریخ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے تاریخ کے سلسلہ میں ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۳ اور ۱۷ ربیع الثانی مختلف روایات منقول ہیں دارا شکوہ کی تحقیق میں قول اصح ۹ ربیع الثانی ۵٦۱ ھ ہے۔ بعض روایتوں میں آپ کی تاریخ وصال ۸ یا ۹ ربیع الثانی بیان کی گئی ہے۔ اور بعض میں ۱۱ یا ۱۳ اور ۱۷ بیان کی گئی ہے۔ پاکستان میں آپ کا عرس اور فاتحہ ۱۱ ربیع الثانی کو ہی خصوصیت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ جبکہ بغداد شریف میں ۱۷ ربیع الثانی کو عرس ہوتا ہے۔ بعض علماء ومؤرخین ۹ ربیع الثانی کو حضور سرکار بغداد کی صحیح تاریخ وصال بتاتے ہیں۔ سید ابوالمعالی خیر الدین المتوفی علیہ الرحمہ سن ۱۰۲٤ اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں لکھتے ہیں ۱۷ ربیع لثانی ۵٦۱ ھ میں آپ نے رحلت فرمائی بعض رسالوں میں ۱۳ اور ۱۱ ربیع الثانی بھی لکھی ہے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے بغداد شریف کے بعض معتبر اشخاص کا بیان ہے کہ وہاں آپ کا عرس شریف ۱۷ ربیع الثانی کو ہی ہوتا ہے حضور سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وصال کی تحقیق کے سلسلے میں بعض اور کتابیں بھی پیش نظر ہیں مثلاً عبدالرحمن چشتی علیہ الرحمہ کی کتاب مراۃ الاسرار اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب اخبار الاخیار میں، لیکن ان کی موجودگی سے بھی صحیح

تاریخ کے حتمی یقین میں کوئی خاص مدد نہیں ملتی البتہ ہندوستان میں بھی ہر سال ربیع الثانی کے مبارک مہینہ میں حضور غوث پاک کا عرس گیارہویں شریف کے نام بڑی شان وشوکت اور ادب واحترام سے منایا جاتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ ایک روایت کے مطابق یہ گیارہویں شریف حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضور غوث پاک کو دیا ہوا عطیہ وانمول تحفہ ہے جیسا کہ آپ حضرات نے بارہا جاء الحق بحوالہ کتاب یازدہ مجلس پڑھا اور سنا بھی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۹ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷ دسمبر بروز سوموار ۲۰۱۸ء

(عورتوں کو پردے کا حکم کب ہوا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورتوں کو پردے کا حکم کب ہوا تفصیل سے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورتوں کو پردے کا حکم کب نازل ہوا تو اس کے متعلق شیخ کبیر علامہ شہیر حضور سیدنا مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب سیرت سید الانبیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی سال یعنی 4/ ہجری ذی قعدہ کے مہینہ میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کاشانہ نبوت میں رخصتی کے دن مسلمان عورتوں کے لئے پردہ کا حکم نازل ہوا بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ یہ حکم 2/ ہجری کو نازل ہوا مگر قول اول راجح ہے اس کی تصریح علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اپنی سیرت کی کتاب میں فرمائی ہے انہوں نے فرمایا ان ہر دو قولوں کی رو سے پردے کا حکم غزوۂ بنی مصطلق اور غزوۂ احزاب سے قبل نازل ہوا کیونکہ غزوۂ بنی مصطلق شعبان 5/ ہجری کو اور غزوۂ احزاب شوال 5/ ہجری کو پیش آیا۔ اھ

(ج:2/ص:351/فصل چہارم 4 ہجری کے واقعات)

اور اسی طرح حضور سیدنا امام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی نے بھی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں پردے کے حکم کے نازل ہونے کے متعلق چند اقوال ذکر کر کے ایک قول کو ترجیح دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ان تمام اقوال میں سب سے زیادہ مشہور قول یہی ہے کہ پردے کا حکم 4/ ہجری میں نازل ہوا عبارت یہ ہے (والحجاب کان فی ذی القعدہ سنۃ اربع عند جماعۃ فیکون المریسیع بعد ذالك فیرجح انها سنۃ خمس اما قول الواقدی ان الحجاب کان فی ذی القعدہ سنۃ خمس فمردود و قد جزم خلیفۃ و ابو عبید و غیر واحد بانه کان سنۃ ثلاث فحصلنا فی الحجاب علی ثلاثۃ اقوال اشهرها سنۃ اربع) اھ

(ج:8/ص:242/کتاب المغازی/باب غزوۂ انمار حدیث 4140) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۴ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۴ ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ء

(حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی پیدائش و وصال کی تاریخ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال کیا ہے برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد افضل رضا نظامی مظفر پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرجع العلماء والفقہاء سیدی حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ولادت با سعادت 22 ذوالحجہ 1310ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت بریلی شریف میں ہوئی۔ اور 13 محرم الحرام 1402ھ کا دن گذار کر شب کو 1 بجکر چالیس منٹ پر واصل بحق ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اھ (فتاوی مصطفویہ تعارف مصنف از حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خان صاحب رضوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف صفحہ 28/30) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۳ ستمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

(سلطان الھند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ پیدائش کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی تاریخ کتنی ہے۔

المستفتی:۔محمد شبیر عالم ضیائی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عطاء رسول خواجۂ خواجگان راجۂ ہندوستان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت میں مؤرخین وتذکرہ نگاروں کا شدید اختلاف ہے بہ اختلاف روایات بیان کیا جاتا ہے۔حضرت مولانا محمد شاکر نوری امیر سنی دعوت اسلامی بیان کرتے ہیں کہ آپکی ولادت کے مختلف سنین 523ھ اور 537ھ کے درمیان لکھے گئے ہیں مگر بحوالہ کلمات الصادقین مؤلف مرأۃ الاسرار نے آپکا بعمر 97/سال 627ھ میں وصال پانا لکھا ہے 627/ میں سے 97/ سال عمر کم کردینے سے آپکا سن ولادت 530ھ برآمد ہوتا ہے۔(یہی سال ولادت مؤلف مرأۃ الانساب ص:160/ اور خاندان زبیر کنبوی ج:1/ص:316/ وغیرہ نے لکھا ہے۔مرقعہ خواجگان نے ص:11/ بحوالہ آئینہ تصوف)اور بعض دوسرے تذکرہ نویسوں نے آپکی تاریخ ولادت 9/ جمادی الاخرۃ لکھی ہے 530ھ کی یہ تاریخ 15/ مارچ 1136ع روز یکشنبہ سے مطابقت کرتی ہے۔اھ (حیات سلطان الھند خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ ص:18/ مکتبہ طیبہ)

اور خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادتحریر فرماتے ہیں کہ"سن ولادت میں عام مؤرخین وتذکرہ کا اختلاف ہے 522ھ/ 527ھ/ 533ھ/ 536ھ/ اور 537ھ کی روایتیں ملتی ہیں غالب رجحان 530ھ کا ہے۔اھ

(ہند کے راجہ یعنی سوانح خواجہ ص:20/ مکتبہ فریدیہ)

اور حضرت علامہ یاسین اختر مصباحی تحریر فرماتے ہیں کہ آپکی ولادت 14/ رجب 537ھ/ مطابق 1142ع/ بوقت صبح بروز شنبہ ہے سن ولادت کے سلسلہ میں اختلاف بھی ہے مگر 537ھ/ کو اکثر مؤرخین نے ترجیح دی ہے۔اھ

(تذکار خواجہ اجمیر ص:10/ صفہ کیشنز)

اور حضرت علامہ عبد المبین قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز کی ولادت 535ھ اور وفات 627ھ اور بعض مؤرخین کے بقول ولادت 530ھ اور وفات 627ھ میں ہے۔اھ

(برکات خواجہ ص:5/نوری مشن رضا لائبریری مالیگاون) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۹ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(حضرت خضر علیہ السلام کا نام کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا اصل نام کیا ہے مہربانی کر کے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔امتیاز احمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت خضر علیہ السلام کی کنیت ابو العباس اور نام بلیا اور ان کے والد کا نام ملکان ہے بلیا سریانی زبان کا لفظ ہے عربی زبان میں اس کا ترجمہ احمد ہے خضر ان کا لقب ہے۔(صاوی ج ۳ ص ۱۷)(بحوالہ عجائب القرآن ص ۱٤۸ ناشر اعظمی بکڈ پو گھوسی مئو یوپی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(ولادت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح تاریخ کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آقا کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ولادت کی صحیح تاریخ رقم فرمادیں کیا ہے؟ المستفتی:۔معروف رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے مگر قول مشہور یہی ہے کہ واقعۂ ”اصحاب فیل“ سے پچپن (55) دن کے بعد 12 / ربیع الاول مطابق 20 / اپریل 571 عیسوی ولادت باسعادت کی تاریخ ہے اہل مکہ کا بھی اسی پر عمل درآمد ہے کہ وہ لوگ بارہویں ربیع الاول ہی کو کاشانۂ نبوت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔(بحوالہ سیرت مصطفیٰ ص:70 / ولادت باسعادت/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور ایسا ہی مدارج النبوۃ مترجم ج:2 /ص:30 / ولادت مبارک/شبیر برادرز اردو بازار لاہور/ میں ہے۔اور مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں”اس میں یعنی تاریخ پیدائش میں اقوال بہت مختلف ہیں دو (2) آٹھ (8) دس (10) بارہ (12) سترہ (17) اٹھارہ (18) بائس (22) سات قول ہیں مگر اشہر و اکثر و ماخوذ و معتبر بارہویں ہے مکہ معظّمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں”کما فی المواھب والمدارج جیسا کہ مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ میں ہے- اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہیں علامہ قسطلانی وفاضل زرقانی فرماتے ہیں " المشھور انه صلی اللہ تعالی علیه وسلم ولد یوم الأثنین ثانی عشر ربیع الاول و ھو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغیرہ اھ

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے ھو المشھور عند الجمھور” اھ اسی میں ہے " ھو الذی علیه العمل اھ۔شرح الھمزیہ میں ہے " ھو المشھور و علیه العمل”اھ اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی" و ان کان

أکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون و علیہ اجمع اھل الزیجات واختارہ ابن حزم والحمیدی و روی ابن عباس و جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنھم و بالاول صدر مغلطائی و اعتمدہ الذھبی فی تھذیب التھذیب تبعا للمزی و حکم المشھور بقیل و صحح الدمیاطی عشر اخلت اقول و حاسبنا فوجدنا غرۃ المحرم الوسیطۃ عام ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الخمیس فکانت غرۃ شھر الولادۃ الکریمۃ الوسیطۃ یوم الأحد والھلالیۃ یوم الأثنین فکان یوم الأثنین الثامن من الشھر ولذا اجمع علیہ اصحاب الزیج و مجرد ملاحظۃ الغرۃ الوسیطۃ یظھر استحالۃ سائر الأقوال ما خلا الطرفین والعلم بالحق عند مقلب الملوین " یعنی اگرچہ اکثر محدثین ومؤرخین کا نظریہ یہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی اہل زیجات کا اسی پر اجماع ہے ابن حزم وحمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے مغلطائی نے قول اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔

اقول میں کہتا ہوں ہم نے حساب لگایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرہ وسیطہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہ ولادت کریمہ کا غرہ وسیطہ بروز اتوار اور غرہ ہلالیہ بروز پیر ہوا اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے یہ وجہ ہے کہ اہل زیجات کا اس پر اجماع ہے محض غرہ وسیطہ کو دیکھنے سے طرفین کے علاوہ تمام اقوال کا محال ہونا ظاہر ہوجاتا ہے اور حق کا علم شب و روز کو بدلنے والے کے پاس ہے" اھ

(ج:26/ص:411/412/413/مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۱ مطابق ۲۲ ستمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(کیا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی اولاد تھی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی کوئی اولاد تھی کی نہیں جواب عطاء فرمائیں

المستفتی:۔ شکیل بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی چار اولادیں تھیں دولڑکے اور دولڑکیاں سب کے نام یہ ہیں (1) ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب (2) عبد اللہ ابن حلیمہ سعدیہ (3) آسیہ بنت حلیمہ سعدیہ (4) حذافہ یعنی شیما بنت حلیمہ سعدیہ۔ اھ (مواہب لدنیۃ مترجم ج:2 ص:296) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۵ محرم الحرام ۱۴۴۱ ہجری) ۲۵ ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کے اسمائے گرامی کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور والدہ کا کیا نام ہے اور وہ کس دیش میں پیدا ہوئے جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام تارخ اور والدہ ماجدہ کا نام ثانی اور بعض نے نوفا اور بعض نے لیوثا اور بعض نے ”امیلہ“ اور ایک روایت میں ”بونا بنت کرین ابن کرثی“ بتایا۔ اور آپ کی ولادت شہر بابل سے متصل قصبہ کوفی ہوئی اور تفسیر خزائن العرفان میں فرمایا کہ آپ کی جائے پیدائش اموار کے علاقہ میں مقام سوس ہے۔ (اسلامی حیرت انگیز معلومات ص:109/110) (بحوالہ تفسیر ابن کثیر، تفسیر نعیمی، الاتقان، بدایہ، العجائب الکرمانی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۳ اگست بروز سنیچر ۲۰۱۹ء

(امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وفات اور نیاز)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات کیا ہے جمہور اہل سنت کے نزدیک؟ نیز کونڈوں پر جو اس مہینے میں فاتحہ لگاتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔یم یس شیخ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک قول یہ ہے کہ آپکی وفات ماہ شوال میں ہوئی۔لیکن اتفاق اس پر ہے کہ آپکی وفات ماہ رجب میں پیر کے دن ہوئی۔تاریخ پندرہ رجب تھی۔سن وفات بعض کتابوں میں 184ھ تحریر ہے۔مگر جمہور کے نزدیک سن وفات 481ھ ہے۔تفریح الاذکیا نیز خود صواعق محرقہ میں عمر شریف اڑسٹھ (68) سال بیان کی گئی ہے۔اگر سن 80ھ میں ولادت مقدسہ تسلیم کی جائے اور عمر شریف کے اڑسٹھ سال پر اضافہ کئے جائیں تو وہی 184ھ سن وفات ٹھہرتا ہے۔یہ بھی قول ہے کہ آپ کی وفات زَہر کے اثر سے ہوئی۔زہر آپ کو زمانہ منصور میں دیا گیا۔آپ کا مزار مقدس مدینہ منورہ جنت البقیع قبرستان میں آپ کے والد امام باقر رضی اللہ عنہ اور آپ کے دادا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس ہے (شواہد النبوۃ ص۔187 تفریح الاذکیا جلد ثانی ص۔563 مراقۃ الکونین ص۔59)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیاز ہمارے ملک میں 22 رجب کو ٹکیوں یا حلوہ پوری یا کھیر پوری وغیرہ پر فاتحہ ہوتی ہے۔تاریخ وطعام کا تعین ,تعینِ شرعی نہیں بلکہ عادی وعرفی ہے۔نیاز کھیر پوری پر ہو یا کسی اور چیز پر ,تاریخ خواہ 22 ہوئی بہر حال ! تاریخ وصال 15 رجب کو نیاز ہوجاتی ہے ,البتہ خاص یوم وصال حصولِ برکات کا اعلی ذریعہ ہے۔حضور اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال کے دن قبور کریمہ کی طرف زیادہ توجہ ہوجاتی ہے (ملفوظات اعلی حضرت حصہ 3 ص۔46)

لہذا جو خاص وقت وصال شریف کا ہے وہی فیض وبرکات کیلئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

عمر فاروق ربّانی

۱۰ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری پیر